الاغناء ترجمة الاقناع

فی فقه الشافعي

مسائل و دلائل کا، مستخرجات و فروعات کا، اور قواعد و ضوابط کا مستند مجموعہ

جلد اول

مترجم

مفتی محمد نوریوسف پٹیل

خادم دارالافتاء جامع مسجد روڈ تلوجہ

نامِ کتاب: الاغناء ترجمۃ الاقناع فی حل الفاظ ابی شجاع (جلد اول)

اشاعتِ سوم مع تخفیف واضافہ: شوال المکرم ۱۴۴۳ھ، مئی ۲۰۲۲ء

قیمت: ۴۵۰ روپے

﴿ملنے کا پتہ﴾

محمد نور یوسف پٹیل

خادم دارالافتاء جامع مسجد روڈ تلوجہ،

رائیگڈھ، مہاراشٹر، انڈیا

پن کوڈ: ۴۱۰۲۰۸

Mob No: 9322737752

﴿تقریظ﴾
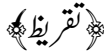
از: فقیہ العصر حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب مد ظلہم العالی

الحمد للہ رب العالمین و الصلاۃ و السلام علی محمد ﷺ وعلی آلہ الطاھرین و اصحابہ الکاملین امابعد!

علم فقہ کو علوم اسلامیہ میں مرکزی مقام حاصل ہے کیونکہ ایک جانب جہاں وہ قرآن وحدیث کا عطر، نچوڑ اور حاصل ہے وہی دوسری جانب اس کا رشتہ زندگی کے ساتھ، عوام کے تمام طبقات اور ہر فرد کے ساتھ بڑا گہرا ہے، اس میں روز مرہ کے معاملات کا شرعی حکم بھی بیان کیا جاتا ہے اور زندگی کے خاص مرحلوں اور مواقع پر پیش آنے والے واقعات میں بھی شرعی رہنمائی کی جاتی ہے اور شاذ ونادر رونما ہونے والے غیر معمولی حالات کا بھی ذکر ہوتا ہے۔

شوافع فقہا میں ایک نمایاں نام قاضی ابو شجاع احمد ابن حسین اصفہانیؒ (ولادت ۴۳۴ھ، وفات ۵۳۳ھ) کا ہے، وہ فقہ شافعی کے معتبر فقیہ ہیں، ان کی تصنیفات کو فقہائے شافعیہ کے درمیان قبول عام حاصل ہے، انہوں نے فقہ کا ایک مختصر متن تیار کیا اور اس کا نام "غایۃ الاختصار" رکھا۔ یہ کتاب حسن ترتیب، جامعیت اور جودتِ بیان کی بنا پر امتیازی حیثیت کی حامل ہے، اس متن کی کئی علمانے شرح لکھی ہے، اس کتاب کے ایک نمایاں شارح شمس الدین محمد ابن احمد الشربینی (متوفی ۹۷۷ھ مطابق ۱۵۷۰ء) ہیں، آپ فقیہ ہونے کے ساتھ ساتھ مفسر بھی تھے چنانچہ آپ نے چار جلدوں پر مشتمل ایک تفسیر قرآن بنام "السراج المنیر" تصنیف کی تھی اس کے علاوہ آپ کی بیشتر تصنیفات فقہ سے متعلق ہیں، اس میں سے چند علمی یادگار یہ ہیں "شرح شواھد القطر، مغنی المحتاج (چار جلدوں میں امام نووی کی منہاج الطالبین کی شرح)" "مناسک الحج" اور علم بلاغت میں

"تقریرات علی المطول" ان سب کے علاوہ آپ نے قاضی ابو شجاع کے متن "غایۃ الاختصار" کی بھی شرح لکھی ہے، جس کا نام ہے "الاقناع فی حل الفاظ ابی شجاع"۔

قاضی ابو شجاع کے متن کی شرح میں علامہ شربینیؒ نے طوالت اوراختصار کے مابین ایک متوسط راہ اختیار کی ہے، چنانچہ ان کی یہ شرح نہ اتنی طویل ہے کہ آدمی اکتا جائے اور نہ اتنی مختصر ہے کہ اسے سمجھنے کے لئے مزید کسی شرح وحاشیہ کی ضرورت محسوس کرے، اس کے ساتھ انہوں نے صاحب متن کی مراد کو واضح کرنے کا خاص اہتمام کیا ہے، جس کی وجہ سے اس کتاب سے طلبہ، علما اور عوام الناس سبھی استفادہ کرسکتے ہیں، شافعی علما کے درس وتدریس کا مرکز تو یہ کتاب پہلے سے تھی لیکن عربی میں ہونے کی وجہ سے عوام الناس بالعموم اس سے استفادہ کرنے سے محروم تھے۔ عوام الناس کے اس کتاب سے براہ راست استفادہ کرنے اور طلبہ وعلما کو درس وتدریس میں سہولت بہم پہنچانے کے مقصد سے محب عزیز مولانا مفتی محمد نور یوسف پٹیل صاحب زیدت حسناتہ نے "الاغناء ترجمۃ الاقناع" (جلد اول) کے نام سے اس کتاب کا رواں اور سلیس ترجمہ کیا ہے، انہوں نے صرف ترجمہ پر اکتفا نہیں کیا ہے بلکہ بحوالجات جابجا مزید مفید اضافے بھی کئے ہیں جس سے کتاب کی اہمیت دوچند ہوگئی ہے۔

کتاب کے شروع میں اصطلاحات پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے، موصوف کے اور کتب بھی اس سے پہلے طبع ہوچکے ہیں۔ امید ہیکہ ان کی یہ نئی علمی کوشش بھی نافع اور رہنما بنے گی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے اس ترجمہ کو بھی قبولیت عامہ سے نوازے اور مزید علمی وتصنیفی خدمات انجام دینے کی توفیق ارزانی فرمائے۔

خالد سیف اللہ رحمانی

خادم المعہد العالی الاسلامی، حیدرآباد

﴿تقریظ﴾
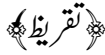
استاذی المحترم حضرت مولانا عبد السلام ابن عبد الغفور جو (فلاحی)

الحمدللہ وحدہ والصلاۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ!

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بہت سی صفات اور خوبیوں سے نوازا ہے، جس میں تعلیم وتعلم ہے۔ جہاں تک علم فقہ کا تعلق ہے، یہ علوم شرعیہ میں سب سے اہم ہے کیونکہ اس میں قرآن وحدیث سے مستنبط مسائل کا ذکر ہے۔

مقام مسرت ہے کہ مفتی محمد نور پٹیل پنویل پاڑا محلہ مسجد میں امامت وافتا کی اہم ذمہ داریوں کے باوجود فقہ شافعی کی طباعت اور اشاعت میں ہمہ وقت کوشاں ہے کہ کس طرح تحریری شکل میں پہنچائے چنانچہ اب ایک اہم کتاب "الاقناع" کا ترجمہ بنام "الاغناء ترجمۃ الاقناع" (جلد اول) فرمارہے ہیں، جس میں مع حوالجات جابجا تشریح بھی ہے۔ یقینا یہ کتاب (الاقناع) فقہ شوافع میں اہم ہے اسی وجہ سے آخری درجات میں داخل نصاب ہے۔

یہ کتاب خطیب شربینی کی تالیف ہے۔ دراصل یہ متنِ ابوشجاع کی شرح ہے۔ صاحب متن کی قبولیت کے لئے یہی کافی ہے کہ ان کے متن کی شروحات کئی حضرات نے لکھی ہیں۔

ماشاء اللہ اب ہمارے چھوٹے ابوشجاع یعنی مفتی محمد نور صاحب نے اس پر قلم اٹھایا اور ہماری طرف سے کفایہ کا درجہ حاصل کیا۔ نیز مفتی صاحب کی ہر ایک تالیف میں حوالجات درج ہیں جس سے ان کے مطالعہ کی وسعت کا پتہ لگتا ہے۔

مفتی صاحب جامعہ عربیہ شریوردھن کے ان فضلا میں سے ہیں جو پہلی بار جامعہ سے فارغ ہوئے اور فلاح دارین ترکیسر سے سند افتا حاصل کرکے کوکن کے سب سے پہلے مفتی بن گئے اور پھر جامعہ میں تشریف لائے اور دارالافتا کی ابتدا کرکے چار سال خدمت

انجام دی۔ کسی نے سوچا تھا کہ یہ طالب علم جو زمانۂ طالب علم میں خاموش مزاج تھا اس سے علم فقہ میں اللہ پاک اتنا کام لیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم اور مطالعہ میں مزید اضافہ فرمائے اور سابقہ کی طرح اس ترجمہ کو بھی قبولیت عطا فرمائے اور مکتبۂ نوریہ کے نور کو عام فرمائے۔

خاکسار

عبد السلام جو (فلاحی)

(مقیم حال) برطانیہ

فہرستِ مضامین

﴿پیشِ لفظ﴾

حمداو صلاۃ امابعد!

رب رحیم کا فرمان ہے :**عَلَّمَ الْإِنسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ** (سورۃ علق/۵)یقیناً اس نے دینی، طبی، صنعتی، سائنسی اور سیاسی علم سکھایا، ملخص یہ کہ سب کچھ سکھایا۔ مفسر کو تفسیر سکھایا، محدث کو حدیث سکھایا اور فقیہ کو فقہ سمجھایا، افہام فقیہ بصورۃ کتب عربیہ ہے، ان میں سے منتخب و مختار درسی کتابوں میں شامل ہیں جیسے۔ **الدرر البهية، متن الغاية، عمدة السالک و عدة الناسک** اور **الاقناع** جو مستند، مدلل، مستخرجات و فروعات اور قواعد و ضوابط سے لبریز اور مفصل مسائل کی کتاب ہے۔

زبان انسان کا خاصہ ہے اس لئے کہ وہ حیوانِ ناطق ہے اور اس وجہ سے بھی کہ وہ حیوانِ مدنی ہے جس کی فطرت میں اجتماعیت ہے۔ زندہ زبان خواہ کوئی بھی کیوں نہ ہو وہ اپنی وسعت داماں کا ثبوت اسی وقت دیتی ہے جب کہ اس کے دامن اشتقاق میں نئی ضروریات کی تکمیل کے لئے بسہولت و بلا کلفت انتخاب واستنباط کو موزوں جگہ مل جائے، نیز اس ترقی یافتہ دور میں مرورِ زمانہ کے ساتھ زندگی کے گوشۂ عمل میں جس طرح نمایاں تغیرات وجود پذیر ہورہے ہیں اسی طرح اردو زبان کے مطابق طرزِ تعبیر میں نمایاں تغیرات کا حل وقت کا تقاضا بن گیا ہے اور جو زبان کسی قوم میں بولی جاتی ہے اور ان میں مروج ومانوس ہوتی ہے اس میں ادراک وفہم سہل ہوتا ہے اس لئے احقر کو ترجمۂ اقناع ہدیۂ نظر کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی تو اپنی علمی کمتری وبے مائیگی کے اعتراف کے باوجود فرمانِ الٰہی : **فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ** (سورۃ ھود/۱۱۵) کے پیش نظر ابتداء کی جس کا نام: **الإغناء ترجمة الإقناع** ہے، از فضلِ رب جلد اول مکمل ہوئی۔

﴿الاغناء کی خصوصیتیں﴾

۱)شارح سے مراد: صاحب اقناع شرح متن الغایۃ ہیں۔

۲)متن اور اس کے ترجمہ کی عبارت بین القوسین اور موٹی ہے۔

۳)الاقناع سے زائد کتبِ معتبرہ سے ذکر کردہ مسائل مع حوالجات بین القوسین مرقوم ہیں، لیکن حاشیۃ البجیرمی اور تعلیق علی الاقناع سے لئے ہوئے مسائل خوفِ تکرار سے مع حوالجات نہیں ہیں۔

اے اللہ !اس ناتواں کی سعی کو مقبولِ خاص وعام فرما، مفید ومثمر ثابت فرما اور مغفرت کے لئے رحمتِ حق بہانہ می جویہ کے مصداق فرما۔

گزارش: دوزبانوں کے الفاظ کا باہم تبادلہ وترجمہ اہم ومشکل کام ہے اور ویسے بھی خطاء انسانی فطرت ہے الانسان مرکب من الخطاوالنسیان لہٰذا ناظرین کرام سے التماس ہے کہ دوران مطالعہ کوئی لغزش نظر آئے تو ازراہِ کرم مطلع فرمائیں، اللہ تعالی آپ کو اجر سے نوازے۔ آمین اللھم آمین

احقر

محمد نور پٹیل

ساکن تلوجہ

﴿مقدمہ اغناء﴾

(۱)تعریف (۲)واضع (۳)اسم (۴)موضوع (۵)حکم (۶)غایت (۷)فضیلت (۸)مسائل(۹)فائدہ(۱۰)نسبت(۱۱)استمداد

لغوی تعریف: سمجھنا۔(انوار السنیۃ ص/۶)

اصطلاحی تعریف: احکام شرعیہ عملیہ کو جاننا جو تفصیلی دلائل سے حاصل ہوتے ہیں۔(ایضا)

واضع: [اسلامی علوم کی ابتداء اسلام کے ساتھ ہوئی اور نزول وحی کے زمانہ ہی سے عقائد، تفسیر، حدیث، اور فقہ کی تعلیم شروع ہو چکی تھی لہذا] اس فن کے واضع آپ ﷺ ہیں۔**وواضعه النبی** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔(ایضاص/۷)

اسم: یعنی اس فن کا نام کیا ہے۔۔؟۔۔اس کا نام علم فقہ ہے، [علم فقہ میں حلال و حرام، جائز وناجائز احکام ہوتے ہیں لہذا اس کو علم حلال وحرام بھی کہتے ہیں] **واسمه علم الفقه**(ایضا)

موضوع: علم فقہ کا موضوع مکلف آدمی کا فعل وعمل ہے جس کو احکامِ خمسہ عارض ہوتے ہیں، [فرض مندوب، مباح، مکروہ اور حرام یعنی فعل واجب ہوتا ہے، حرام ہوتا ہے یا پھر جو احکامِ خمسہ کا معروض ہوتا ہے یعنی احکامِ خمسہ عرض ہے جو اس کے لئے ثابت ہوتے ہیں جیسے قیام عرض ہے جو زید کو عارض ہوتا ہے یعنی زید کے لئے ثابت کیا جاتا ہے۔"زید قائم" میں قیام زید کے لئے ثابت کیا گیا ہے] **وموضوعه فعل المكلف من حيث انه معروض للاحكام الخمسة**۔(ایضا)

حکم: جن مسائل سے عبادات کی درستگی ہوتی ہے مثلا وضوء اور نماز وغیرہ کے فرائض وغیرہ ان کو حاصل کرنا فرض عین اور ضروری ہے، اس سے آگے درجۂ افتاء تک رسائی واجب کفائی ہے اور اس سے آگے اجتہاد تک مندوب ہے۔ **وحكمه الوجوب العينى بقدر ما يعرف به تصحيح عباداته فان زاد على ذلك صار واجبا كفائيا الىٰ بلغ درجة الافتاء فان زاد علىٰ ذلك الى ان بلغ درجة الاجتهاد صار مندوبا**۔(ایضا)

غایت: علم فقہ کی غایت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضامندی حاصل کرنا ہے جس سے سعادت دارین نصیب ہوتی ہے۔ **وغایته الفوز برضا اللہ تعالیٰ ورسوله ﷺ الناشئ منه سعادة الدارين۔** (ایضا)

فضیلت: علم فقہ کی فضیلت یہ ہے کہ اس کو تمام علوم پر فوقیت حاصل ہے چنانچہ رسول مقبول ﷺ کا فرمان ہے: اللہ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اس کو دین کی صحیح سمجھ عطا فرماتا ہے۔ **وفضله فوقانه على سائر العلوم بقوله ﷺ من يرد الله به خيرا يفقه في الدين۔** (ایضا) نیز آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: **فقيه واحد أشد على الشيطان من ألف عابد** (ترمذی، ابن ماجہ) ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے کیونکہ عابد کی عبادت بلا بصیرت ہوتی ہے اسلئے شیطان پر بہت آسان ہے کہ وہ اس کو چاہِ ضلالت میں ڈالدے اور شکوک وشبہات میں مبتلا کردے۔ حضرت علی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا ہی بہتر شخص ہے وہ جو دین میں سمجھ رکھتا ہو (مشکوۃ ج/۱ص/۳۶) حضرت عمرؓ فرماتے ہیں: سردار ہونے سے قبل فقہ سیکھ لو۔ (حاشیہ مع بخاری)

مسائل: اس کے مسائل اس کے قضایاں ہیں جیسے نیت واجب ہے اور وضوء شرط ہے نماز صحیح ہونے کے لئے اور دخول وقت سبب ہے اس کے لئے۔ **ومسائله قضاياه كالنية واجبة والوضوء شرط لصحة الصلاة ودخول الوقت سبب لها۔** (انوار السنیۃ ص/۶۳)

فائدہ: اس کا فائدہ اللہ تعالی کے اوامر کو بجالانا اور نواہی سے رک جانا۔ **وفائدته امتثال اوامر الله تعالىٰ واجتناب نواهيه** (فتح المعین)

نسبت: تفسیر وحدیث کے ماسوا اور غیر ہے یعنی دوسرے علوم سے علیحدہ اور سوا ہے یعنی علم فقہ نہ علم تفسیر ہے نہ علم حدیث، یعنی فقہ اور ہے اور یہ علوم اور ہیں۔ **ونسبته الى**

غيره:أنه من العلوم الشرعية وهي ثلاثة الفقه والتفسير والحديث فهو مغاير للعلوم۔(انوار السنیۃ ص/۷)

استمداد: یعنی فقہ کی تدوین میں کس سے مدد لی گئی ہے۔؟۔علم فقہ کی تدوین میں قرآن، حدیث، اجماع اور قیاس سے مدد لی گئی ہے۔واستمداده من الكتاب والسنة والاجماع والقياس۔(ایضا)

مذکورہ گیارہ امور کو مبادی کہا جاتا ہے۔

﴿اصطلاحاتِ فقہاء کی پہچان﴾

فقہاء جب کتبِ فقہ میں لفظ "الامام" کہتے ہیں تو اس سے مراد: امام الحرمین جوینی ہوتے ہیں الامام:هو يطلق -عند الشافعية-على امام الحرمين ابى المعالى الجوينى شيخ الامام الغزالى (التعلیق علی الاقناع)

فقہاء جب لفظ "القاضی" کہتے ہیں تو اس سے مراد: القاضی حسین ہوتے ہیں۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں خراسانیین کے فقہائے متاخرین کی کتابوں میں جیسے نہایۃ، تتمۃ، تھذیب، کتبِ غزالی اور ان کے مانند کتابوں میں جب لفظ القاضی مطلق آئے تو اس سے مراد القاضی حسین ہوتے ہیں، القاضى: ويطلق على القاضى حسين قال النووى:ومتى اطلق القاضى فى كتب متاخرى الخراسانيين كالنهاية و التتمة والتهذيب وكتب الغزالى ونحوها فالمراد به القاضى حسين (ایضاً)

فقہاء جب لفظ "القاضیان" کہتے ہیں تو اس سے مراد: رویانیؒ اور ماوردیؒ ہوتے ہیں القاضيان : ويطلق على الرويانى والماوردى (ایضاً) رویانی سے مراد : قاضی عبد الواحد ابن اسماعیل ہیں۔

اور ماوردی سے مراد: امام علی ابن محمد ابن حبیب ماوردی، بصری ہیں۔(ایضاً)

فقہاء جب لفظ "الشیخان" کہتے ہیں تو اس سے مراد: امام رافعی اور نووی ہوتے ہیں، الشیخان: ویطلق علی الامام الرافعی والنووی۔ (ایضاً)

فقہاء جب لفظ "الشیوخ" کہتے ہیں تو اس سے مراد: امام رافعی، نووی اور سبکی ہوتے ہیں، الشیوخ یطلق علی الرافعی والنووی والسبکی (ایضاً) یہ شیخ الاسلام تقی الدین علی ابن عبد الکافی ابن علی سبکی ہیں، یہ تاج الدین سبکی کے والد ہیں (ایضاً)

فقہاء جب لفظ "الربیع" مطلق کہتے ہیں تو اس سے مراد: ربیع مرادی ہوتے ہیں اور جب ان کی مراد: ربیع جیزی ہوتی ہے تو وہ جیزی کی قید لگاتے ہیں، واذا اطلق الربیع فی کتب المذھب فالمراد بہ الربیع المرادی واذا ارادوا الجیزی قیدوہ بالجیزی (ایضاً)

جب اصحاب یا معظم اصحاب کا دو قول یا دو وجوہ میں سے کسی ایک قول یا ایک وجہ پر اتفاق ہوتا ہے تو اس کو ان الفاظ سے تعبیر کرتے ہیں، والمذھب کذا یا وھو المذھب یا والمذھب علی ھذا القول، **فاذا اتفق الاصحاب ـ أو معظمهم ـ على أحد هذين القولين، أو الوجهين عبروا عن هذه بقولهم: ''والمذهب كذا'' أو ''وهو المذهب'' او ''والمذهب على هذا القول''** (ایضاً)

فقہاء جب لفظ "الشارح" معرفہ یا "الشارح المحقق" مطلق کہتے ہیں تو اس سے مراد: جلال الدین محلی شارح المنہاج ہوتے ہیں، بشرطیکہ کسی نے اس اصطلاح کے علاوہ کوئی اور اصطلاح مراد نہ لی ہو، اور اگر لی ہو جیسے کہ ابن حجر شرح الارشاد میں جب مطلق الشارح کہتے ہیں تو مراد: الجوجری شارح الارشاد ہوتے ہیں۔

فقہاء جب لفظ "شارح" نکرہ کہتے ہیں تو اس سے مراد: شراح میں سے کوئی شارح ہوتے ہیں چاہے جس کتاب کے شارح ہو، بعض فقہاء فرماتے ہیں کہ صاحب تحفہ شارح سے ابن شہبہ مراد لیتے ہیں، **واذا اطلقوا الشارح معرفا او الشارح المحقق یریدون بہ الجلال المحلی شارح المنهاج حيث لم يكن لهم اصطلاح بخلافه وإلا**

کابن حجر فی شرح الارشاد حیث اطلق الشارح یرید بہ الجوجری شارح الارشاد وان قالوا شارح فالمراد بہ واحد من الشراح لای کتاب کان کما ھو مفاد التنکیر ولا فرق فی ذالک بین التحفۃ وغیرھا کما أوضحت ذالک فی غیر ھذا المحل خلافا لمن قال انہ یرید ابن شھبہ (ترشیح المستفیدین /۷)

فقہاء جب "قال بعضھم ونحوہ" کہتے ہیں تو اس سے مراد: مطلق شارح یا ماتن ہوتا ہے، وحیث قالوا قال بعضھم ونحوہ فھو اعم من شارح (ایضاً)

ابن حجر جب شیخنا کہتے ہیں یا خطیب شربینی شیخنا کہتے ہیں یا جمال رملی الشیخ کہتے ہیں تو شیخ الاسلام زکریا مراد ہوتے ہیں خطیب شربینی شیخی کہتے ہیں تو شہاب رملی مراد ہوتے ہیں اور جمال رملی افتی بہ الوالد ونحوہ کہتے ہیں تب بھی شہاب رملی مراد ہوتے ہیں، وحیث قال ابن حجر شیخنا یرد بہ شیخ الاسلام زکریا وکذلک الخطیب الشربینی وھو مراد الجمال الرملی بقولہ الشیخ وان قال الخطیب شیخی فمرادہ الشھاب الرملی وھو مراد الجمال الرملی بقولہ افتی بہ الوالد ونحوہ (ایضاً)

فقہاء جب کسی قول کے متعلق "لا یبعد کذا" کہتے ہیں تو اس سے مراد: احتمال ہوتا ہے، واذا قالوا لایبعد کذا فھو احتمال (ایضاً)

فقہاء جب کسی قول کے متعلق علی ماشمل کلامھم ونحو ذلک کہتے ہیں تو اس سے مراد اس قول سے اپنی براءت کی طرف اشارہ ہوتا ہے یا یہ کہ یہ قول مشکل ہے جیسا کہ اس کی تصریح کی ہے ابن حجر نے حاشیۂ فتح الجواد میں لیکن یہ اس وقت ہے جبکہ تضعیف وترجیح نہ کی ہو ورنہ مشکل نہ ہوگا بلکہ وہ حکم مراد ہوگا جو انہوں نے لگایا، وحیث قالوا علی ماشمل کلامھم ونحو ذلک فھو اشارۃ الی التبری منہ أو انہ مشکل کماصرح بذلک ابن حجر فی حاشیۃ فتح الجواد و محلہ حیث لم ینبہ علی تضعیفہ او ترجیحہ والا خرج عن کونہ مشکلا الی ماحکم بہ علیہ (ایضاً)

فقہاء جب ان صح ھذا فکذا کہتے ہیں تو اس سے مراد: عدم ارتضاء ہوتا ہے،

وان قالوا ان صح ھذا فکذا فظاھرہ عدم ارتضائہ کما نبہ علیہ فی الجنائز من التحفۃ (ایضاً)

کتب فقہ میں بسا اوقات مصنف کا مکمل نام لینے کے بجائے صرف رمز سے ان کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے لہذا کس رمز سے کونسے مصنف مراد ہوتے ہیں ذیل میں مذکور ہے:

سم	سے مراد	شیخ احمد ابن قاسم عبادی
م ر	"	محمد رملی
ق ل	"	شیخ قلیوبی
ح ل	"	شیخ حلبی
ح ف	"	شیخ حفناوی
زی	"	شیخ زیادی
م	"	رملی
خ ط	"	خطیب شربینی
ب ج	"	شیخ بجیرمی
ع ش	"	شبراملسی
س ل	"	سلطان مزاحی
رش	"	رشیدی
ش و	"	شوبری
ش ق	"	شرقاوی

ج م	۔	جمل
ک ر	۔	کردی
ط ب	۔	طبلاوی کبیر
م د	۔	مدابغی
ح ج	۔	ابن حجر مکی
اج	۔	اجھوری
ع ن	۔	عنانی
عب	۔	ابن حجر مکی شرح العباب
ب ر	۔	برماوی
ش ر	۔	شیخ شروانی

فقہاء بسا اوقات لفظ "القفال الصغیر" ذکر کرتے ہیں اس وقت ان کی مراد آپ میں اور القفال الشاشی الکبیر میں فرق کی ہوتی ہے،وربما سمی "القفال الصغیر" تمییزاله عن القفال الشاشی الکبیر (تعلیق علی الاقناع ۱/۱۴۴)

فقہاء کی عبارتوں میں مطلق لفظ مکروہ آئے تو اس سے مراد تنزیہی ہے، مجموع میں ہے:یکرہ الجلوس (علی القبر) وأرادوا به كراهة التنزيه كماهو المشهور في استعمال الفقهاء وصرح به كثيرون منهم (ج۵ / ۳۱۲)

﴿مکروہ کی دو قسمیں ہیں﴾

مکروہ تحریمی اور مکروہ تنزیہی:۔

مکروہ تحریمی کہتے ہیں: جس کام کو کرنے سے حضور ﷺ نے تاکید سے منع فرمایا ہو۔

مکروہ تنزیہی کہتے ہیں: جس کام کو کرنے سے حضور ﷺ نے تاکید سے منع نہ فرمایا ہو۔

الفرق بينهما ان الاولى (اى كراهة تحريم) ما كانت بنهى جازم والثانية (اى كراهة تنزيه) ما كانت بنهى غير جازم (حاشیۃ الاقناع)

﴿حرام اور مکروہ تحریمی کے درمیان فرق﴾

یہ ہیکہ حرام کی دلیل میں تاویل کا احتمال نہیں ہوتا اور مکروہ تحریمی کی دلیل میں تاویل کا احتمال ہوتا ہے۔ والفرق بين الحرام وكراهة التحريم ان الاول دليله لايحتمل التاويل والثانى يحتمله (حاشیۃ الاقناع)

اصطلاحاتِ فقہاء میں مطولات سے مراد شروح ہیں اور مختصرات سے مراد متون ہیں۔

﴿لفظِ حرام، ناجائز اور ممنوع ہم معنی ہونے کی مثال﴾

اما غير المحترم كفلسفة و منطق مشتمل عليها فلا (الاقناع ۱/۴۹) قوله: (فلا) اى فلايحرم الاستنجاء به (حاشیۃ البجیرمی ۱/۲۷۲) كماقاله بعض المتأخرين، اماغير المشتمل عليها فلايجوز الخ (الاقناع ۱/۴۹) والحق بما فيه علم محترم جلده المتصل به دون المنفصل عنه، بخلاف جلد المصحف فانه يمتنع الاستنجاء به مطلقا (حاشیۃ البجیرمی ۱/۲۷۳)

﴿قولِ قدیم اور جدید﴾

مصر آنے سے قبل حضرت امام شافعیؒ نے تصنیفاً یا افتاءً یا املاءً جو فرمایا اسے قول قدیم کہتے ہیں، مصر آنے کے بعد آپؒ نے تصنیفاً یا افتاءً یا املاءً جو فرمایا اسے قولِ جدید کہتے ہیں۔ (تعلیق علی الاقناع)

القول القديم:هو اصطلاح اطلقه الشافعية على ماقاله الامام الشافعی قبل دخوله مصر تصنيفا أو افتاء وقدسمی بالقديم لانه صنفه ببغداد اولا ثم صنف الجديد بمصر (ایضا)

الجديد : وهو مصطلح اطلقه علماء الشافعية على اقوال الشافعی بعد دخول له مصر افتاء أو تصنيفا أو املاء(ایضاً)

﴿قولِ قدیم کے روات﴾

قولِ قدیم کی روایت کرنے والی ایک جماعت ہے ان میں سے زیادہ مشہور یہ حضرات ہیں:

۱)احمد ابن حنبلؒ (۲)زعفرانی،ان سے :ابو علی حسن ابن محمد ابن صباح مراد ہے(۳) کرابیسی ان سے : حسین ابن علی ابن یزید کرابیسی ، بغدادی مراد ہے(۴)ابو ثور ان سے:ابراہیم ابن خالد ابن ابوالیمانی الکلبی، بغدادی مراد ہے(تعلیق علی الاقناع)(مغنی المحتاج ۱/۴۱)

والقديم ماقاله بالعراق تصنيفا۔۔۔۔۔۔ورواته جماعة اشهرهم : الامام أحمدبن حنبل والزعفرانی والكرابيسی وابو ثور (ایضا)

﴿قولِ جدید کے روات﴾

یہ حضرات ہیں: بویطی، مزنی، ربیع مرادی، حرملۃ، یونس ابن عبد الاعلی، عبداللہ ابن زبیر، محمد ابن عبد اللہ ابن عبد الحکم، مکی اور ان کے علاوہ، بویطی، مزنی اور ربیع مرادی کا بہ نسبت اوروں کے نشر واشاعت میں وافر حصہ رہا ہے۔

ورواته:البويطی والمزنی والربيع المرادی وحرملة ويونس بن عبدالاعلی وعبدالله بن الزبير ومحمدبن عبدالله بن عبدالحكم والثلاثة الاول:البويطی والمزنی والربيع المرادی هم الذين رواية الجديد من قولی الشافعی وقامون بذلک والباقون نقلت عنهم اشياء محصورة على تفاوت بينهم الخ (تعلیق علی الاقناع)

ورواته: البويطى والمزنى والربيع المرادى وحرملة ويونس بن عبدالاعلى وعبدالله بن الزبير والمكى ومحمدبن عبدالله بن عبدالحكم۔۔۔۔وغير هٰؤلاء الخ (مغنی المحتاج ۱/۴۱)

بویطی ان سے: امام ابویعقوب یوسف ابن یحیی قریشی مراد ہے۔

ربیع مرادی ان سے: ابو محمد ربیع ابن سلیمان ابن عبد الجبار مرادی مراد ہے۔

حرملۃ ان سے: حرملۃ ابن یحیی تجیبی مراد ہے (تعلیق علی الاقناع)

﴿عراق اور مصر کے درمیان امام شافعیؒ نے جو فرمایا اسے کیا کہتے ہیں﴾

مذکورہ صورت میں قول متأخر کو قولِ جدید کہتے ہیں اور قولِ متقدم کو قول قدیم کہتے ہیں، واما ماوجد بین مصر والعراق فالمتأخر جديدو المتقدم قديم (مغنی المحتاج ۱/۴۱)

﴿قولِ جدید اور قولِ قدیم کی اختلافی صورت میں کس قول پر فتوی دیا جاتا ہے؟﴾

مذکورہ صورت میں قولِ جدید ہی پر فتوی دیا جاتا ہے لیکن بعض مسائل میں قولِ قدیم پر فتوی دیا گیا ہے، ان کی تعداد میں اختلاف ہے بہر حال امام نوویؒ نے ان کی تعداد ۱۹/ بتلائی ہے وہ یہ:

فى المذهب الشافعى مسائل معدودة، يفتى بها ـ عند الشافعية ـ على القديم من قولى الشافعى. وقد اختلف الشافعية فى عدد هذه المسائل، والذى ذكره النووى منها تسع عشرة مسالة ذكرها فى المجموع، وهذا المسائل هى:

۱ـ مسألة: التثويب في أذان الصبح. القديم استحبابه.

۲ـ مسألة: التباعد عن النجاسة في الماء الكثير. القديم أنه لا يشترط.

۳ـ مسألة: قراءة السورة في الركعتين الاخيرتين، القديم: لا يستحب.

٤ـ مسألة: الاستنجاء بالحجر فيما جاوز المخرج. القديم جوازه.

٥ـ مسألة: لمس المحارم، القديم: أنه لا ينقض الوضوء.

٦ـمسألة : الماء الجاري، القديم أنه لا ينجس إلا بالتغير.

٧ـمسألة : تعجيل العشاء، القديم أنه أفضل.

٨ـمسألة : وقت المغرب، القديم امتداده إلى الشفق.

٨ـمسألة : المنفرد إذا نوى الاقتداء في أثناء الصلاة، القديم جوازه.

١٠ـمسألة : أكل جلد الميتة المدبوغ، القديم: تحريمه.

١١ـمسألة : وطء المحرم بملك اليمين، القديم: أنه يوجب الحد.

١٢ـمسألة : تقليم أظفار الميت، القديم: كراهته.

١٣ـمسألة : شرط التحلل من الاحرام بمرض ونحوه، القديم جوازه.

١٤ـمسألة : اعتبار النصاب في زكاة الركاز، القديم: أنه لا يعتبر.

١٥ـمسألة : الجهر بالتأمين للمأموم في صلاة جهرية، القديم: استحبابه.

١٦ـمسألة : من مات وعليه صوم، القديم: أن وليه يصوم عنه.

١٧ـمسألة: الخط بين يدي المصلى إذا لم يكن معه عصا او نحوها، القديم: أنه مستحب.

١٨ـمسألة : امتنع أحد الشريكين من عمارة الجدار، القديم: أنه يجبر.

١٩ـمسألة : الصداق في يد الزوج، هل هو مضمون ضمان العقد أو ضمان اليد؟ القديم: أنه مضمون ضمان اليد. (تعليق على الاقناع)

﴿کیا قولِ مخرج امام شافعیؒ کی طرف منسوب ہوگا﴾

تخریجات کی دو قسمیں ہیں : (اول) خارج مذہب شمار کی جانے والی تخریجات (ثانی) مذہب شمار کی جانے والی تخریجات۔

اول: وہ تخریجات ہیں جو مسئلہ میں امام شافعیؒ کی موجود نص کے خلاف ہو یا مخرج نے امام شافعیؒ کے قواعدِ اصولیہ میں سے کسی قاعدہ کی مخالفت کی ہو۔

ثانی: وہ تخریجات ہیں جن کی تخریج مذہب کے اصول و قواعد پر کی گئی ہو اور امام شافعیؒ کے نص کے خلاف نہ ہو، اس کلام میں تو کہا گیا ہے کہ: ان تخریجات کو "اوجہ فی

مذھبہ" کہا جائے گا اس لئے کہ امام شافعیؒ نے یہ حکم ذکر نہیں کئے، اگرچہ آپ کے اصول پر تخریج کی گئی ہے اور آپ کے قواعد پر جاری ہے۔ جمع الجوامع ۲/۳۶۰ پر ہے (والاصح) علی الاول (لاینسب) القول فیھا (الیه مطلقا بل) ینسب الیه (مقیدا) بانه مخرج حتی لایلتبس بالمنصوص، اصح یہ ہے کہ بلا قید منسوب نہیں ہوگا قید کے ساتھ منسوب ہوگا، یہ نہیں کہا جائے گا کہ امام شافعیؒ کا قول ہے، بلکہ یہ کہا جائے گا کہ امام شافعیؒ کا قولِ مخرج ہے۔

هل ینسب القول المخرج الی الشافعی؟ تنقسم التخريجات التي يخرجها علماء الشافعية إلى قسمين

الأول: تخريجات تعد خارجة عن المذهب، ولا تنسب إليه "وهی التی يكون المخرج قد خالف فيها الشافعي في واقعة من الوقائع، أو خالف فيها قاعدة من القواعد الأصولية، فإن هذه لا تحتسب من المذهب الشافعی، لمخالفتها لرأيه، أو منافاتها في الاجتهاد لأصله، إذ لا ينسب إلى مذهب الشافعی ما يكون ضد رأيه، ولا يعد من مذهبه ما جرى على غير أصوله وخرج على غير قواعده. وقد كان من بعض أصحابه من سلک ذلک المسلک في مسائل انفرد بها." قلت: ومن هؤلاء الذين يشير الإمام أبو زهرة: المزني وأبو ثور

الثانی: تخريجات تعد من المذهب الشافعی. وهی التی خرجت على أصول المذهب وقواعده ولم تخالف نصاً للشافعی نفسه ، فهذه التخريجات معدودة من مذهب الشافعية، ولكن يقولون إليها: أوجه في مذهبه، لأنه لم يقلها وإن خرجت على أصوله وصارت على قواعده" (ایضاً)

﴿اقوال کسے کہتے ہیں﴾

اقوال کہتے ہیں: امام شافعیؒ کی طرف جو مختلف باتیں منسوب ہوں۔ فالاقوال للشافعی (المجموع ۱/۶۵)

﴿کسی مسئلہ میں ۲/ جدید قول ہو تو عمل کس پر ہو گا﴾

اگر مسئلہ میں دو قول جدید ہو تو عمل آخر پر ہو گا، اگر مؤخر معلوم نہ ہو تو عمل اس پر ہو گا جس کو امام شافعیؒ نے ترجیح دی ہو، اگر یہ دو قول ایک ہی وقت میں واقع ہوں تو امام شافعیؒ نے جس قول پر عمل کیا وہ دوسرے کے لئے ابطال ہو گا، مزنی کے نزدیک، اور ان کے علاوہ نے کہا ابطال نہ ہو گا بلکہ جس پر عمل کیا اس کو دوسرے کے مقابلہ میں ترجیح ہو گی، یہ بات اولیٰ ہے اور اگر دو قول ایک ہی وقت میں واقع ہوئے ہیں یا یکے بعد دیگرے اس کا علم نہ ہو تو ان دو میں راجح قول کونسا ہو گا اس کے متعلق بحث لازم ہو گی اس شخص کے حق میں جو اس کا اہل ہو، اگر مشکل معلوم ہو تو توقف کیا جائے گا۔ وان کان فیھا قولان جدیدان فالعمل بآخرھما فان لم یعلم فیما رجحه الشافعی، فان قالھما فی وقت واحد ثم عمل باحدھما کان ابطالا للآخر عند المزنی وقال غیرہ: لایکون ابطالا بل ترجیحا، وھذا اولی، واتفق ذالک للشافعی فی نحو سنة عشر مسألة، وان لم یعلم ھل قالھما معا أو مرتبا لزم البحث عن ارجحھما بشرط الاھلیة، فان اشکل توقف فیه الخ (مغنی المحتاج)

﴿امام شافعیؒ کے ۲/ (جدید) قول میں کونسا قول اولی ہو گا﴾

امام شافعیؒ کے ۲/ (جدید) قول میں سے ایک قول قولِ امام ابو حنیفہؒ کے موافق ہو تو ان ۲/ میں کونسا قول اولیٰ ہو گا اس صورت میں حضراتِ شوافع کی ۲/ وجہ ہیں: ان میں ایک یہ ہیکہ قول مخالف اولیٰ ہو گا، شیخ ابو حامد اسفرائینی اس کے قائل ہیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ قول موافق اولیٰ ہو گا، قفال مروزی اس کے قائل ہیں اور یہ ہی اصح ہے، قال النووی: وحکی القاضی حسین فیما اذا کان للشافعی قولان۔ احدھما یوافق أبا حنیفة، وجھین لاصحابنا: احدھما: ان القول المخالف اولیٰ وبه قال الشیخ ابو حامد الاسفرائینیی لان الشافعی لم یخالفه إلا لموجب المخالفة والثانی: ان القول الموافق اولیٰ قاله القفال المروزی وھو الاصح الخ (تعلیق علی الاقناع)

﴿اوجہ کسے کہتے ہیں﴾

اوجہ کہتے ہیں: امام شافعیؒ کے اصول و قواعد پر تخریج و تفریع کرتے ہوئے فقہاء شوافع جو رائے قائم کریں۔

والاجه لاصحابه المنتسبين إلى مذهبه يخرجونها على أصوله ويستنبطونهامن قواعده ويجتهدون فى بعضها وان لم يأخذوه من اصله (المجموع)

(۔او الاوجه) للاصحاب يستخرجونهامن كلام الشافعى فيستخرجونها على أصله و يستنبطونها من قواعده، وقد يجتهدون فى بعضها و ان لم يأخذوه من اصله (منهاج مع مغنى ۱/۳۹)

﴿طرق کسے کہتے ہیں﴾

طرق کہتے ہیں: مذہب کو نقل کرنے میں اصحابِ شوافع کا اختلاف ہو، یعنی مثلا بعض فقہاء کسی مسئلہ کے بارے میں دو قول یا دو وجہ بیان کریں اور دوسرا کہے کوئی ایک قول یا ایک وجہ جائز نہیں ہے، یا کوئی کسی مسئلہ کے بارے میں تفصیل بیان کرے اور دوسرا اسی مسئلہ کے بارے میں تفصیل بیان نہ کرے۔

و اما الطرق فهى اختلاف الاصحاب فى حكاية المذهب فيقول بعضهم مثلا فى المسألة قولان أو وجهان ويقول الآخر لايجوز قولا واحدا او وجها واحدا أو يقول أحدهمافى المسألةتفصيل ويقول الآخر فيهاخلاف مطلق (المجموع ۱/۶۶)

وهى إختلاف الاصحاب فى حكاية المذهب، كأن يحكى بعضهم فى المسألة قولين أو وجهين لمن تقدم ويقطع بعضهم باحدهما (مغنى ۱/۳۹) طرق میں جو طریق مفتی بہ ہو اسے امام نوویؒ "المذہب" سے تعبیر کرتے ہیں۔ **(وحيث اقول المذهب فمن الطريقين أو الطرق)۔۔۔۔۔۔قال الاسنوى: اعلم ان مدلول هذا الكلام ان المفتى به هو ماعبر عنه بالمذهب (ایضاً)**

فقہاء تعریفِ طرق کے مطابق اس کو ذکر کرنے کے بجائے کبھی لفظِ وجوہ ذکر کرتے ہیں اور تعریفِ وجوہ کے مطابق اس کو ذکر کرنے کے بجائے کبھی لفظِ طرق ذکر کرتے ہیں اس لئے کہ فی نفسہ کلامِ اصحاب کے اعتبار سے یہ دونوں ایک جیسے ہیں۔وقدیستعملون الوجهين فی موضع الطريقين وعكسه۔ وإنما استعملوا هذا لان الطرق والوجوه تشترك فی كونهامن كلام الاصحاب(المجموع ۱/۶۶)

﴿طبقات فقہاء﴾

صالح مؤذن اور محمد غیاث نے فقہاء کو چار طبقوں میں تقسیم کیا ہے جو مندرجہ ذیل ہیں:۔

پہلا طبقہ:۔ مجتہدین فی المذہب:

مجتہدین فی المذہب ان حضرات کو کہتے ہیں جن کا اجتہاد ان کے ائمہ کے وضع کردہ اصول اجتہاد کے ضمن میں ہوتا ہے اور اپنے امام کے اقوال کو نقل کرتے ہیں یہی لوگ اصحاب ہیں جیسے امام مزنی۔

الطبقة الاولى:أهل الإجتهاد فی المذهب و هٰؤلاء يجتهدون ضمن أصول الاجتهاد التی وضعها ائمتهم وينقلون كلام الامام وهم الاصحاب كالمزنی

دوسرا طبقہ: مجتہدین فی المسائل

مجتہدین فی المسائل ان حضرات کو کہتے ہیں جو ایسے مسائل میں اجتہاد کریں جن میں امام مذہب سے روایت نہ ہو، امام غزالی کا شمار اس طبقہ میں ہے۔الطبقة الثانية:أهل الإجتهاد فی المسائل التی لم ترعن امام المذهب كالامام الغزالی۔

تیسرا طبقہ: اصحاب تخریج:

اصحاب تخریج ان حضرات کو کہتے ہیں جو اصول میں مہارت اور دلائل میں نظرِ غائر رکھنے کی وجہ سے مجمل قول کی تفسیر پر اقتصار اور ذو وجہین قول کی تعیین کرتے ہوں،

امام الحرمین جوینی کا شمار اس طبقہ میں ہے۔

الطبقة الثالثة: أهل التخريج وهٰؤلاء لاحاطتهم بالمذهب يقتصرون على تفسير قول مجمل من أقوال ائمتهم أو تعيين وجه معين لحكم يحتمل وجهين كامام الحرمين الجويني۔

چوتھا طبقہ: اصحاب ترجیح:

اصحاب ترجیح ان حضرات کو کہتے ہیں جو ائمہ کی مرویات میں سے بعض کو بعض روایت یا درایت کے اعتبار سے ترجیح دیتے ہوں یعنی اس طرح کہتے ہوں کہ هذا اصح یا هذا اولی۔ امام رافعی اور نووی کا شمار اس طبقہ میں ہے۔**الطبقة الرابعة: اهل الترجيح وهٰؤلاء يرجحون ماروى عن ائمتهم من جهة الرواية أو من جهة الدراية فيقول هذا اصح أو اولى ومن هٰؤلاء الشيخان الرافعي والنووي** (تحقیق علی عمدۃ/۱۸)

﴿اصحاب متقدمین ومتأخرین﴾

چار سو سال (چار صدی) سے پہلے کے اصحاب متقدمین کہلاتے ہیں اور چار سو سال کے بعد کے اصحاب متأخرین کہلاتے ہیں۔**والمتقدمون: هم من كانوا قبل الاربعمائة، والمتأخرون: هم - في كلام الرافعي والنووي ونحوهما - من كانوا بعد الاربعمائة** (تعلیق علی الاقناع)

﴿کتب متقدمۃ﴾

شیخین سے مقدم کتابیں متقدمہ ہیں۔ (ترشیح المستفیدین/۵)

﴿تنبیہ﴾

کتب متقدمۃ کے کسی قول کو شیخین یا ان میں سے کسی ایک نے بھی بیان نہ کیا ہو تو تحقیق کی جائے اگر ظن غالب ہو جائے راجح ہونے کا تو عمل کیا جائے گا ورنہ نہیں، اگر شیخین نے بیان کیا ہو تو متفق علیہ مقدم و معتمد ہو گا اگر ان میں اختلاف ہو تو امام نووی کا

ذکر کردہ قول معتمد و مقدم ہو گا۔اور اگر شیخین میں سے کسی ایک کا قول موجود ہو اور دوسرے کا نہ ہو تو ذو ترجیح قول معتمد ہو گا (ایضاً)

قال الشیخ الشھاب ابن حجر وغیرہ من متأخری الشافعیة قداجمع المحققون علی ان الکتب المتقدمة علی الشیخین امامی المذھب عبدالکریم الرافعی والامام یحیی النووی، لایعتد بشئ منھا إلا بعد کمال البحث والتحریر حتی یغلب علی الظن انہ راجح فی مذھب الشافعی ثم قالوا ھذا فی حکم لم یتعرض لہ الشیخان أو أحدھما فان تعرضا لہ فالذی اطبق علیہ المحققون ان المعتمد مااتفقا علیہ فان اختلفا فالمعتمد ماقالہ النووی وان وجد لاحدھما دون الآخر فالمعتمد ذو الترجیح (ایضاً)

﴿اصحابِ شوافع کے دو قول میں کونسا قول راجح ہو گا﴾

دو قولوں میں سے جو قول اکثر ائمہ کے قول کے موافق ہو وہ قول دوسرے کے مقابلہ میں راجح ہو گا، امام ابن صلاح کی رائے یہ ہے، اور امام نوویؒ نے ان کی تائید کرتے ہوئے فرمایا کہ اس میں ظہور اور احتمال ہے۔

اذاکان احدالقولین یوافق قول اکثر الائمة فھل یرجح بذلک ھذا القول۔۔؟۔۔یری الامام بن الصلاح أن ھذا القول الذی وافق قول اکثر الائمة یترجح علی القول الثانی، و قد ایدہ النووی بقولہ: وھذاالذی قالہ فیہ ظھور واحتمال۔ (تعلیق علی الاقناع ۱/۳۴)

﴿مذہب میں معتمد قول﴾

مذہب میں معتمد قول وہ ہے جس پر شیخین کا اتفاق ہو اگر اختلاف ہو تو جس کو امام نوویؒ ترجیح دے۔

المعتمد فی المذھب مااتفق علیہ الشیخان ثم ماجزم بہ النووی (تحقیق علی عمدۃ/۱۸)

﴿کتب نوویؒ میں اختلاف ہو تو ترجیح کس کو ہو گی﴾

کردیؒ فرماتے ہیں: اگر امام نووی کی کتابوں میں اختلاف ہو تو کتابوں کی اس ترتیب: تحقیق، المجموع، تنقیح، روضہ، منہاج اور آپ کے فتاوی پھر شرح مسلم، تصحیح التنبیہ اور نکت کے مطابق ترجیح ہو گی۔

قال الکردی فان تخالفت کتب النووی فالغالب ان المعتمد التحقیق فالمجموع فالتنقیح فالروضة و المنهاج و نحو فتاواه فشرح مسلم فتصحیح التنبیه و نکته (ترشیح المستفیدین)

﴿کتب فقہ میں لفظِ "ینبغی" کا استعمال﴾

لفظِ "ینبغی" کا استعمال مختلف معانی کے لئے ہوتا ہے یعنی جیسا موقع ہو گا اسی کے مطابق معنی مراد ہو گا۔ **(ینبغی) ای یتأکد ندبا (أن یدخل الصلاة بنشاط و فراغ قلب وخشوع وتدبر قراءة الخ** (الدرر البهیة مع انوار السنیۃ /۱۰۱) یہاں "ینبغی" تاکیدِ استحباب کے معنی میں ہے۔ **ینبغی أن یصوم معها لسابع و العشرین احتیاطا** (انوار السنیۃ /۱۳۵) یہاں "ینبغی" ضروری کے معنی میں ہے عمل میں احتیاط کے لئے۔ **ینبغی لداخل المسجد لنحو صلاة ان ینذر الاعتکاف بنحو لله علی نذر أو نذرت ان اعتکف فی هذا المسجد مدة اقامتی هذه فیه لیثاب علیه ثواب الواجب ثم ینویه** (انوار السنیۃ /۱۳۶)

یہاں "ینبغی" ضروری کے معنی میں ہے ثوابِ واجب کے حصول کے لئے۔

﴿کتبِ فقہ میں لفظِ اعلم اور تنبیہ کا استعمال﴾

لفظِ اعلم اور تنبیہ کا استعمال ہوتا ہے بعد میں آنے والے کلام کی اہمیت ظاہر کرنے اور مخاطب کو تنبیہ کرنے کے لئے کہ پیش کئے جانے والے کلام کو یاد کرنا لازم ہے تاکہ مخاطب کان لگائے اور توجہ دے۔

﴿کتب فقہ میں لفظِ قول کا استعمال﴾

اس لفظ کو شوافع استعمال کرتے ہیں اوران کی مراد امام شافعیؒ کا قول ہوتا ہے۔اس طرح کہتے ہیں:"وهو قوله في الأم" یا کہتے ہیں "وهو قوله في المختصر" یااور طریقوں سے کہتے ہیں۔(جیسے: وكذا القول في سائر الرخص)(الاقناع:۱/۶۶:فصل في المسح على الخفين)

القول:وهذا اللفظ يستخدمه الشافعية ويريدون به قول الشافعي ايضاً قائلين:"وهو قوله في الأم"أو"وهو قوله في المختصر"أوغير **ذلك**(تعلیق علی الاقناع)

﴿کتب فقہ میں لفظ الاشبہ کا استعمال﴾

لفظ الاشبہ کا استعمال ہوتا ہے جب مسئلہ میں ایسے دو حکم ہوں جن کی بناء دو قیاسوں پر ہو لیکن ان میں سے ایک کی علت اقوی ہو تو اس پر مبنی حکم بھی اقوی ہو گا علت کی طرح، تو اس اقوی کو اشبہ کہتے ہیں۔

وهو يستعمل فيما لو كان في المسالة حكمان مبنيان على قياسين لكن علة احدهما اقوى فيكون الحكم المبني عليها اقوى شبها بالعلة(ایضا/۳۹)

﴿کتب فقہ میں لفظ متجہ کا استعمال﴾

جیسے واذا قلنا بعدم النقض بخروج بعض الولد مع استتار باقيه فهل تصح الصلاة حينئذ لانا لم نعلم اتصال المستتر منه بنجاسة او لا كما في مسالة الخيط؟ فيه نظر ومال شيخنا للاول وهو متجه(حاشیۃ البجیرمی:۱/۳۰۲)

واما قبل المراة والدبر فالمتجه انه ان بقي اسمهما بعد قطعهما نقض مسهما والا فلا(الاقناع:۱/۵۸)

ماٰخذ کی رو سے فقیہ جس قول کی طرف مائل ہو وہ اسے لفظِ متجہ سے تعبیر کرتے ہیں۔

﴿کتب فقہ میں لفظِ الاقرب کا استعمال﴾

جیسے وحیث قلنا بالجواز هل یقتصر علی اقل مجزئ او یفعل المطلوب..؟ ..قال شیخنا کل محتمل والاقرب الثانی (حاشیۃ البجیرمی:۱/۳۸۹)

قال الامام والاقرب علی هذا انه لاتعتبر الحالة التی ینتهی الامر فیها الی سدالرمق (الاقناع:۱/۷۲)

لفظِ الاقرب کا اطلاق اس وجہ پر ہوتا ہے جو نص شافعی کے زیادہ قریب ہو۔وهو مصطلح یطلق علی الوجه الذی یکون اقرب الی نص الشافعی علیہ الرحمۃ(تعلیق علی الاقناع)

﴿منصوص سے مراد﴾

لفظ منصوص استعمال میں نص سے عام ہے، منصوص سے کبھی خود امام شافعی کی نص یا آپ کا قول مراد لیا جاتا ہے اور کبھی وجہ مراد لی جاتی ہے، اور اس وقت منصوص سے مراد راجح یا معتمد ہوتا ہے۔

المنصوص:وهو أعم استمالا من "النص" فقد یعبر به عن نص الشافعی نفسه أو قوله او عن الوجه. ویکون المراد بالمنصوص - حینئذ- الراجح أو المعتمد(ایضاً)

﴿نقل اور تخریج﴾

النقل: اس سے مقصود اس حکم کو نقل کرنا جس کی صراحت ووضاحت خود امام شافعیؒ نے کی ہو کسی مسئلہ میں۔

التخریج: کسی متعین مسئلہ میں خود امام شافعیؒ کی صراحت ووضاحت نہ ہو، اس لئے اصحاب اس مسئلہ کے مشابہہ مسئلہ کو تلاش کریں جس میں امام شافعیؒ نے حکم کی صراحت کی ہو، پھر اس منصوص حکم کو اس مسئلہ کی طرف نقل کردیں جس میں حکم کی

صراحت نہ ہو۔ مثلا خمر کے لئے حرمت منصوص ہو، اور نبیذ میں مثلا حکم کی امام شافعیؒ نے صراحت نہ کی ہو تو خمر کے حکمِ حرمت کو نبیذ کی طرف منتقل کر دے، اور کبھی تخریج کرتے ہیں حکمِ مسئلہ کی امام شافعیؒ کے اصول اور قواعد مذہب سے نہ کہ فروع منصوص علیہ سے۔

النقل: والمقصود به نقل حکم نص علیه الشافعی (رحمه الله) فی مسألة ما.

والتخریج: وهو اذا لم یکن للشافعی (رحمه الله) نص فی مسألة بعینها فیبحث الاصحاب عن مسألة مشابهة لها، نص علی حکمها الشافعی نفسه، فینقلون هذا الحکم المنصوص الی المسألة غیر المنصوص علیها. وهذا یشبه القیاس بالنسبة الی نصوص الشارع نفسه.

وقد یخرجون حکم المسألة من اصول الشافعی وقواعد مذهبه، لا من الفروع المنصوص علیها. الخ (ایضا)

﴿لفظِ نص کا اطلاق﴾

لفظِ نص کا اطلاق اصطلاحاتِ شرعیہ میں متعدد معانی پر ہوتا ہے:

پہلا معنی: جس پر لفظِ نص کا اطلاق ہوتا ہے وہ حکم اور مضمون ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مبارک میں صراحت ووضاحت کی ہو یا رسول اللہ ﷺ نے اپنی سنت میں صراحت کی ہو، یہ معنی تمام معانی میں زیادہ مشہور ہے۔

دوسرا معنی: یہ معنی اصولیین کی کتابوں میں رائج ہے قرآن وسنت کے الفاظ کی دلالت کی بحث میں قوتِ وضاحت کے اعتبار سے، نص بولا جاتا ہے اور مراد وہ لفظ ہوتا ہے جو دلالت کرے ایسے حکم پر جس کے لئے کلام لایا گیا ہو، اور دلالت ایسی ہو کہ اس میں تخصیص وتأویل کا احتمال ہو اور عہدِ رسالت میں نسخ بھی قبول کرتی ہو۔

تیسرا معنی: فقہاءِ شافعیہ اس کلمہ کو اپنی کتابوں میں استعمال کرتے ہیں اور اس سے مراد امام شافعیؒ کا کلام ہوتا ہے، اس کلام کے رفیع القدر اور بلند مرتبہ ہونے کیوجہ

سے، امام شافعیؒ کی صراحت کی وجہ سے یا اس کلام کے آپ کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے۔ اور غالبا: اس لفظ کے استعمال کی صورت میں اس مسئلہ میں ایک اور ضعیف وجہ یا امام شافعیؒ کے کلام سے مخرج (نکالا ہوا) قول ہوتا ہے۔ یہ لفظ ان طریقوں سے استعمال کرتے ہیں: "النص كذا" یا "نص عليه" یا "فی هذه المسئلة نصوص مضطربة" یا "نص عليه الشافعی" یا "هذا مخالف للنص" ان کے علاوہ اور طریقوں سے بھی استعمال ہوتا ہے۔

النص: وهذا اللفظ يطلق على عدة معان في الاصطلاحات الشرعية.

وأول ما يطلق عليه هذا اللفظ: هو ما نص الله (سبحانه وتعالى) عليه في كتابه، أو ما نص عليه الرسول ﷺ في سنته، وهذا المعنى هو أشهر معاني هذا اللفظ.

والمعنى الثاني: وهو متداول في كتب الأصوليين في بحث دلالات الألفاظ في القرآن والسنة من حيث قوة وضوحها، فيطلق هذا اللفظ ويراد به «ما يدل على الحكم الذي سيق لأجله الكلام دلالة تحتمل التخصيص والتأويل مع قبول النسخ في عهد الرسالة"

والمعنى الثالث: ويستخدمه فقهاء الشافعية في كتبهم، ويريد كلام الشافعي (رحمه الله)، وقد سموا ما قاله «نصا»، لأنه مرفوع القدر لتنصيص الشافعي عليه أو لأنه مرفوع إليه.

وفي الأغلب – عند استخدامهم لهذه الكلمة - يكون هناك في المسألة المعروضة وجه ضعيف، أو قول مخرج من كلام الشافعي"

ويستخدمون هذا اللفظ بقولهم: والنص كذا، أو: نص عليه، أو: في هذه المسالة نصوص مضطربة، أو: نص عليه الشافعي، أو: هذا مخالف للنص، إلى غير ذلک من استعمالاتهم. (ایضا)

﴿فرع﴾

یعنی وہ مسئلہ جزئیہ جو کسی اصل سے مستنبط ہو۔ اس کی جمع ہے: فروع (بیان اللسان / ۶۰۹)

فروع المسألۃ: مسئلہ کی شقیں جو اس سے پیدا ہوں، وہ جزئیات جو کسی ضابطہ و دلیل کی بنا پر اس مسئلہ سے نکالے جائیں، اس کا مقابل اصول ہے، اصول: وہ مسائل جن سے بذریعہ قیاس کسی دلیل کی بنا پر دیگر مسائل اخذ کئے جائیں۔ (القاموس الوحید ۲/۱۲۲۳)

﴿ضروری کسے کہتے ہیں﴾

ضروری اس امر کو کہتے ہیں: جس کی طرف حاجت قوت سے داعی ہو، جس پر انسان کو مجبور کیا جائے، جس میں کرنے اور چھوڑنے کا اختیار مسلوب ہو۔

(الضروری) ماتدعو الحاجة اليه دعاء قويا، ماا كره عليه الانسان، ماسلب فيه الاختيار للفعل و الترك (منجد الطلاب: ص۴۲۳)

﴿ضرورت کسے کہتے ہیں﴾

ضرورت ضرر سے مشتق ہے اور ضرورت کہتے ہیں: وہ پیش آمدہ حاجت جس کے دفع کی کوئی صورت نہ ہو۔ **الضرورة مشتقة من الضرر وهو النازل مما لا مدفع له** (کتاب التعریفات: ص۱۵۵)۔

﴿مشقت کسے کہتے ہیں﴾

مشقت کہتے ہیں جو عادۃً برداشت نہ ہو۔ **مشقة لاتحمل عادة** (انوار المسالک: ص۵۳)

﴿عرف کسے کہتے ہیں﴾

عرف کہتے ہیں: جو چیز لوگوں میں متعارف اور معمول بہا ہو۔ لفظِ عرف اور عادت ہم معنی ہے۔ **العرف ماتعارفه الناس وساروا عليه ويسمى العادة والعرف والعادة مترادفان عند الاصوليين** (تیسیر الاصول: ص۹۹)

﴿مفتی مقلد کے لئے تنبیہ﴾

مفتی مقلد کے لئے امام کی کسی بات پر فتوی دینا اس کتاب سے جائز ہے جس کتاب کی صحت مذہب میں یقینی ہو اور اس کو امام کا مذہب ہونے کا یقین ہو۔ **لا يجوز لمن كانت فتواه نقلا لمذهب امام إذا اعتمد الكتب أن يعتمد إلا على كتاب موثوق بصحته و بأنه مذهب ذلك الامام** (المجموع ۱/۴۶)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

احمدک اللهم یامن وجهت رغباتنا للتفقه فی الدین وشغفت قلوبنا بالتطلع والبحث فی فروع شریعة سید المرسلین فیامالک یوم الدین اهدنا الصراط المستقیم۔

والصلاۃ والسلام علی سیدنا محمدو آله وصحبه و التابعین وتابعیهم باحسان الی یوم الدین۔

رَبِّ یَسِّرۡ وَلَاتُعَسِّرۡ وَتَمِّمۡ بِالۡخَیۡرِ وَبِکَ نَسۡتَعِیۡنُ :اے میرے پروردگار (اس کام کو) آسان فرما، مشکل نہ فرما، خیر کے ساتھ تام وکامل فرمااور ہم (اس کام کے لئے) تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔

اے اللہ! اس دعاء کو محض اپنے فضل وکرم سے قبول فرما، قبول فرما، قبول فرما۔

بِسم اللهِ الرَّحۡمَنِ الرَّحِیم

الۡحَمدُ لله الَّذِي نَشَر للۡعُلَمَاءِ أعلامًا وَثَبَّتَ لَهُم علی الصِّراطِ الۡمُسۡتَقیمِ أقدامًا وَ جعل مقَامَ الۡعلمِ أعلَی مقَامٍ وَفضَّلَ الۡعلمَاء بِإقَامَةِ الۡحُجَجِ الدِّینِیَّةِ وَمَعۡرِفَةِ الۡأَحۡکَامِ وأودَعَ العارِفین لطائف سِرِّه فهم أهلُ المُحاضرةِ والإلهامِ ووفَّقَ العامِلین لِخِدۡمتِه فهَجَروا لذیذَ الۡمَنَامِ وأذاقَ المُحِبِّین لَذَّةَ قُرۡبِه وأُنسِه فشَغَلهم عَن جَمِیعِ الۡأَنَامِ. أَحۡمَدُه سُبۡحَانَهُ وَتَعَالَی علی جزیلِ الإنعامِ.

وَأشۡهدأن لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحدَه لَا شریکَ لَهُ الۡملکُ العلَّامُ.

وَأشۡهدُ أَنَّ سیدَنَا وَنبِیَّنَا مُحَمَّدًا صلی الله عَلَیۡهِ وَسلم عَبۡدُه وَرَسُولُه وَصفیُّه وخَلیلُه إِمَامُ کُلِّ إمَامٍ وعَلی آلِهِ وَأَصۡحَابِه وأزواجِه وَذُرِّیَّتِه الطَّیِّبین الطَّاهِرین وصَلَاةً وَسلَامًا دائمین مُتَلازِمَینِ إِلَی یَوۡمِ الدِّینِ.

وَبعدُ فَیَقُولُ الۡفَقِیرُ إِلَی رَحۡمَةِ رَبِّه الۡقَرِیبِ الۡمُجیبِ مُحَمَّدٌ الشِّرۡبِینِيُّ الۡخَطِیبُ: إِنَّ مُخۡتَصر الإِمَامِ الۡعَالمِ الۡعَلامَةِ الحبرِ الۡبَحۡرِ الفهامةِ شِهَابِ الدُّنۡیَا وَالدِّینِ أَحۡمَدَ بن الۡحُسَیۡن بنِ أَحۡمَدَ الۡأَصۡفَهَانِيُّ الشَّهِیرُ بِأبي شُجَاعٍ الۡمُسَمّی بغایَةِ الِاخۡتِصَار لما کَانَ من أبدعِ مُخۡتَصرٍ فِي الۡفِقۡهِ صُنِّفَ وَأجۡمَعِ مَوۡضُوعٍ لَهُ فِیهِ علی

مِقْدَارِ حجْمِهِ أُلِّفَ, التَمسَ مِنِّي بعضُ الأعِزَّةِ عَليّ المُترَدِّدين إِلَيّ أَن أَضَعَ عَلَيْهِ شرحًا يُوضِّحُ مَا أشكَلَ مِنْهُ وَيَفتحُ مَا أُغْلِقَ مِنْهُ ضامًّا إِلَى ذَلِك من الْفَوَائِدِ المُسْتَجداتِ وَالْقَوَاعِدِ المُحرَّراتِ الَّتِي وَضَعْتُهَا فِي شروحي على التَّنْبِيه والمنهاجِ والبَهجةِ فاستخَرت الله تَعَالَى مُدَّةً من الزَّمَانِ بعدَ أَن صلّيت رَكْعَتَيْنِ فِي مقَامِ إمامِنا الشَّافِعِيّ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنهُ وأرْضَاه وَجعل الْجنَّةَ مُتَقلَّبه ومَثواه فَلَمَّا انْشَرَحَ لذَلِك صَدْرِي شرعْت فِي شرحٍ تَقرُّ به أعيُنُ أُولي الرَّغَباتِ راجيًا بذلك جزيلَ الْأجرِ وَالثَّوَابِ أُجافي فِيهِ الإيجاز المُخلّ والإطنابَ المُمِلّ حِرْصًا على التَّقرِيبِ لفَهْمِ قاصِدِه والحُصولِ على فَوَائدِه ليكتفي بِهِ الْمُبْتَدِئُ عَن المُطالَعةِ فِي غَيرِه والمُتَوَسّطُ عَن الْمُرَاجَعَةِ لغيرِه فَإِنّي مُؤَمِّلٌ من الله تَعَالَى أَن يَجْعَلَ هَذَا الْكتاب عُمْدَةً ومرجعًا بِبَركةِ الكريم الْوَهَّابِ فَمَا كُلُّ مَن صنَّفَ أَجادَ وَلَا كُلُّ مَن قَالَ وَفَّى بالمرادِ وَالْفضْلُ مواهبُ وَالنَّاسُ فِي الْفُنُونِ مَرَاتِبُ وَالنَّاسُ يتفاوَتونَ فِي الْفَضَائِلِ وَقد تظْفَرُ الْأَوَاخِرُ بِمَا تركتْه الْأَوَائِلُ وَكم ترك الأوّلُ للآخِرِ وَكم لله على خلقِه من فضلٍ وجودٍ وكُلُّ ذِي نعْمَةٍ مَحْسُودٌ والحسودُ لَايسودُ وسَمَّيتُه: **(الإقناعُ فِي حلِّ أَلْفَاظ أبي شُجَاع)** أعانني الله تعالي على إكمالِه وَجعله خَالِصًا لِوَجْهِه الْكَرِيم بِكَرمِه وإفضالِه فَلا ملْجَأ مِنْهُ إِلّا إِلَيْهِ وَلَا إعتمادَ إِلَّا عَلَيْهِ وَهُوَ حسْبِي وَنِعمَ الْوَكِيلُ وأسأَلُه السّترَ الْجَمِيلَ.

قَالَ الْمُؤَلِّفُ رَحمَه الله تَعَالَى **(بِسم الله الرَّحْمَن الرَّحِيم)** أَي أَبتَدِيءُ أو أفتتِحُ أَو أُؤَلِّفُ وَهَذَا أولى إِذْ كُلُّ فَاعِلٍ يبْدَأُ فِي فعلِه بِبِسْمِ الله يُضْمِرُ مَا جعل التَّسْمِيَةَ مبدَأً لَهُ كَمَا أَنَّ الْمُسَافِرَ إِذا حلَّ أَو ارتَحلَ فَقَالَ بِسْمِ الله كَانَ الْمَعْنى باسمِ الله أُحِلُّ أَو باسم الله ارتَحِلُّ. وَالِاسْمُ مُشْتَقٌّ من السُّمُوّ وَهُوَ الْعُلُوُّ فَهُوَ من الْأَسْمَاءِ المَحْذُوفةِ الإعجازِ كيدٍ وَدمٍ لِكَثْرَةِ الِاسْتِعْمَالِ بُنيَتْ أوائلُها على السّكُونِ وَأُدْخِلَ عَلَيْهَا هَمزَةُ الْوَصْلِ لِتَعَذُّرِ الِابْتِدَاءِ بالسَّاكِنِ وَقِيلَ من الوسْمِ وَهُوَ الْعَلامَةُ وَفِيه عَشْرُ لُغَاتٍ نَظَمَها بعضُهم فِي بَيتٍ فَقَالَ

...سَمٌ وسميٌ وَاسمٌ بِتَثْلِيثِ أَوّلِ... لَهُنَّ سَمَاءٌ عَاشرٌ تَمّتِ انجلي...

وَالله عَلَمٌ على الذَّاتِ الْوَاجِبِ الْوُجُودِ الْمُسْتَحقِّ لِجَمِيعِ المحامِدِ لم يَتَسَمَّ بِهِ سواهُ تسَمَّى بِهِ قبلَ أَن يُسَمَّى وأنزَلَه على آدمَ فِي جُملَةِ الْأَسْمَاءِ. قَالَ تَعَالَى

{هَل تَعْلَمُ لَهُ سَمِيًّا} [سورة مريم:٦٥] أي هَل تعلَمُ أحدًا سُمِّيَ الله غير الله وَ أَصلُه إِلَاه كإمامٍ ثُمَّ أدخَلوا عَلَيْهِ الْأَلِفَ وَ اللَّامَ ثُمَّ حُذِفَتِ الْهمزَةُ طلبًا لِلْخِفَّةِ و نُقِلَتْ حركَتُها إِلَى اللَّامِ فَصَارَ الِلاهُ بلامَينِ مُتَحَرِّكَتَيْنِ ثُمَّ سُكِّنَتِ الأُولى و أُدْغِمَتْ فِي الثَّانِيَةِ لِلتَّسْهِيْلِ و الإِلَه فِي الأَصْل يَقَعُ على كُلِّ معبودٍ بِحَقٍّ أَو بَاطِلٍ ثُمَّ غَلَبَ على المعبودِ بِحَقٍّ كَمَا أَنَّ النَّجْمَ اسْمٌ لِكُلِّ كَوْكَبٍ ثُمَّ غَلَبَ على الثُّرَيَّا وَهُوَ عَرَبِيٌّ عِنْدَ الْأَكْثَرِ وَعندَ الْمُحَقِّقِينِ أنه اسْمُ الله الْأَعْظَمُ وَقد ذُكِرَ فِي الْقُرْآنِ الْعَزِيزِ فِي أَلْفَيْنِ و ثلاثِمائَةٍ وَ سِتِّينَ موضِعًا وَ اخْتَارَ النَّوَوِيُّ تبعًا لجماعَةٍ أَنَّه الْحَيُّ الْقَيُّومُ قَالَ: وَ لِذٰلِك لم يُذْكَرْ فِي الْقُرْآنِ إِلَّا فِي ثَلَاثَةِ مَوَاضِعَ: فِي الْبَقَرَةِ وَ آلِ عِمرَانَ وطه. و الرَّحْمنُ الرَّحِيمُ صِفَتانِ مُشَبَّهَتَانِ بُنِيَتَا لِلْمُبَالَغَةِ من مَصْدَرِ رَحِمَ و الرَّحْمنُ أبلَغُ من الرَّحِيمِ لِأَنَّ زِيَادَةَ الْبِنَاءِ تَدُلُّ على زِيَادَةِ الْمَعْنى كَمَا فِي قَطَعَ بِالتَّخْفِيفِ وَ قَطَّعَ بِالتَّشْدِيدِ وَ قُدِّمَ الله عَلَيْهِمَا لِأَنَّهُ اسْمُ ذَاتٍ وهما اسْما صِفةٍ وَ قُدِّمَ الرَّحْمَنُ على الرَّحِيمِ لِأَنَّهُ خَاصٌّ إِذْ لَا يُقَالُ لغيرِ الله بِخِلَافِ الرَّحِيمِ وَ الْخَاصُّ مُقَدَّمٌ على الْعَامِّ.

فَائِدَةٌ: قَالَ النَّسَفِيُّ فِي تَفْسِيرِه قِيلَ الْكُتُبُ الْمُنَزَّلَة من السَّمَاءِ إِلَى الدُّنْيَا مِائَةٌ وَ أَرْبَعَةٌ: صُحُفُ شِيثٍ سِتُّونَ وصُحُفُ إِبْرَاهِيمَ ثَلَاثُونَ وصُحُفُ مُوسَى قبلَ التَّوْرَاةِ عشرةٌ و التوراةُ وَ الْإِنْجِيلُ وَ الزَّبُورُ وَ الْفرْقَانُ. ومعاني كُلِّ الْكُتُبِ مَجْمُوعَةٌ فِي الْقُرْآنِ ومعاني الْقُرْآنِ مَجْمُوعَةٌ فِي الْفَاتِحَةِ ومعاني الْفَاتِحَةِ مَجْمُوعَةٌ فِي الْبَسْمَلَةِ ومعاني الْبَسْمَلَةِ مَجْمُوعَةٌ فِي بائها وَمَعْنَاهَا بِي كَانَ مَا كَانَ وَبِي يكونُ مَا يكونُ زَادَ بَعضُهم ومعاني الْبَاءِ فِي نُقطَتِها.

(الْحَمدُ لله) بَدَأَ بالبسملةِ ثُمَّ بالحمدَلةِ اقْتِدَاءً بِالْكتابِ الْعَزِيزِ وَعَملًا بِخَبَرِ كُلُّ أَمرٍ ذِي بَالٍ أي حَال يُهْتَمُّ بِهِ لَا يُبْدَأُ فِيهِ بِبِسْمِ الله الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ فَهُوَ أَقْطَعُ أي نَاقِصٌ غيرُ تَامٍّ فيكونُ قَلِيلَ الْبركَةِ وَفِي رِوَايَةٍ رَوَاهَا أَبُو دَاوُد بِالْحَمْد لله. وَجمع الْمُصَنِّف رَحِمَه الله تَعَالَى كَغَيْرِهِ بين الابتداءَينِ عملًا بالروايَتينِ وَإِشَارَةً إِلَى أَنَّه لَا تعَارُضَ بَينَهمَا إِذِ الِابْتِدَاءُ حَقِيقِيٌّ وإضافي فالحقيقيُّ حصل بِالبسملةِ و الإضافيُّ بالحمدَلةِ أَو أَنَّ الِابْتِدَاء لَيْسَ حَقِيقِيًّا بلْ هُوَ أَمرٌ عُرْفِيٌّ يَمْتَدُّ من الْأَخْذِ فِي التَّأْلِيفِ إِلَى الشُّرُوعِ فِي الْمَقْصُودِ فالكُتُبُ الْمُصَنَّفةُ مَبْدَؤُها الْخُطْبَةُ بِتَمَامِهَا وَ الْحَمْدُ اللَّفْظِيُّ

لُغَةُ الثّنَاءِ بِاللِّسَانِ على الْجَمِيلِ الِاخْتِيَارِيّ على جِهَةِ التبجيل أَي التَّعْظِيمِ سَوَاءٌ تَعَلَّقَ بالفضائلِ وَهِيَ النِّعَمُ القاصِرةُ أم بالفواضلِ وَهِيَ النِّعَمُ المُتَعَدِّيَةُ فدَخَل فِي الثّنَاءِ الْحَمدُ وَغيرُه وَخرج بِاللِّسَانِ الثّنَاءُ بِغَيْرِهِ كالحمدِ النّفْسِيّ وبالجميلِ الثّناءُ بِاللِّسَانِ على غيرِ الجميلِ. إن قُلْنَا بِرَأْيِ ابْنِ عبدِ السَّلَامِ إنّ الثّنَاء حَقِيقَةٌ فِي الْخَيْرِ وَالشّرِّ وَإِن قُلْنَا بِرَأْيِ الْجُمْهُورِ وَهُوَ الظّاهِرُ إنّه حَقِيقَةٌ فِي الْخَيْرِ فَقَط ففائدةُ ذَلِك تَحْقِيقُ الْمَاهِيّةِ أَو دفعُ توَهُّمِ إرَادَةِ الْجمعِ بَين الْحَقِيقَةِ وَالْمجَازِ عِنْدَ مَن يُجَوِّزُه وبالاختياريِّ الْمَدْحُ فَإِنّهُ يعُمُّ الِاخْتِيَارِيَّ وَغيره تَقول مَدَحْت اللُّؤْلُؤَةَ على حُسْنِها دونَ حمِدْتها وبعلى جِهَةِ التبجيلِ مَا كَانَ على جِهَةِ الِاسْتِهْزَاءِ والسُّخْرِيةِ نَحْو {ذُقْ إِنّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ} وَعرفًا فعلٌ يُنْبِيءُ عَن تَعْظِيمِ الْمُنعمِ من حَيْثُ إِنّه مُنْعِمٌ على الحامِدِ أَو غَيرِه سَوَاءٌ كَانَ ذكرًا بِاللِّسَانِ أم اعْتِقَادًا ومحبة بالجنان او عملا وخدمة بالاركان كما قيل:

أفادَتْكم النّعْماءُ مِنّي ثَلَاثَةً ... يدي ولِساني وَالضّمِير المُحجَّبا

وَالشُّكْرُ لُغَةً هُوَ: الْحَمدُ عُرْفًا وَعُرفًا صَرْفُ العَبْدِ جَمِيعَ مَا أنعمَ الله تعالي بِهِ عَلَيْهِ من السّمعِ وَغيرِه إِلَى مَا خُلِقَ لأَجلِه. والمدحُ لُغَةً الثّنَاءُ بِاللِّسَانِ على الْجَمِيلِ مُطلقًا على جِهَةِ التّعْظِيمِ وَعرفًا مَا يَدُلّ على اخْتِصَاصِ الْمَمْدُوحِ بِنَوْعٍ من الْفَضَائِلِ وَجُمْلَةُ الْحَمدُ لله خَبَرِيّةٌ لفظًا إنشائيّةٌ معنًى لحُصُولِ الْحَمدِ بالتكلُّمِ بهَا مَعَ الإذعانِ لَمَدْلُولِها وَيجوزُ أَن تكونَ مَوْضُوعَةً شرعًا للإنشاءِ وَالْحَمْدُ مُخْتَصٌّ بِاللهِ تَعَالَى كَمَا أفادَتْه الْجُمْلَةُ سَوَاءٌ أجَعَلت فِيهِ أل للاستغراق كَمَا عَلَيْهِ الْجُمْهُورُ وَهُوَ ظَاهِرٌ أم لِلْجِنْسِ كَمَا عَلَيْهِ الزّمَخْشَرِيُّ لِأَنّ لَامَ لله للاختِصاصِ فَلَا فردَ مِنْهُ لغيرِه تَعَالَى أم للْعهدِ كَالّتِي فِي قَوْله تَعَالَى {إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ} كَمَا نَقَلَه ابْنُ عبدِ السَّلَامُ وَأَجازَهُ الوَاحِديُّ على معنىً أَنّ الْحَمدَ الّذِي حمِدَ الله بِهِ نَفسه وحمِدَه بِهِ أنبياؤُه وأولياؤُه مُخْتَصٌّ بِهِ وَالْعبْرَةُ بِحَمْدِ مَن ذُكِرَ فَلَا فردَ مِنْهُ لغيرِه وَأولى الثّلَاثَةِ الْجِنْسُ وَقولُه (رب) بِالْجَرّ على الصّفةِ مَعْنَاهُ الْمَالِكُ لجَمِيعِ الْخلقِ من الْإِنْسِ وَالْجِنّ وَالْمَلَائِكَةِ وَالدّوَابِ وَغيرِهم إِذْ كُلٌّ مِنْهَا يُطلَقُ عَلَيْهِ عَالَمٌ يُقَالُ عَالمُ الْإِنْسِ وعالمُ الْجِنّ إِلَى غيرِ ذَلِك وَسُمّيَ الْمَالِكُ بالرّبِ لِأَنّهُ يحفَظُ مَا يملِكُهُ ويُربِيه وَلَا يُطلَقُ على غيرِه إِلّا

مُقَيِّدًا كَقَوْلِه تَعَالَى {ارْجِعْ إِلَى رَبِّک} وَقَولُه **(العَالَمين)** اسْمُ جمعِ عَالَم بِفَتْحِ اللَّامِ وَلَيْسَ جمعًا لَهُ لِأَنَّ الْعَالَمَ عَامٌّ فِي الْعُقَلَاءِ وَغَيرِهم وَالْعَالمِينَ مُخْتَصٌّ بالعُقَلاءِ وَالْخَاصُّ لَا يكونُ جمعًا لما هُوَ أَعَمُّ مِنْهُ قَالَه ابْنُ مَالكٍ وَتَبِعَهُ ابْنُ هِشَامٍ فِي تَوْضِيحِه وَذَهَبَ كثيرٌ إِلَى أَنَّه جمعُ عَالمٍ على حَقِيقَةِ الْجمعِ ثُمَّ اخْتلفُوا فِي تَفْسِيرِ الْعَالَمِ الَّذِي جُمِعَ هَذَا الْجمعَ فَذَهَبَ أَبُو الْحَسنِ إِلَى أَنَّه أَصْنَافُ الْخلقِ الْعُقَلَاءِ وَغَيرِهم وَهُوَ ظَاهِرُ كَلَامِ الْجَوْهَرِيِّ وَذَهَبَ أَبُو عُبَيْدَةَ إِلَى أَنَّه أَصْنَافُ الْعُقَلَاءِ فَقَط وهُم الْإِنْس وَالْجنُّ وَالْمَلَائِكَةُ ثُمَّ قرنَ بالثَّنَاءِ على الله تَعَالَى الثَّنَاءَ على نَبِيِّه محمد صلى الله عَلَيْهِ وَسلم بقولِه **(وَصلّي الله)** وَسلَّمَ **(على سيدنَا مُحَمَّد النَّبِي)** لقَوْلِه تَعَالَى {وَرَفَعْنَا لَک ذِكْرَک} أَي لَا أُذْكَرُ إِلَّا وتُذْكَرُ مَعِي كَمَا فِي صَحِيحِ ابْنِ حِبَّانَ وَلقَوْلِ الشَّافِعِيِّ رَضِي الله تَعَالَى عَنهُ أُحِبُّ أَن يُقَدِّمَ الْمَرْءُ بَين يَدي خِطْبَتِه أَي بِكَسْرِ الْخَاءِ وكُلِّ أَمرٍ طَلَبَه غَيرِهَا حمدًا لله وَالثنَاء عَلَيْهِ وَالصَّلَاةَ على النَّبِيِّ صلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وإفرادُ الصَّلَاةِ عَنِ السَّلَامِ مَكْرُوهٌ كَمَا قَالَه النَّوَوِيُّ فِي أذكارِه وَكَذَا عَكسُه وَيحْتَمِلُ أَنَّ الْمُصَنِّفَ أَتَى بهَا لفظًا وأسقطها خطًّا وَيخرُجُ بذلک من الْكَرَاهَةِ وَالصَّلَاةُ من الله تَعَالَى رَحْمَةٌ مقرونةٌ بتعظيمٍ وَمن الْمَلَائِكَةِ اسْتِغْفَارٌ وَمن الْآدَمِيِّين أَي وَمن الْجِنِّ تضرُّعٌ وَدُعَاءٌ قَالَه الْأَزْهَرِيُّ وَغَيرُه.

وَاخْتلفَ فِي وَقتِ وجوبِ الصَّلَاةِ على النَّبِيِّ صلى الله عَلَيْهِ وَسلم على أَقْوَالٍ أَحدهَا: في كُلِّ صَلَاةٍ وَاخْتَارَهُ الشَّافِعِيُّ فِي التَّشَهُّدِ الْأَخيرِ مِنْهَا وَالثَّانِي: فِي الْعُمرِ مرّةً وَالثَّالِثُ: كُلَّمَا ذكر وَاخْتَارَهُ الْحَلِيمِيُّ من الشَّافِعِيَّةِ والطَّحَاوِيُّ من الْحَنَفِيَّةِ وَاللَّخمِيُّ من الْمَالِكِيَّةِ وَابْنُ بطةَ من الْحَنَابِلَةِ.

وَالرَّابِع: فِي كُلِّ مجْلِسٍ وَالْخَامِس: فِي أَوَّلِ كُلِّ دُعَاءٍ وَفِي وَسَطِه وَفِي آخِرِه لقَوْلِه صلى الله عَلَيْهِ وَسلم لَا تجعلُوني كقِدْحِ الرَّاكِبِ بل اجعَلُوني فِي أَوَّلِ كُلِّ دُعَاءٍ وَفِي وَسَطِه وَفِي آخِرِه رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ عَن جَابرٍ.

وَمُحَمّدٌ عَلَمٌ على نَبِيِّنَا صلى الله عَلَيْهِ وَسلم مَنْقُولٌ من اسْمِ مفعولِ الْفِعْلِ الْمُضَعَّفِ سُمِّيَ بِهِ بِإِلْهَامٍ من الله تَعَالَى بِأَنَّهُ يكثُرُ حمدُ الْخلقِ لَهُ لِكَثْرَةِ خِصالِه الحميدةِ كَمَا رُوِيَ فِي السِّيَرِ أَنَّه قِيلَ لجَدِّه عبدِ الْمُطلِبِ وَقد سَمَّاهُ فِي سَابعِ وِلَادَتِه

لِمَوْتِ أَبِيه قبلَهَا لم سَمّيت ابْنَک مُحَمَّدًا وَلَيْسَ فِي أَسْمَاءِ آبَائِک وَلَا قَوْمِک قَالَ رَجَوْت أَن يُحْمَدَ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَقد حقّقَ الله رَجَاءَهُ كَمَا سبق فِي علمه.

وَالنَّبِيُّ: إِنْسَانٌ حر ذكرٌ من بني آدم سليم عَن مُنفر طبعًا وَمن دناءة أَبٍ وخَنَا أمٍ أُوحِيَ إِلَيْهِ بشرعٍ يُعْمَلُ بِهِ وَإِن لم يُؤْمَرْ بتبليغِه.

وَالرَّسُولُ: إِنْسَانٌ أُوحِيَ إِلَيْهِ بشرعٍ وَأُمِر بتبليغِه فَكُلّ رَسُولٍ نَبِيٌّ وَلَا عَكس.

(و) عَلى (آلِه) وهم على الْأَصَحّ مُؤمنو بني هَاشمٍ وَبني الْمُطلِبِ وَقِيلَ كُلّ مُؤمنٍ تَقِيٍّ وَقِيلَ أُمَّته وَاخْتَارَهُ جمعٌ من الْمُحَقِّقين وَالْمُطلِبُ مُفْتَعِلٌ من الطّلَبِ واسْمُه شيبَةُ الْحَمدِ على الْأَصَحِّ لِأَنَّهُ وُلِدَ وَفِي رَأسه شيبَةٌ ظَاهِرَةٌ فِي ذُؤَابَتِه وهَاشِمٌ لَقَبٌ واسْمُه عَمْرٌو وَقِيلَ لَهُ هَاشِمٌ لِأَنّ قُرَيْشًا أَصَابَهُم قَحْطٌ فَنحر بَعِيرًا وَجعله لِقَوْمِهِ مرقةً وثريدًا فَلذَلِک سُمِّيَ هاشمًا لهَشْمِه الْعظْمَ.

(و) عَلى (صَحْبِه) وَهُوَ جمعُ صَاحبٍ والصَّحابيُّ مَنِ اجْتَمع مُؤمنًا بِالنَّبِيِّ صلى الله عَلَيْهِ وَسلّم فِي حَيَاته وَلَو سَاعَةً وَاحدةً وَلَو لم يرْوِ عَنهُ شَيْئًا فَيدْخل فِي ذَلِک الْأَعْمَى كَابْنِ أُمّ مَكْتُومٍ وَالصَّغِيرُ وَلَو غير مُمَيّزٍ كمَن حنّكه صلى الله عَلَيْهِ وَسلم أَو وَضَعَ يَدَه على رَأسه وَقَوله (أَجْمَعِينَ) تَأْكِيدٌ وَفِي بعضِ النُّسَخِ (أمّا بعدُ) سَاقِطَةٌ فِي أَكْثَرِهَا أَي بعدَ مَا تَقَدَّمَ من الْحَمدِ وَغَيره وَهَذِه الْكَلِمَةُ يُؤْتَى بهَا للانتِقالِ من أُسلوبٍ إِلَى آخر وَلَا يجوزُ الْإِتْيَانُ بهَا فِي أَوّلِ الْكَلَامِ وَيُسْتَحبُّ الْإِتْيَانُ بِهَا فِي الْخُطَبِ والْمُكاتَباتِ اقْتِدَاءً بِرَسُولِ الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم وَقد عَقَدَ البُخَارِيُّ لَهَا بَابًا فِي كتابِ الْجُمُعَةِ وَذكر فِيهِ أَحَادِيثَ كَثِيرَةً وَالْعَامِلَ فِيهَا: أما عِنْدَ سِيبَوَيْه لنيابتِها عَن الْفِعْلِ أَو الْفِعْلِ نَفسه عِنْد غَيره.

وَالْأَصْلُ مَهْما يكن من شَيْءٍ بعدُ. أَي طَلَبَ مِنِّي (بعضُ الأصدِقاءِ) جمعُ صديق وَهُوَ الْخَلِيلُ وَقَوله (حفظَهم اللهُ تَعَالَى) جُمْلَةٌ دُعائِيَّةٌ (أَن أعمَلَ) أَي أُصنِّفَ (مُخْتَصرًا) وَهُوَ مَا قَلّ لَفظُه وَكثر مَعْنَاهُ لَا مَبْسُوطًا وَهُوَ مَا كثر لَفظُه وَمَعْنَاهُ, قَالَ الْخَلِيل: الْكَلَامُ يُبْسَطُ ليُفْهَم ويُختَصرُ ليُحفَظَ (فِي) علم (الْفِقْه) الّذِي هُوَ الْمَقْصُودُ من بَينِ الْعُلُوم بِالذَّاتِ وباقيها لَهُ كالآلاتِ لِأَنَّه بِهِ يُعْرفُ الْحَلَالُ وَالْحرامُ وَغيرُهمَا من الْأَحْكَامِ.

وَقد تظاهرتِ الآيَاتُ وَالْأَخبَارُ والآثَارُ وتواترتْ وتطابقتِ الدّلائِلِ الصّرِيحَةُ وتوَافقتُ على فَضِيلَةِ الْعلمِ والحثّ على تَحْصِيلِه وَالِاجْتِهَادِ فِي اقتباسِه وتعليمِه: فَمِنِ الآيَاتِ قَوْلُه تَعَالَى {قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالّذِينَ لَا يعْلَمُونَ} [الزمر:۹] وَقولُه تَعَالَى {وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلمًا} [طه:۱۱۴] وَقولُه تَعَالَى {إِنّمَا يَخْشَى اللهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعلمَاءُ} [فاطر:۲۸] والآياتُ فِي ذَلِك كَثِيرَةٌ مَعْلُومَةٌ.

وَمن الْأَخْبَارِ قَوْلُه صلى الله عَلَيْهِ وَسلم: (مَن يُرِدِ الله بِهِ خيرًا يُفَقّهه فِي الدِّينِ) رَوَاهُ البُخَارِيُّ وَمُسلمٌ. وَقولُه صلى الله عَلَيْهِ وَسلم لِعَلِيٍّ رَضِيَ الله تَعَالَى عَنهُ (لَأَن يهديَ الله بك رجلًا وَاحِدًا خَيْرٌ لَك مِن حُمْرِ النّعَمِ) رَوَاهُ سَهْلٌ عَن ابْن مَسْعُودٍ. وَقَولُه صلى الله عَلَيْهِ وَسلم: (إِذا مَاتَ ابْنُ آدمَ انْقَطع عملُه إِلّا من ثَلَاثٍ صَدَقَة جَارِيَةٍ أَو علمٍ يُنْتَفعُ بِهِ أَو ولَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ) وَالْأَحَادِيثُ فِي ذَلِك كَثِيرَةٌ مَشْهُورَةٌ.

وَمِنَ الْآثَارِ عَن عَلِيٍّ رَضِيَ الله تَعَالَى عَنهُ: كَفى بِالْعلمِ شرفًا أَن يَدّعِيَه من لَا يُحسنُهُ ويَفْرحُ بِهِ إِذا نُسِبَ إِلَيْهِ, وَكفى بِالْجَهْلِ ذمًّا أَن يتبَرّأَ مِنْهُ من هُوَ فِيهِ. وَعَن عَلِيٍّ رَضِيَ الله تَعَالَى عَنهُ أَيْضًا: الْعلمُ خيرٌ من المَالِ, الْعلمُ يحرُسك وَأَنتَ تحرُسُ المَالَ, وَالْمَالَ تَنقصُه النّفَقَةُ وَالْعلمُ يزْكو بالْإِنْفَاقِ. وَعَن الشّافِعِيّ رَضِيَ الله تَعَالَى عَنهُ: مَن لَا يُحِبُّ الْعلمَ لَا خير فِيهِ فَلَا يكن بَيْنَك وَبَينه معرفَةٌ وَلَا صداقةٌ فَإِنّهُ حَيَاةُ الْقُلُوبِ ومِصْبَاحُ البصائرِ.

وَعَن الشّافِعِيّ أَيْضًا رَضِيَ الله تَعَالَى عَنهُ: طَلَبُ الْعلمِ أفْضَلُ مِن صَلَاةِ النّافِلَةِ. وَعَن ابْنِ عمرَ رَضِيَ الله تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَ: مَجْلِس فقهٍ خيرٌ من عبَادَةِ سِتّينَ سنةً. والْآثَارُ فِي ذَلِك كَثِيرَةٌ مَشهورة ثُمّ اعْلَمْ أَنّ مَا ذَكرْنَاهُ فِي فضْلِ الْعلمِ إِنّمَا هُوَ فِيمَن طَلَبَه مرِيدًا بِهِ وَجهَ الله تَعَالَى فَمن أَرَادَهُ لغَرَضٍ دُنيَوِيٍّ كَمَالٍ أَو رياسةٍ أَو مَنصِبٍ أَو جاهٍ أَو شُهْرَةٍ أَو نَحو ذَلِك فَهُوَ مَذْمُومٌ قَالَ الله تَعَالَى {مَن كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الْآخِرَةِ نَزِدْ لَهُ فِي حَرْثِه وَمَن كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الدُّنيَا نُؤْتِه مِنهَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِن نّصِيبٍ} [الشوري:۲۰] وَقَالَ صلى الله عَلَيْهِ وَسلم: مَن تَعَلّمَ علمًا يَنْتَفِعُ بِهِ فِي الْآخِرَةِ يُرِيدُ بِهِ عَرَضًا من الدُّنيَا لم يرحْ رَائِحَةَ الْجنّةِ) أَي لم يَجِدْ رِيحهَا وَقَالَ صلى الله عَلَيْهِ

وَسلم: (أَشَدُّ النَّاسِ عذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَي مِن الْمُسْلِمِينَ. عَالِمٌ لَا يَنْتَفِعُ بِعِلْمِهِ وَفِي ذمِّ الْعَالمِ الَّذِي لم يعْمَلْ بِعِلْمِهِ أَخْبَارٌ كَثِيرَةٌ وَفِي هَذَا الْقدر كِفَايَةٌ لمن وَفقه الله تَعَالَى.

وَ الْفِقْه لُغَةً: الْفَهْمُ مُطلقًا كَمَا صَوَّبَه الإسنوِيُّ.

وَاصْطِلَاحًا: كَمَا فِي قَوَاعِد الزَّرْكَشِيّ

معرفَةُ أَحْكَامِ الْحَوَادِثِ نَصًّا واستنباطًا **(على مَذْهَبِ)** أَي مَا ذهَبَ إِلَيْهِ **(الإِمَامِ الشَّافِعِيّ)** من الْأَحْكَامِ فِي الْمَسَائِلِ مجازًا عَن مَكَانِ الذّهاب وَاذ ذكر الْمُصَنِّفُ هُنَا الشَّافِعِي **(رَضِي اللهُ تَعَالَى عَنهُ)** فلنَتَعَرَّضْ إِلَى طرفٍ من أخبارِه تبرُّكًا بِهِ فَنَقُولُ: هُوَ حبرُ الْأُمَّةِ وسُلطانُ الْأَئِمَّةِ مُحَمَّدُ أَبُو عبدِ الله بنُ إِدْرِيسَ بنِ الْعَبَّاسِ بنِ عُثْمَانَ بنِ شَافِعِ بن السَّائِبِ بن عُبَيدِ بنِ عبدِ يزِيدَ بنِ هَاشمِ بن عبدِ الْمُطلِبِ بنِ عبدِ مَنَافٍ جدِّ النَّبِيِّ صلى الله عَلَيْهِ وَسلم لِأَنَّهُ صلى الله عَلَيْهِ وَسلم مُحَمَّدُ بنُ عبدِ الله بنِ عبدِ الْمطلِبِ بنِ هَاشمِ بنِ عبدِ منَافٍ وَهَذَا نَسَبٌ عَظِيمٌ كَمَا قِيلَ:

نَسَبٌ كَأَنَّ عَلَيْهِ من شَمْسِ الضُّحَى نورا وَمن فلَقِ الصَّباحِ عَمُودًا

مَا فِيهِ إِلَّا سيِّدٌ من سيِّدٍ حَازَ المكارِمَ والتُّقى والجودا

وشافعُ بنُ السَّائِبِ: هُوَ الَّذِي يُنسَبُ إِلَيْهِ الشَّافِعِيُّ, لَقِي النَّبِيَّ صلى الله عَلَيْهِ وَسلم وَهُوَ مُترَعْرِعٌ وَأسلَمَ أَبُوهُ السَّائِبُ يَوْمَ بدرٍ فَإِنَّهُ كَانَ صَاحبَ رايةِ بني هَاشمٍ فَأُسِرَ فِي جملَةِ مَن أُسِرَ وفَدَى نَفسَه ثُمَّ أسلَمَ وَعبدُ منَافِ بنِ قُصَيِّ بنِ كلابِ بنِ مُرَّةَ بن كَعْبِ بنِ لُؤَيِّ بِالْهَمْز وَتَركِه ابْنِ غَالبِ بنِ فِهْرِ بنِ مَالكِ بنِ النَّضْرِ بنِ كِنَانَةَ بنِ خُزَيْمَةَ بنِ مُدْرِكَةَ بنِ إِلْيَاسِ بنِ مُضر بنِ نِزارِ بنِ معدِ بنِ عَدْنَانَ وَالْإِجْمَاعُ مُنْعَقدٌ على هَذَا النّسَبِ إِلَى عَدْنَانَ وَلَيْسَ فِيمَا بعدَه إِلَى آدمَ طَرِيقٌ صَحِيحٌ فِيمَا يُنْقلُ وَعَن ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِي الله تَعَالَى عَنهُمَا أن النَّبِيِّ صلى الله عَلَيْهِ وَسلم كَانَ إِذا انْتَهَى فِي النّسَبِ إِلَى عَدْنَانَ أَمْسَكَ ثُمَّ يَقُولُ: كذَبَ النّسَّابُونَ أَي بعدَه.

وُلِدُ الشَّافِعِيُّ رَضِي الله تَعَالَى عَنهُ على الْأَصَحّ بغزَّةَ الَّتِي توُفِّيَ فِيهَا هَاشمٌ جدُّ النَّبِيِّ صلى الله عَلَيْهِ وَسلم وَقِيلَ بعَسْقَلانَ وَقِيلَ بِمِنًى سنةَ خمسين وَمِائَةٍ ثُمَّ حُمِلَ إِلَى مَكَّةَ وَهُوَ ابْنُ سنتَيْنِ وَنَشَأ بهَا وَحفظَ الْقُرْآنَ وَهُوَ ابْنُ سبعِ سِنِين والْموطأَ وَهُوَ ابْنُ عشرةٍ.

وتَفَقَّه على مُسلم بن خَالِدٍ مُفتي مَكَّةَ الْمَعْرُوفِ بالزّنجيّ لشِدَّةِ شُقْرتِه من بَابِ أَسمَاءِ الأضدادِ وَأذِنَ لَهُ فِي الْإِفْتَاءِ وَهُوَ ابْنُ خمسَ عشرَةَ سنةٍ مَعَ أنه نَشَأَ يَتِيمًا فِي حِجْرِ أُمِّه فِي قِلَّةٍ من الْعَيْشِ وضيقِ حالٍ وَكَانَ فِي صِباه يُجَالِسُ الْعلمَاء وَيَكْتُبُ مَا يستَفيدُه فِي الْعِظَامِ وَنَحوِهَا حَتَّى مَلَأَ مِنْهَا خبايا.

ثمّ رَحلَ إِلَى مَالكٍ بِالْمَدِينَةِ ولازَمه مُدَّةً ثُمَّ قَدِمَ بَغْدَادَ سنةَ خمسٍ وَتِسْعين وَمِائَةٍ فَأَقَامَ بهَا سنَتَيْن وَاجْتَمعَ عَلَيْهِ عُلماؤُها وَرجع كثيرٌ مِنْهُم عَن مَذَاهِبَ كَانُوا عَلَيْهَا إِلَى مذْهبِه وصنَّفَ بهَا كِتَابَه الْقَدِيمَ ثُمَّ عَادَ إِلَى مَكَّةَ فَأَقَامَ بهَا مُدَّةً ثُمَّ عَادَ إِلَى بَغْدَادَ سنةَ ثَمَانٍ وَتِسْعين وَمِائَةٍ فَأَقَامَ بهَا شهرًا ثُمَّ خرَجَ إِلَى مصرَ وَلم يزَلْ بهَا ناشرًا للْعلمِ مُلازمًا للاشتغالِ بجامِعِها الْعَتِيقِ إِلَى أَن أَصَابَتْه ضَرْبَةٌ شَدِيدَةٌ فَمَرِضَ بِسَبَبِهَا أَيّامًا على مَا قِيلَ ثُمَّ انْتَقَلَ إِلَى رَحْمَةِ الله تَعَالَى وَهُوَ قُطْبُ الْوُجُودِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ سلخَ رَجَبٍ سنةَ أَربعٍ وَمِائَتَيْنِ وَدُفِنَ بالقرافةِ بعدَ الْعَصْرِ من يَوْمِه وانتشَرَ علمُه فِي جَمِيعِ الْآفَاقِ وَتَقَدَّمَ على الْأَئِمَّةِ فِي الْخلافِ والوِفاقِ وَعَلِيهِ حُمِلَ الحَدِيثُ الْمَشْهُورُ: "عَالمُ قُرَيْشٍ يمْلَأُ طباقَ الأَرْضِ علمًا".

وَمن كَلَامه رَضِيَ الله عَنهُ: [الوافر]

أمَتُّ مَطامِعي فأرحْتُ نفسِي | فَإِنَّ النَّفسَ مَا طَمِعَتْ تهُونُ
وأحيَيتُ القُنوعَ وَكَانَ مَيتًا | فَفِي إحيائه عِرضٌ مَصونُ
إِذا طَمَعٌ يحِلُّ بقلبِ عبدٍ | عَلَتْه مَهانةٌ وعلاه هُونُ

وَله أَيْضًا رَضِيَ الله تَعَالَى عَنهُ: [مجزوء الكامل]

مَا حكَّ جِسْمَكَ مثلُ ظُفْرِكَ | فتولَّ أَنْتَ جَمِيعَ أَمرِكَ
وَإِذا قَصدْتَ لحَاجَةٍ | فاقصِدْ لمُعْتَرِفٍ بقدرِكَ

وَقد أفْرَدَ بعضُ أَصْحَابِه فِي فَضلِه وَكَرمِه وَنَسَبِه وأشعارِه كُتُبًا مَشْهُورَةً وَفِيمَا ذَكَرْته تذكِرةٌ لأُولي الْأَلْبَابِ وَلَوْلَا خوفُ الْملَلِ لشَحنت كِتَابي هَذَا مِنْهَا بِأَبْوَابٍ وَذَكَرْت فِي شرحِ الْمِنْهَاجِ وَغيرِه مَا فِيهِ الْكِفَايَةُ ويكونُ ذَلِك الْمُخْتَصرُ **(فِي غَايَةِ الِاخْتِصَار)** أَي بِالنِّسْبَةِ إِلَى أطوَلَ مِنْهُ وَغَايَةُ الشَّيْءِ مَعْنَاهَا ترَتُّبُ الأثرِ على ذَلِك الشَّيْءِ كَمَا تَقولُ: غَايَةُ البيعِ الصَّحِيحِ. حِلُّ الِانْتِفَاعِ بِالْمَبِيعِ وَغَايَةُ الصَّلَاةِ الصَّحِيحَةِ إجزاؤُها

(وَ)فِي (نِهَايَةِ الإِيجاز) بمثناة تحتية بعد الْهمزَة أَي الْقصر وَظَاهر كَلَامه تغاير لَفْظِي الِاخْتِصَار والإيجاز والغاية وَالنِّهَايَة وَهُوَ كَذَلِك فالاختصار حذف عرض الْكَلَام والإيجاز حذف طوله كَمَا قَالَه ابْن الملقن فِي إشاراته عَن بَعضهم وَقد علم مِمَّا تقرر الْفرق بَين الْغَايَة وَالنِّهَايَة **(يقرب)** لوضوح عِبَارَته **(على المتعلم)** أَي المبتديء فِي التَّعَلُّم شَيْئا فَشَيْئًا **(درسه)** أَي بِسَبَب اختصاره وعذوبة أَلْفَاظه **(ويسهل)** أَي يَتَيَسَّر **(على المبتديء)** أَي فِي طلب الْفِقْه **(حفظه)** عَن ظهر قلب لما مر عَن الْخَلِيل أَن الْكَلَام يختصر ليحفظ.

(تَنْبِيه): حرف المضارعة فِي الْفِعْلَيْنِ مَفْتُوح

(و) سألني أَيْضا بعض الأصدقاء **(أَن أُكثر فِيهِ من التقسيمات)** لما يحْتَاج إِلَى تقسيمه من الْأَحْكَام الْفِقْهِيَّة الْآتِيَة كَمَا فِي الْمِيَاه وَغَيرهَا مِمَّا ستعرفه.

(وَ) من **(حصر)** أَي ضبط **(الْخِصَال)** الْوَاجِبَة والمندوبة **(فأجبته)** أَي السَّائِل **(إِلَى ذَلِك)** أَي إِلَى تصنيف مُخْتَصر بالكيفية الْمَطْلُوبَة وَقَوله **(طَالبا)** حَال من ضمير الْفَاعِل أَي مرِيدا **(للثَّواب)** أَي الْجَزَاء من الله تَعَالَى على تصنيف هَذَا الْمُخْتَصر لقَوْله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم: إِذا مَاتَ ابْن آدم انْقَطع عمله إِلَّا من ثَلَاث: صَدَقَة جَارِيَة أَو علم ينْتَفع بِهِ أَو ولد صَالح يَدْعُو لَهُ.

وَقَوله: **(رَاغِبًا)** حَال أَيْضا مِمَّا ذكر أَي ملتجئا **(إِلَى الله)** سُبْحَانَهُ وَ **(تَعَالَى فِي)** الْإِعَانَة من فَضله عَلي حُصُول **(التَّوْفِيق)** الَّذِي هُوَ خلق قدرَة الطَّاعَة فِي العَبْد **(للصَّوَاب)** الَّذِي هُوَ ضد الْخَطَأ بِأَن يقدرني على إِتْمَامه كَمَا أقدرني على ابْتِدَائه فَإِنَّهُ كريم جواد لَا يرد من سَأَلَهُ وَاعْتمد عَلَيْهِ **(إِنَّه)** سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى **(على مَا يَشَاءُ)** أَي يُرِيدهُ **(قَدِير)** أَي قَادر وَالْقُدْرَة صفة تُؤثر فِي الشَّيْء عِنْد تعلقهَا بِهِ وَهِي إِحْدَى الصِّفَات الثَّمَانِية الْقَدِيمَة الثَّابِتَة عِنْد أهل السّنة الَّتِي هِيَ صِفَات الذَّات الْقَدِيم الْمُقَدّس.

(وَ) هُوَ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى **(بعباده)** جمع عبد وَهُوَ كَمَا قَالَ فِي الْمُحكم الْإِنْسَان حرا كَانَ أَو رَقِيقا فقد دعِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم بذلك فِي أشرف المواطن ك {الْحَمد لله الَّذِي أنزل على عَبده الْكتاب} [الكهف:١] {سُبْحَانَ الَّذِي أسرى

بِعَبْدِهِ لَيْلًا} [الإسراء:۱] وَقَالَ أَبُو عَلِيّ الدقاق: لَيْسَ لِلْمُؤمنِ صفة أتم وَلَا أشرف من الْعُبُودِيّة كَمَا قَالَ الْقَائِل:

لَا تدعني إِلَّا بيا عبدها فَإِنَّهُ أشرف أسمائي

وَقَوله: (**لطيف**) من أَسمَائِهِ تَعَالَى بِالْإِجْمَاع واللطف الرأفة والرفق وَهُوَ من الله تَعَالَى التَّوْفِيق والعصمة بِأَن يخلق قدرة الطَّاعَة فِي العَبْد.

فَائِدَة: قَالَ السُّهيْلي لما جَاءَ البشير إِلَى يَعْقُوب عَلَيْهِ الصَّلَاة وَالسَّلَام أعطَاهُ فِي الْبشَارَة كَلِمَات كَانَ يَرْوِيهَا عَن أَبِيه عَن جده عَلَيْهِم الصَّلَاة وَالسَّلَام وَهِي: يَا لطيفا فَوق كل لطيف ألطف بِي فِي أموري كلهَا كَمَا أحب ورضني فِي دنياي وآخرتي وَقَوله: (**خَبِير**) من أَسمَائِهِ تَعَالَى أَيْضا بِالْإِجْمَاع أَي هُوَ عَالم بعباده وبأفعالهم وأقوالهم وبمواضع حوائجهم وَمَا تخفيه صُدُورهمْ وَإِذ قد أنهينا الْكَلَام بِحَمْد الله تَعَالَى على مَا قصدناه من أَلْفَاظ الْخطْبَة فَنَذْكُر طرفا من محَاسِن هَذَا الْكتاب قبل الشُّرُوع فِي الْمَقْصُود.

فَنَقُول: إِنَّ الله سبحانه وَتَعَالَى قد عَلِمَ من مُؤَلِّفه خُلُوص نِيَّته فِي تصنيفه فَعَمّ النَّفْعُ بِهِ فَقَلَّ من مُتَعَلِّم إِلَّا ويقرؤه أَوّلا إِمَّا بِحِفْظٍ وَإِمَّا بمُطالَعةٍ وَقد اعْتنى بشرحه كثيرٌ من الْعُلَمَاءِ فَفِي ذَلِك دلَالَةٌ على أَنّه كَانَ من الْعُلَمَاءِ العامِلين القاصدين بعلمهم وَجهَ الله تَعَالَى.

جعل الله تَعَالَى قَرَاره الْجنَّة وَجعله فِي أَعلَى عِلِّيّين مَعَ الَّذين أنعَمَ الله عَلَيْهِم من النَّبِيين وَالصدِّيقين وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحينَ وَفعل ذَلِك بِنَا وبوالِدينا ومشايِخنا ومُحِبِّينا وَلَا حول وَلَا قُوَّة إِلَّا بِاللهِ الْعلي الْعَظِيم.

وَلمَّا كَانَت الصَّلَاةُ أفضلَ الْعِبَادَاتِ بعدَ الْإِيمَانِ وَمن أعظمِ شُرُوطِهَا الطَّهَارَةُ لقَوْله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطّهُورُ وَالشّرطُ مُقَدّمٌ طَبعًا فَقُدِّمَ وضعًا بَدَأَ المُصَنّف بهَا فَقَالَ:

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں۔

ترجمہ: تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے علماء کے لئے علمی علم کو قائم کیا (اعلام جمع علم وھو الجبل الطویل واصلہ: الأثر الذی یعلم بہ الشئ کعلم

الطريق و علم الجيش و سمى الجبل علما لذالک (صفوة البيان لمعانی القرآن، سورۃ شوریٰ) اعلام جمع ہے: علم کی اور علم کہتے ہیں طویل پہاڑ کو، اس کی اصل ہے: اثر (نشان) جس سے کسی چیز کو پہچانا جاتا ہے جیسے راستہ کا نشان اور لشکر کا جھنڈا اسی بناء پر جبل کو علم کہتے ہیں) اور ان کو سیدھے راستے پر ثابت قدمی عطا کی اور مقام علم کو اعلیٰ مقام بنادیا اور علماء کو فوقیت عطا فرمائی دلائلِ دینیہ کو قائم کرنے اور احکام کو جاننے کے ذریعہ اور عارفین (عارف باللہ لوگوں) پر اپنے راز کی باریکیوں کو ودیعت فرمایا یہی لوگ اہل محاضرہ (یعنی جن کے ذہنوں میں بروقت باتیں ڈالی جاتی ہیں) اور اہل الہام ہیں اور عاملین کو خدمتِ علم کی توفیق عطا فرمائی لہذا انہوں نے میٹھی نیند کو ترک کردیا اور محبین کو اللہ تعالیٰ نے اپنے قرب اور انس و سرورِ قلب کی لذت چکھائی اور تمام مخلوقات سے بے پرواہ کردیا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتا ہوں عظیم و کثیر انعامات پر اس کی ذات پاک ہے اور بلند و بالا ہے۔

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں وہ بادشاہ ہے، بہت زیادہ جاننے والا ہے۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے سردار اور نبی محمد (ان پر اللہ کی رحمت اور سلامتی ہو) اللہ کے بندہ اور رسول ہیں اور اس کے منتخب اور خلیل ہیں، اماموں کے امام ہیں اور آپ کی آل و اصحاب اور ازواج مطہرات اور آپ کی طیب و طاہر ذریت پر اور رحمت اور سلامتی ہو جو قیامت تک کے لئے دائم اور ملی ہوئی ہو۔

اور حمد و صلاۃ کے بعد! اپنے قریب و مجیب رب کی رحمت کا محتاج محمد شربینی خطیب کہتا ہے: کہ امام العالم علامہ، حبرِ بحر فہامہ، دنیا اور دین کا شہاب (ستارہ) احمد ابن حسین ابن احمد اصفہانی جو ابو شجاع سے مشہور ہیں ان کی کتاب مختصر جو "غایۃ الاختصار" کے نام سے موسوم ہے چونکہ یہ مختصر کتاب فقہ کے مختصرات میں سب سے انوکھی معلوم ہوئی اور یہ کتاب فقہ میں تصنیف کی گئی مختصر کتابوں میں احسن میں سے ایک تھی اور اس کی

سائز اور ضخامت میں تالیف کی گئی کتابوں میں اجمع (سب سے زیادہ جامع) میں ایک تھی۔ تو مجھ سے بعض اعزہ نے یکے بعد دیگرے میرے پاس آکر درخواست کی کہ میں اس کی ایک ایسی شرح لکھ دوں جو اس کے مشکل مقامات کو اور پیچیدہ عبارتوں کو واضح کردے ملاتے ہوئے اس کے ساتھ عمدہ فوائد اور محرر قواعد (زوائد سے پاک قواعد) جو میں نے اپنی تنبیه، منهاج اور بهجه کی شروح میں تحریر کئے ہیں۔ پھر میں نے اللہ سے ایک مدت تک استخارہ کیا دو رکعت نماز پڑھنے کے بعد ہمارے امام شافعی کے مقام پر رضی اللہ عنہ وارضاہ، اللہ تعالیٰ جنت کو ان کے لئے جائے استراحت اور ٹھکانہ بنادے، پھر جب اس کام کے لئے مجھے شرح صدر ہوا تو میں نے ایسی شرح کی ابتداء کی جس سے خواہش مندوں کی آنکھیں ٹھنڈی ہو عظیم اجر و ثواب کی امید کرتے ہوئے اس شرح سے، اور میں ترک کروں گا اس شرح میں ایسے اختصار کو جو مطالب کے سمجھنے میں خلل انداز ہو اور طول کو جو دل اچاٹ کرنے والا ہو فہم قاصد کے قریب کرنے پر حرص کرتے ہوئے اور اس کے فوائد حاصل ہونے پر (حرص کرتے ہوئے) تاکہ مبتدی طلبہ اکتفاء کریں اس شرح پر دوسری شروحات کے مطالعہ سے غنی ہو کر اور متوسط درجہ کے طلبہ (اس پر اکتفاء کریں) دوسری شروحات کی طرف مراجعت سے (غنی ہو کر)۔ بے شک میں اللہ تعالیٰ سے امید وار ہوں اس کتاب کو عمدہ اور مرجع بنانے کا کریم و وھاب کی برکت کے طفیل۔ ایسا نہیں ہے کہ جس نے تصنیف کیا اس کی ہر ایک بات عمدہ ہو اور ایسا بھی نہیں ہے کہ اس کی ہر بات جو وہ کہے مراد کو پوری کردے۔ فضل خداداد عطایا ہیں اور فنون میں لوگوں کے مختلف مراتب ہیں اور لوگ فضائل میں باہم مختلف ہوتے ہیں اور کبھی پالیتے ہیں پیچھے آنے والے لوگ اگلوں کی چھوڑی ہوئی چیزوں کو اور کتنا چھوڑا ہے اگلوں نے بعد میں آنے والوں کے لئے اور اللہ تعالی کا اپنی مخلوق پر کتنا احسان و کرم ہے، ہر نعمت والے سے حسد کیا جاتا ہے لیکن حسد کرنے والا بلند رتبہ نہیں ہوتا۔ میں نے اس شرح کا نام رکھا (الاقناع فی حل

الفاظ ابی شجاع) اللہ تعالیٰ میری مدد فرمائے اس کو تمام کرنے پر اور اللہ تعالیٰ اس کو خالص کرے اپنی ذات کریم کے لئے اپنے کرم اور مہربانی کے طفیل، اللہ تعالیٰ سے جائے پناہ نہیں مگر اللہ ہی کی طرف اور اعتماد اللہ ہی پر ہے، وہی میرے لئے کافی ہے اور بہترین کارساز ہے اور اللہ تعالیٰ سے عمدہ پردہ پوشی کا سوال کرتا ہوں۔

مؤلفؒ نے فرمایا(**بسم اللہ الخ اللہ کے نام سے شروع کرتاہوں جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے**) یعنی میں ابتداء کرتاہوں یامیں افتتاح کرتاہوں یامیں تالیف کرتاہوں یہ اولی ہے اسلئے کہ بسم اللہ سے اپنے کام کی ابتداء کرنے والا ہر شخص اس فعل کو اپنے دل میں رکھتاہے جس کے لئے تسمیہ کو مبدأ بناتاہے جیسا کہ مسافر جب قیام کرتاہے یا کوچ کرتاہے تو کہتاہے: بسم اللہ تو اس موقع پر معنی ہوگا میں اللہ کے نام سے قیام کرتاہوں یا اللہ کے نام سے کوچ کرتاہوں۔ اسم مشتق ہے: سمُوٌ سے اور سِمُوٌ بلندی کو کہتے ہیں، یہ ان اسماء میں سے ہے جن کا آخری حصہ حذف کردیا جاتاہے جیسے یَدٌ اور دَمٌ کثرت استعمال کی بنا پر اس کے اوائل کو سکون پر وضع کیا گیا اور اس پر ہمزہ وصلی کو داخل کیا گیا ابتداء بالساکن کے دشوار ہونے کی بناء پر، اور کہا گیا یہ وسم سے ہے اور وسم علامت کو کہتے ہیں اور اس میں دس لغتیں ہیں بعض فقہاء نے ان کو شعر میں اس طرح ذکر کیا ہے فرمایا:

سَمٌ وسميٌ وَاسمٌ بِتَثْلِيثِ أَوَّلِ　　　لَهُنَّ سَمَاءٌ عَاشِرٌ تَمَّتِ انجلي

سم، سمی اور اسم، ان تینوں کے شروع میں تین حرکتوں کے ساتھ کل نو ہوگئے ان کے لئے سماء دسواں ہے پورا ہے واضح ہے۔

(اب بسم اللہ الخ کے لفظ اللہ کی تشریح اس طرح ہے) اور (**اللہ**) علم ہے واجب الوجود ذات کا جو تمام ستائش کی مستحق ہے اور اس کے علاوہ اس نام سے موسوم نہیں ہوا، اس نام سے موسوم ہوا نام دئے جانے سے قبل اور اس نے اس نام کو اور ناموں کے ساتھ حضرت آدمؑ پر نازل فرمایا۔ اللہ کا ارشاد ہے: **هَل تَعلَمُ لَهُ سَمِيًّا**(سورۃ

مریم,٦٥) یعنی کیا تم جانتے ہو سوائے اللہ کے کسی ایسے شخص کو جس کو اللہ کے نام سے پکارا گیا ہو۔اس لفظ کی اصل الاہٌ تھی جیسے امام

پھر اس پر الف اور لام داخل کئے پھر ہمزہ کو حذف کیا گیا خفت کو طلب کرتے ہوئے اور اس کی حرکت کو منتقل کیا گیا لام کی طرف تو اِللاہ ہوا دونوں لام کی حرکت کے ساتھ پھر پہلے لام کو جزم دیا گیا اور دوسرے لام میں ادغام کیا گیا تسہیل کے لئے۔الٰہ کا اصل میں اطلاق ہوتا ہے ہر معبود پر حق ہو یا باطل پھر اس کا غالب استعمال معبودِ برحق پر ہو گیا جیسا کہ لفظِ النجم نام ہے ہر ستارہ کا پھر اس کا غالب استعمال ثریا کے لئے ہو گیا۔(ثریا ستاروں کے مجموعہ کا نام ہے)اور یہ (یعنی الٰہ) عربی لفظ ہے اکثر کے نزدیک اور محققین کے نزدیک یہ اللہ کا اسم اعظم ہے اور قرآن عزیز میں دو ہزار تین سو ساٹھ مقامات پر اس کا ذکر کیا گیا ہے اور امام نوویؒ نے ایک جماعت کی اتباع کرتے ہوئے اس بات کو اختیار کیا ہے کہ اسم اعظم الحی القیوم ہے،امام نوویؒ نے فرمایا:اسی لئے قرآن کریم میں الحی القیوم صرف تین جگہوں میں ذکر کیا گیا ہے،سورۃ بقرۃ،سورۃ آل عمران اور سورۃ طٰہ میں۔(بسم اللہ الخ کے لفظِ رحمٰن اور رحیم کی تشریح)اور الرحمن الرحیم یہ دونوں صفتِ مشبہ کے صیغے ہیں مبالغہ کے لئے وضع کئے گئے ہیں رحم کے مصدر سے اور رحمن ابلغ ہے رحیم سے،اس لئے کہ حروف کی زیادتی معنی کی زیادتی پر دلالت کرتی ہے جیسے قَطَعَ "تخفیف کے ساتھ" اور قَطَّعَ "تشدید کے ساتھ میں"(قَطَعَ کے معنی ہے کاٹنا، قَطَّعَ کے معنی ہے ٹکڑے ٹکڑے کرنا،کاٹنے میں مبالغہ کرنا)اور لفظِ اللہ کو رحمٰن اور رحیم دونوں پر مقدم کیا گیا اس لئے کہ وہ اسم ذات ہے اور وہ دونوں اسم صفت ہیں،اور رحمٰن کو مقدم کیا گیا رحیم پر چونکہ رحمٰن خاص ہے اسلئے کہ یہ غیر اللہ کے لئے نہیں بولا جاتا برخلاف رحیم کے (یعنی یہ غیر اللہ کے لئے بولا جاتا ہے جیسے نبی کریم ﷺ کے لئے ہے بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُوفٌ رَّحِيمٌ [سورۃ توبۃ:١٢٨]اور خاص عام پر مقدم ہوتا ہے۔

فائدہ: امام نسفی نے اپنی تفسیر میں فرمایا: کہا گیا ہے دنیا میں آسمان سے نازل شدہ کتابیں /۱۰۴ ہیں: حضرت شیثؑ کے صحیفے /۶۰ ہیں، حضرت ابراہیمؑ کے صحیفے /۳۰ ہیں، حضرت موسیٰؑ کے صحیفے توراۃ سے پہلے /۱۰ ہیں اور تورات، انجیل، زبور اور فرقان اور تمام کتابوں کے معانی قرآن میں جمع ہیں اور قرآن کے معانی سورۃ فاتحہ میں جمع ہیں اور سورۃ فاتحہ کے معانی بسملہ میں جمع ہیں اور بسملہ کے معانی اس کی باء میں جمع ہیں، اور اس کا معنی ہے: ماضی میں جو کچھ ہوا سب مجھی سے ہوا اور مستقبل میں جو ہو گا وہ سب مجھ ہی سے ہو گا۔ اور بعض نے زیادتی کی ہے کہ باء کے معانی اس کے نقطہ میں ہے۔

(مصنفؒ نے فرمایا) (**الحمدللہ**) ابتداء کی بسم اللہ الخ سے پھر الحمد للہ سے قرآن عزیز کی اقتداء کرتے ہوئے اور "کل امر ذی بال" اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے کہ ہر اہم کام یعنی ہر مہتم بالشان عمل جس کی ابتداء بسملہ سے نہ کی گئی ہو تو وہ کام ادھورا رہتا ہے یعنی ناقص، ناتمام رہتا ہے لہذا وہ کم برکت والا ہوتا ہے اور ایک روایت میں ہے جس کو ابوداؤدؒ نے بیان کیا ہے "**بالحمدللہ**" کے الفاظ سے، اور مصنفؒ نے دونوں ابتداء کو جمع کیا اوروں کی طرح دونوں روایتوں پر عمل کرتے ہوئے اور اشارہ کرتے ہوئے اس بات کی طرف کہ دونوں کے مابین کوئی تعارض نہیں ہے، اس لئے کہ ابتداء حقیقی اور اضافی ہے (یعنی ابتداء کی دو قسمیں ہیں: حقیقی اور اضافی) پس حقیقی تو حاصل ہو گئی بسملہ سے اور اضافی حمدلہ سے یا یہ کہ ابتداء حقیقی شئ نہیں ہے بلکہ وہ امر عرفی ہے جو تالیف کی ابتداء سے لیکر مقصود کو شروع کرنے تک باقی رہتا ہے، پس تصنیف شدہ کتابوں کا مبدأ پورا خطبہ ہے اور حمدِ لفظی لغت کے اعتبار سے: زبان سے تعریف کرنا اختیاری خوبی پر تبجیل یعنی تعظیم کے طور پر خواہ وہ فضائل کے تعلق سے ہو اور وہ ایسی نعمتیں ہیں جو محدود ہوں یا وہ فواضل (کے تعلق) سے ہوں اور وہ ایسی نعمتیں ہیں جو محدود نہ ہوں (متعدی ہوں) لہذا ثناء میں داخل ہوئی حمد اور غیر حمد۔ لسان کی قید سے نکل گیا تعریف کرنا زبان کے علاوہ سے

جیسے حمد نفسی (دل ہی دل میں تعریف کرنا) اور جمیل کی قید سے (نکل گیا) **الثناء باللسان علی غیر الجمیل** یعنی زبان سے تعریف کرنا خوبی کے بغیر، اگر ہم ابن عبد السلام کی رائے کے مطابق کہیں کہ ثناء حقیقت ہے خیر اور شر دونوں میں اور اگر ہم جمہور کی رائے کے مطابق کہیں اور یہ ہی ظاہر ہے کہ ثناء حقیقت ہے خیر میں فقط تو اس کا فائدہ ماہیتِ حمد کی تحقیق ہے یا جمع بین الحقیقت والمجاز کے ارادہ کے وہم کو دفع کرنا ہے ان لوگوں کے نزدیک جو اس کو جائز قرار دیتے ہیں، اور اختیاری کی قید سے مدح (نکل گیا) کیونکہ مدح اختیاری اور غیر اختیاری دونوں کو عام ہے (جیسے) تو کہے گا **مدحت اللؤلؤۃ** میں نے موتی کی مدح کی اس کے حسن کی بناء پر اور **حمدتھا** نہ کہے گا، اور علی جہۃ التبجیل کی قید سے وہ صورت (نکل گئی) جو بطور استہزاء اور ٹھٹھا کے ہو جیسے **ذُقْ إِنَّکَ أَنْتَ الْعَزِيْزُ الْکَرِيْمُ** [سورۃ دخان: ۴۹] چکھ تو بڑا معزز مکرم ہے (ترجمۂ قرآن) اور عرفا (یعنی حمدِ عرف کے اعتبار سے) ایسا فعل ہے جو منعم کی تعظیم کی خبر دے اس حیثیت سے کہ وہ منعم ہے حامد پر یا اس کے علاوہ پر خواہ وہ زبان کے ذکر سے ہو یا دل کے اعتقاد و محبت کے ذریعہ سے ہو یا اعضاء و جوراح کے عمل اور خدمت سے ہو جیسا کہ کہا گیا:

أفادَتْکُم النَّعْماءُ مِنِّي ثَلَاثَۃً يَدي ولِساني وَ الضَّمِير المُحجَّبا

میری طرف سے نعمتوں نے تمہیں تین اعمال پہنچائیں- میرے ہاتھ اور میری زبان اور دل کے اعمال۔

اور شکر کا معنی لغت میں وہ ہے جو حمد کا معنی ہے عرف میں اور شکر عرف کے اعتبار سے بندہ کا ان تمام چیزوں کو جن سے اللہ نے اس کو نوازہ ہے یعنی قوتِ سمع وغیرہ صرف کرنا ان کاموں میں جن کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے، مدح لغت کے مطابق زبان سے تعریف کرنا ہے خوبی پر مطلقا تعظیم کے طور پر اور مدح عرف کے مطابق وہ ہے جو دلالت کرے ممدوح کے اختصاص پر فضائل میں سے کسی نوع کے ساتھ، اور الحمد للہ یہ جملہ خبریہ

ہے لفظا اور انشائیہ ہے معنا حمد کے حاصل ہونے کی بناء پر مدلول کے یقین کے ساتھ اس جملہ کے تکلم سے اور ممکن ہیکہ یہ وضع کیا گیا ہو شرعا انشاء کے لئے اور حمد مختص ہے اللہ تعالیٰ کے لئے جیسا کہ جملہ نے اس کا فائدہ دیا خواہ تو اس میں الف لام استغراق کے لئے مانے جیسا کہ اس پر جمہور ہیں اور یہ ہی ظاہر ہے یا جنس کے لئے مانے جیسا کہ اس پر علامہ زمخشری ہیں اس لئے کہ للہ میں لام اختصاص کے لئے ہے لہذا حمد کا کوئی فرد اللہ تعالیٰ کے علاوہ کے لئے نہ ہو گا یا عہد کے لئے مانے جیسے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان **إِذْهُمَا فِي الْغَارِ** میں ہے(سورۃ توبہ:٤٠) جیسا کہ اس کو نقل کیا ہے ابن عبد السلام نے اور واحدی نے اس کو باقی رکھا ہے اس معنی پر کہ وہ حمد جس سے اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کی حمد بیان کی اور جس سے اس کے نبیوں نے اور اس کے اولیاءؒ نے اس کی حمد بیان کی، وہ خاص ہے اللہ کے لئے اور من ذکر (یعنی مذکور کی حمد یعنی اللہ انبیاء اور اولیاء) کی حمد کا اعتبار ہے لہذا حمد کے افراد میں سے کوئی فرد اللہ تعالیٰ کے علاوہ کے لئے نہیں ہے اور الف لام کی تینوں قسموں میں سے اولیٰ جنس والی قسم ہے۔

اور مصنفؒ کا قول **(رب)** جر کے ساتھ صفت کی وجہ سے، اس کا معنی ہے انسان، جنات، فرشتے، چوپائے اور ان کے علاوہ تمام مخلوق کا مالک، اسلئے کہ ان میں سے ہر ایک پر عالم کا اطلاق ہوتا ہے، کہا جاتا ہے عالم انس اور عالم جن وغیر ذلک۔ مالک کو رب کہا گیا اس لئے کہ وہ حفاظت کرتا ہے ان چیزوں کی جن کا وہ مالک ہے اور ان کی تربیت کرتا ہے، اور رب کا لفظ غیر اللہ پر بولا نہیں جاتا مگر مقید کر کے جیسے باری تعالیٰ کا فرمان ہے: **إِرْجِعْ إِلَى رَبِّكَ** (سورۃ یوسف:٥٠) اور مصنفؒ کا قول **(العالمین)** عالم کی اسم جمع ہے لام کے فتحہ کے ساتھ اس کی جمع نہیں ہے اسلئے کہ عالم عام ہے ذوی العقول اور غیر ذوی العقول دونوں میں اور عالمین خاص ہے ذوی العقول کے ساتھ اور خاص جمع نہیں ہو سکتا اپنے سے اعم کی، اسی کو ابن مالک نے کہا ہے اور ابن ہشامؒ نے ان کی اتباع کی ہے اپنی توضیح میں اور اکثر

حضرات اس بات کے قائل ہیں کہ یہ عالم کی جمع ہے جمع کی حقیقت پر پھر ان حضرات میں باہم اختلاف ہوا اس عالم کی تفسیر میں جس کی یہ جمع لائی گئی لہذا علامہ ابوالحسن کا مذہب یہ ہے کہ یہ مخلوق کی قسمیں ہیں چاہے وہ عقلاء ہوں یا غیر عقلاء اور یہ جوہری کے کلام کا ظاہر ہے اور ابو عبیدہ کا مذہب یہ ہے کہ یہ صرف ذوی العقول کی اصناف ہیں اور وہ انسان، جنات اور ملائکہ ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ کی تعریف کے ساتھ اس کے نبی حضرت محمد ﷺ کی تعریف کو اپنے اس قول سے ملا دیا **(وصلی اللہ الخ اور اللہ رحمت نازل فرما)** اور سلامتی **(ہمارے سردار نبی محمد ﷺ پر)** اللہ تعالیٰ کے فرمان: وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ کی بناء پر (سورۃ الم نشرح: ۴) یعنی میرا ذکر نہیں کیا جائے گا مگر میرے ساتھ تیرا ذکر کیا جائے گا جیسا کہ صحیح ابن حبان میں ہے اور امام شافعیؒ کے قول کی بناء پر: میں پسند کرتا ہوں کہ آدمی مقدم کرے اپنے پیغام نکاح سے، خِطبہ خاء کے کسرہ کے ساتھ اور ہر اس کام سے جس کو اس نے دوسرے سے طلب کیا ہو اللہ کی حمد و ثناء کو اور نبی ﷺ پر درود کو، صرف لفظِ صلاۃ کو ذکر کرنا لفظِ سلام کو چھوڑ کر مکروہ ہے جیسا کہ امام نوویؒ نے اپنی اذکار میں اس کو بیان کیا ہے اور اسی طرح مکروہ ہے اس کے برعکس اور احتمال ہے کہ مصنفؒ نے سلام کو لفظا ادا کیا ہو اور خط و تحریر میں ساقط کر دیا ہو اور اس مذکورہ احتمال کی وجہ سے مصنفؒ کراہت سے خارج ہوں گے۔ اور لفظِ صلاۃ کی نسبت اللہ کی طرف ہو تو مراد رحمت ہو گی تعظیم سے ملی ہوئی، ملائکہ کی طرف ہو تو استغفار مراد ہو گا، اور آدمیوں کی طرف ہو یعنی ان میں جنات بھی شامل ہیں تو تضرع اور دعاء کے معنی میں ہو گا، ازہری وغیرہ اسی کے قائل ہیں۔

آپ ﷺ پر دورد پڑھنا کس وقت میں واجب ہے اس میں اختلاف ہوا چند اقوال پر ان میں سے ایک قول: ہر نماز کے آخری قعدہ میں، اس کو امام شافعیؒ نے اختیار کیا ہے، دوسرا قول: زندگی میں ایک مرتبہ، تیسرا قول: جب بھی آپ ﷺ کا ذکر ہو، اس کو اختیار کیا ہے شوافع میں سے حلیمیؒ نے (یہ ہے حسین ابن حسن ابن محمد ابن حلیم ابو

عبد اللہ، ان کی وفات ۳۰۴ھ میں ہوئی) اور احناف میں سے طحاویؒ نے (یہ ہے احمد ابن محمد ابن سلامہ ازدی، ابو جعفر، ان کی وفات ۳۲۱ھ میں ہوئی) اور مالکیہ میں سے امام لخمیؒ نے اور حنابلہ میں سے ابن بطہؒ نے چوتھا قول: ہر مجلس میں، پانچواں قول: ہر دعاء کے شروع میں اور درمیان وآخر میں آپ ﷺ کے فرمان کی بناء پر: **لاتجعلونی** الخ سوار کے پیالہ کی طرح (جس طرح سوار کجاوے کے پیچھے پیالہ لٹکا دیتا ہے پانی پینے کے بعد اسی طرح) میرا ذکر مؤخر نہ کرو بلکہ میرا ذکر ہر دعاء کے شروع میں اور درمیان وآخر میں کرو، اس حدیث کو راویت کیا ہے طبرانی نے حضرت جابرؓ سے۔

محمد علم ہے ہمارے نبی کریم ﷺ کا جو منقول ہے فعل مضعف کے اسم مفعول سے، آپ ﷺ کا یہ نام من جانب اللہ تعالیٰ الہام کی وجہ سے رکھا گیا ہے کہ مخلوق کی طرف سے آپ ﷺ کی تعریف زیادہ ہوگی ان کی قابل تعریف خصلتوں کی کثرت کے باعث جیسا کہ کتب سیرت میں مروی ہے کہ آپ ﷺ کے دادا عبد المطلب سے کہا گیا جب انہوں نے آپ ﷺ کی ولادت باسعادت کے ساتویں روز آپ ﷺ کا نام رکھا آپ ﷺ کے والد کی پہلے وفات پا جانے کی بناء پر (یہ کہا گیا کہ) آپ نے اپنے بیٹے (مراد ابن الابن) کا نام محمد کیوں رکھا حالانکہ یہ نام نہ تو آپ کے آباء واجداد کے ناموں میں ہے اور نہ ہی آپ کی قوم کے ناموں میں ہے، تو عبد المطلب نے جواب دیا میں امید کرتا ہوں کہ اس کی تعریف کی جائے گی آسمان وزمین میں، بے شک اللہ نے ان کی امید کو سچ کر دکھا یا جیسا کہ پہلے سے آپ کے علم میں تھا۔

نبی: نبی آدم میں سے وہ انسان ہے جو آزاد ہو، مذکر ہو، طبعی طور پر جن امور سے نفرت ہوتی ہے ان سے سالم ہو، باپ کی رذالت سے اور ماں کی بدکلامی سے محفوظ ہو، جس کی طرف وحی بھیجی گئی ہو قابل عمل شریعت کی اگرچہ اس کی تبلیغ کا حکم نہ دیا گیا ہو۔

رسول: وہ انسان ہے جس کی طرف وحی کے ذریعہ شریعت بھیجی گئی ہو اور اس کی تبلیغ کا حکم دیا گیا ہو۔ معلوم ہوا ہر رسول نبی ہوتے ہیں اور ہر نبی رسول نہیں ہوتے۔

(اور) رحمت وسلامتی نازل فرما **(آپ ﷺ کی آل)** پر اور وہ اصح قول کے مطابق بنو ہاشم اور بنو مطلب میں سے ایمان والے ہیں، اور کہا گیا ہے کہ ہر مؤمن متقی ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ ﷺ کی پوری امت ہے، اور اس کو اختیار کیا ہے محققین کی ایک جماعت نے، مطلب مُفتَعِلٌ کے وزن پر ہے طَلَبٌ کے مادے سے (یعنی باب افتعال سے اسم فاعل کا صیغہ ہے) اور ان کا نام اصح قول کے مطابق شیبۃ الحمد ہے اس لئے کہ وہ جس وقت پیدا کئے گئے ان کے سر میں سفیدی ظاہر تھی دونوں زلفوں میں (یعنی بالوں کی دونوں جانب میں) ہاشم لقب ہے اور ان کا نام عمرو ہے اور ان کو ہاشم کہا گیا ہے اسلئے کہ قریش کو قحط سالی لاحق ہوئی تو انہوں نے اونٹ ذبح کیا اور اپنی قوم کے لئے شوربا اور ثرید بنایا لہذا اسی بناء پر ان کا نام ہاشم رکھا گیا ہڈی کو توڑنے کی وجہ سے۔

(اور) رحمت وسلامتی نازل فرما **(آپ ﷺ کے اصحاب)** پر یہ صاحب کی جمع ہے، اور صحابی وہ ہے جس نے آپ ﷺ کی صحبت پائی ہو ایمان کی حالت میں آپ ﷺ کی حیات میں اگرچہ ایک گھڑی ہی کیوں نہ ہو خواہ اس نے آپ ﷺ سے کوئی بات نقل نہ کی ہو، لہذا اس تعریف میں نابینا داخل ہے جیسے ابن ام مکتوم اور چھوٹا بچہ اگرچہ غیر ممیز ہو جیسے وہ بچہ جس کی آپ ﷺ نے تحنیک کی ہو یا اس کے سر پر اپنا ہاتھ رکھا ہو، اور مصنفؒ کا قول **(اجمعین: تمام)** تاکید ہے، اور بعض نسخوں میں ہے: **(اما بعد)** اکثر نسخوں میں یہ ساقط ہے یعنی حمدلہ وغیرہ جو گزر چکی اس کے بعد یہ کلمہ لایا جاتا ہے ایک اسلوب سے دوسرے کی طرف منتقل ہونے کے لئے، شروع کلام میں اس کو لانا درست نہیں ہوتا، اس کلمہ کو خطبوں اور کتابوں میں لانا مستحب ہے آپ ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے اور امام بخاریؒ نے اس کے لئے باب قائم کیا ہے کتاب الجمعہ میں اور اس باب

میں بہت سی حدیثیں ذکر کی ہیں۔اور عامل بعد میں: اما ہے سیبویہ کے نزدیک اس کے فعل کا نائب ہونے کی وجہ سے، یا بذاتِ خود فعل سیبویہ کے علاوہ کے نزدیک اور اصل (عبارت یہ ہے) مهمایکن من شئ بعد۔

(مصنفؒ فرماتے ہیں): **(مجھ سے سوال کیا)** یعنی مجھ سے طلب کیا **(بعض اصدقاء نے)** اصدقاء صدیق کی جمع ہے اس کا معنی ہے: دوست، اور مصنفؒ کا قول **(اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت فرمائے)** یہ جملہ دعائیہ ہے **(یہ کہ میں تصنیف کروں مختصر کتاب)** اور مختصر کہتے ہیں ایسی کتاب کو جس کے الفاظ کم ہوں اور معانی زیادہ ہوں نہ یہ کہ وہ مبسوط ہو اور مبسوط کہتے ہیں ایسی کتاب کو جس کے الفاظ بھی کثیر ہوں اور معانی بھی، علامہ خلیلؒ نے فرمایا: کلام کو پھیلایا جاتا ہے تاکہ سمجھ لیا جائے اور مختصر کیا جاتا ہے تاکہ حفظ کیا جائے، علم **(فقہ میں)** جو مقصود ہے علوم کے مابین بالذات اور باقی علوم اس کے لئے آلات و ذرائع کی طرح ہیں اس لئے کہ اسی سے حلال و حرام اور ان کے علاوہ احکام جانے جاتے ہیں۔

بے شک آیات و احادیث اور آثار ظاہر اور متواتر ہیں اور واضح دلائل مطابق اور موافق ہیں علم کی فضلیت پر اور اس کے حصول میں ابھارنے پر اور اس کو حاصل کرنے اور اس کو سکھانے میں جدوجہد کرنے پر، آیات میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ [الزمر: ٩] آپ کہئے کیا علم والے اور جہل والے (کہیں) برابر ہوتے ہیں (ترجمۂ قرآن) اور وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا [طه: ١١٤] اور آپ یہ دعاء کیجئے کہ اے میرے رب میرا علم بڑھا دیجئے (ترجمۂ قرآن) اور إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ [فاطر: ٢٨] (اور) خدا سے وہی بندے ڈرتے ہیں جو (اس کی عظمت کا) علم رکھتے ہیں (ایضاً) اور اس سلسلہ میں بہت سی آیات ہیں جو معلوم ہیں۔

احادیث میں آپ ﷺ کا فرمان ہے: "من یرد اللہ به خیرا یفقهه فی الدین" اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں اس کو دین کی صحیح سمجھ عطا فرماتے

ہیں، اس کو راویت کیا ہے بخاری اور مسلم نے اور آپ ﷺ کا فرمان ہے حضرت علیؓ کے لئے :"لان یھدی اللہ بك رجلا واحدا خیر لك من حمر النعم" اس کو حضرت سہلؓ نے ابن مسعودؓ سے نقل کیا ہے : البتہ اللہ تعالیٰ تیرے ذریعہ کسی ایک آدمی کو ہدایت دیدیں تو یہ تیرے لئے سرخ انٹ سے بہتر ہے، اور آپ ﷺ کا فرمان ہے:"اذا مات ابن آدم انقطع عملہ الا من ثلاث: صدقة جارية او علم ينتفع به او ولد صالح يدعو له" جب انسان مر جاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے سوائے تین عمل کے : صدقۂ جاریہ یا علم جس سے انتفاع کیا جاتا ہو یا نیک ولد جو اس کے لئے دعاء کرتا ہو، اور اس بارے میں بہت سی حدیثیں مشہور ہیں۔

اور آثار میں سے حضرت علیؓ سے مروی ہے: علم کی عزت و شرف کے لئے اتنا کافی ہے کہ وہ شخص اس کا دعوی کرتا ہے جو اس کا ماہر نہیں ہوتا اور اس سے خوش ہوتا ہے جب اس کی طرف علم کی نسبت کی جائے، اور جہالت کے مذموم ہونے کے لئے اتنا کافی ہے کہ جہالت سے براءت ظاہر کرتا ہے اس میں مبتلا شخص، نیز حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ علم مال سے بہتر ہے علم تیری حفاظت کرتا ہے اور تو مال کی حفاظت کرتا ہے اور خرچ کرنا مال کو کم کر دیتا ہے اور علم خرچ کرنے سے بڑھتا ہے، اور امام شافعیؒ سے منقول ہے کہ جو آدمی علم سے محبت نہ رکھے اس میں کوئی خیر نہیں لہذا ایسے آدمی کے اور تیرے درمیان نہ کوئی شناخت ہو اور نہ میل میلاپ ہو اس لئے کہ علم دلوں کی زندگی ہے اور فہم و فراستوں کا چراغ ہے، اور امام شافعیؒ سے یہ بھی منقول ہے کہ علم کو طلب کرنا افضل ہے نفل نماز سے اور ابن عمرؓ سے مروی ہے فرماتے ہیں: فقہ کی مجلس بہتر ہے ساٹھ سال کی عبادت سے، اور علم کی فضیلت کے بارے میں بہت سے آثار مشہور ہیں۔

﴿لطیفہ﴾

لفظِ علم کے تین حروف ہیں: عین،لام اور میم ، عین علو سے ہے،لام لطافہ سے اور میم ملک سے ہے، عین اپنے صاحب کو علیین کی طرف کھینچتا ہے اور لام اس کو خوش بناتا ہے اور میم بندوں کا باشاہ بناتا ہے۔ اللہ عالم کو عین کی برکت سے عزت دیتا ہے اور لام کی برکت سے خوشگوار زندگی اور میم کی برکت سے محبت اور ہیبت، اللہ نے حضرت سلیمانؑ کو علم ،ملک اور مال کے درمیان اختیار دیا تو آپؑ نے علم کو اختیار کیا لہذا اللہ نے آپؑ کو علم کے ساتھ مال اور ملک عطا فرمایا۔(تحفہ الحبیب علی شرح الخطیب ۱/٦٨) لِطِيفَةٌ : قَالَ فِي عُيُونِ الْمَجَالِسِ : الْعِلْمُ ثَلَاثَةُ أَحْرُفٍ : عَيْنٌ وَ لَامٌ وَمِيمٌ ، الْعَيْنُ مِنَ الْعُلُوِّ ، وَاللَّامُ مِنَ اللَّطَافَةِ ، وَالْمِيمُ مِنَ الْمُلْكِ ، فَالْعَيْنُ تَجُرُّ صَاحِبَهَا إِلَى عِلِّيِّينَ ، وَاللَّامُ تُصَيِّرُهُ لَطِيفًا ، وَالْمِيمُ تُصَيِّرُهُ مَلِكًا عَلَى الْعِبَادِ ، وَيُعْطِي اللَّهُ الْعَالِمَ بِبَرَكَةِ الْعَيْنِ الْعِزَّ ، وَبِبَرَكَةِ اللَّامِ اللَّطَافَةَ ، وَبِبَرَكَةِ الْمِيمِ الْمَحَبَّةَ وَالْمَهَابَةَ . وَخُيِّرَ سُلَيْمَانُ بَيْنَ الْعِلْمِ وَالْمُلْكِ وَالْمَالِ ، فَاخْتَارَ الْعِلْمَ فَأَعْطَاهُ اللَّهُ الْمَالَ وَالْمُلْكَ مَعَ الْعِلْمِ (ایضاً)

پھر جان لے کہ جو کچھ ہم نے علم کی فضیلت کے بارے میں ذکر کیا ہے یہ فضائل اس شخص کے حق میں ہیں جو اس کو طلب کرے درانحالیکہ وہ اس سے اللہ تعالیٰ کی رضا کا طالب ہو لہذا جس کا ارادہ اس سے (یعنی علم سے) دنیوی غرض کا ہو جیسے مال یا سرداری یا عہدہ یا مرتبہ یا شہرت یا اس کے علاوہ تو وہ شخص مذموم ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: مَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الْآخِرَةِ نَزِدْ لَهُ فِي حَرْثِهِ وَمَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ نَصِيبٍ [سورۃ شوری: ٢٠] جو شخص آخرت کی کھیتی کا طالب ہو ہم اس کو اس کی کھیتی میں ترقی دینگے اور جو دنیا کی کھیتی کا طالب ہو تو ہم اس کو کچھ دنیا (اگر چاہیں) دیدینگے اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں (ایضاً) اور آپ ﷺ کا فرمان ہے :"من تعلم علما ینتفع به فی الآخرة یرید به عرضا من الدنیا لم یرح رائحة الجنة" جو

شخص ایسا علم حاصل کرے جس سے آخرت میں فائدہ ہو اور وہ اس کے ذریعہ دنیوی غرض کو چاہتا ہو تو وہ جنت کی خوشبو نہیں پائے گا، اور آپ ﷺ نے فرمایا: لوگوں میں یعنی مسلمانوں میں سب سے زیادہ سخت عذاب قیامت کے دن اس عالم کو ہوگا جس نے اپنے علم سے فائدہ نہ اٹھایا ہوگا، اور ایسے عالم کی مذمت میں جو اپنے علم پر عمل نہ کرے کثرت سے احادیث وارد ہیں اور اس سلسلہ میں اتنا ہی کافی اور وافی ہے اس شخص کے لئے جس کو اللہ تعالیٰ توفیق دے۔

فقہ لغت میں کہتے ہیں: سمجھنا مطلقا جیسا کہ اسنوی نے اس کو درست قرار دیا ہے۔ (ان کا نام ہے: عبد الرحیم ابن حسن ابن علی، ابو محمد اسنوی)

اصطلاح میں کہتے ہیں جیسا کہ زرکشی کے قواعد میں ہے: پیش آمدہ واقعات ومسائل کے احکام کو جاننا نص یا قیاس سے **(مذہب امام شافعیؒ کے مطابق)** یعنی امام شافعیؒ مسائل میں جن احکام کی طرف گئے ہیں اس کو مجازا مذہب کہا گیا ہے (یعنی مذہب کا حقیقی معنی جانے کی جگہ ہے لیکن اس معنی میں مجازا استعمال کیا گیا ہے) اور چونکہ مصنفؒ نے یہاں لفظِ شافعیؒ ذکر کیا ہے **(رضی اللہ عنہ)** اس لئے ہم کو چاہیئے کہ آپ کے حالات میں سے کچھ ذکر کرے اس سے تبرک حاصل کرتے ہوئے، چنانچہ ہم کہتے ہیں: آپ حبرِ امت اور سلطان ائمہ محمد ابو عبد اللہ ابن ادریس ابن عباس ابن عثمان ابن شافع ابن سائب ابن عبید ابن عبد یزید ابن ہاشم ابن مطلب ابن عبد مناف ہیں، عبد مناف آپ کے جد امجد ہیں اسلئے کہ آپ ﷺ کا سلسلۂ نسب یہ ہے: محمد ابن عبد اللہ ابن عبد المطلب ابن ہاشم ابن عبد مناف، اور یہ نسب عظیم ورفیع ہے جیسا کہ کہا گیا ہے:

نَسَبٌ کَأَنَّ عَلَیۡہِ من شَمۡسِ الضُّحی ۔۔۔ نوراوَ من فلَقِ الصَّباحِ عَمُودًا

مَا فِیہِ إِلَّا سیِّدٌ من سیِّدٍ ۔۔۔ حَازَ المکارمَ والتُّقی والجودا

یہ عظیم نسب ہے گویا کہ اس پر شمس الضحی کا نور ہے۔ اور صبح کی ابتدائی روشن کرنیں۔

نہیں ہے اس میں مگر ایک سید نے دوسرے سید سے عمدہ اخلاق، تقوی اور سخاوت کو سمیٹا ہے۔

(امام شافعیؒ کا ام کی طرف سے نسب یہ ہے: ام الامام فاطمہ بنت عبد اللہ ابن حسن ابن حسین ابن علی ابن ابی طالب)

اور شافع ابن سائب: جن کی طرف امام شافعیؒ منسوب ہیں انہوں نے آپ ﷺ سے ملاقات کی درانحالیکہ ان کی عمر پانچ سال سے زائد تھی اور ان کے والد سائب غزوۂ بدر کے دن مشرف بہ اسلام ہوئے اس طرح کہ وہ بنو ہاشم کے علم بردار تھے چنانچہ منجملہ اور قیدیوں کے ساتھ یہ بھی گرفتار کئے گئے اور اپنی جان کا فدیہ دے کر آزاد ہوئے پھر اسلام لے آئے۔ اور عبد مناف ابن قصی ابن کلاب ابن مرۃ ابن کعب ابن لوی ہمزہ کے ساتھ اور اس کے ترک کے ساتھ ابن غالب ابن فہر ابن مالک ابن نضر ابن کنانہ ابن خزیمہ ابن مدرکہ ابن الیاس ابن مضر ابن نزار ابن معد ابن عدنان، اور عدنان تک اس نسب پر اجماع منعقد ہوا ہے اور اس کے بعد آدمؑ تک نقل کی جانے والی روایتوں میں صحیح طریق نہیں ہے اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب نسب بیان کرنے میں عدنان تک پہنچتے تو رک جاتے اور پھر فرماتے نسب بیان کرنے والوں نے جھوٹ کہا یعنی عدنان کے بعد۔

اصح قول کے مطابق امام شافعیؒ کی ولادت مقامِ غزہ میں ہوئی جہاں آپ ﷺ کے جد امجد ہاشم کی وفات ہوئی، قولِ ضعیف کے مطابق عسقلان میں ہوئی اسی طرح دوسرے قول کے مطابق منی میں ۱۵۰ھ میں ہوئی پھر مکہ کی طرف منتقل کئے گئے درانحالیکہ آپ کی عمر اس وقت دو سال کی تھی پھر وہی پرورش پائی اور قرآن کریم حفظ کیا اس وقت آپ سات سال کے تھے، اور مؤطا حفظ کی درانحالیکہ آپ دس سال کے تھے، اور فقہ حاصل کیا مسلم ابن خالد سے جو مکہ کے مفتی تھے اور مشہور تھے زنجی سے ان کے

شدتِ بھورے پن کی وجہ سے یہ اسماء اضداد کے قبیل سے ہے اور ان کو اجازتِ افتاء حاصل ہوئی درانحالیکہ وہ پندرہ سال کے تھے باوجودیکہ انہوں نے یتیمی کی حالت میں پرورش پائی اپنی والدہ کی گود میں گزر بسر کی کمی اور تنگ حالی میں اور وہ اپنے بچپن میں علماء کی مجلس میں بیٹھا کرتے تھے اوراہم مسائل وغیرہ جن کو حاصل کرتے ان کو لکھ لیتے تھے یہاں تک کہ ان سے مٹکے بھر دیئے (خبایا جمع ہے:الخبیئة کی۔(القاموس الوحید ص:۴۰۲)

پھر امام مالک کے پاس کوچ کرکے مدینہ آئے اور ایک مدت تک ان کے ساتھ رہے پھر ۱۹۵ھ میں بغداد آئے اور دوسال وہاں قیام فرمایا اور ان کے پاس علماءِ بغداد مجتمع ہوگئے اور کثیر تعداد میں علماء نے اپنے سابقہ مذاہب سے جن پر وہ تھے مذہبِ امام شافعیؒ کی طرف رجوع کیا اور وہاں انہوں نے اپنی کتاب القدیم تصنیف کی پھر مکہ لوٹ آئے اور ایک مدت تک مکہ میں قیام کیا پھر ۱۹۸ھ میں بغداد لوٹ آئے اور ایک ماہ وہاں مقیم رہے پھر مصر کی طرف روانہ ہوئے اور وہاں علم کو برابر پھیلاتے رہے مصر کے قابل تکریم جامعہ میں (عتیق کی جمع: عُتُق، عُتَقَاءُ، بیان اللسان ص:۴۹۵) وابستہ رہتے ہوئے یہاں تک کہ آپ کو سخت زخم لاحق ہوا جس کے سبب چند روز بیمار رہے جیسا کہ کہا گیا پھر رحمتِ الٰہی کی طرف منتقل ہوگئے "وہ اپنے زمانہ میں مرجع اور مقتداء کی حیثیت رکھتے تھے" جمعہ کے دن رجب کے آخری روز ۲۰۴ھ میں اور اسی دن عصر کے بعد مقام قرافہ میں آپ کو دفن کیا گیا اور ان کا علم دنیا کے چپہ چپہ میں پھیل گیا اور اختلاف واتحاد میں ائمہ سے آگے بڑھ گئے اور آپ ہی پر حدیث مشہور کو محمول کیا گیا: "عالم قریش یملأطباق الارض علما" قریش کا ایک عالم دنیا کے چپہ چپہ کو علم سے بھر دے گا۔

آپؒ کے کلام میں سے چند اشعار ہیں:

أَمَتُّ مَطامِعي فأرحتُ نفسِي فَإِنَّ النَّفسَ مَا طَمِعَتْ تهُونُ
وأحيَيتُ القُنوعَ وَكَانَ مَيتًا فَفِي إحيائه عِرضٌ مَصونُ
إِذا طَمَعٌ يحِلُّ بقلبِ عبدٍ عَلَتْه مَهانةٌ وعلاه هُونُ

۱)میں نے حرص ولالچ کو موت کے گھاٹ اتار دیا تو اپنے نفس کو آرام پہنچا کیونکہ نفس جتنی لالچ کرے اتنا ہی ذلیل ہوتا ہے۔

۲)میں نے مردہ قناعت کو (اپنے اندر) زندہ کردیا چونکہ اس کو زندہ کرنے میں عزت محفوظ ہے۔

۳)جب کسی انسان کے دل میں لالچ آجاتی ہے تو ذلتیں اس پر غالب آجاتی ہیں اور رسوائی ڈھانپ لیتی ہے

امام شافعیؒ کے یہ بھی اشعار ہیں:[مجزوء الکامل](یعنی اوزان)

مَاحَکَّ جِسۡمَکَ مثلُ ظُفُرِکَ   فَتولَّ أَنۡتَ جَمِیعَ أَمرِکَ

وَإِذا قَصدۡتَ لحَاجَةٍ   فاقصِدۡ لمُعۡتَرِفٍ بقدرِکَ

۱)تیرے ناخنوں کے مانند کوئی تیرے جسم کو نہیں کھجائے گا لہذا اپنے تمام کاموں کی ذمہ داری تو خود اٹھالے۔

۲)اور جب تو ضرورت کے لئے کسی کا قصد کرے تو اس شخص کا قصد کر جو تیری قدر و منزلت کا معترف ہو۔

ان کے بعض اصحاب نے ان کی فضلیت، سخاوت، نسب اور انکے اشعار کے سلسلہ میں الگ الگ مشہور کتابیں لکھی ہیں، اور میری ذکر کردہ باتوں میں نصیحت ہے عقل والوں کے لئے اور اگر اکتاہٹ کا خوف نہ ہوتا تو میں اپنی اس کتاب کو نصیحت کے ابواب سے بھر دیتا اور میں نے شرح منہاج وغیرہ میں وہ باتیں ذکر کی ہیں جو کافی ہیں۔ اور وہ مختصر **(نہایت ہی اختصار میں)** ہو یعنی مطولات کے مقابلہ میں اور غایت شئ کا معنی ہے اس شئ پر اثر کا مرتب ہونا جیسے تو کہے: بیع صحیح کی غایت مبیع سے انتفاع کا حلال ہونا ہے اور صلاۃ صحیحہ کی غایت اس کا کافی ہونا ہے **(اور نہایت ایجاز)** میں (ہو) ہمزہ کے بعد نیچے والے دو نقطوں کے ساتھ یعنی قصر اور مصنفؒ کے کلام کا ظاہر اختصار، ایجاز، غایت اور نہایت کے

الفاظ میں تغایر ہے اور وہ اسی طرح ہے، پس اختصار یعنی عرض کلام کو حذف کرنا (جیسے عسجد کے بدلہ میں ذہب لانا اور عقار کے بدلہ میں خمر لانا یعنی کثیر الحروف کلمہ کے بدلہ میں قلیل الحروف کلمہ لانا) اور ایجاز یعنی طولِ کلام کو حذف کرنا، (حذف الطول سے مراد کلمہ کو مکرر نہ لانا، ترک تکریر اختصار ہے اور ترک اطناب ایجاز ہے) جیسا کہ اس کو ابن ملقنؒ نے اپنے اشارات میں بعض سے نقل کر کے کہا ہے، اور ماتقرر سے فرق معلوم ہوا غایت ونہایہ کے درمیان (**تا کہ قریب ہو**) یعنی سہل ہو اس کی عبارت واضح ہونے کی وجہ سے (**متعلم پر**) یعنی مبتدی طالب علم پر جو درجہ بدرجہ سیکھنے کی ابتداء کرنے والا ہو (**اس کا درس**) یعنی اس کے مختصر ہونے اور الفاظ کی شیرینی کے سبب (**اور سہل ہو**) یعنی آسان ہو (**طلبِ فقہ کی ابتداء کرنے والے پر اس کا حفظ کرنا**) بغیر دیکھے پڑھنا، علامہ خلیل کے اس کلام کی وجہ سے جو گزر چکا کہ کلام کو مختصر کیا جاتا ہے تا کہ اس کو حفظ کیا جائے۔

تنبیہ: مضارع کا حرف دونوں فعلوں میں مفتوح ہے (یعنی یقرب اور یسھل میں یاء مفتوح ہے مضموم نہیں ہے)۔

(**اور**) مجھ سے بعض اصدقاء نے (**یہ**) بھی طلب کیا (**کہ میں اس میں تقسیمات کو زیادہ کروں**) محتاج تقسیم آنے والے احکام فقہیہ میں جیسا کہ آب وغیرہ کے احکام میں جس کو تو عنقریب جان لے گا (**اور زیادہ ضبط کروں خصالِ**) واجبہ اور مندوبہ (**کو تو میں نے طالب کی درخواست کو منظور کر لیا اس کام کے لئے**) یعنی مطلوبہ کیفیت کے ساتھ مختصر کی تصنیف کے لئے، اور مصنفؒ کا قول (**طالبا**) یہ حال واقع ہے فاعل کی ضمیر سے (**یعنی ارادہ کرتے ہوئے ثواب کا**) یعنی اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس مختصر تصنیف پر جزاء کا، آپ ﷺ کے فرمان کی بناء پر: "اذا مات ابن آدم انقطع عمله الا من ثلاث: صدقة جارية او علم ينتفع به او ولد صالح يدعو له" جب انسان مر جاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے

سوائے تین عمل کے: صدقۂ جاریہ یا علم جس سے انتفاع کیا جاتا ہو یا نیک ولد جو اس کے لئے دعاء کرتا ہو۔

مصنفؒ کا قول (**راغبا**) یہ بھی حال واقع ہوا ہے اس سے جو ذکر کیا گیا (یعنی فاعل سے) (**یعنی التجاء کرتے ہوئے اللہ**) سبحانہ (**تعالیٰ سے**) اس کے فضل کے طفیل اعانت کی اس (**توفیق**) کے حصول پر جس کا اصطلاحی معنی بندہ میں طاعت (**کی**) قدرت کا پیدا کرنا ہے (**درستگی کے لئے**) جو خطا کی ضد ہے اس معنی کر کہ مجھے قدرت عطا فرما اس کو مکمل کرنے پر جیسا کہ اس نے مجھے قدرت عطا فرمائی اس کی ابتداء پر، بے شک وہ کریم ہے جواد ہے جو واپس نہیں لوٹاتا اس کو جو اس سے مانگے اور اس پر اعتماد کرے (**بے شک اللہ**) سبحانہ و تعالیٰ (**ہر اس چیز پر جس کا ارادہ کرے قدیر**) یعنی قادر (**ہے**) اور قدرت ایسی صفت ہے جو چیز میں اثر کرتی ہے اس کے ساتھ صفتِ قدرت کا تعلق قائم ہونے کے وقت، اور یہ ان آٹھ صفات قدیمہ میں سے ایک ہے جو اہلِ سنت کے نزدیک ثابت ہے کہ آٹھ صفات قدیم و مقدس ذات کی صفات ہیں۔

(**اور**) اللہ سبحانہ و تعالیٰ (**اپنے بندوں پر**) (مہربان ہے اور ان کو جاننے والا ہے) عباد عبد کی جمع ہے اور عبد جیسا کہ محکم میں کہا ہے: انسان ہے آزاد ہو یا غلام، بے شک آپ ﷺ کو اس لفظ سے پکارا گیا معزز مقامات میں جیسے **الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَى عَبْدِهِ الْكِتَابَ**[سورۃ الکہف: ۱] **سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ**[سورۃ الاسراء: ۱] ابو علی دقاقؒ نے فرمایا: مؤمن کے لئے کوئی صفت زیادہ کامل نہیں ہے اور نہ کوئی صفت زیادہ شرف والی ہے صفت عبودیت سے جیسا کہ کہنے والے نے کہا ہے:

لَا تدعني إِلَّا بيا عبدها   **فَإِنَّهُ أشرف أسمائي**

تو مت پکار مجھے مگر اے اس کا بندہ کہکر، اسلئے کہ یہ میرے ناموں میں سب سے زیادہ شرف والا ہے۔

اور مصنفؒ کا قول (**لطیف**) بالاجماع اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ہے، اور لطف مہربانی اور نرمی ہے اور لطف اللہ تعالیٰ کی طرف سے توفیق اور عصمت ہے بایں طور کہ اللہ تعالیٰ بندہ میں طاعت کی قدرت کو پیدا کر دے۔

فائدہ: سہیلیؒ نے فرمایا: جب یعقوبؑ کے پاس خوش خبری دینے والا آیا تو آپؑ نے آنے والے کو انعام میں چند کلمات عطا کئے جن کو وہ اپنے والد محترم اور جد امجد کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کلمات یہ ہیں: "**یالطیفا فوق کل لطیف ألطف بِي فِي أموري كلهَا كَمَا أحب و رضني فِي دنياي و آخرتي**" اے! ہر مہربان سے بڑھکر مہربان میرے ساتھ میرے تمام امور میں مہربانی فرما جیسا میں پسند کرتا ہوں اور میری دنیا اور آخرت میں مجھے راضی کر دے۔ اور مصنفؒ کا قول (**خبیر**) بالاجماع یہ بھی اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ہے، یعنی وہ اپنے بندوں کو جاننے والا ہے اور ان کے افعال و اقوال کو اور ان کی ضرورت کی جگہوں کو اور ان باتوں کو بھی (جاننے والا ہے) جو ان کے سینوں میں مخفی ہیں اور جب ہم نے کلام کو مکمل کر دیا اللہ تعالیٰ کی حمد سے خطبہ کے ان الفاظ پر جن کا ہم نے قصد کیا تھا تو اب ہم ذکر کرتے ہیں مقصود کو شروع کرنے سے پہلے اس کتاب کی خوبیوں میں سے چند خوبیاں۔

چنانچہ ہم کہتے ہیں: بے شک اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے مؤلفِ کتاب کی خلوص نیت کو ان کی تصنیف میں جان لیا اس لئے اس کا نفع عام ہو گا، بہت کم متعلم ہیں مگر اس مختصر کتاب کو پڑھتے ہیں اول وہلہ میں (یعنی متعلمین سبھی اس کتاب کو اول وہلہ میں پڑھتے ہیں سوائے چند کے) یا تو حفظ کرنے کے طور پر یا مطالعہ کے طور پر اور بہت سے علماء نے اس کی شرح کو اہمیت دی لہذا یہ اس بات پر دال ہے کہ وہ ان علماء میں سے تھے جو عمل کرنے والے اور اپنے علم سے اللہ تعالیٰ کی رضا کا قصد کرنے والے تھے اللہ تعالیٰ جنت کو ان کی آرام گاہ بنائے اور اعلیٰ علیین میں ان کا ٹھکانہ بنا دے ان لوگوں کے ساتھ جن پر اللہ کا انعام ہوا یعنی

انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین اور یہ (انعام) ہم پر فرما اور ہمارے والدین، مشائخ اور محبین (پر) اور نہیں ہے نیکی کی توفیق اور بدی سے حفاظت مگر بزرگ، برتر اللہ کی مدد سے۔

چونکہ نماز ایمان کے بعد عبادتوں میں سب سے افضل عبادت ہے اور نماز کی شرطوں میں سے سب سے بڑی شرط طہارت ہے آپ ﷺ کے فرمان کی بناء پر: "مفتاح الصلاۃ الطھور" نماز کی کنجی طہارت ہے اور شرط طبعی طور پر مقدم ہوتی ہے لہذا وضع کے اعتبار سے شرط کو مقدم کیا گیا چنانچہ مصنفؒ نے طہارت سے ابتداء کی ("بدأ المصنف بھا" یہ "لما" کا جواب ہے اور "بدابالماء" فرماتے تو مناسب ہوتا، اس لئے کہ پانی طہارت کے لئے آلہ ہے)۔

فرمایا:

﴿هَذَا (كتاب) بَيَان أَحْكَام (الطَّهَارَة)﴾

واعْلَم أَن الْكتاب لُغَة مَعْنَاهُ الضَّم وَالْجمع يُقَال كتبت كتبا وَكِتَابَة وكتابا، وَمِنْه قَوْلهم تكتبت بَنو فلَان إِذا اجْتَمعُوا، وَكتب إِذا خطّ بالقلم لما فِيهِ من اجْتِمَاع الْكَلِمَات والحروف، قَالَ أَبُو حَيَّان وَلَا يَصح أَن يكون مشتقا من الْكتب لِأَن الْمصدر لَا يشتق من الْمصدر وَأجِيب بِأَن الْمَزِيد يشتق من الْمُجَرّد وَاصْطِلَاحا: اسْم لجملة مُخْتَصَّة من الْعلم ويعبر عَنْهَا بِالْبَابِ وبالفصل أَيْضا فَإِن جمع بَين الثَّلَاثَة قيل الْكتاب اسْم لجملة مُخْتَصَّة من الْعلم مُشْتَمِلَة على أَبْوَاب وفصول ومسائل غَالِبا وَالْبَاب: اسْم لجملة مُخْتَصَّة من الْكتاب مُشْتَمِلَة على فُصُول ومسائل غَالِبا والفصل اسْم لجملة مُخْتَصَّة من الْبَاب مُشْتَمِلَة على مسَائِل غَالِبا وَالْبَاب لُغَة: مَا يتَوَصَّل مِنْهُ إِلَى غَيره والفصل لُغَة الحاجز بَين الشَّيْئَيْنِ وَالْكتاب هُنَا خبر مُبْتَدأ مَحْذُوف مُضَاف إِلَى محذوفين كَمَا قدرته وَكَذَا يقدر فِي كل كتاب أَو بَاب أَو فصل بِحَسب مَا يَلِيق بِهِ وَإِذ قد علمت ذَلِك فَلَا احْتِيَاج إِلَى تَقْدِير ذَلِك فِي كل كتاب أَو بَاب أَو فصل اختصارا.

وَالطَّهَارَة لُغَة النَّظَافَة والخلوص من الأدناس حسية كَانَت كالأنجاس أَو معنوية كالعيوب يُقَال طهر بِالْمَاءِ وهم قوم يتطهرون أَي يتنزهون عَن الْعَيْب وَأما فِي الشَّرْع فَاخْتلف فِي تَفْسِيرهَا وَأحسن مَا قيل فِيهِ إِنَّه ارْتِفَاع الْمَنْع الْمُتَرَتب على الْحَدث وَالنَّجس فَيدْخل فِيهِ غسل الذِّمِّيَّة والمجنونة ليحلان لحليلهما الْمُسلم فَإِن الِامْتِنَاع من الْوَطْء قد زَالَ وَقد يُقَال إِنَّه لَيْسَ شَرْعِيًّا لِأَنَّهُ لم يرفع حَدثا وَلم يزل نجسا وَكَذَا القَوْل فِي غسل الْمَيِّت الْمُسلم فَإِنَّهُ أَزَال الْمَنْع من الصَّلَاة عَلَيْهِ وَلم يزل بِهِ حدث وَلَا نجس بل هُوَ تكرمة للْمَيت وَقيل هِيَ فعل مَا تستباح بِهِ الصَّلَاة.

﴿یہ کتاب احکام طہارت کے بیان میں ہے﴾

جان لے کہ لغت میں کتاب کا معنی ہے: ملانا اور جمع کرنا، کہا جاتا ہے: "کتبت کتبا و کتابة و کتابا" اور اسی سے ہے اہل لغت کا قول "تَکَتَّبَتْ بَنُو فُلَانٍ" جبکہ وہ قبیلے والے ایک ساتھ جمع ہو جائیں اور "کَتَبَ" جب قلم کے ذریعہ لکھا جائے اس لئے کہ اس میں کلمات اور حروف کا اجتماع ہوتا ہے، ابوحیانؒ نے فرمایا: یہ بات صحیح نہیں ہے کہ کتاب مشتق ہو "کَتْبٌ" سے اس لئے کہ مصدر مشتق نہیں ہوتا مصدر سے اور جواب دیا گیا کہ بابِ مزید فیہ کا مصدر بابِ مجرد سے مشتق ہوتا ہے، اور اصطلاح: میں کتاب نام ہے علم کے خاص مجموعہ کا اور اس کو باب اور فصل سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے، پس اگر تینوں کو جمع کیا جائے تو کہا جائے گا کہ کتاب نام ہے علم کے اس خاص مجموعہ کا جو غالبا ابواب وفصول اور مسائل پر مشتمل ہو، باب: کتاب کے اس خاص مجموعہ کا نام ہے جو غالبا چند فصول اور مسائل پر مشتمل ہو، فصل: باب کے اس مخصوص مجموعہ کا نام ہے جو غالبا چند مسائل پر مشتمل ہو، باب لغت میں: ایسی چیز کو کہا جاتا ہے جس سے دوسرے تک رسائی ہو، اور فصل لغت میں کہتے ہیں: دو چیزوں کے درمیان حائل یعنی جدا کرنے والی چیز کو، اور لفظِ کتاب یہاں (عبارت میں) خبر ہے مبتداء محذوف کی یعنی ھذا کی (اور) مضاف ہے (یعنی لفظِ کتاب کی اضافت کی گئی ہے) دو محذوف کی طرف یعنی بیان احکام جیسا کہ میں نے تقدیری

عبارت لکھی ہے اور اسی طرح مقدر مانا جائے گا ہر کتاب یا باب یا فصل کے شروع میں اس کے لائق و مناسب، اور جب تو نے یہ بات جان لی تو ہر کتاب، باب اور فصل میں اختصار کے پیش نظر اس کی تقدیر کی حاجت نہ رہی۔

طہارت لغت میں: نظافت اور گندگیوں سے صاف ہونے کو کہتے ہیں (نظافة کا معنی ہے: صفائی، ستھرائی، پاکیزگی، صاف ستھرا ہونا) (بیان اللسان ص: ۸۳۴) چاہے حسی ہو جیسے (نظر آنے والی) ناپاکیاں یا معنوی ہو جیسے برائیاں، کہا جاتا ہے: "طهر بالماء" پانی کے ذریعہ پاک ہوا، اور "هم قوم يتطهرون" یعنی وہ ایسے لوگ ہیں جو عیب سے بچتے ہیں اور دور رہتے ہیں۔ بہر حال شرع میں تو طہارت کی تفسیر میں اختلاف کیا گیا ہے اور طہارت کی تعریف میں کہی گئی باتوں میں احسن یہ ہے کہ طہارت کا معنی ہے حدث اور ناپاکی پر مرتب ہونے والے منع کا اٹھ جانا لہذا اس تعریف میں داخل ہو جائے گا ذمیہ اور مجنونہ کا غسل تا کہ وہ دونوں حلال ہو جائیں اپنے مسلم خاوند کے لئے اس لئے کہ وطی کی ممانعت ختم ہو گئی، اور کہا جا سکتا ہے کہ یہ تعریف شرعی نہیں ہے اس لئے کہ اس نے حدث کو رفع نہیں کیا اور نہ نجس کا ازالہ کیا اور اسی طرح کہا جا سکتا ہے غسل میت مسلم کے بارے میں اس لئے کہ غسل نے زائل کر دیا اس پر سے نماز کی ممانعت کو اور اس کے ذریعہ نہ حدث کو زائل کیا گیا اور نہ نجس کا ازالہ کیا گیا بلکہ غسل تو میت کے لئے اعزاز کی حیثیت سے ہے، اور کہا گیا ہے کہ طہارت ایسا فعل ہے جس سے نماز کو مباح کیا جاتا ہے،

﴿تقسيم الطهارة﴾

وتنقسم إِلَى وَاجِب كالطهارة عَن الْحَدث ومستحب كتجديد الْوضُوء والأغسال المسنونة ثمَّ الْوَاجِب يَنْقَسِم إِلَى بدني وقلبي فالقلبي كالحسد وَالْعجب والرياء وَالْكبر قَالَ الْغَزالِيّ معرفَة حُدُودهَا وأسبابها وطبها وعلاجها فرض عين يجب تعلمه والبدني إِمَّا بِالْمَاءِ أَو بِالتُّرَابِ أَو بهما كَمَا فِي ولوغ الْكَلْب أَو بِغَيْرِهِمَا كالحريف فِي الدّباغ أَو بِنَفسِهِ كانقلاب الْخمر خلا.

﴿طہارت کی تقسیم﴾

طہارت منقسم ہوتی ہے واجب کی طرف جیسے طہارت حاصل کرنا حدث سے، اور مستحب (کی طرف) جیسے تجدید وضوء اور تمام مسنون غسل، پھر واجب طہارت منقسم ہوتی ہے بدنی اور قلبی کی طرف (یعنی واجب طہارت کی ۲/ قسمیں ہیں: (۱) بدنی طہارت (۲) قلبی طہارت) پس قلبی جیسے حسد، خود بینی، دکھاوا اور تکبر (یعنی ان چیزوں سے پاک وصاف ہونا) امام غزالیؒ نے فرمایا: طہارت کے حدود، اس کے اسباب، دوا دارو اور علاج کو پہچاننا فرضِ عین ہے، اس کا سیکھنا واجب ہے، اور بدنی یاتو پانی سے (ہو) یا مٹی سے یا دونوں سے (ہو) جیسا کہ کتے کے برتن میں منہ ڈالنے کے بارے میں ہے (یہ بھما کی مثال ہے) یا ان دونوں کے علاوہ سے (ہو) جیسے (کھال کی) دباغت میں تیز چیز (طہارت کے لئے استعمال کرنا) یا اپنی ذات سے جیسے شراب سرکہ میں بدل جائے۔

﴿أَنْوَاع الْمِيَاه﴾

وَقَوله (الْمِيَاه) جمع مَاء وَالْمَاء مَمْدُود على الْأَفْصَح وَأَصله موه تحركت الْوَاو وَانْفَتح مَا قبلهَا فقلبت ألفا ثمَّ أبدلت الْهَاء همزَة وَمن عَجِيب لطف الله تَعَالَى أَنه أَكثر مِنْهُ وَلم يحوج فِيهِ إِلَى كثير معالجة لعُمُوم الْحَاجة إِلَيْهِ (الَّتِي يجوز التَّطْهِير بهَا) أَي بِكُل مِنْهَا عَن الْحَدث والخبث وَالْحَدَث فِي اللُّغَة الشَّيْء الْحَادِث وَفِي الشَّرْع يُطلق على أَمر اعتباري يقوم بالأعضاء يمْنَع من صِحَة الصَّلَاة حَيْثُ لَا مرخص وعَلى الْأَسْبَاب الَّتِي يَنْتَهِي بهَا الطُّهْر وعَلى الْمَنْع الْمُتَرَتب على ذَلِك وَالْمرَاد هُنَا الأول لِأَنَّهُ الَّذِي لَا يرفعهُ إِلَّا المَاء بِخِلَاف الْمَنْع لِأَنَّهُ صفة للْأَمر الاعتباري فَهُوَ غَيره لِأَن الْمَنْع هُوَ الْحُرْمَة وَهِي ترْتَفع ارتفاعا مُقَيّدا بِنَحْوِ التَّيَمُّم بِخِلَاف الأول وَلَا فرق فِي الْحَدث بَين الْأَصْغَر وَهُوَ مَا نقض الْوضُوء والمتوسط وَهُوَ مَا أوجب الْغسْل من جماع أَو إِنْزَال والأكبر وَهُوَ مَا أوجبه من حيض أَو نِفَاس والخبث فِي اللُّغَة مَا يستقذر وَفِي الشَّرْع مستقذر يمْنَع من صِحَة الصَّلَاة حَيْثُ لَا مرخص وَلَا فرق فِيهِ بَين المخفف كبول صبي لم يطعم غير لبن والمتوسط كبول غَيره من غير نَحْو

الْكَلْبِ والمغلظ كبول نَحْو الْكَلْبِ وَإِنَّمَا تعين الْمَاء لرفع الْحَدث لقَوْله تَعَالَى {فَلم تَجدوا مَاء فَتَيَمَّمُوا} وَالْأَمر للْوُجُوب فَلَو رفع غير المَاء لما وَجب التَّيَمُّم عِنْد فَقده وَنقل ابْن الْمُنْذر وَغَيره الْإِجْمَاع على اشْتِرَاطه فِي الْحَدث وفي إِزَالَة الْخبث لقَوْله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم فِي خبر الصَّحِيحَيْنِ حِين بَال الْأَعرَابِي فِي الْمَسْجِد صبوا عَلَيْهِ ذنوبا من مَاء. والذنوب الدَّلْو الممتلئة مَاء وَالْأَمر للْوُجُوب كَمَا مر فَلَو كفى غَيره لما وَجب غسل الْبَوْل بِهِ وَلَا يُقَاس بِهِ غَيره لِأَن الطُّهْر بِهِ عِنْد الإِمَام تعبدي وَعند غَيره مَعْقُول الْمَعْنى لما فِيهِ من الرقة واللطافة الَّتِي لَا تُوجد فِي غَيره.

﴿انواع میاہ﴾

مصنفؒ کا قول **(المیاہ)** ماء کی جمع ہے اور لفظ "الماء" زیادہ فصیح لغت کے مطابق الف ممدودہ کے ساتھ ہے اور اس کی اصل "موہ" ہے، واو متحرک ہے اور اس کے ما قبل فتحہ ہے واو کو الف سے بدل دیا گیا پھر "ھا" کو ہمزہ سے بدل دیا گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کی عجیب مہربانی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پانی کی کثرت کی ہے اور زیادہ کوشش کا محتاج نہیں کیا اس کی حاجت عام ہونے کی بناء پر (یعنی بسہولت حاصل ہو جاتا ہے زیادہ کاوش کی ضرورت نہیں پڑتی) **(وہ میاہ جن سے طہارت حاصل کرنا جائز ہے)** یعنی ان کی ہر ایک سے (طہارت حاصل کرنا جائز ہے) حدث اور خبث سے۔

﴿حدث کی تعریف﴾

حدث لغت میں کہتے ہیں: پیش آنے والی شئ کو، اور شرع میں: حدث بولا جاتا ہے غیر محسوس امر پر جو اعضاء کے ساتھ قائم ہوتا ہے اور وہ مانع ہوتا ہے نماز کی صحت کو مرخص نہ ہونے کی صورت میں اور (حدث کا اطلاق) ان اسباب پر ہوتا ہے جن پر طہر ختم ہوتا ہے اور (حدث کا اطلاق) امر اعتباری اور اسباب پر مرتب ہونے والی ممانعت پر بھی ہوتا ہے، یہاں مراد پہلی تعریف ہے (یعنی امر اعتباری) اس لئے کہ امر اعتباری ہی وہ شئ ہے جس کو کوئی چیز نہیں اٹھاتی سوائے پانی کے برخلاف ممانعت کے اس لئے کہ

ممانعت تو امر اعتباری کی صفت ہے لہذا ممانعت امر اعتباری سے علیحدہ ہے اس لئے کہ ممانعت وہ حرمت ہے اور حرمت مرتفع ہو جاتی ہے مقید کے طور پر جیسے تیمم برخلاف پہلے کے، کوئی فرق نہیں ہے حدثِ اصغر، حدث متوسط اور حدث اکبر کے درمیان، حدث اصغر وہ ہے جو وضو کو توڑ دے اور حدث متوسط وہ ہے جو غسل کو واجب کرے جماع یا انزال سے اور حدث اکبر وہ ہے جو غسل کو واجب کرے حیض یا نفاس سے۔

﴿خبث کی تعریف﴾

خبث لغت میں کہتے ہیں: وہ چیز جس سے گھن کی جائے، اور شرع میں: وہ گندگی جو نماز کی صحت کو مانع ہو مرخص نہ ہونے کی صورت میں، اور کوئی فرق نہیں ہے خبثِ (نجاست) مخفف، متوسط، اور مغلظ کے درمیان (مخفف کی مثال) ایسے بچہ کا پیشاب جس کو دودھ کے علاوہ نہ کھلایا گیا ہو، اور متوسط (کی مثال) جیسے صبی (اور) کتے جیسے کے علاوہ کا پیشاب اور مغلظ جیسے کتے کے مانند کا پیشاب، اور حدث کو دور کرنے کے لئے پانی متعین (ضروری) ہے چونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: {فَلَمْ تَجِدُوْا مَاءً فَتَيَمَّمُوْا} پھر تم کو پانی نہ ملے تو تم پاک زمین سے تیمم کر لیا کرو (ترجمۂ قرآن) اور امر وجوب کے لئے ہے، اگر پانی کے علاوہ کوئی چیز حدث کو دور کرتی تو پانی مفقود ہونے کے وقت تیمم واجب نہ ہوتا، اور ابن منذر وغیرہ نے حدث میں اور ازالۂ خبث میں پانی شرط ہونے پر اجماع نقل کیا ہے صحیحین کی حدیث میں آپ ﷺ کے فرمان کی بناء پر جس وقت اعرابیؓ (بدو) نے مسجد میں پیشاب کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا "اس پر پانی کا ڈول ڈال دو" اور ذنوب کہتے ہیں: ایسے ڈول کو جو پانی سے بھرا ہوا ہو، اور امر وجوب کے لئے ہے جیسا کہ گزرا، اگر پانی کے علاوہ چیز کافی ہو جاتی تو پیشاب کا پانی سے دھونا واجب نہ ہوتا، اور غیر ماء کو ماء پر قیاس نہیں کیا جائے گا اس لئے کہ پانی کے ذریعہ پاک ہونا امام کے نزدیک امر تعبدی ہے، اور غیر امام کے نزدیک یہ (یعنی پانی کے ذریعہ پاک ہونا) معقول المعنی ہے اس لئے کہ اس میں رقت اور لطافت ہے

ایسی جو اس کے علاوہ میں نہیں پائی جاتی۔(لطافت کا معنی ہے باریک اور رقت کا معنی ہے پتلا پن یعنی پانی ایسا پتلا ہے کہ اس کو گرم کیا جائے تو نیچے تلچھٹ اور گاد نہیں بیٹھتی اور دوسری چیزوں میں بیٹھتی ہے)

﴿تَنْبِيه﴾

يجوز إِذا أضيف إِلَى الْعُقُود كَانَ بِمَعْنى الصِّحَّة وَإِذا أضيف إِلَى الْأَفْعَال كَانَ بِمَعْنى الْحل وَهُوَ هُنَا بِمَعْنى الْأَمريْنِ لِأَن من أَمر غير المَاء على أَعْضَاء طَّهَارَته بنية الْوضُوء أَو الْغسْل لَا يصح وَيحرم لِأَنَّهُ تقرب بِمَا لَيْسَ مَوْضُوعا للتقرب فعصى لتلاعبه (سبع مياه) بِتَقْدِيم السِّين على الْمُوَحدَة أَحدهَا (مَاء السَّمَاء) لقَوْله تَعَالَى {وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُم مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُم بِهِۦ} [سورة الانفال:١١] وَبَدَأَ المُصَنّف رَحمَه الله بهَا لشرفها على الأَرْض كَمَا هُوَ الْأَصَح فِي الْمَجْمُوع وَهل المُرَاد بالسماء فِي الْآيَة الجرم الْمَعْهُود أَو السَّحَاب؟ قَولَانِ حَكَاهُمَا النَّوَوِيّ فِي دقائق الرَّوْضَة وَلَا مَانع أَن ينزل من كل مِنْهُمَا.

(و) ثَانِيهَا (مَاء الْبَحْر) المالح لحَدِيث هُوَ الطّهُور مَاؤُهُ الْحل ميتَته. صَححهُ التِّرْمِذِيّ وَسمي بحرا لعمقه واتساعه.

تَنْبِيه: حَيْثُ أطلق الْبَحْر فَالْمُرَاد بِهِ المالح غَالِبا وَيقل فِي العذب كَمَا قَالَه فِي الْمُحكم.

فَائِدَة: اعْترض بَعضهم على الشَّافِعِي فِي قَوْله كل مَاء من بَحر عذب أَو مالح فالتطهير بِهِ جَائِز بِأَنَّهُ لحن وَإِنَّمَا يَصح من بَحر ملح وَهُوَ مخطىء فِي ذَلِك قَالَ الشَّاعِر (الطَّوِيل)

فَلَو تفلت فِي الْبَحْر وَالْبَحْر مالح لأصبح مَاء الْبَحْر من رِيقهَا عذبا

وَلَكِن فهمه السقيم أَدَّاهُ إِلَى ذَلِك قَالَ الشَّاعِر

وَكم من عائب قولا صَحِيحا وآفته من الْفَهم السقيم

(و) ثَالِثهَا (مَاء النَّهر) أَي العذب وَهُوَ بِفَتْح الْهَاء وسكونها كالنيل والفرات وَنَحْوهمَا بِالْإِجْمَاع

(و) رَابِعهَا (مَاء الْبِئْر) لقَوْله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم: المَاء لَا يُنجسهُ شَيْء. لما سُئِلَ عَن بِئْر بضَاعَة بِالضَّمِّ لِأَنَّهُ تَوَضَّأ مِنْهَا وَمن بِئْر رومة

تَنْبِيه: شَمل إِطْلَاقه الْبِئْر بِئْر زَمْزَم لِأَنَّهُ صلى الله عَلَيْهِ وَسلم تَوَضَّأ مِنْهَا وَفِي الْمَجْمُوع حِكَايَة الْإِجْمَاع على صِحَة الطَّهَارَة بِهِ وَإنَّهُ لَا يَنْبَغِي إِزَالَة النَّجَاسَة بِهِ سِيمَا فِي الِاسْتِنْجَاء لما قيل إِنَّه يُورث البواسير وَذكر نَحوه ابْن الملقن فِي شرح البُخَارِيّ وَهل إِزَالَة النَّجَاسَة بِهِ حرَام أَو مَكْرُوه أَو خلاف الأولى أوجه حَكَاهَا الدَّمِيرِيّ وَالطّيب النَّاشِرِيّ من غير تَرْجِيح تبعا للْأَذْرَعِيّ وَالْمُعْتَمد الْكَرَاهَة لِأَن أَبَا ذَر رَضِي الله تَعَالَى عَنهُ أَزَال بِهِ الدَّم الَّذِي أدمته قُرَيْش حِين رَجَمُوهُ كَمَا هُوَ فِي صَحِيح مُسلم وغسلت أَسمَاء بنت أبي بكر وَلَدهَا عبد الله ابْن الزبير رَضِي الله تَعَالَى عَنْهُم حِين قتل وتقطعت أوصاله بِمَاء زَمْزَم بمحضر من الصَّحَابَة وَغَيرهم وَلم يُنكر ذَلِك عَلَيْهَا أحد مِنْهُم.

(و) خَامِسهَا (مَاء الْعين) الأرضية كالنابعة من أَرض أَو الْجَبَل أَو الحيوانية كالنابعة من الزلَال وَهُوَ شَيْء ينْعَقد من المَاء على صُورَة الْحَيَوَان أَو الإنسانية كالنابعة من بَين أَصَابِعه صلى الله عَلَيْهِ وَسلم من ذَاتهَا على خلاف فِيهِ وَهُوَ أفضل الْمِيَاه مُطلقًا.

(و) سادسها (مَاء الثَّلج) بِالْمُثَلثَةِ (و) سابعها (مَاء الْبرد) بِفَتْح الراء لِأَنَّهُمَا ينزلان من السَّمَاء ثمَّ يعرض لَهما الجمود فِي الْهَوَاء كَمَا يعرض لَهما على وَجه الأَرْض قَالَه ابْن الرّفْعَة فِي الْكِفَايَة فَلَا يردان على الْمُصَنّف وَكَذَا لَا يرد عَلَيْهِ أَيْضا رشح بخار المَاء لِأَنَّهُ مَاء حَقِيقَة وَينْقص بِقدرِهِ وَهَذَا هُوَ الْمُعْتَمد كَمَا صَححهُ النَّوَوِيّ فِي مَجْمُوعه وَغَيره وَإِن قَالَ الرَّافِعِيّ نازع فِيهِ عَامَّة الْأَصْحَاب وَقَالُوا يسمونه بخارا أَو رشحا لَا مَاء على الْإِطْلَاق وَلَا مَاء الزَّرْع إِذا قُلْنَا بطهوريته وَهُوَ الْمُعْتَمد لِأَنَّهُ لَا يخرج عَن أحد الْمِيَاه الْمَذْكُورَة.

﴿تنبیہ﴾

لفظِ یجوز جب اس کی اضافت عقود کی طرف کی جائے تو وہ صحت کے معنی میں ہو گا اور جب اضافت کی جائے افعال کی طرف تو وہ حلت کے معنی میں ہو گا، اور یہ یہاں

دونوں معنی میں ہے، اس لئے کہ جس شخص نے غیر ماء کو اپنے اعضاء طہارت پر ڈالدیا وضوء یا غسل کی نیت سے تو یہ صحیح نہیں اور حرام ہے اس لئے کہ اس نے ایسی چیز کے ذریعہ عبادت کی کوشش کی جو قرب الٰہی کے لئے وضع ہی نہیں کی گئی لہذا اس نے نافرمانی کی کھلواڑ کرکے **(سات قسم کا پانی ہے)** (لفظ سبع کے) باء پر سین کی تقدیم کے ساتھ، ان سات میں پہلی قسم **(آسمان کا پانی)** اللہ تعالیٰ کے فرمان کی بناء پر: **وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ** الخ اور تم پر آسمان سے پانی برسارہا تھا تاکہ اس پانی کے ذریعہ تم کو پاک کردے (ترجمۂ قرآن) اور مصنفؒ نے "السماء" سے ابتداء کی زمین سے بلند مرتبہ ہونے کی وجہ سے جیسا کہ یہی اصح قول ہے مجموع میں، اور کیا لفظ سماء سے آیت میں مراد جرم معہود ہے (معروف آسمان ہے) یا سحاب (بادل ہے)؟ تو دونوں قول ہیں جن کو نوویؒ نے دقائق الروضہ میں بیان کیا ہے، اور (اللہ کو) کوئی روکنے والا نہیں ہے اس بات سے کہ وہ دونوں میں سے ہر ایک سے پانی اتار دے۔

(اور) ان میں دوسری قسم **(سمندر کا پانی)** کھارے سمندر کا پانی، حدیث کی بناء پر کہ سمندر کا پانی پاک ہے پاک کرنے والا ہے اور اس کا مردار حلال ہے، امام ترمذیؒ نے اس کو صحیح قرار دیا ہے، اور بحر کہا گیا ہے اس کے گہرا اور کشادہ ہونے کی بناء پر۔

تنبیہ: جہاں مطلق بحر بولا جائے اس وقت اس سے مراد غالبا کھارا ہوتا ہے اور میٹھے کے بارے میں (مطلق بحر) کم استعمال ہوتا ہے جیسا کہ اس کو محکم میں بیان کیا ہے۔

﴿فائدہ کسے کہتے ہیں﴾

علم میں سے جو چیز لی یا دی جائے اسے فائدہ کہتے ہیں۔

فائدہ: بعض فقہاء نے امام شافعیؒ پر اعتراض کیا کہ آپ کا قول "**کل ماء من بحر عذب او مالح فالتطہیر بہ جائز**" خطاء ہے، صحیح عبارت: **من بحر ملح** ہے، اس بارے میں معترض ہی مخطی ہے، شاعر نے کہا ہے: (الطویل)

فَلَو تفلت فِي الْبَحر وَ الْبَحر مالح لأصبح مَاء الْبَحر من رِيقهَا عذبا

اگر وہ ممدوحہ سمندر میں تھوک دے حالانکہ سمندر کھارا ہو-تو ضرور سمندر کا پانی اس کے تھوک سے شیرین ہو جائے گا۔

لیکن معترض کی ناقص فہم نے اس کو یہاں تک پہنچا دیا شاعر نے کہا ہے:

وَ كم من عائب قولا صَحِيحا و آفته من الْفَهم السقيم

بہت سے لوگ عیب لگانے والے ہوتے ہیں صحیح بات کو-اور اس کی مصیبت کا سبب ناقص فہم ہے

(اور) ان میں تیسری قسم **(نہر کا پانی)** یعنی میٹھا اور لفظِ نہر ھا کے فتح اور سکون کے ساتھ ہے جیسے نیل اور فرات اور ان جیسی (نہریں) بالاجماع۔

(اور) ان میں چوتھی قسم **(کنویں کا پانی)** آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی بناء پر کہ الماء الخ پانی کو کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی (یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت فرمایا) جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بئر بضاعۃ کے متعلق پوچھا گیا لفظِ "بضاعة" باء کے ضمہ کے ساتھ ہے اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اور بئر رومہ سے وضوء فرمایا۔

تنبیہ: مصنف رحمہ اللہ کا لفظ بئر مطلق بیان کرنا شامل ہے بئر زمزم کو اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے وضوء فرمایا، اور مجموع میں بئر زمزم سے طہارت کی صحت پر اجماع بیان کیا ہے، البتہ اس سے نجاست کو زائل کرنا مناسب نہیں خاص طور پر استنجاء کے وقت اسلئے کہ کہا گیا ہے کہ زمزم (کا استعمال استنجاء کے وقت) بواسیر کی بیماری پیدا کرتا ہے، اور ابن ملقن رحمہ اللہ نے بخاری کی شرح میں اسی طرح ذکر کیا ہے، اور کیا اس سے نجاست کو زائل کرنا حرام ہے یا مکروہ یا خلاف اولیٰ۔۔۔؟ دمیری رحمہ اللہ اور طیب ناشری رحمہ اللہ نے ان وجوہات کو بیان کیا ہیں بغیر ترجیح کے اذرعی رحمہ اللہ کی اتباع کرتے ہوئے، اور معتمد کراہت ہے (لیکن یہ ضعیف ہے بلکہ معتمد خلاف اولیٰ ہے) قولہ: "والمعتمد الكراهة" ضعيف بل المعتمد انه خلاف

الاولی (تعلیق علی الاقناع:۱/ ۲۷) اس لئے کہ حضرت ابو ذرؓ نے ماء زمزم سے اس خون کو زائل کیا جس سے قریش نے آپ کو آلودہ کیا تھا جس وقت انہوں نے آپ کو پتھروں سے مارا جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے، اور اسماء بنت ابو بکرؓ نے اپنے بیٹے عبد اللہ ابن زبیرؓ کو ماءِ زمزم سے غسل دیا صحابہؓ وغیرہم کی موجودگی میں جس وقت وہ مارے گئے اور آپ کے اعضاء جدا ہو گئے اور ان صحابہ میں سے کسی نے اس پر تنکیر نہیں فرمائی۔

(اور) ان میں پانچویں قسم: **(چشمہ کا پانی)** چاہے زمینی چشمہ ہو جیسے زمین یا پہاڑ سے پھوٹ کر نکلنے والا پانی، یا حیوانی چشمہ ہو جیسے زلال سے پھوٹ کر نکلنے والا پانی، اور زلال اس چیز کو کہتے ہیں جو پانی سے بنتا ہے حیوان کی شکل میں (ورنہ یہ جماد ہے اس کو پانی کا کیڑا اور زلال کہا جاتا ہے، اگر حیوان ہونا متحقق ہو تو جو اس کے اندر ہے وہ نجس ہو گا اسلئے کہ وہ قئ ہے۔ "قولہ او الحیوانیة" ای صورة والا فھو جماد یسمی دود الماء ویسمی الزلال فان تحقق انہ حیوان کان مافی باطنہ نجسا لانہ قئی " (حاشیۃ الاقناع:۱/ ۱۷) یا انسانی چشمہ ہو جیسے آپ ﷺ کی خود انگلیوں سے پھوٹ کر نکلنے والا پانی، اس میں اختلاف ہے (اس میں معدوم کی ایجاد ہے یا موجود کی تکثیر ہے) اور یہ پانی پانی کی تمام قسموں سے علی الاطلاق افضل ہے۔

(اور) ان میں چھٹی قسم: **(برف کا پانی)** لفظ "ثلج" تین نقطوں والے ثاء سے ہے۔

(اور) ان میں ساتویں قسم: **(اولے کا پانی)** لفظ "برد" راء کے فتح کے ساتھ ہے، اس لئے کہ یہ دونوں آسمان سے برستے ہیں پھر ہوا میں ان کو جمود لاحق ہوتا ہے جیسا کہ زمین کی سطح پر ان کو جمود لاحق ہوتا ہے، ابن رفعہؒ نے اس کو کفایہ میں بیان کیا ہے۔ (ان کا نام ہے: احمد ابن محمد ابن علی ابن مرتفع ابن حازم، ابو العباس، الانصاری، المصری، ابن رفعہ سے مشہور ہے (تعلیق علی الاقناع:۱/ ۲۷) پس مصنفؒ پر ان دونوں سے

اعتراض وارد نہ ہو گا اور اسی طرح پانی کے بھاپ کی نمی سے آپ پر اعتراض وارد نہ ہو گا اس لئے کہ وہ (یعنی نمی) باعتبار حقیقت پانی ہے اور وہ (نمی) کم ہوتی ہے بھاپ کے بقدر اور یہی معتمد ہے جیسا کہ امام نوویؒ نے اپنی کتاب مجموع وغیرہ میں اس کو صحیح قرار دیا ہے اگرچہ امام رافعیؒ نے کہا ہے کہ اس میں عام اصحاب نے اختلاف کیا ہے اور کہا ہیں کہ نمی کو بخار یا رشح کہتے ہیں نہ کہ مطلق پانی اور نہ ماءِ شبنم جب ہم قائل ہوں اس کی طہوریت کے اور یہی معتمد ہے اس لئے کہ یہ مذکورہ میاہ میں سے ایک سے خارج نہیں (ماء سماء میں داخل ہونے کی وجہ سے)

﴿أقسام المِيَاه من حَيثُ التَّطْهِير بهَا وَعَدَمه﴾

(ثمّ المِيَاه) المَذْكُورَة (على أَرْبَعَة أَقسَام) أَحدهَا مَاء (طَاهِر) فِي نَفسه (مطهر) لغيره (غير مَكْرُوه) اسْتِعْمَاله (وَهُوَ المَاء المُطلق)

﴿حَقِيقَة المَاء المُطلق﴾

وَهُوَ مَا يَقع عَلَيْهِ اسْم مَاء بِلَا قيد بِإِضَافَة كَمَاء ورد أَو بِصفة كَمَاء دافق أَو بلام عهد كَقَوْلِه صلى الله عَلَيْهِ وَسلم "نعم إِذا رَأَتْ المَاء" يَعْنِي المَنِيّ قَالَ الْوَلِيّ الْعِرَاقِيّ وَلَا يحْتَاج لتقييد الْقَيْد بِكَوْنِهِ لَازِما لِأَن الْقَيْد الَّذِي لَيْسَ بِلَازِم كَمَاء الْبِئْر مثلا ينْطَلق اسْم المَاء عَلَيْهِ بِدُونِهِ فَلَا حَاجَة لِلِاحْتِرَازِ عَنهُ وَإِنَّمَا يحْتَاج إِلَى الْقَيْد فِي جَانب الْإِثْبَات كَقَوْلِنَا غير الْمُطلق هُوَ الْمُقيد بِقَيْد لَازم.

﴿اقسامِ میاہ: ان سے پاکی حاصل کرنے اور نہ کرنے کے اعتبار سے﴾

(پھر) مذکورہ(۷) **(اقسام ماء کی چار قسمیں ہیں)** ان چار میں پہلی قسم: پانی **(پاک ہو)** اپنی ذات کے اعتبار سے **(پاک کرنے والا ہو)** دوسرے کو **(مکروہ نہ ہو)** اس کا استعمال کرنا **(اور یہ ماء مطلق ہے)**

﴿ماء مطلق کی حقیقت﴾

اور ماء مطلق کہتے ہیں: جس پر ماء کا نام صادق آتا ہو بغیر کسی قید کے، چاہے اضافت کی قید ہو جیسے ماءِ ورد، گلاب کا پانی، یا صفت کی قید ہو جیسے ماء دافق: اچھلنے والا پانی، یا

لام عہد کی قید ہو جیسے آپ ﷺ کا فرمان: "نعم الخ ہاں جب وہ عورت پانی دیکھے "یعنی منی۔ولی عراقی نے فرمایا: قید کو مقید کرنے کی ضرورت نہیں ہے لازم سے، اسلئے کہ وہ قید جو لازم نہیں ہے جیسے مثال کے طور پر ماء بئر اس پر ماء کانام صادق آتا ہے، بئر کی قید کے بغیر لہذا اس قید سے احتراز کی کوئی ضرورت نہیں، ہاں البتہ قید کی ضرورت ہوگی جانب اثبات میں جیسے ہمارا قول غیر مطلق وہ پانی ہے جو مقید ہو قید لازم سے۔

﴿الـمَاء الْمُطلق يَشْمَل الْمُتغَيّر بِمَا لَا يسْتَغْنى عَنهُ حكما أَو اسما﴾

تَنْبِيه: تَعْرِيف الْمُطلق بِمَا ذكر هُوَ مَا جرى عَلَيْهِ فِي الْمِنْهَاج وَأورد عَلَيْهِ الْمُتَغَيّر كثيرا بِمَا لَا يُؤثر فِيهِ كطين وطحلب وَمَا فِي مقره وممره فَإِنَّهُ مُطلق مَعَ أَنه لم يعر عَمَّا ذكر.

وَأجِيب بِمَنْع أَنه مُطلق وَإِنَّمَا أعْطى حكمه فِي جَوَاز التَّطْهِير بِهِ للضَّرُورَة فَهُوَ مُسْتَثْنى من غير الْمُطلق على أَن الرَّافِعِيّ قَالَ أهل اللِّسَان وَالْعرْف لَا يمتنعون من إِيقَاع اسْم المَاء الْمُطلق عَلَيْهِ وَعَلِيهِ لَا إِيرَاد وَلَا يرد المَاء الْقَلِيل الَّذِي وَقعت فِيهِ نَجَاسَة وَلم تغيره وَلَا المَاء الْمُسْتَعْمل لِأَنَّهُ غير مُطلق.

(و) ثَانِيهَا مَاء (طَاهِر) فِي نَفسه (مطهر) لغيره إِلَّا أَنه (مَكْرُوه) اسْتِعْمَاله شرعا تَنْزِيها فِي الطَّهَارَة (وَهُوَ المَاء المشمس) أَي المتشمس لما روى الشَّافِعِي رَضِي الله تَعَالَى عَنهُ عَن عمر رَضِي الله تَعَالَى عَنهُ أَنه كَانَ يكره الِاغْتِسَال بِهِ وَقَالَ إِنَّه يُورث البرص لَكِن بِشُرُوط:

الأول أَن يكون بِبِلَاد حارة أَي وتنقله الشَّمْس عَن حَالَته إِلَى حَالَة أُخْرَى كَمَا نَقله فِي الْبَحْر عَن الْأَصْحَاب.

وَالثَّانِي أَن يكون فِي آنِية منطبعة غير النَّقْدَيْنِ وَهِي كل مَا طرق نَحْو الْحَدِيد والنحاس.

وَالثَّالِث أَن يسْتَعْمل فِي حَال حرارته فِي الْبدن لِأَن الشَّمْس بحدتها تفصل مِنْهُ زهومة تعلو المَاء فَإِذا لاقت الْبدن بسخونتها خيف أَن تقبض عَلَيْهِ فيحتبس الدَّم فَيحصل البرص وَيُؤْخَذ من هَذَا أَن اسْتِعْمَاله فِي الْبدن لغير الطَّهَارَة

كشرب كالطهارة بِخِلَاف مَا إِذا اسْتعْمل فِي غير الْبدن كغسل ثوب لفقد الْعلَّة الْمَذْكُورَة وَبِخِلَاف المسخن بالنَّار المعتدل وَإِن سخن بِنَجس وَلَو بروث نَحْو كلب فَلَا يكره لعدم ثُبُوت النَّهْي عَنهُ ولذهاب الزهومة لقُوَّة تأثيرها وَبِخِلَاف مَا إِذا كَانَ فِي بِلَاد بَارِدَة أَو معتدلة وَبِخِلَاف المشمس فِي غير المنطبع كالخزف والحياض أَو فِي منطبع نقد لصفاء جوهره أَو اسْتعْمل فِي الْبدن بعد أَن برد وَأما الْمَطْبُوخ بِهِ فَإِن كَانَ مَائِعا كره وَإِلَّا فَلَا كَمَا قَالَه الْمَاوَرْدِيّ وَيكرهُ فِي الأبرص لِزِيَادَة الضَّرَر وَكَذَا فِي الْمَيِّت لِأَنَّهُ مُحْتَرم وَفِي غير الْآدَمِيّ من الْحَيَوَان إِن كَانَ البرص يُدْرِكهُ كالخيل وَإِنَّمَا لم يحرم المشمس كالسم لِأَن ضَرَره مظنون بِخِلَاف السم وَيجب اسْتِعْمَاله عِنْد فقد غَيره أَي عِنْد ضيق الْوَقْت.

﴿ماء مطلق شامل ہے ایسے پانی کو جو متغیر ہوا ہو اس چیز سے جس سے بچنا ممکن نہ ہو حکما یا اسما﴾

تنبیہ: ماء مطلق کی جو تعریف ذکر کی گئی وہ تعریف منہاج کی ذکر کردہ تعریف کے مطابق ہے۔ماء مطلق کی تعریف پر اعتراض کیا گیا اس پانی سے جس میں تغیر ہو گیا ہو (درانحالیکہ وہ پانی کثیر ہو) ایسی چیز سے جو اس میں اثر نہ کرتی ہو جیسے مٹی اور کائی،اور (اعتراض کیا گیا) اس پانی سے جو اپنے مقر اور ممر میں ہو یہ پانی مطلق ہے حالانکہ وہ ماذکر (یعنی قید لازم) سے خالی نہیں۔۔؟۔۔

جواب دیا گیا کہ ہم اس کا مطلق ہونا تسلیم نہیں کرتے بلکہ کہتے ہیں کہ مطلق کا اس کو حکم دیا گیا ہے تطہیر کے جواز میں ضرورت کی وجہ سے،لہذا غیر مطلق سے مستثنی ہے، اس کے علاوہ ایک بات یہ ہیکہ امام رافعیؒ فرماتے ہیں اہل لسان اور اہل عرف اس پانی پر ماء مطلق کا اسم واقع کرنے (بولنے) سے رکتے نہیں (باز نہیں رہتے) اس صورت میں اعتراض وارد نہ ہو گا،اور اس تعریف پر اعتراض نہیں ہو تا ماء قلیل سے جس میں نجاست واقع ہو گئی ہو اور تغیر پیدا نہ کیا ہو اور نہ ماء مستعمل سے اس لئے کہ یہ دونوں غیر مطلق ہے (یعنی مقید ہے)

(اور) ان میں دوسری قسم: پانی جو **(پاک ہو)** اپنی ذات کے اعتبار سے **(پاک کرنے والا ہو)** دوسرے کو مگر یہ کہ شرعا اس کا استعمال طہارت میں **(مکروہ)** تنزیہی **(ہو وہ ماء مشمس ہے)** یعنی آفتاب کی تپش سے گرم ہونے والا پانی اس لئے کہ امام شافعیؒ نے حضرت عمرؓ سے روایت کی ہے کہ آپ اس پانی سے غسل کرنا پسند نہ کرتے اور فرماتے یہ پانی برص کی بیماری پیدا کرتا ہے، لیکن (مندرجہ ذیل) شرائط کے ساتھ (ماء مشمس کا استعمال مکروہ ہے)

پہلی شرط یہ ہے کہ وہ گرم علاقوں میں ہو، یعنی سورج (کی تپش) اس کو ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل کردے جیسا کہ اس کو نقل کیا ہے بحر میں اصحاب کے حوالہ سے۔

دوسری شرط یہ ہے کہ وہ پانی سونے چاندی کے علاوہ ڈھلنے والے برتنوں میں (گرم ہوا) ہو، اور منطبعہ کہتے ہیں: ہر وہ برتن جس کو (ہتھوڑے سے) کوٹ کر بنایا گیا ہو جیسے لوہا اور تانبا۔

تیسری شرط: یہ ہیکہ پانی کو گرم ہونے کی حالت میں استعمال کیا جائے بدن میں، اس لئے کہ سورج کی حرارت کی وجہ سے اس سے پھپھوندی نکل کر پانی کی سطح پر آجاتی ہے، اگر اچانک وہ اس کی گرماہٹ کے ساتھ بدن کو ملے گا تو اندیشہ ہے کہ وہ بدن کو پکڑ لے (چمٹ جائے) اور خون رک جائے اور پھر برص کی بیماری پیدا ہو جائے، اسی سے اخذ کیا جائے گا کہ ماء مشمس کا استعمال طہارت کے علاوہ بدن میں (مکروہ ہے) جیسے پینا طہارت کے حکم میں ہے، بر خلاف اس کے جب غیر بدن میں استعمال کیا جائے جیسے کپڑا دھونا (یعنی اس کے لئے استعمال مکروہ نہیں ہے) مذکورہ علت مفقود ہونے کی بناء پر، اور بر خلاف اس پانی کے جو گرم کیا گیا ہو معتدل آگ سے (یعنی ایسے پانی کا استعمال بھی مکروہ نہیں ہے چونکہ یہ مشمس کے حکم میں نہیں ہے) اور اگر گرم کیا گیا ہو ناپاک چیز سے اگرچہ لید کے ذریعہ

جیسے کتا (یعنی اس کا لید، پاخانہ) تو کراہت نہ ہو گی، اس کے متعلق نہی کا ثبوت نہ ہونے کی بناء پر، اور اس آگ کی قوتِ تاثیر سے تعفن ختم ہونے کی بناء پر، اور بر خلاف اس کے جب وہ پانی سرد یا معتدل علاقہ میں (گرم ہوا) ہو (یعنی پھر استعمال مکروہ نہیں ہے چونکہ قید بلا حارۃ کی ہے) اور بر خلاف اس متشمس کے جو منطبعہ برتن کے علاوہ میں (سورج کی تپش سے گرم ہوا) ہو جیسے مٹی کا برتن اور حوض یا (سورج کی تپش سے گرم ہوا ہو) نقد (سونا، چاندی) کے برتن میں، نقدین ذات کی صفائی کی وجہ سے (یعنی ان میں تعفن پیدا کرنے والا مادہ نہیں ہوتا لہذا اس کا استعمال مکروہ نہ ہو گا) یا استعمال کیا جائے بدن میں ٹھنڈا ہونے کے بعد (یعنی پھر مکروہ نہیں) اور بہر حال اس پانی سے پکائی ہوئی چیز اگر وہ مائع ہو تو مکروہ ورنہ نہیں جیسا کہ ماوردیؒ نے اس کو بیان کیا ہے لیکن برص کی بیماری والے کے لئے (استعمال) مکروہ ہو گا زیادہ ضرر کی بناء پر، اور اسی طرح (غسلِ) میت کے لئے (مکروہ ہو گا) اس لئے کہ وہ محترم ہے، اور آدمی کے علاوہ حیوان میں سے اگر کسی کو برص لاحق ہو جیسے گھوڑا (تو استعمال مکروہ ہو گا) البتہ ماء مشمس حرام نہیں ہے زہر کی طرح اس لئے کہ اس کا نقصان ظنی ہے بر خلاف زہر کے (یعنی اس کا نقصان یقینی ہے) اور اس کا استعمال واجب ہو گا اس کے علاوہ (پانی) کے نہ ہونے کی صورت میں یعنی وقت کی تنگی کے وقت۔

﴿حکم المَاء شَدِید السخونۃ و البرودۃ﴾

وَیکرہُ أَیْضا تنْزِیها شَدِید السخونۃ أَو الْبُرُودَۃ فِي الطَّهَارَۃ لمَنعه الإسبا غ وَكَذَا مياه ديار ثَمُود و كل مَاء مغضوب على أَهله كَمَاء ديار قوم لوط وَمَاء الْبِئْر الَّتِي وضع فِيهَا السحر لرَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم فَإِن الله تَعَالَى مسخ ماءها حَتَّى صَار كنقاعة الْحِنَّاء وَمَاء ديار بابل.

﴿سخت گرم اور سرد پانی کا حکم﴾

نیز سخت گرم یا ٹھنڈا پانی (استعمال کرنا) طہارت کے لئے مکروہ تنزیہی ہے تکمیل طہارت میں مانع ہونے کی بناء پر، اور اسی طرح (مکروہ ہے) بلاد قوم ثمود کے پانی کی

ہر نوع، اور ہر وہ پانی جس کے اہل پر غضب نازل ہوا ہو جیسے قوم لوط کے شہر کا پانی اور اس کنویں کا پانی جس میں رسول اللہ ﷺ پر جادو کر کے ڈالا گیا اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کے پانی کو مسخ کر دیا یہاں تک کہ وہ مہندی کے بھگوئے ہوئے پانی کی طرح ہو گیا، (اس کنویں کا نام ہے: ذروان اور جادو کرنے والے کا نام ہے: لبید ابن اعصم یہودی) اور بابل شہر کا پانی (بابل عراق کے برباد شدہ قدیم شہر کا نام ہے) (بیان اللسان) (فرات کے کنارے کا وہ مشہور شہر جو کلدانیوں کا دارالسلطنت تھا جس کو نمرود نے بسایا تھا) (مصباح اللغات: ص۴۶)

﴿أَقسَام الطَّاهِر غير المطهر﴾

(و) ثَالِثهَا مَاء (طَاهِر) فِي نَفسه (غير مطهر) لغيره (وَهُوَ) المَاء الْقَلِيل (الْمُسْتَعْمل) فِي فرض الطَّهَارَة عَن حدث كالغسلة الأولى أما دليل كَونه طَاهِرا فَلِأَن السّلف الصَّالح كَانُوا لَا يحترزون عَمَّا يتطاير عَلَيْهِم مِنْهُ وَفِي الصَّحِيحَيْنِ أَنه صلى الله عَلَيْهِ وَسلم عَاد جَابِرا فِي مَرضه فَتَوَضَّأ وصب عَلَيْهِ من وضوئِهِ وَأما دَلِيل إِنَّه غير مطهر لغيره فَلِأَن السّلف الصَّالح كَانُوا مَعَ قلَّة مِيَاههمْ لم يجمعوا الْمُسْتَعْمل للاستعمال ثَانِيًا بل انتقلوا إِلَى التَّيَمُّم وَلم يجمعوه للشُّرْب لِأَنَّهُ مستقذر.

﴿المَاء الْمُسْتَعْمل﴾

تَنْبِيه: المُرَاد بِالْفَرْضِ مَا لَا بُد مِنْهُ أَثم الشَّخْص بِتَرْكِهِ كحنفي تَوَضَّأ بِلَا نِيَّة أم لَا كصبي إِذْ لَا بُد لصِحَّة صلاتهما من وضوء وَلَا أثر لاعتقاد الشَّافِعِي أَن مَاء الْحَنَفِيّ فِيمَا ذكر لم يرفع حَدثا بِخِلَاف اقتدائه بحنفي مس فرجه حَيْثُ لَا يَصح اعْتِبَارا باعتقاده لِأَن الرابطة مُعْتَبرَة فِي الِاقْتِدَاء دون الطهارات.

تَنْبِيه: اخْتلف فِي عِلّة منع اسْتِعْمَال المَاء الْمُسْتَعْمل فَقيل وَهُوَ الْأَصَح إِنَّه غير مُطلق كَمَا صَححهُ النَّوَوِيّ فِي تَحْقِيقه وَغَيره وَقيل مُطلق وَلَكِن منع من اسْتِعْمَاله تعبدا كَمَا جزم بِهِ الرَّافِعِيّ. وَقَالَ النَّوَوِيّ فِي شرح التَّنْبِيه إِنَّه الصَّحِيح عِنْد الْأَكْثَرين وَخرج بِالْمُسْتَعْمَلِ فِي فرض الْمُسْتَعْمل فِي نفل الطَّهَارَة كالغسل المسنون وَالْوُضُوء المجدد فَإِنَّهُ طهُور على الْجَدِيد.

تَنْبِيه: من الْمُسْتَعْمل مَاء غسل بدل مسح من رَأس أَو خف وَمَاء غسل كَافِرَة لتحل لحليلها الْمُسلم وَأورد على ضَابِط الْمُسْتَعْمل مَاء غسل بِهِ الرِّجلَانِ بعد مسح الْخُف وَمَاء غسل بِهِ الْوَجْه قبل بطلَان التَّيَمُّم وَمَاء غسل بِهِ الْخبث الْمَعْفُو عَنهُ فَإِنَّهَا لَا ترفع الْحَدث مَعَ أَنَّهَا لم تسْتَعْمل فِي فرض.

وَأجِيب عَن الأول بِمَنْع عدم رَفعه لِأَن غسل الرجلَيْن لم يُؤثر شَيْئا.

وَعَن الثَّانِي بِأَنَّهُ اسْتعْمل فِي فرض وَهُوَ رفع الْحَدث الْمُسْتَفَاد بِهِ أَكثر من فَرِيضَة.

وَعَن الثَّالِث بِأَنَّهُ اسْتعْمل فِي فرض أَصَالَة.

﴿طاہر غیر مطہر کی قسمیں﴾

(اور) ان میں تیسری قسم: پانی جو **(پاک ہو)** اپنی ذات کے اعتبار سے **(پاک کرنے والا نہ ہو)** دوسرے کو **(وہ)** حدث کی وجہ سے فرض طہارت میں **(استعمال ہونے والا)** قلیل **(پانی ہے)** جیسے پہلی مرتبہ کا پانی، بہر حال یہ پانی پاک ہے، اس لئے کہ سلف صالحین اس کے اڑنے والے چھینٹوں سے پرہیز نہ کرتے تھے اور صحیحین میں ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت جابرؓ کی عیادت کی ان کے حالتِ مرض میں پس آپ ﷺ نے وضوء فرمایا اور اپنے وضوء کا کچھ پانی حضرت جابرؓ پر چھڑکا۔ ماء مستعمل غیر مطہر لغیرہ ہے اسلئے کہ سلفِ صالحین اپنے قلت ماء کے باوجود ماء مستعمل کو جمع نہیں کرتے تھے دوسری مرتبہ استعمال کے لئے بلکہ تیمم کی طرف رجوع کرتے اور پینے کے لئے بھی جمع نہیں کرتے تھے چونکہ یہ مستقذر ہے۔ (یعنی ایسا پانی ہے جس سے گھن آوے)

﴿ماء مستعمل﴾

تنبیہ: فرض سے مراد وہ جس کا کرنا ضروری ہو، اس کے ترک سے تارک گنہگار ہو، جیسے حنفی وضوء کرے نیت کے بغیر یا تارک گنہگار نہ ہو جیسے بچہ اس لئے کہ دونوں کی نماز صحیح ہونے کے لئے وضوء ضروری ہے اور شافعی کے اعتقاد کا کوئی اثر نہ ہوگا کہ حنفی کے

پانی نے نیت کے بغیر وضوء کی صورت میں حدث کو دور نہیں کیا، اس کے بر خلاف شافعی اقتداء کرے ایسے حنفی کی جس نے اپنی شرمگاہ کو مس کیا ہو تو ایسی صورت میں شافعی کے عقیدہ کا اعتبار کرتے ہوئے اقتداء صحیح نہ ہوگی، اس لئے کہ رابطہ کا اعتبار کیا گیا ہے اقتداء میں نہ کہ طہارت میں۔

تنبیہ: ماء مستعمل کو استعمال کرنے کی علتِ ممانعت میں اختلاف کیا گیا ہے، پس کہا گیا ہیکہ وہ غیر مطلق ہے اور یہی قول اصح ہے جیسا کہ امام نوویؒ نے اس کو اپنی تحقیق وغیرہ میں صحیح قرار دیا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ مطلق ہے (یہ قول ضعیف ہے) لیکن اس کو استعمال کرنے سے تعبداً منع کیا گیا ہے جیسا کہ امام رافعیؒ نے اس پر قطعی فیصلہ کیا ہے ،اور امام نوویؒ نے شرح التنبیہ میں فرمایا ہے کہ یہی اکثر فقہاء کے نزدیک صحیح ہے۔ "**المستعمل فی فرض**" کی قید سے "**المستعمل فی نفل الطهارة**" نکل گیا (یعنی فرض طہارت میں استعمال کیا ہوا پانی اس قید سے خارج ہو گیا وہ پانی جو نفل طہارت میں استعمال کیا گیا) جیسے مسنون غسل اور جدید وضوء (یعنی وضوء علی الوضوء) اس لئے کہ یہ پانی طہور ہے قولِ جدید میں۔

تنبیہ: سر یا موزہ کے مسح کے بدلہ میں غسل کرے تو یہ غسل کا پانی مستعمل میں سے ہے اور کافرۃ کے اس غسل کا پانی جو اس نے اپنے مسلم شوہر کے لئے حلال ہونے کے لئے کیا ہو۔ ماء مستعمل کے ضابطہ پر اعتراض وارد ہوتا ہے اس پانی سے جس سے دونوں پیروں کو دھویا جائے موزہ پر مسح کے بعد اور (اعتراض وارد ہوتا ہے) اس پانی سے جس سے چہرہ دھویا گیا ہو تیمم کے باطل ہونے سے پہلے، اور (اعتراض وارد ہوتا ہے) اس پانی سے جس سے معفو عنہا نجاست کو دھویا گیا ہو ،اسلئے کہ مذکورہ تینوں میں سے کوئی پانی حدث کو دور نہیں کرتا اس کے باوجود کہ وہ پانی فرض میں استعمال نہیں کیا گیا۔

جواب دیا گیا اعتراض اول کا پانی کے حدث کو دور نہ کرنے کو ہم تسلیم نہیں کرتے (بلکہ وہ پانی حدث کو دور کر دے گا) اس لئے کہ دونوں پیروں کے غسل نے کچھ اثر نہیں ڈالا۔

(جواب دیا گیا اعتراض) ثانی کا کہ وہ پانی فرض میں استعمال کیا گیا اور وہ حدث کو دور کرنا ہے ایک فرض سے زیادہ سے (یعنی تیمم سے فقط ایک فرض کے لئے حدث اٹھتا ہے، غسل سے ایک فرض سے زائد فرائض سے حدث اٹھ جاتا ہے)

اور (جواب دیا گیا اعتراض) ثالث کا کہ وہ پانی اصلیت کے اعتبار سے فرض ہی میں استعمال کیا گیا۔

﴿لَا يكون الـمَاء مُسْتَعْملا إِلَّا إِذا انْفَصل عَن الْعُضْو﴾

فَائِدَة: الـمَاء مَا دَامَ مترددا على الْعُضْو لَا يثبت لَهُ حكم الِاسْتِعْمَال مَا بقيت الْحَاجة إِلَى الِاسْتِعْمَال بالِاتِّفَاقِ للضَّرُورَة فَلَو نوى جنب رفع الْجَنَابَة وَلَو قبل تَمام الانغماس فِي مَاء قَلِيل أَجزَأَهُ الْغسْل بِهِ فِي ذَلِك الْحَدث وَكَذَا فِي غَيره وَلَو من غير جنسه كَمَا هُوَ مُقْتَضى كَلَام الْأَئِمَّة وَصرح بِهِ القَاضِي وَغَيره وَلَو نوى جنبان مَعًا بعد تَمام الانغماس فِي مَاء قَلِيل طهرا أَو مُرَتبا وَلَو قبل تَمام الانغماس فَالْأول فَقَط أَو نويا مَعًا فِي أَثْنَائِهِ لم يرْتَفع حَدثهمَا عَن باقيهما وَلَو شكا فِي الْمَعِيَّة فَالظَّاهِر كَمَا بَحثه بَعضهم أَنَّهُمَا يطهران لأَننا لَا نسلب الطّهُورِيَّة بِالشَّكِّ وسلبها فِي حق أَحدهمَا فَقَط تَرْجِيح بِلَا مُرَجّح.

وَالْمَاء المتردد على عُضْو المتوضىء وعَلى بدن الْجنب وعَلى الْمُتَنَجس إِن لم يتَغَيَّر طهُور فَإِن جرى الـمَاء من عُضْو المتوضىء إِلَى عضوه الآخر وَإِن لم يكن من أَعْضَاء الْوضُوء كَأَن جَاوز مَنْكِبه أَو تقاطر من عُضْو وَلَو من عُضْو بدن الْجنب صَار مُسْتَعْملا نعم مَا يغلب فِيهِ التقاذف كمن الْكَفّ إِلَى الساعد وَعَكسه لَا يصير مُسْتَعْملا للْعُذْر وَإِن خرقه الْهَوَاء كَمَا جزم بِهِ الرَّافِعِيّ وَلَو غرف بكفه جنب نوى رفع الْجَنَابَة أَو مُحدث بعد غسل وَجهه الغسلة الأولى على مَا قَالَه الزَّرْكَشِيّ وَغَيره أَو الغسلات الثَّلَاث كَمَا قَالَه ابْن عبد السَّلَام وَهُوَ أوجه إِن لم يرد الِاقْتِصَار

علی أقل من ثَلَاث من مَاء قَلِيل وَلم ينْو الاغتراف بِأَن نوى اسْتِعْمَالا أَو أطلق صَار مُسْتَعْملا فَلَو غسل بِمَا فِي كَفه بَاقِي يَده لَا غَيرهَا أَجزَأَهُ أما إِذا نوى الاغتراف بِأَن قصد نقل المَاء من الْإِنَاء وَالْغسْل بِهِ خَارجه لم يصر مُسْتَعْملا.

﴿پانی مستعمل نہ ہوگا مگر جب عضوء سے جدا ہو جائے﴾

فائدہ: پانی جب تک عضو پر باقی ہو بالاتفاق اس کے لئے استعمال کا حکم ثابت نہ ہوگا جب تک استعمال کی حاجت ہو ضرورت کی بناء پر، اگر جنبی جنابت کو دور کرنے کی نیت کرے قلیل پانی میں اگرچہ مکمل غوطہ لگانے سے پہلے تو اس جنابت والے حدث میں اس کے لئے یہ غسل کافی ہو جائے گا اور اسی طرح اس کے علاوہ میں اگرچہ اس کے جنس سے نہ ہو جیسا کہ ائمہ کے کلام کا مقتضی یہی ہے اور قاضی وغیرہ نے اس کی صراحت کی ہے، اگر دو جنبی ایک ساتھ نیت کریں قلیل پانی میں مکمل غوطہ لگانے کے بعد تو دونوں (ایک ساتھ) پاک ہو جائیں گے یا یکے بعد دیگرے نیت کرے اگرچہ مکمل غوطہ لگانے سے پہلے تو اس صورت میں صرف پہلا ہی پاک ہوگا، اور اگر دونوں نے ایک ساتھ نیت کی غوطہ لگانے کے دوران تو دونوں کا حدث ان کے باقی بدن سے دور نہیں ہوگا، اگر دونوں کو شک ہو معیت میں تو ظاہر یہ ہے جیسا کہ بعض فقہاء نے اس پر بحث کی ہے کہ وہ دونوں پاک ہوں گے اس لئے کہ ہم شک کی وجہ سے طہوریت کو سلب نہیں کریں گے اور ان دونوں میں سے صرف کسی ایک کے حق میں طہوریت کو سلب کرلینا ترجیح بلا مرجح کے قبیل سے ہے۔

اور وہ پانی جو متوضی کے عضو پر باقی ہو، اور جنبی کے بدن، اور متنجس شخص پر، اگر وہ متغیر نہ ہو تو طہور ہوگا، اگر پانی متوضی کے ایک عضو سے دوسرے عضو کی طرف بہہ جائے اگرچہ وہ اعضاء وضوء میں سے نہ ہو جیسا کہ پانی متوضی کے کندھے سے تجاوز کرجائے یا کسی عضو سے قطرے ٹپک جائے اگرچہ جنبی کے بدن کے عضو سے تو وہ پانی مستعمل ہو جائے گا، ہاں وہ عضو جس میں پانی کا دھکیلنا غالب ہو جیسے ہتھیلی سے کلائی کی

جانب اور اس کے بر عکس تو مستعمل نہ ہو گا عذر کی بناء پر اگرچہ ہوا نے اس کو پھاڑ دیا ہو (یعنی کف سے ساعد تک دو حصوں میں بٹ جائے ہوا کی وجہ سے تب بھی مستعمل نہ ہو گا) جیسا کہ امام رافعیؒ نے اس پر قطعی فیصلہ کیا ہے اور اگر جنبی قلیل پانی میں سے اپنی ہتھیلی کے ذریعہ چلو بھر دے اور نیت کرے جنابت دور کرنے کی یا محدث (چلو بھر دے) اپنے چہرے کو پہلی مرتبہ دھونے کے بعد اس کے مطابق جس کو علامہ زرکشیؒ وغیرہ نے کہا ہے یا تین مرتبہ دھونے کے بعد جیسا کہ ابن عبد السلام نے اس کو کہا ہے اور یہی اوجہ ہے اگر تین مرتبہ سے کم پر اقتصار کا ارادہ نہ ہو اور چلو بھرنے کی نیت نہ کرے یعنی یہ کہ استعمال کی نیت کرے یا مطلق رکھے تو مستعمل ہو جائے گا، اگر اپنی ہتھیلی میں جو پانی ہے اس سے اپنے باقی ہاتھ کو دھولے نہ کہ اس کے علاوہ کو تو اس کے لئے کافی ہو جائے گا اور چلو بھرنے کی نیت کرے یعنی یہ کہ پانی کو برتن سے منتقل کرنے کا اور پھر اس پانی سے غسل (دھونے) کا قصد کرے برتن کے باہر تو مستعمل نہ ہو گا۔

﴿المَاءُ الْمُتَغَيِّر وشروطه﴾

(**و**) مثل المَاء الْمُسْتَعْمل المَاء (**الْمُتَغَيِّر**) طعمه أَو لَونه أَو رِيحه (**بِمَا**) أَي بِشَيْء (**خالطه من**) الْأَعْيَان (**الطاهرات**) الَّتِي لَا يُمكن فصلها الْمُسْتَغْنى عَنْهَا كمسك وزعفران وَمَاء شجر ومني وملح جبلي تغيرا يمْنَع إِطْلَاق اسْم المَاء عَلَيْهِ سَوَاء كَانَ المَاء قَلِيلا أم كثيرا لِأَنَّهُ لَا يُسمى مَاء وَلِهَذَا لَو حلف لَا يشرب مَاء أَو وكل فِي شِرَائِهِ فَشرب ذَلِك أَو اشْتَرَاهُ لَهُ وَكيله لم يَحْنَث وَلم يَقع الشِّرَاء لَهُ وَسَوَاء كَانَ التَّغَيُّر حسيا أم تقديريا حَتَّى لَو وَقع فِي المَاء مَائِع يُوَافقهُ فِي الصِّفَات كَمَاء الْورْد الْمُنْقَطع الرَّائِحَة فَلم يتَغَيَّر وَلَو قدرناه بمخالف وسط كلون الْعصير وَطعم الرُّمَّان وريح اللاذن لغيره ضرّ بِأَن تعرض عَلَيْهِ جَمِيع هَذِه الصِّفَات لَا الْمُنَاسب للْوَاقِع فِيهِ فَقَط وَلَا يقدر بالأشد كلون الحبر وَطعم الْخلّ وريح الْمسك بِخِلَاف الْخبث لغلظه أما الْملح المائي فَلَا يضر التَّغَيُّر بِهِ وَإِن كثر لِأَنَّهُ مُنْعَقد من المَاء وَالْمَاء الْمُسْتَعْمل كمائع فيفرض مُخَالفا وسطا للْمَاء فِي صِفَاته لَا فِي تَكْثِير المَاء فَلَو ضم

إِلَى مَاء قَلِيل فَبلغ قُلَّتَيْنِ صَار طهُورا وَإِن أثر فِي المَاء بفرضه مُخَالفا وَلَا يضر تغير يسير بطاهر لَا يمْنَع الِاسْم لتعذر صون المَاء عَنهُ ولبقاء إِطْلَاق اسْم المَاء عَلَيْهِ وَكَذَا لَو شكّ فِي أَن تغيره كثير أَو يسير نعم إِن كَانَ التَّغَيُّر كثيرا ثمَّ شكّ فِي أَن التَّغَيُّر الْآن يسير أَو كثير لم يطهر عملا بِالْأَصْلِ فِي الْحَالَتَيْنِ قَالَه الْأَذْرَعِيّ وَلَا يضر تغير بمكث وَإِن فحش التَّغَيُّر وطين وطحلب وَمَا فِي مقره وممره ككبريت وزرنيخ ونورة لتعذر صون المَاء عَن ذَلِك وَلَا يضر أوراق شَجَرَة تناثرت وتفتتت واختلطت وَإِن كَانَت ربيعية أَو بعيدَة عَن المَاء لتعذر صون المَاء عَنْهَا لَا إِن طرحت وتفتتت أَو أخرج مِنْهُ الطحلب أَو الزرنيخ ودق نَاعِمًا وَأُلْقِي فِيهِ فَغَيره فَإِنَّهُ يضر أَو تغير بالثمار الساقطة فِيهِ لِإِمْكَان التَّحَرُّز عَنْهَا غَالِبا.

﴿ماء متغیر اور اس کی شرطیں﴾

(اور) ماء مستعمل کی طرح ہے ماء **(متغیر)** یعنی جس کا مزہ بدل گیا ہو یا رنگ یا بو **(ایسی چیز کے ملنے سے جو)** ان **(پاک اشیاء میں سے ہو)** جس کا جدا کرنا ممکن نہ ہو اور پانی کا اس سے بچنا دشوار نہ ہو جیسے مشک، زعفران، درخت کا پانی، منی اور پہاڑی نمک، تغیر ایسا ہو جو اس پر اسم ماء صادق آنے کے لئے مانع بنے چاہے پانی تھوڑا ہو یا زیادہ اس لئے کہ اس کو پانی نہیں کہا جاتا، لہذا اگر کوئی قسم کھائے پانی نہ پینے کی یا پانی کو خریدنے میں وکیل بنائے پھر وہ اس پانی کو پی لے یا اس کا وکیل اس کے لئے یہ پانی خریدے تو وہ حانث نہ ہو گا اور اس کے لئے (یعنی مؤکل کے لئے) خریدنا واقع نہ ہو گا، اور چاہے تغیر حسی ہو یا تقدیری یہاں تک کہ اگر پانی میں ایسی سیال چیز گر جائے جو صفات میں پانی کے موافق ہو جیسے گلاب کا پانی جس کی خوشبو ختم ہو چکی ہو تو وہ پانی متغیر نہ ہو گا۔ اور اگر ہم گرنے والی درمیانی طور پر مخالف چیز اس کے بقدر مان لے جیسے نچوڑے ہوئے چیز کا رنگ، انار کا مزہ اور لاذن کی بو پھر تغیر پیدا کردے تو یہ مضر ہے (یعنی طہوریت سے خارج کردے گا) اس معنی کر کہ اس پر یہ تمام صفات پیش کئے جائیں نہ کہ اس میں گرنے والی چیز کے صفت میں مناسب چیز فقط (لاذن یہ

ایک قسم کا پودہ ہے جس سے گوند نکلتا ہے جسے بطور خوشبو اور دوا استعمال کرتے ہیں) اور تغیر کو مقرر نہیں کیا جائے گا زیادہ سخت کے اعتبار سے جیسے روشنائی کا رنگ، سرکہ کا مزہ اور مشک کی خوشبو برخلاف نجاست کے اس کے سخت ہونے کی بناء پر، بہرحال پانی والا نمک (یعنی سمندری نمک) تو اس کی وجہ سے واقع ہونے والا تغیر مضر نہ ہوگا اگرچہ زیادہ ہو اس لئے کہ وہ نمک پانی سے ہی بنا ہوا ہے، ماء مستعمل مائع چیز کی طرح ہے، پس پانی کے لئے درمیانی طور پر مخالف چیز فرض کرلی جائے گی اس کی صفات میں نہ کہ پانی کی کثرت میں، پھر اگر اس کو قلیل پانی میں ملایا جائے اور وہ پانی دو قلہ مقدار کو پہنچے تو طہور ہوگا اگرچہ پانی میں اثر کرے اس کو مخالف فرض کرنے کی صورت میں، ایسی پاک چیز کی وجہ سے (واقع ہونے والا) تھوڑا تغیر مضر نہ ہوگا جو اسمِ ماء (صادق آنے) کے لئے مانع نہ بنے پانی کو اس سے بچانے کے دشوار ہونے کی بناء پر اور اس پر اسمِ ماء کا اطلاق باقی رہنے کی بناء پر اور اسی طرح اگر شک ہو اس بارے میں کہ پانی کا تغیر زیادہ ہے یا تھوڑا، ہاں اگر تغیر زیادہ ہو پھر شک ہو اس بارے میں کہ تغیر ابھی تھوڑا ہے یا زیادہ تو وہ پانی پاک نہ کرے گا دونوں حالتوں میں اصل پر عمل کرتے ہوئے، اس کو امام اذرعیؒ نے بیان فرمایا ہے، اور (پانی کے زیادہ دیر) ٹھہرنے کی وجہ سے (واقع ہونے والا) تغیر مضر نہ ہوگا اگرچہ تغیر فحش ہو اور مٹی اور کائی (یعنی ان کی وجہ سے واقع ہونے والا تغیر بھی اگرچہ فحش ہو مضر نہ ہوگا) اور جو پانی کے ٹھہراؤ کی اور گزرنے کی جگہ میں ہو جیسے گندھک (قاموس الوحید میں کبریت کا معنی ہے: گندھک، سلفر، ماچس، الحامض الکبریتی: گندھک کا تیزاب) سنکھیا (ایک قسم کا زہر) اور چونہ کا پتھر (یعنی ان مذکورہ چیزوں کی وجہ سے بھی واقع ہونے والا تغیر مضر نہ ہوگا) ان سے پانی کی حفاظت دشوار ہونے کی بناء پر، اور درخت کے پتے مضر نہ ہوں گے جو گر جائیں، ریزہ ریزہ ہو جائیں اور (پانی میں) مل جائیں اگرچہ تر ہوں یا پانی سے دور ہوں ان سے پانی کی حفاظت دشوار ہونے کی بناء پر نہ کہ اگر (پتے) ڈالے جائیں اور ریزہ ریزہ ہو جائیں یا پانی سے

نکالی جائے کائی یا سنکھیا اور باریک کوٹا جائے اور پانی میں ڈالدیا جائے پھر وہ پانی متغیر ہو جائے تو یہ مضر ہو گا یا پانی میں گرنے والے پھلوں کی وجہ سے تغیر ہو جائے (تو مضر ہو گا) غالبا ان سے بچنے کا امکان ہونے کی بناء پر۔

﴿حَقِيقَةالْفرق بَين المخالط والمجاور﴾

وَاحْترز بِقَيْد المخالط عَن المجاور الطَّاهِر كعود ودهن وَلَو مطيبين وكافور صلب فَلَا يضر التَّغَيُّر بِهِ لِإِمْكَان فَصله وَبَقَاء اسْم الْإِطْلَاق عَلَيْهِ وَكَذَا لَا يضر التَّغَيُّر بِتُرَاب وَلَو مُسْتَعْملا طرح لِأَن تغيره مُجَرّد كدورة فَلَا يمْنَع إِطْلَاق اسْم المَاء عَلَيْهِ نعم إِن تغير حَتَّى صَار لَا يُسمى إِلَّا طينا رطبا ضرّ وَمَا تقرر فِي التُّرَاب الْمُسْتَعْمل هُوَ الْمُعْتَمد وَإِن خَالف فِيهِ بعض الْمُتَأَخِّرين.

﴿مخالط اور مجاور کے درمیان فرق کی حقیقت﴾

قید مخالط سے احتراز کیا مجاور طاہر سے جیسے لکڑی اور تیل اگرچہ یہ دونوں خوشبودار ہوں اور سخت کافور ان کی وجہ سے تغیر مضر نہ ہو گا ان کا جدا ہونا ممکن ہونے کی بناء پر اور اس پر اسمِ ماء کا اطلاق باقی رہنے کی بناء پر، اور اسی طرح مٹی کی وجہ سے (واقع ہونے والا) تغیر مضر نہ ہو گا اگرچہ مستعمل مٹی ڈالی گئی ہو اسلئے کہ یہ تغیر محض مٹیالہ پن ہے لہذا وہ اس پر اسمِ ماء کے اطلاق کو نہیں روکتا، ہاں اگر وہ تغیر یہاں تک ہو جائے جس کو تر مٹی ہی کہا جاتا ہو تو مضر ہو گا، اور (مضر ہو گا وہ) حکم جو قرار پایا مستعمل مٹی میں یہی قول معتمد ہے اگرچہ اس میں بعض فقہاء متاخرین نے اختلاف کیا ہیں۔

﴿أَقسَام المَاء الْمُتَنَجس﴾

(و) رَابِعهَا (مَاء نجس) أَي مُتَنَجس (وَهُوَ الَّذِي حلت فِيهِ) أَو لاقته (نَجَاسَة) تدْرك بالبصر (وَهُوَ) قَلِيل (دون الْقلَّتَيْنِ) بِثَلَاثَة أَرْطَال فَأكْثر سَوَاء تغير أم لَا لمَفْهُوم حَدِيث الْقلَّتَيْنِ الْآتِي وَلخَبَر مُسلم إِذا اسْتَيْقَظَ أحدكُم من نَومه فَلَا يغمس يَده فِي الْإِنَاء حَتَّى يغسلهَا ثَلَاثًا فَإِنَّهُ لَا يدْرِي أَيْن باتت يَده. نَهَاهُ عَن الغمس خشيَة النَّجَاسَة وَمَعْلُوم أَنَّهَا إِذا خفيت لَا تغير المَاء فلولا أَنَّهَا تنجسه بوصولها لم يَنْهَهُ.

(أَو كَانَ كثيرا) بِأَن بلغ قُلَّتَيْنِ فَأَكْثر **(فتغير)** بِسَبَب النَّجَاسَة لِخُرُوجِهِ عَن الطاهرية وَلَو كَانَ التَّغَيُّر يَسِيرا حسيا أَو تقديريا فَهُوَ نجس بِالْإِجْمَاعِ الْمُخَصّص لخبر الْقلَّتَيْنِ الْآتِي وَلخبر التِّرْمِذِيّ وَغَيره "المَاء لَا يُنجسهُ شَيْء" كَمَا خصصه مَفْهُوم خبر الْقلَّتَيْنِ الْآتِي فالتغير الْحسي ظَاهر.

﴿ناپاک پانی کی قسمیں﴾

(اور) ان میں چوتھی قسم **(ماء نجس)** یعنی ناپاک پانی **(اور ماء نجس کہتے ہیں جس میں نجاست حلول کر جائے)** (پگھل جائے) یا پانی سے مل جائے (ایسی نجاست) جس کا ادراک آنکھ سے کیا جاتا ہو **(اور وہ ماء نجس)** قلیل ہو (یعنی) **(دو قلہ سے کم ہو)** تین رطل یا تین سے زیادہ ہو چاہے تغیر ہو یا نہ ہو حدیثِ قلتین کے مفہومِ مخالف کی بناء پر جو آگے آرہی ہے اور حدیثِ مسلم کی بناء پر: "اذا الخ" جب تم میں سے کوئی شخص اپنی نیند سے بیدار ہو جائے تو اپنے ہاتھ کو برتن میں نہ ڈبوئے یہاں تک کہ اسے تین مرتبہ دھولے، اس لئے کہ وہ شخص نہیں جانتا کہ اس کے ہاتھ نے کہاں رات گزاری، آپ ﷺ کا ہاتھ کو ڈبونے سے منع فرمانا نجاست کے خوف سے ہے اور یہ بات تو معلوم ہے کہ نجاست جب خفی ہو گی تو پانی میں تغیر نہ کرے گی اگر یہ نجاست پانی میں ملنے کی صورت میں پانی کو ناپاک نہ کرتی تو رسول اللہ ﷺ اس سے منع نہ کرتے۔

(یا وہ پانی زیادہ ہو) یعنی دو قلہ مقدار کو پہنچا ہو یا اس سے بھی زیادہ ہو **(اور بدل جائے)** نجاست کی وجہ سے، صفت طاہریہ سے اس کے نکلنے کی بناء پر اگرچہ تغیر تھوڑا ہو چاہے حسی ہو یا تقدیری وہ پانی ناپاک ہے اس اجماع کی وجہ سے جو آنے والی حدیثِ قلتین کے لئے مخصص ہے اور حدیث ترمذی وغیرہ "الماء الخ" پانی کو کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی، کے لئے مخصص ہے اور جیسا کہ اس کی تخصیص کی گئی ہے آنے والی حدیثِ قلتین کے مفہوم مخالف سے، یہ تغیرِ حسی ظاہر ہے۔

﴿حَقِيقَة التَّغير التقديري﴾

والتقديري بِأَن وَقعت فِيهِ نَجَاسَة مائعة توافقه فِي الصِّفَات كبول انْقَطَعت رَائِحَته وَلَو فرض مُخَالفا لَهُ فِي أغْلظ الصِّفَات كلون الحبر وَطعم الْخلّ وريح الْمسك لغيره فَإِنَّهُ يحكم بنجاسته فَإِن لم يتَغَيَّر فطهور لقَوْله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم: إِذا بلغ المَاء قُلَّتَيْنِ لم يحمل الْخبث. قَالَ الْحَاكِم على شَرط الشَّيْخَيْنِ وَفِي رِوَايَة لأبي دَاوُد وَغَيره بِإِسْنَاد صَحِيح: فَإِنَّهُ لَا ينجس. وَهُوَ المُرَاد بقوله لم يحمل الْخبث أَي يدْفع النَّجس وَلَا يقبله وَفَارق كثير المَاء كثير غَيره فَإِنَّهُ ينجس بِمُجَرَّد ملاقاة النَّجَاسَة بِأَن كَثِيره قوي ويشق حفظه عَن النَّجس بِخِلَاف غَيره وَإِن كثر.

تَنْبِيهَانِ: الأول: لَو شكّ فِي كَونه قُلَّتَيْنِ وَوَقعت فِيهِ نَجَاسَة هَل ينجس أَو لَا ينجس رأيان أَصَحهمَا الثَّانِي بل قَالَ النَّوَوِيّ فِي شرح الْمُهَذّب الصَّوَاب أَنه لَا ينجس إِذْ الأَصْل الطَّهَارَة وشككنا فِي نَجَاسَة منجسة وَلَا يلْزم من حُصُول النَّجَاسَة التَّنْجِيس.

الثَّانِي: لَو تغير بعض المَاء فالمتغير كنجاسة جامدة لَا يجب التباعد عَنْهَا بقلتين وَالْبَاقِي إِن قل فنجس وَإِلَّا فطاهر فَلَو غرف دلوا من مَاء قُلَّتَيْنِ فَقَط وَفِيه نَجَاسَة جامدة لم تغيره وَلم يغرفها مَعَ المَاء فباطن الدَّلْو طَاهِر لانفصال مَا فِيهِ عَن الْبَاقِي قبل أَن ينقص عَن قُلَّتَيْنِ لَا ظَاهرهَا لتنجسه بالْبَاقِي الْمُتَنَجس بِالنَّجَاسَةِ لقلته فَإِن دخلت مَعَ المَاء أَو قبله فِي الدَّلْو انعكس الحكم.

فَائِدَة تَأْنِيث الدَّلْو أفْصح من تذكيره.

﴿تغیر تقدیری کی حقیقت﴾

تغیر تقدیری یہ ہے کہ پانی میں ایسی بہنے والی ناپاک چیز گر جائے جو صفات میں پانی کے موافق ہو جیسے پیشاب جس کی بدبو زائل ہوچکی ہو، اگر پانی کے مخالف فرض کر لیا جائے غلیظ ترین صفات میں جیسے روشنائی کا رنگ، سرکہ کا مزہ اور مشک کی خوشبو پھر پانی تغیر پیدا کر دے تو اس پانی پر ناپاکی کا حکم لگایا جائے گا، اگر تغیر نہ ہو تو وہ طہور ہوگا آپ ﷺ کے فرمان کی بناء پر "اذا بلغ الماء الخ" جب پانی دو قلہ مقدار کو پہنچے تو نجاست کو قبول

نہیں کرتا، حاکم نے کہا: یہ حدیث امام بخاری اور مسلم کی شرط کے مطابق ہے اور ابو داؤد وغیرہ کی روایت میں صحیح سند کے ساتھ اس طرح ہے **"فانہ لاینجس"** وہ پانی ناپاک نہیں ہوتا اور یہی مراد ہے آپ ﷺ کے قول **"لم یحمل الخبث"** سے یعنی ناپاکی کو دفع کرتا ہے، اس کو قبول نہیں کرتا، کثیر ماء علیحدہ ہو گیا حکم میں کثیر غیر ماء سے (مثلا کثیر دودھ سے) اس لئے کہ وہ صرف نجاست کے ملنے سے ناپاک ہو جاتا ہے اس وجہ سے کہ کثیر ماء قوی ہے اور اس کی حفاظت نجاست سے دشوار ہوتی ہے بر خلاف غیر ماء کے اگرچہ کثیر ہو۔

دو تنبیہ: پہلی (تنبیہ): اگر پانی کے دو قلہ ہونے میں شک ہو اور اس میں نجاست گر جائے تو کیا وہ ناپاک ہو گا یا ناپاک نہیں ہو گا۔۔؟۔۔ اس میں دو رائے ہے ان میں اصح دوسری رائے ہے (یعنی ناپاک نہیں ہو گا) بلکہ امام نوویؒ نے شرح مہذب میں فرمایا: درست یہ ہیکہ ناپاک نہیں ہو گا اس لئے کہ اصل طہارت ہے اور ہمیں شک ہوا ناپاک کرنے والی نجاست میں اور نجاست کے حاصل ہونے سے ناپاک قرار دینا لازم نہیں آتا۔

دوسری (تنبیہ): اگر بعض پانی متغیر ہو جائے تو متغیر پانی نجاست جامدہ کی طرح ہے، قلتین کو اس سے دور رکھنا واجب نہیں، اگر باقی پانی قلتین سے کم ہو تو نجس ہے ورنہ طاہر ہے، اگر صرف دو قلہ پانی میں سے ڈول بھر کر پانی نکالے حالانکہ اس میں خشک نجاست موجود ہو جس نے اس پانی کو متغیر نہ کیا ہو اور پانی کے ساتھ نجاست کو نہ نکالے تو ڈول کا اندرونی حصہ پاک ہو گا (مذکورہ) دو قلہ کی مقدار پانی میں سے کم ہونے سے پہلے ڈول میں موجود پانی کے باقی پانی سے جدا ہونے کی بناء پر، نہ کہ ڈول کا ظاہری حصہ (پاک ہو گا) اس کے ناپاک ہونے کی بناء پر باقی ناپاک پانی سے جو ناپاک ہو چکا ہے نجاست سے دو قلہ سے کم ہونے کی بناء پر، اگر نجاست ڈول میں پانی کے ساتھ یا پانی سے پہلے داخل ہو جائے تو پانی کا حکم بر عکس ہو گا۔

فائدہ: لفظِ دلو مؤنث زیادہ فصیح ہے مذکر سے۔

﴿حكم زَوَال التَّغْيِير﴾

فَإِن زَالَ تغيره الْحسي أَو التقديري بِنَفسِهِ بِأَن لم يحدث فِيهِ شَيْء كَأَن زَالَ بطول الْمكْث أَو بِمَاء انْضَمَّ إِلَيْهِ بِفعل أَو غَيره أَو أَخذ مِنْهُ وَالْبَاقِي قلتان طهر لزوَال سَبَب التَّنْجِيس فَإِن زَالَ تغيره بمسك أَو نَحوه كزعفران أَو بتُرَاب لم يطهر لأَنا لَا نَدْرِي أَن أَوْصَاف النَّجَاسَة زَالَت أَو غلب عَلَيْهَا مَا ذكر فاستترت وَيسْتَثْنى من النَّجس ميتَة لَا دم لَهَا سَائل أَصَالَة بِأَن لَا يسيل دَمهَا عِنْد شقّ عُضْو مِنْهَا فِي حَيَاتِهَا كزنبور وعقرب ووزغ وذباب وقمل وبرغوث لَا نَحْو حَيَّة وضفدع وفأرة فَلَا تنجس مَاء أَو غَيره بوقوعها فِيهِ بِشَرْط أَن لَا يطْرَحهَا طارح وَلم تغيره لمَشَقَّة الِاحْتِرَاز عَنْهَا وَلخَبَر البُخَارِيّ: إِذا وَقع الذُّبَاب فِي شراب أحدكُم فليغمسه كُله ثمَّ لينزعه فَإِن فِي أحد جناحيه دَاء- أَي وَهُوَ الْيَسَار كَمَا قيل "وَفِي الآخر شِفَاء" زَاد أَبُو دَاوُد وَإِنَّهُ يتقى بجناحه الَّذِي فِيهِ الدَّاء وَقد يُفْضِي غمسه إِلَى مَوته فَلَو نجس الْمَائِع لما أَمر بِهِ وَقيس بالذباب مَا فِي مَعْنَاهُ من كل ميتَة لَا يسيل دَمهَا فَلَو شككنا فِي سيل دَمهَا امتحن بجنسها فتجرح للْحَاجة قَالَه الْغَزالِيّ فِي فَتَاوِيهِ وَلَو كَانَت مِمَّا يسيل دَمهَا لَكِن لَا دم فِيهَا أَو فِيهَا دم لَا يسيل لصغرها لَهَا حكم مَا يسيل دَمهَا قَالَه القَاضِي أَبُو الطّيب.

﴿تغیر کے زائل ہونے کا حکم﴾

اگر پانی کا تغیر حسی یا تقدیری بذات خود زائل ہو جائے اس طور پر کہ اس میں کوئی نئی چیز وجود میں نہ آئے جیسے کہ وہ زائل ہو جائے پانی کے زیادہ دیر ٹھہرنے کی وجہ سے یا اس پانی کی وجہ سے جو کسی کے فعل یا غیر فعل سے اس میں مل گیا ہو یا اس میں سے لینے سے اور باقی پانی دو قلہ ہو تو پاک ہو گا ناپاک کرنے والے سبب کے زائل ہونے کی بناء پر، اگر پانی کا تغیر مشک سے زائل ہو جائے یا اس کے مانند (سے) جیسے زعفران یا مٹی سے تو پاک نہ ہو گا اسلئے کہ ہم نہیں جانتے کہ نجاست کے اوصاف ختم ہو گئے یا نجاست پر ذکر کردہ چیزیں غالب آگئی اور وہ چھپ گئی، مستثنیٰ کیا جائے گا نجاست سے وہ مردار جس

میں اصل ہی کے اعتبار سے دمِ سائل (بہنے والا خون) نہ ہو یعنی یہ کہ اس مردار کی حیاتی میں اس کے عضو کو کاٹنے کے وقت اس کا خون نہ بہتا ہو جیسے بھڑ، بچھو، چھپکلی، مکھی، جوں اور پسو، نہ کہ سانپ، مینڈک اور چوہا جیسے مردار (جس میں دمِ سائل نہیں) پانی یا اس کے علاوہ کو ناپاک نہیں کرے گا اس میں اس کے گر جانے سے بشرطیکہ اس کو کسی ڈالنے والے نے نہ ڈالا ہو اور اس نے پانی کو متغیر نہ کیا ہو اس سے بچنا دشوار ہونے کی بناء پر اور حدیثِ بخاری کی بناء پر: جب تم میں سے کسی کے مشروب میں مکھی گر جائے تو اس کو چاہیئے کہ اسے مکمل ڈبوئے پھر نکالے اس لئے کہ اس کے دو پروں میں سے ایک میں بیماری ہے، یعنی وہ بایاں ہے جیسا کہ کہا گیا ہے، اور دوسرے میں شفاء ہے، امام ابوداؤد نے اس پر زیادتی کی ہے: (کہ) وہ اپنے آپ کو بچاتی ہے اس پر کے ذریعہ جس میں بیماری ہے، اور کبھی اس کو ڈبونا اس کی موت کا باعث بنتا ہے، اگر سیال چیز ناپاک ہوتی تو اس کو ڈبونے کا حکم نہ فرماتے، اور ذباب پر قیاس کیا گیا ہے جو اس کے معنی میں ہے ہر وہ مردار جس میں بہنے والا خون نہیں ہوتا، اگر ہم کو شک ہو اس کے خون کے سائل ہونے میں تو اسی کے جنس سے آزمایا جائے لہذا حاجت کی بناء پر اس کو زخمی کیا جائے گا، اس کو امام غزالیؒ نے اپنے فتاوی میں کہا ہے، اور اگر میتہ ان میں سے ہو جس میں دمِ سائل ہوتا ہے لیکن اس میں خون نہ ہو یا اس میں خون ہو لیکن اس کے چھوٹا ہونے کی بناء پر نہ بہتا ہو تو اس کے لئے اس مردار کا حکم ہوگا جس میں بہنے والا خون ہوتا ہے، قاضی ابوطیبؒ نے یہ بات کہی ہے۔

﴿النَّجَاسَةالمعفو عَنْهَا﴾

وَيسْتَثْنى أَيْضا نجس لَا يُشَاهد بالبصر لقلته كنقطة بَوْل وخمر وَمَا يعلق بِنَحْوِ رجل ذُبَاب لعسر الِاحْتِرَاز عَنهُ فَأشبه دم البراغيث قَالَ الزَّرْكَشِيّ وَقِيَاس اسْتِثْنَاء دم الْكَلْب من يسير الدَّم المعفو عَنهُ أَن يكون هُنَا مثله وَقد يفرق بَينهمَا بالمشقة وَالْفرق أوجه ويعفى أَيْضا عَن رَوْث سمك لم يُغير المَاء وَعَن الْيَسِير عرفا من شعر نجس من غير نَحْو كلب وَعَن كَثِيره من مركوب وَعَن قَلِيل دُخان نجس وغبار

سرجين وَنَحْوه مِمَّا تحمله الرّيح كالذر وَعَن حَيَوَان مُتَنَجّس المنفذ إِذا وَقع فِي المَاء للْمَشَقَّة فِي صونه وَلِهَذَا لَا يُعْفى عَن آدَمِيّ مستجمر وَعَن الدَّم الْبَاقِي على اللَّحْم والعظم فَإِنَّهُ يُعْفَى عَنهُ وَلَو تنجس فم حَيَوَان طَاهِر من هرة أَو غَيرهَا ثمَّ غَاب وَأمكن وُرُوده مَاء كثيرا ثمَّ ولغ فِي طَاهِر لم يُنجسهُ مَعَ حكمنَا بِنَجَاسَة فَمه لِأَن الأَصْل نَجَاسَته وطهارة المَاء وَقد اعتضد أصل طَهَارَة المَاء بِاحْتِمَال ولوغه فِي مَاء كثير فِي الْغَيْبَة فرجح.

﴿وہ نجاست جس سے درگزر کیا گیا ہے﴾

اور مستثنیٰ کیا جائے گا اس ناپاکی کو بھی جو آنکھ سے دکھائی نہ دے اس کی قلت کی بناء پر جیسے پیشاب اور شراب کا معمولی سا چھینٹا اور وہ ناپاکی جو لگی ہو مکھی کے پیر کے مانند سے اس سے بچنا دشوار ہونے کی بناء پر لہذا یہ پسو کے خون کے مشابہ ہوئی۔ اس کو زرکشیؒ نے کہا ہے: اور تھوڑے معفوعنہ خون سے کتے کے خون کو استثناء کرنے کا قیاس یہ ہے کہ وہ یہاں اس کے (یعنی تھوڑے معفوعنہ خون کے) مانند ہو، اور کبھی دشواری کی وجہ سے ان دونوں کے درمیان فرق کیا جاتا ہے اور فرق کرنا اوجہ ہے، اور نیز درگزر کیا جائے گا مچھلی کے فضلہ سے جو پانی کو متغیر نہ کرے اور کتے جیسے کے علاوہ کے ناپاک بال سے (درگزر کیا جائے گا) جو عرف میں تھوڑے ہو اور کتے جیسے کے علاوہ سواری کے جانور کے زیادہ بالوں سے (درگزر کیا جائے گا) اور تھوڑے ناپاک دھویں (سے) اور گوبر کے غبار (دھول) سے (درگزر کیا جائے گا) اور اس کے مانند چیز کے غبار جس کو ہوا اڑاتی ہے چیونٹی مانند (یعنی چیونٹی مانند غبار گوبر وغیرہ کا جس کو ہوا اڑاتی ہے) اور (درگزر کیا جائے گا) ناپاک منفذ والے حیوان سے جب وہ پانی میں گر جائے اس کی حفاظت میں مشقت ہونے کی بناء پر لہذا درگزر نہیں کیا جائے گا اس آدمی سے جس نے استنجاء بالاحجار کیا ہو، اور گوشت اور ہڈی پر باقی رہنے والا خون تو اس سے درگزر کیا جائے گا، اور اگر بلی یا اس کے علاوہ پاک حیوان کا منہ ناپاک ہو جائے پھر وہ غائب ہو جائے اور ماء کثیر میں اس کا اترنا ممکن

ہو پھر وہ کسی پاک چیز میں منہ ڈالدے تو وہ اس کو ناپاک نہیں کرے گا باوجود یہ کہ ہم نے اس کے منہ کے ناپاک ہونے کا حکم لگایا ہے، اس لئے کہ اصل اس کا ناپاک ہونا ہے اور پانی کا پاک ہونا ہے، اور پانی کے طہارت والی اصل کو قوت ملی بحالت غیبوبت ماء کثیر میں اترنے کے احتمال سے لہذا (طہارت والی اصل کو) ترجیح دی گئی۔

﴿ضبط الْقُلَّتَيْنِ بِالْوَزْنِ﴾

(والقلتان) بِالْوَزْنِ **(خَمْسمِائَة رَطْل)** بِكَسْر الرَّاء أفْصح من فتحهَا **(بالبغدادي)** أخذا من رِوَايَة الْبَيْهَقِيّ وَغَيره إِذا بلغ المَاء قُلَّتَيْنِ بقلال هجر لم يُنجسهُ شَيْء. والقلة فِي اللُّغَة الجرة الْعَظِيمَة سميت بذلك لِأَن الرجل الْعَظِيم يقلها بيدَيْهِ أَي يرفعها وهجر بِفَتْح الْهَاء وَالْجِيم قَرْيَة بِقرب الْمَدِينَة النَّبَوِيَّة يجلب مِنْهَا القلال وَقيل هِيَ بِالْبَحْرَيْنِ قَالَه الْأَزْهَرِي قَالَ فِي الْخَادِم وَهُوَ الْأَشْبَه ثمَّ رُوِيَ عَن الشَّافِعِي رَضِي الله تَعَالَى عَنهُ عَن ابْن جريج أَنه قَالَ رَأَيْت قلال هجر فَإِذا الْقلَّة مِنْهَا تسع قربتين أَو قربتين وشيئا أَي من قرب الْحجاز فاحتاط الشَّافِعِي رَضِي الله تَعَالَى عَنهُ فَحسب الشَّيْء نصفا إِذْ لَو كَانَ فَوْقه لقَالَ تسع ثَلَاث قرب إِلَّا شَيْئا على عَادَة الْعَرَب فَتكون القلتان خمس قرب وَالْغَالِب أَن الْقرْبَة لَا تزيد على مائَة رَطْل بغدادي وَهُوَ مائَة وَثَمَانِية وَعِشْرُونَ درهما وَأَرْبَعَة أَسْبَاع دِرْهَم فِي الْأَصَح فالمجموع بِهِ خَمْسمِائَة رَطْل **(تَقْرِيبًا فِي الْأَصَح)** فيعفى عَن نقص رَطْل أَو رطلين على مَا صَححهُ فِي الرَّوْضَة وَصحح فِي التَّحْقِيق مَا جزم بِهِ الرَّافِعِيّ أَنه لَا يضر نقص قدر لَا يظْهر بنقصه تفَاوت فِي التَّغَيُّر بِقدر معِين من الْأَشْيَاء الْمُغيرَة كَأَن تَأْخُذ إناءين فِي وَاحِد قلتان وَفِي الآخر دونهمَا ثمَّ تضع فِي أَحدهمَا قدرا من الْمُغير وتضع فِي الآخر قدره فَإِن لم يظْهر بَينهمَا تفَاوت فِي التَّغَيُّر لم يضر ذَلِك وَإِلَّا ضرّ وَهَذَا أولى من الأول لضبطه.

﴿وزن کے اعتبار سے دو قلہ مقدار کی تعیین﴾

(اور دو قلہ کی مقدار) وزن کے اعتبار سے **(۵۰۰ رطل ہے)** لفظ رطل راء کے کسرہ کے ساتھ زیادہ فصیح ہے اس کے فتح سے **(بغدادی اعتبار سے)** (یعنی مراد: بغدادی رطل ہے) بیہقی وغیرہ کی روایت سے اخذ کرتے ہوئے "اذا بلغ الخ" جب پانی دو قلہ کی

مقدار کو پہنچے مقامِ ہجر کے قلال سے تو اس کو کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی۔ اور قلہ لغت میں کہتے ہیں: بڑے گھڑے کو اسی وجہ سے قلہ کہا گیا اس لئے کہ بڑا آدمی اس کو اپنے دونوں ہاتھوں سے اٹھاتا ہے یعنی بلند کرتا ہے، اور لفظِ "**ھجر**" ھاء اور جیم کے فتح کے ساتھ ہے، یہ ایک گاؤں ہے جو مدینۂ نبویہ سے قریب ہے جہاں سے قلال حاصل کئے جاتے تھے اور کہا گیا ہے کہ یہ گاؤں بحرین میں ہے، اس کو امام ازھریؒ نے کہا ہے، خادم میں فرمایا: یہی اشبہ ہے، پھر امام شافعیؒ سے بحوالۂ ابن جریج نقل کیا گیا ہے کہ ابن جریج نے فرمایا: میں نے مقام ھجر کے قلال کو دیکھا تو وہاں کا قلہ دو مشکیزوں یا دو مشکیزوں اور کچھ زائد کی وسعت رکھتا تھا یعنی حجاز کے مشکیزوں میں سے، امام شافعیؒ نے احتیاط کے پہلو کو لیا ہے لہذا انہوں نے شئ کو نصف شمار کیا ہے اس لئے کہ اگر وہ اس سے زیادہ ہوتا تو عرب کی عادت کے مطابق کہتے کہ وہ تین مشکیزوں سے کچھ کم کی وسعت رکھتا ہے لہذا دو قلہ پانچ مشکیزوں کے بقدر ہوتے ہیں اور غالب یہ ہیکہ مشکیزہ بغدادی سو رطل کی مقدار سے زائد نہیں ہوتا اور اصح قول کے مطابق وہ ١٢٨ / درہم اور درہم کا چار اسباع (٧ / ٤) کی مقدار ہے، پس اس کا مجموعہ پانچ سو رطل ہے (**تقریبا اصح قول کے مطابق**) دو قلہ میں رطل یا دو رطل کم ہو (اور اس میں نجاست گرے) تو ناپاک نہ ہو گا اس قول کے مطابق جس کو روضہ میں صحیح قرار دیا ہے اور تحقیق میں صحیح قرار دیا ہے اس قول کو جس پر امام رافعیؒ نے قطعی فیصلہ کیا ہے کہ اتنی مقدار کا کم ہونا مضر نہیں جس مقدار کے کم ہونے سے تغیر کرنے والی اشیاء میں متعین مقدار سے تغیر میں کوئی تفاوت ظاہر نہ ہو جیسے کہ تو ایسے دو برتن لے (ان میں سے) ایک میں دو قلہ (پانی) ہو اور دوسرے میں دو قلہ سے کم پھر تو ان دونوں میں سے ایک میں تغیر کرنے والی چیز کی ایک مقدار ڈالدے اور دوسرے میں اسی کے بقدر ڈالدے پھر اگر ان دونوں کے درمیان تغیر میں کوئی فرق ظاہر نہ ہو تو وہ مضر نہ ہو گا ورنہ مضر ہو گا اور یہ اولیٰ

ہے پہلے کے بہ نسبت اس کے ضبط ہونے کی بناء پر (یعنی احتیاط و توجہ کے ساتھ ضبط ہونے کی بناء پر)

﴿الْقُلَّتَانِ بالمساحة﴾

وبالمساحة فِي المربع ذِرَاع وَربع طولا وعرضا وعمقا وَفِي المدور ذراعان طولا وذراع عرضا وَالْمرَاد فِيهِ بالطول العمق وبالعرض مَا بَين حائطي الْبِئْر من سَائِر الجوانب وبالذراع فِي المربع ذِرَاعِ الْآدَمِيّ وَهُوَ شبران تَقْرِيبًا وَأما فِي المدور فَالْمُرَاد بِهِ فِي الطول ذِرَاع النَّجَّار الَّذِي هُوَ بِذِرَاع الْآدَمِيّ ذِرَاع وَربع تَقْرِيبًا.

﴿مساحت کے اعتبار سے دو قلہ کی مقدار﴾

مساحت کے اعتبار سے مربع میں ایک ذراع اور ربع (یعنی سوا ایک ذراع) لمبا، چوڑا اور گہرا ہے اور گولائی میں دو ذراع لمبا ہے اور ایک ذراع چوڑا ہے، اور اس میں لمبائی سے مراد گہرائی ہے اور چوڑائی سے (مراد) تمام اطراف سے کنویں کی دونوں دیواروں کے درمیان کا حصہ ہے اور ذراع سے (مراد) مربع میں آدمی کا ذراع ہے اور وہ تقریبا دو بالشت ہے اور بہر حال گولائی میں ذراع سے مراد باعتبار طول بڑھئی (کارپینٹر) کا ذراع ہے جو آدمی کے ذراع سے تقریبا ایک ذراع اور ربع ہے۔

﴿حَقِيقَة حكم المَاء الْجَارِي﴾

وَالْمَاء الْجَارِي وَهُوَ مَا انْدفع فِي مستو أَو منخفض كراكد فِيمَا مر من التَّفْرِقَة بَين الْقَلِيل وَالْكثير وَفِيمَا اسْتثْنِي لمَفْهُوم حَدِيث الْقُلَّتَيْنِ فَإِنَّهُ لم يفصل بَين الْجَارِي والراكد لَكِن الْعبْرَة فِي الْجَارِي بالجرية نَفسهَا لَا بِمَجْمُوع المَاء وَهِي كَمَا فِي الْمَجْمُوع الدفعة بَين حافتي النَّهر عرضا وَالْمرَاد بهَا مَا يرْتَفع من المَاء عِنْد تموجه أَي تَحْقِيقا أَو تَقْدِيرا فَإِن كثرت الجرية لم تنجس إِلَّا بالتغير وَهِي فِي نَفسهَا مُنْفَصِلَة عَمَّا أمامها وَمَا خلفهَا من الجريات حكما وَإِن اتَّصَلت بهما حسا إِذْ كل جرية طالبة لما أمامها هاربة عَمَّا خلفهَا من الجريات وَيعرف كَون الجرية قُلَّتَيْنِ بِأَن

يمسحا وَيجْعَل الْحَاصِل ميزانا ثمَّ يُؤْخَذ قدر عمق الجرية وَيضْرب فِي قدر طولهَا ثمَّ الْحَاصِل فِي قدر عرضهَا بعد بسط الأقدار من مخرج الرّبع لوُجُوده فِي مِقْدَار الْقلَّتَيْنِ فِي المربع فَمسح الْقلَّتَيْنِ بِأَن تضرب ذِرَاعا وربعا طولا فِي مثلهمَا عرضا فِي مثلهمَا عمقا يحصل مائَة وَخَمْسَة وَعِشْرُونَ وَهِي الْمِيزَان أما إِذا كَانَ أَمَام الْجَارِي ارْتِفَاع يردهُ فَلهُ حكم الراكد.

﴿ماء جاری کے حکم کی حقیقت﴾

جاری پانی اور جاری وہ پانی ہے جو سیدھی جگہ میں اور نشیب میں تیزی سے چلے (یہ پانی) ٹھہرا ہوا پانی جیسا ہے گزشتہ امور میں یعنی قلیل و کثیر پانی کے درمیان فرق میں اور ان چیزوں میں جن کا استثناء کیا گیا ہے حدیثِ قلتین کے مفہوم مخالف کی بناء پر اس لئے کہ مفہوم حدیث نے جاری اور ٹھہرے ہوئے کے درمیان فرق نہیں کیا لیکن جاری پانی میں اعتبار خود اس کے جریہ کا ہے نہ کہ مجموعی پانی کا اور جریہ جیسا کہ مجموع میں ہے وہ دفعہ ہے نہر کے دونوں کناروں کے درمیان چوڑائی کے اعتبار سے، اور دفعہ سے مراد جو پانی اپنی موج کے وقت بلند اٹھتا ہے یعنی حقیقی طور پر یا تقدیری، پس اگر جریہ کی کثرت ہو تو تغیر ہی سے ناپاک ہو گا اور جریہ بذات خود اس پانی سے حکماً جدا ہوتی ہے جو اس کے آگے اور پیچھے ہے جریات میں سے اگرچہ آگے اور پیچھے والے کے ساتھ حساً متصل ہوتی ہے، اس لئے کہ ہر جریہ اپنے آگے والی جریہ کی طالب ہوتی ہے اور اپنے پیچھے والی جریہ سے بھاگنے والی ہوتی ہے، اور جریہ کا دو قلہ ہونا سمجھا جائے گا اس طور پر کہ ان کو ناپا جائے اور حاصل جواب کو میزان بنایا جائے پھر جریہ کے گہرائی کی مقدار کو لیا جائے اور اس کے طول کی مقدار میں ضرب دیا جائے پھر حاصل جواب کو اس کی چوڑائی کی مقدار میں مخرجِ ربع کی مقداروں کو پھیلانے کے بعد (ضرب دیا جائے) مربع میں قلتین کی مقدار میں مخرجِ ربع کے پائے جانے کی بناء پر، قلتین کو ناپنے کی صورت یہ ہیکہ ذراع اور ربع (یعنی سوا ذراع) لمبائی کو

ضرب دو سوا ذراع چوڑائی میں، سوا ذراع گہرائی میں ماحصل / ۱۲۵ ہو گا، جاری کے سامنے اگر اس کو روکنے والا ارتفاع ہو تو اس کے لئے راکد کا حکم ہو گا۔

﴿(فصل): في بيان مايطهر بالدباغ ومايستعمل من الآنية ومايمتنع﴾

(وجلود) الْحَيَوَانَات (الْميتَة) كلهَا (تطهر) ظَاهرا وَبَاطنا (بالدباغ) وَلَو بإلقاء الدابغ عَلَيْهِ بنَحْوِ ريح أَو بإلقائه على الدابغ كَذَلِك لقَوْله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم أَيّمَا إهَاب دبغ فقد طهر رَوَاهُ مُسلم وَفِي رِوَايَة هلا أَخَذْتُم إهابها فدبغتموه فانتفعتم بِهِ. وَالظَّاهِر مَا لَاقَى الدابغ وَالْبَاطِن مَا لم يلاق الدابغ وَلَا فرق فِي الْميتَة بَين أَن تكون مأكولة اللَّحْم أم لَا كَمَا يَقْتَضِيهِ عُمُوم الحَدِيث.

﴿(فصل): جو چیز دباغت سے پاک ہو جاتی ہے اس کے اور جو برتن استعمال کئے جاتے ہیں اور جن کا استعمال ممنوع ہے ان کے بیان میں﴾

(اور) تمام **(مردہ)** جانوروں **(کی کھالیں پاک ہو جاتی ہیں)** ظاہراً اور باطنا **(دباغت سے)** اگرچہ دابغ کے کھال پر گرنے سے جیسے ہوا (کے ذریعہ) یا اسی طرح (حکم ہو گا) کھال کے دابغ پر گرنے سے، آپ ﷺ کے فرمان کی بناء پر: "ایما اھاب الخ" جو بھی کھال دباغت دی گئی ہو وہ پاک ہے، امام مسلمؒ نے اس کو روایت کیا ہے، اور ایک روایت میں ہے "ھلا اخذتم الخ" کیوں تم نے اس مردار کی کھال کو نہیں لیا، تم اس کو دباغت دیتے پھر اس سے فائدہ اٹھاتے۔ ظاہر یعنی وہ حصہ جو دابغ کو ملحق ہو جائے اور باطن یعنی وہ حصہ جو دابغ کو ملحق نہ ہو، مردہ کا ماکول اللحم ہونے یا نہ ہونے کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے جیسا کہ عمومِ حدیث اس کا تقاضا کرتا ہے۔

﴿ضَابِط الدّباغ﴾

والدبغ: نزع فضوله وَهِي مائيته ورطوبته الَّتِي يُفْسِدهُ بَقَاؤُهَا ويطيبه نَزعهَا بِحَيْثُ لَو نقع فِي المَاء لم يعد إِلَيْهِ النتن وَالْفساد وَذَلِكَ إِنَّمَا يحصل بحريف بِكَسْر الْحَاء الْمُهْملَة وَتَشْديد الرَّاء كالقرظ والعفص وقشور الرُّمَّان وَلَا فرق فِي ذَلِك بَين الطَّاهِر كما ذكر وَالنَّجس كذرق الطُّيُور وَلَا يَكْفِي التجميد بِالتُّرَابِ وَلَا

بالشمس وَنَحْو ذَلِک مِمَّا لَا ینزع الفضول وَإِن جف الْجلد وَطَابَتْ رَائِحَته لِأَن الفضلات لم تزل وَإِنَّمَا جمدت بِدَلِيل أَنه لَو نقع فِي المَاء عَادَتْ إِلَيْهِ العفونة.

﴿دباغت کا ضابطہ﴾

دباغت کہتے ہیں: کھال کے فضول کو ختم کرنا، اور فضول کہتے ہیں: کھال کی مائیت اور تری کو جس کا بقاء کھال کو فاسد کرتا ہے، اور کھال کو عمدہ بناتا ہے اس کو دور کرنا اس حد تک کہ اگر پانی میں بھگویا جائے تو اس کی بدبو اور خرابی کھال کی طرف عود نہ کرے، اور دبغ حاصل ہوتا ہے تیز چیز سے، لفظ حریف حاء مہملہ کے کسرہ کے ساتھ اور راء کے تشدید کے ساتھ ہے، جیسے قرظ (یعنی سلم کے درخت کے پتے جو تہامہ کے علاقہ میں اگتے ہیں) (شرح المہذب: ١/ ٢٨١) اور مازو (ایک قسم کی دوا ہے جو کسی سیال چیز کو خشک اور گاڑھا کر دیتی ہے) (القاموس الوحید: ١٠٩٩) اور انار کے چھلکے، کوئی فرق نہیں ہے ان چیزوں کے پاک ہونے کے درمیان میں جیسا کہ ذکر کی گئی اور ناپاک (ہونے کے درمیان میں) جیسے پرندوں کی بیٹ، مٹی سے جمانا کافی نہ ہوگا اور نہ دھوپ سے اور اس کے مانند اس چیز سے جو فضول کو ختم نہ کرے اگرچہ کھال خشک ہو جائے اور اس کی بو عمدہ ہو جائے، اس لئے کہ (اس صورت میں) فضلات زائل نہیں ہوئیں، وہ تو صرف جم گئے ہیں اس دلیل کے پیش نظر کہ اگر وہ پانی میں بھگویا جائے تو بدبو اس کی طرف واپس لوٹ آئے گی۔

﴿حکم الْجلد بعد الدبغ﴾

وَيصير المدبوغ كَثوب مُتَنَجّس لملاقاته للأدوية النَّجِسَة أَو الَّتِي تنجست بِهِ قبل طهر عينه فَيجب غسله لذَلِک فَلَا يصلى فِيهِ وَلَا عَلَيْهِ قبل غسله وَيجوز بَيْعه قبله مَا لم يمْنَع من ذَلِک مَانع وَلَا يحل أكله سَوَاء كَانَ من مَأْكُول اللَّحْم أم من غَيره لخَبر الصَّحِيحَيْنِ إِنَّمَا حرم من الْميتَة أكلهَا. وَخرج بِالْجلدِ الشّعْر لعدم تأثره بالدبغ قَالَ النَّوَوِيّ ويعفى عَن قَلِيله **(إِلَّا جلد الْكَلْب وَالْخِنْزِير)** فَلَا يطهره الدبغ قطعا لِأَن الْحَيَاة فِي إِفَادَة الطَّهَارَة أبلغ من الدبغ والحياة لَا تفِيد طَهَارَته (و)

كَذَا **(مَا تولد مِنْهُمَا أَو من أَحدهمَا)** مَعَ حَيَوَان طَاهِر لما ذكر **(وَعظم)** الْحَيَوَانَات **(الْميتَة وشعرها)** وقرنها وظفرها وظلفها **(نجس)** لقَوْله تَعَالَى {حرمت عَلَيْكُم الْميتَة وَالدَّم} [المائدة:۳] وَتَحْرِيم مَا لَا حُرْمَة لَهُ وَلَا ضَرَر فِيهِ يدل على نَجَاسَته وَالْميتَة مَا زَالَت حَيَاتهَا بِغَيْر ذَكَاة شَرْعِيَّة فَيدْخل فِي الْميتَة مَا لَا يُؤْكَل إِذا ذبح وَكَذَا مَا يُؤْكَل إِذا اخْتَلَّ فِيهِ شَرط من شُرُوط التذكية كذبيحة الْمَجُوسِيّ وَالْمحرم للصَّيْد وَمَا ذبح بالعظم وَنَحْوه.

﴿دباغت کے بعد کھال کا حکم﴾

اور دباغت دی ہوئی کھال ناپاک کپڑے کی طرح ہے اس کے ناپاک دوائیوں کے ساتھ ملنے کی بناء پر یا اس چیز سے (ملنے کی بناء پر) جس سے کھال ناپاک ہوئی اس عین کھال کے پاک ہونے سے پہلے لہذا اس کو دھونا واجب ہوگا ناپاکی کی بناء پر، پس اس کو دھونے سے پہلے نہ اس میں نماز پڑھی جائے گی اور نہ اس کے اوپر، دھونے سے پہلے اس کی بیع جائز ہوگی جب تک کہ کوئی مانع بیچنے سے نہ روکے، اور اس کا کھانا حلال نہیں ہے خواہ وہ ماکول اللحم کی ہو یا غیر ماکول اللحم کی، حدیث بخاری و مسلم کی بناء پر: "انما حرم الخ" حرام کیا گیا ہے مردار کا کھانا (اور یہ شامل ہے اس کی کھال کو بھی)۔ جلد کی قید سے بال نکل گیا، دباغت کا اثر قبول نہ کرنے کی بناء پر، امام نوویؒ نے فرمایا: اس کے تھوڑے بال سے درگزر کیا جائے گا **(مگر کتا اور خنزیر کی کھال)** دباغت دینا اس کو قطعی طور پر پاک نہیں کرے گا، اس لئے کہ حیات طہارت کا فائدہ دینے میں ابلغ ہے دباغت دینے سے اور حیات اس کی طہارت کا فائدہ نہیں دیتی **(اور)** اسی طرح حکم ہے **(جو ان دونوں سے پیدا ہو یا ان میں سے کسی ایک سے)** پاک جانور کے ساتھ، اس کی بناء پر جو ذکر کیا گیا **(اور مردہ)** جانوروں **(کی ہڈی اور اس کا بال)** اور سینگ اور ناخن اور کُھر **(ناپاک ہیں)** اللہ تعالیٰ کے فرمان کی بناء پر: "حرمت الخ" (سورۃ مائدہ:۳) حرام ہوا تم پر مردہ جانور اور خون، اور جو چیز قابل احترام نہ ہو اور اس میں کوئی ضرر نہ ہو اس کو حرام قرار دینا اس کی نجاست پر دلالت کرتا ہے۔

اور مردار کہتے ہیں: جس کی حیات شرعی ذبح کے بغیر زائل ہوئی ہو، لہٰذا میت کے حکم میں داخل ہو جائے گا وہ جانور جو نہ کھایا جاتا ہو جب ذبح کیا جائے اور اسی طرح (میت کے حکم میں داخل ہو جائے گا وہ جانور) جو کھایا جاتا ہو جب اس میں شرائطِ ذبح میں سے کوئی شرط فوت ہو، جیسے مجوسی کا ذبیحہ اور محرم کا (ذبیحہ) شکار کے لئے، اور جو ذبح کیا جائے ہڈی سے اور اس کے مانند (جیسے ناخن سے)

﴿مَا قطع من حَيّ﴾

والجزء الْمُنفَصِل من الْحَيّ كميتة ذَلِك الْحَيّ إِن كَانَ طَاهِرا فطاهر وَإِن كَانَ نجسا فنجس لخبر: مَا قطع من حَيّ فَهُوَ كميتته رَوَاهُ الْحَاكِم وَصَححهُ على شَرط الشَّيْخَيْنِ فالمنفصل من الْآدَمِيّ والسّمك أَو الْجَرَاد طَاهِر وَمن غَيرهَا نجس (إِلَّا) شعر أَو صوف أَو ريش أَو وبر الْمَأْكُول فطاهر بِالْإِجْمَاع وَلَو نتف مِنْهَا أَو انتتفت قَالَ الله تَعَالَى {وَمن أصوافها وأوبارها وَأَشْعَارهَا أثاثا ومتاعا إِلَى حِين} وَهُوَ مَحْمُول على مَا إِذا أَخذ بعد التذكية أَو فِي الْحَيَاة على مَا هُوَ الْمَعْهُود وَلَو شككنا فِيمَا ذكر هَل انْفَصل من طَاهِر أَو نجس حكمنَا بِطَهَارَتِهِ لِأَن الأَصْل الطَّهَارَة وشككنا فِي النَّجَاسَة وَالْأَصْل عدمهَا بِخِلَاف مَا لَو رَأينَا قِطْعَة لحم وشككنا هَل هِيَ من مذكاة أَو لَا؟ لِأَن الأَصْل عدم التذكية وَالشعر على الْعُضْو المبان نجس إِذا كَانَ الْعُضْو نجسا تبعا لَهُ وَالشعر الْمُنْفَصِل من (الْآدَمِيّ) سَوَاء انْفَصل مِنْهُ فِي حَال حَيَاته أم بعد مَوته طَاهِر لقَوْله تَعَالَى {وَلَقَد كرمنا بني آدم} وَقَضِيَّة التكريم أَن لَا يحكم بنجاسته بِالْمَوْتِ وَسَوَاء الْمُسلم وَغَيره وَأما قَوْله تَعَالَى {إِنَّمَا الْمُشْركُونَ نجس} فَالْمُرَاد بِهِ نَجَاسَة الِاعْتِقَاد أَو اجتنابهم كالنجس لَا نَجَاسَة الْأَبدَان.

وَتحل ميتَة السّمك وَالْجَرَاد لقَوْله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم: أحلّت لنا ميتتَانِ وَدَمَانِ السّمك وَالْجَرَاد والكبد وَالطحَال. ثمَّ اعْلَم أَن الْأَعْيَان جماد وحيوان فالجماد كُله طَاهِر لِأَنَّهُ خلق لمنافع الْعباد وَلَو من بعض الْوُجُوه قَالَ تَعَالَى {هُوَ الَّذِي خلق لكم مَا فِي الأَرْض جَمِيعًا} وَإِنَّمَا يحصل الِانْتِفَاع أَو يكمل بِالطَّهَارَةِ إِلَّا مَا نَص الشَّارِع على نَجَاسَته وَهُوَ كل مُسكر مَائِع لقَوْله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم: كل مُسكر خمر وكل خمر حرَام. وَكَذَا الْحَيَوَان كُله طَاهِر لما مر إِلَّا مَا اسْتَثْنَاهُ الشَّارِع

أَيْضا وَهُوَ الْكَلْب وَلَو معلما لخَبر مُسلم: طهُور إِنَاء أحدكُم إِذا ولغ فِيهِ الْكَلْب أَن يغسلهُ سبع مَرَّات أولاهُنَّ بِالتُّرَابِ. وَجه الدّلَالَة أَن الطَّهَارَة إِمَّا لحَدث أَو خبث أَو تكرمة وَلَا حدث على الْإِنَاء وَلَا تكرمة فتعينت طَهَارَة الْخبث فثبتت نَجَاسَة فَمه وَهُوَ أطيب أَجْزَائِهِ بل هُوَ أطيب الْحَيَوَانَات نكهة لِكَثْرَة مَا يَلْهَث فبقيتها أولى وَالْخِنْزِير لِأَنَّهُ أَسْوَأ حَالا من الْكَلْب وَفرع كل مِنْهُمَا مَعَ الآخر أَو مَعَ غَيره من الْحَيَوَانَات الطاهرة كالمتولد بَين ذِئْب وكلبة تَغْلِيبًا للنَّجَاسَة.

وَإِن الفضلات مِنْهَا مَا يَسْتَحِيل فِي بَاطِن الْحَيَوَان وَهُوَ نجس كَدم وَلَو تحلب من كبد أَو طحال لقَوْله تَعَالَى {حرمت عَلَيْكُم الْميتَة وَالدَّم} [المائدة:۳] أَي الدَّم المسفوح وقيح لِأَنَّهُ دم مُسْتَحِيل وقيء وَإِن لم يتَغَيَّر وَهُوَ الْخَارِج من الْمعدة لِأَنَّهُ من الفضلات المستحيلة كالبول وجرة وَهِي بِكَسْر الْجِيم مَا يُخرجهُ الْبَعِير أَو غَيره للاجترار وَمرَّة وَهِي بِكَسْر الْمِيم مَا فِي المرارة وَأما الزباد فطاهر قَالَ فِي الْمَجْمُوع لِأَنَّهُ إِمَّا لبن سنور بحري كَمَا قَالَه الْمَاوَرْدِيّ أَو عرق سنور بري كَمَا سمعته من ثِقَات من أهل الْخِبْرَة بِهَذَا لَكِن يغلب اخْتِلَاطه بِمَا يتساقط من شعره فليحترز عَمَّا وجد فِيهِ فَإِن الْأَصَح منع أكل الْبري وَيَنْبَغِي الْعَفو عَن قَلِيل شعره وَأما الْمسك فَهُوَ أطيب الطّيب كَمَا رَوَاهُ مُسلم وفأرته طَاهِرَة وَهِي خراج بِجَانِب سرة الظبية كالسلعة فتحتك حَتَّى تلقيها وَاخْتلفُوا فِي العنبر فَمنهمْ من قَالَ إِنَّه نجس لِأَنَّهُ مستخرج من بطن دويبة لَا يُؤْكَل لَحمهَا وَمِنْهُم من قَالَ إِنَّه طَاهِر لِأَنَّهُ ينْبت فِي الْبَحْر ويلفظه وَهَذَا هُوَ الظَّاهِر وروث وَلَو من سمك وجراد لما روى البُخَارِيّ إِنَّه صلى الله عَلَيْهِ وَسلم لما جِيءَ لَهُ بحجرين وروثة ليستنجي بهَا أَخذ الحجرين ورد الروثة وَقَالَ هَذَا ركس. والركس النَّجس وَبَوْل لِلْأَمْرِ بصب المَاء عَلَيْهِ فِي بَوْل الْأَعرَابِي فِي الْمَسْجِد رَوَاهُ الشَّيْخَانِ ومذي وَهُوَ بِالْمُعْجَمَةِ مَاء أَبيض رَقِيق يخرج بِلَا شَهْوَة عِنْد ثورانها لِلْأَمْرِ بِغسْل الذّكر مِنْهُ فِي خبر الصَّحِيحَيْنِ فِي قصَّة عَليّ رَضِي الله تَعَالَى عَنهُ وودي وَهُوَ بِالْمُهْمَلَةِ مَاء أَبيض كدر ثخين يخرج عقب الْبَوْل أَو عِنْد حمل شَيْء ثقيل قِيَاسا على مَا قبله وَالْأَصَح طَهَارَة مني غير الْكَلْب وَالْخِنْزِير وَفرع أَحدهمَا لِأَنَّهُ أصل حَيَوَان طَاهِر وَلبن مَا لَا يُؤْكَل غير لبن الْآدَمِيّ كلبن الأتان لِأَنَّهُ يَسْتَحِيل فِي الْبَاطِن كَالدَّمِ أما لبن مَا يُؤْكَل لَحْمه كلبن الْفرس وَإِن ولدت بغلا فطاهر

قَالَ تَعَالَى {لَبَنًا خَالِصا سائغا للشاربين} [النحل:٦٦] وَكَذَا لبن الْآدَمِيّ إِذْ لَا يَلِيق بكرامته أَن يكون منشؤه نجسا وَكَلَامهم شَامِل للبن الْميتَة وَبِه جزم فِي الْمَجْمُوع وَلبن الذّكر وَالصَّغِيرَة وَهُوَ الْمُعْتَمد وَمِنْهَا مَا لَا يَسْتَحِيل وَهُوَ طَاهِر كعرق ولعاب ودمع من حَيَوَان طَاهِر والعلقة وَهِي الدَّم الغليظ المستحيل من الدَّم فِي الرَّحِم والمضغة وَهِي الْعلقَة الَّتِي تستحيل فَتَصِير قِطْعَة لحم ورطوبة الْفرج من حَيَوَان طَاهِر وَلَو غير مَأْكُول طَاهِرَة.

﴿جو زندہ جانور سے کاٹا جائے اس کا حکم﴾

زندہ جانور سے جدا ہونے والا جزء (حصہ، ٹکڑا) اسی زندہ جانور کے مردہ ہونے کی طرح ہے اگر وہ جانور پاک ہو تو جزء منفصل پاک ہوگا اور اگر ناپاک ہو تو جزء منفصل ناپاک ہوگا حدیث کی بناء پر: "ماقطع الخ" جو زندہ جانور سے کاٹا جائے وہ اس کے مردہ کی طرح ہے، حاکم نے اس کو روایت کیا ہے اور بخاری و مسلم کی شرط پر اس کو صحیح قرار دیا ہے، آدمی اور مچھلی یا ٹڈی سے جدا ہونے والا جزء پاک ہے اور ان کے علاوہ سے (جدا ہونے والا جزء) ناپاک ہے۔ **(مگر)** بال یا اون یا پر یا ماکول جانور کے وبر یہ سب بالاجماع پاک ہیں اگرچہ بال ان سے اکھاڑا گیا ہو یا از خود اکھڑ گیا ہو، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: **"ومن الخ"** (سورۂ نحل:۸۰) اور ان کی اون اور ان کے رؤوں اور ان کے بالوں سے گھر کا سامان اور فائدے کی چیزیں ایک مدت تک کے لئے بنائیں (ترجمۂ قرآن) اور یہ محمول ہے اس صورت پر جب ذبح کے بعد لیا گیا ہو یا حیات میں اس کے مطابق جیسا کہ معہود ہے، اور اگر ہم کو شک واقع ہو مسئلۂ مذکور میں کہ کیا جزء پاک جانور سے جدا ہوا ہے یا ناپاک سے ...؟... تو ہم حکم لگائیں گے اس کی طہارت کا اس لئے کہ اصل طہارت ہے اور ہم کو شک واقع ہوا نجاست میں اور اصل نجاست کا نہ ہونا ہے، بر خلاف اس صورت کے کہ اگر ہم نے گوشت کا ٹکڑا دیکھا اور ہم کو شک واقع ہوا کہ کیا یہ ٹکڑا ذبح شدہ جانور کا ہے یا نہیں...؟... اس لئے کہ اصل ذبح کا نہ ہونا ہے اور جدا شدہ عضو پر ملحق بال ناپاک ہے جبکہ

عضوناپاک ہو، اس کے تابع قرار دیتے ہوئے، اور **(آدمی)** سے جدا ہونے والا بال خواہ اس سے اس کی حالتِ حیات میں جدا ہو یا اس کی موت کے بعد پاک ہے، اللہ تعالیٰ کے فرمان کی بناء پر " **ولقد کرمنا الخ** " (سورۂ اسراء:۷۰) اور ہم نے عزت دی ہے آدم کی اولاد کو (ترجمۂ قرآن) اور تکریم کا تقاضا یہ ہے کہ موت کی وجہ سے اس کی نجاست کا حکم نہ لگایا جائے، مسلم اور غیر مسلم برابر ہیں، بہر حال اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "**انما الخ**"(سورۂ توبۃ:۲۸) مشرک جو ہیں سو پلید ہیں مراد اس سے اعتقادی نجاست ہے یا ناپاکی کی طرح ان سے اجتناب کرنا ہے، نہ کہ بدن کی نجاست۔

اور حلال ہے مچھلی اور ٹڈی کا مردار آپ ﷺ کے فرمان کی بناء پر "**احلت لنا الخ**" ہمارے لئے حلال کئے گئے دو میتہ اور دو خون: مچھلی اور ٹڈی، جگر اور تلی، پھر اے مخاطب تو جان لے ! کہ چیزیں بے جان ہیں اور جاندار ہیں، پس تمام جماد چیزیں پاک ہیں، اس لئے کہ وہ بندوں کے نفع کے لئے پیدا کئے گئے ہیں اگر چہ بعض وجوہات کے اعتبار سے ، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "**ھو الذی الخ**"(سورۂ بقرہ:۲۹) وہی ہے جس نے پیدا کیا تمہارے واسطے جو کچھ زمین میں ہے اور انتفاع حاصل ہو گا یا انتفاع مکمل (ہو گا) طہارت سے مگر شارع نے جس کی نجاست پر صراحت کی ہو اور وہ ہر نشہ آور بہنے والی چیز ہے، آپ ﷺ کے فرمان کی بناء پر "**کل مسکر الخ**" ہر نشہ آور چیز شراب ہے اور ہر شراب حرام ہے، اوراسی طرح تمام جانور پاک ہیں اس کی بناء پر جو گزر گیا، مگر جس چیز کو شارع نے بھی مستثنیٰ کیا ہے اور وہ کتا ہے اگر چہ سکھایا ہوا ہو، حدیث مسلم کی بناء پر "**طھور الخ**" جب تم میں سے کسی کے برتن میں کتے نے منہ ڈالا ہو تو پاک ہونے کی شکل یہ ہیکہ اسے سات مرتبہ دھوئے جن میں پہلی مرتبہ مٹی سے۔ دلالت کی وجہ یہ ہیکہ طہارت یا تو حدث کی یا خبث کی یا تکریم کی بناء پر ہوتی ہے اور برتن پر نہ حدث وارد ہوتا ہے اور نہ تکریم لہذا خبث کی طہارت متعین ہوئی تو کتے کے منہ کی نجاست ثابت ہوئی اور منہ اس کے تمام اجزاء بدن

میں زیادہ عمدہ ہے بلکہ منہ کی بو کے اعتبار سے کتا (سوائے آدمی کے) تمام حیوانات میں عمدہ ہے اور بکثرت پیاس یا تھکان سے زبان باہر نکالنے کی بناء پر لہذا اس کا باقی حصہ بدرجۂ اولی ناپاک ہوگا، اور خنزیر اس لئے کہ یہ (اپنی) حالت کے اعتبار سے کتے سے زیادہ برا ہے، اور ان میں سے ہر ایک کی فرع دوسرے کے ساتھ یا پاک جانوروں میں سے کسی دوسرے کے ساتھ جیسے بھیڑیا اور کتی کے درمیان پیدا شدہ جانور، نجاست کو غلبہ دیتے ہوئے۔

بلاشبہ وہ فضلات جو جانور کے اندر مستحیل ہوں وہ ناپاک ہیں خون کی طرح اگرچہ خون جگر یا تلی سے خارج ہو، اللہ تعالیٰ کے فرمان کی بناء پر "حرمت الخ" (سورۂ مائدہ:۳) حرام ہوا تم پر مردہ جانور اور لہو۔ یعنی بہنے والا خون اور پیپ اس لئے کہ یہ مستحیل خون ہے اور قئی اگرچہ متغیر نہ ہو اور قئی کہتے ہیں: معدہ سے خارج ہونے کو، اس لئے کہ یہ مستحیل فضلات میں سے ہے جیسے پیشاب اور جرۃ، لفظِ جرۃ جیم کے کسرہ کے ساتھ ہے، جس کو اونٹ یا اس کے علاوہ جانور باہر نکالتا ہے جگالی کے لئے، اور صفرا پت، لفظِ مرۃ میم کے کسرہ کے ساتھ ہے، جو پتّا میں ہوتا ہے (جگر سے ملی ہوئی صفرا کی تھیلی جو چکناہٹ کے ہضم میں مددگار ہوتی) (القاموس الوحید:۱۵۳۹) اور بہر حال زباد پاک ہے، مجموع میں امام نوویؒ نے کہا ہے: اس لئے کہ یہ یا تو بحری بلی کا دودھ ہے جیسا کہ اس کو ماوردیؒ نے کہا ہے یا بری بلی کا پسینہ ہے جیسا کہ میں نے اس کو سنا ہے اس سے متعلق تجربہ کار معتمد لوگوں سے، لیکن اس کے گرنے والے بالوں سے ملا ہوتا ہے لہذا اس میں پائے جانے والوں سے پرہیز کرنا چاہئے، بے شک اصح قول خشکی کے زباد کا کھانا منع ہے، اور مناسب ہے اس کے قلیل بال سے درگزر کرنا اور بہر حال مشک تو وہ بہت عمدہ خوشبو ہے جیسا کہ اس کو بیان کیا ہے امام مسلمؒ نے، اور مشک کا نافہ پاک ہے، یہ نکالا جاتا ہے ہرنی کے ناف کی جانب سے (آگے نافہ کی صورت و ہیئت بتلا رہے ہیں) گوشت اور کھال کے درمیان غدود جیسی زیادتی ہے پھر اس کو دوڑایا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ اس نافہ کو ڈال دیتی ہے، عنبر کے بارے میں فقہاء کا

اختلاف ہے، اس میں سے بعض فقہاء وہ ہیں جنہوں نے کہا یہ ناپاک ہے (یہ قول ضعیف ہے) (تحفۃ الحبیب:۱/ ۱۵۳) اس لئے کہ یہ ایسے جانور کے پیٹ سے نکالا جاتا ہے جس کا گوشت نہیں کھایا جاتا، اور ان میں سے بعض فقہاء وہ ہیں جنہوں نے کہا یہ پاک ہے (یہ قول معتمد ہے) (ایضا) اس لئے کہ یہ سمندر میں پیدا ہوتا ہے اور سمندری حیوان اس کو (منہ میں ڈالے بغیر) پھینک دیتا ہے (اگر نگل لے تو ناپاک ہوگا چونکہ پھر وہ قیٔ کے حکم میں ہوگا) (تعلیق علی الاقناع:۱/ ۹۴) اور یہی ظاہر ہے، اور گوبر اگرچہ مچھلی اور ٹڈی کا، اس کی بناء پر جس کو بخاریؒ نے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ کے لئے جب دو ڈھیلے اور گوبر لایا گیا تاکہ آپ ﷺ اس سے استنجاء کریں تو آپ ﷺ نے دو ڈھیلے لئے اور گوبر کو واپس کردیا اور فرمایا "یہ رکس ہے" اور رکس ناپاکی ہے، اور پیشاب، مسجد میں دیہاتی کے پیشاب کے بارے میں اس پر پانی بہانے کا حکم وارد ہونے کی بناء پر، اس کو روایت کیا ہے امام بخاریؒ و مسلمؒ نے، اور مذی، لفظ مذی ذال معجمہ کے ساتھ ہے، سفید پتلا پانی ہوتا ہے جو خواہش میں جوش کے وقت بغیر شہوت کے نکلتا ہے، صحیحین کی حدیث میں حضرت علیؓ کے قصہ میں مذی کی وجہ سے ذکر دھونے کا حکم وارد ہونے کی بناء پر، اور ودی، لفظ ودی دال مہملہ کے ساتھ ہے، سفید، گدلا، گاڑھا پانی ہوتا ہے جو پیشاب کے بعد نکلتا ہے یا وزنی چیز اٹھاتے وقت، اس سے ماقبل پر قیاس کرتے ہوئے، کتا اور خنزیر کے اور ان دونوں میں سے ہر ایک کی فرع کے علاوہ کی منی اصح قول کے مطابق پاک ہے، اس لئے کہ یہ پاک جانور کی اصل ہے، اور نہ کھائے جانے والے جانور کا دودھ، آدمی کے دودھ کے علاوہ جیسے گدھی کا دودھ، اس لئے کہ یہ باطن میں مستحیل ہوتا ہے جیسے خون، بہر حال وہ جانور جس کا گوشت کھایا جاتا ہو اس کا دودھ جیسے گھوڑی کا دودھ اگرچہ وہ خچر جنے پاک ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا "لبنا خالصا الخ" (سورۂ نحل:۶۲) دودھ ستھرا خوشگوار پینے والوں کے لئے (ترجمۂ قرآن) اور اسی طرح آدمی کا دودھ، اس لئے کہ اس کی تکریم کی وجہ سے مناسب نہیں ہے کہ اس کی

اصل جڑنا پاک ہو، اور فقہاء کا کلام میت کے دودھ کو شامل ہے، اور مجموع میں اس کو راجح قرار دیا گیا ہے، اور مذکر اور چھوٹی بچی کے دودھ کو (شامل ہے) اور یہی معتمد ہے، اور فضلات میں سے وہ جو مستحیل نہیں ہوتے پاک ہیں، جیسے پاک جانور کا پسینہ، تھوک اور آنسو، اور علقہ: یہ جما ہوا خون ہے جو رحم مادر میں خون سے مستحیل ہوتا ہے (جس سے رحم مادر میں جنین بنتا ہے) اور مضغہ: یہ وہی جما ہوا خون ہے جو بدل جاتا ہے پھر گوشت کا ٹکڑا بن جاتا ہے اور پاک جانور کے شرمگاہ کی رطوبت (تری) اگرچہ نہ کھائے جانے والے جانور کی ہو پاک ہے۔

﴿مَا يطهر من نجس الْعين﴾

وَلَا يطهر نجس الْعين بِغسْل وَلَا باستحالة إِلَّا شَيْئَانِ أَحدهمَا الْجلد إِذا دبغ كَمَا مر وَالثَّانِي الْخمْرَة إِذا تخللت بِنَفسِهَا فتطهر وَإِن نقلت من شمس إِلَى ظلّ أَو عَكسه فَإِن خللت بطرح شَيْء فِيهَا لم تطهر وَمَا نجس بملاقاة شَيْء من كلب غسل سبعا إِحْدَاهَا بِتُرَاب طهُور يعم مَحل النَّجَاسَة وَالْخِنْزِير كَالْكَلْبِ وَكَذَا مَا تولد مِنْهُمَا أَو من أَحدهمَا فيلحق بذلك وَمَا نجس ببول صبي لم يتَنَاوَل قبل مُضِيّ حَوْلَيْنِ غير لبن للتغذي نضح بِالْمَاءِ لخَبر الصَّحِيحَيْنِ عَن أم قيس: أَنَّهَا جَاءَت بِابْن لَهَا صَغِير لم يَأْكُل الطَّعَام فأجلسه رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم فِي حجره فَبَال عَلَيْهِ فَدَعَا بِمَاء فنضحه وَلم يغسلهُ. وَمَا نجس بِغَيْر الْكَلْب وَنَحْوه وَالصَّبِيّ الَّذِي لم يتَنَاوَل غير اللَّبن إِن كَانَت النَّجَاسَة حكمِيَّة وَهِي مَا يتَيَقَّن وجودهَا وَلَا يدْرك لَهَا طعم وَلَا لون وَلَا ريح كفى وُصُول المَاء إِلَى ذَلِك الْمحل بِحَيْثُ يسيل عَلَيْهِ زَائِدا على النَّضْح وَإِن كَانَت عَيْنِيَّة وَجب بعد زَوَال عينهَا إِزَالَة الطّعْم وَإِن عسر وَلَا يضر بَقَاء لون كلون الدَّم أَو ريح كريح الْخمر عسر زَوَاله للْمَشَقَّة بِخِلَاف مَا إِذا سهل فَيضر بَقَاؤُهُ فَإِن بقيا بِمحل وَاحِد مَعًا ضرا لقُوَّة دلالتهما على بَقَاء الْعين وَيشْتَرط وُرُود المَاء على الْمحل إِن كَانَ قَلِيلا لِئَلَّا يتنجس المَاء لَو عكس.

﴿نجس العین میں سے جو چیز پاک ہو جاتی ہے﴾

نجس العین پاک نہیں ہوتی دھونے سے اور نہ استحال سے (استحال یعنی ایک حال سے دوسرے حال کی طرف پھرنا) مگر دو چیزیں، ان میں سے ایک چیز کھال جب دباغت دی جائے جیسا کہ گزر گیا، اور دوسری چیز: شراب جبکہ وہ بذات خود سرکہ بن جائے تو پاک ہوتی ہے اگرچہ دھوپ سے سایہ کی طرف منتقل کی گئی ہو یا اس کے برعکس (یعنی سایہ سے دھوپ کی طرف منتقل کی گئی ہو) اگر سرکہ بن جائے شراب میں کوئی چیز ڈالنے کی وجہ سے تو پاک نہ ہوگی۔ جو چیز ناپاک ہو جائے کتے کی کسی چیز کے لگنے سے تو اسے سات مرتبہ دھویا جائے گا، ان سات مرتبہ میں پہلی مرتبہ طہور مٹی سے (دھویا جائے گا اس طرح) جو نجاست کی جگہ کو محیط ہو، اور خنزیر (کا حکم) کتے کی طرح ہے، اور اسی طرح جو ان دونوں سے پیدا ہو یا ان دونوں میں سے کسی ایک سے اس کو ملحق کیا جائے گا اس کے ساتھ۔ جو چیز ایسے بچہ کے پیشاب سے ناپاک ہو جائے جس نے دو سال گزرنے سے پہلے دودھ کے سوا غذا کے طور پر کچھ نہ کھایا ہو تو (اس چیز پر) پانی چھڑکا جائے، حدیث صحیحین کی بناء پر جو ام قیسؓ سے مروی ہے کہ وہ اپنے چھوٹے بچہ کو جو کھانا نہیں کھاتا تھا لے آئی پس رسول اللہ ﷺ نے اس کو اپنی گود میں بٹھایا تو اس نے آپ ﷺ کے جسم مبارک پر پیشاب کر دیا پھر آپ ﷺ نے پانی منگوایا اور اس پر چھڑکا، اس کو دھویا نہیں۔ جو چیز کتا اور اس کے مانند جانور کے علاوہ سے (ناپاک ہو جائے) اور اس بچہ کے علاوہ سے ناپاک ہو جائے جس نے دودھ کے سوا نہ کھایا ہو، اگر وہ نجاستِ حکمیہ ہو، نجاستِ حکمیہ کہتے ہیں: جس کا وجود متیقن ہو اور ادراک نہ کیا جائے اس کے طعم کا، نہ رنگ کا اور نہ بو کا، تو اس محلِ نجاست پر پانی کا پہنچانا کافی ہوگا اس طور پر کہ اس محل پر اتنا پانی بہایا جائے جو چھڑکنے کے مقابلہ میں زیادہ ہو، اور اگر وہ نجاست عینیہ ہو تو عینِ نجاست کے زائل ہونے کے بعد طعم کو زائل کرنا واجب ہوگا اگرچہ مشکل ہو، اور رنگ کا باقی رہنا مضر نہ ہوگا، جیسے خون کا رنگ،

یا بو (یعنی بو کا بھی باقی رہنا مضر نہ ہو گا) جیسے شراب کی بو، جس کا ازالہ دشوار ہو مشقت کی بناء پر برخلاف اس کے جب ازالہ آسان ہو تو اس کا باقی رہنا مضر ہو گا، اگر وہ دونوں (یعنی ایک ہی نجاست کا رنگ اور بو) (حاشیۂ اقناع: ۱/ ۲۷۰) ایک ہی جگہ میں ایک ساتھ باقی رہیں تو مضر ہوں گے، عین کے باقی رہنے پر ان دونوں کی دلالت قوی ہونے کی بناء پر، اگر پانی قلیل ہو تو محل پر اس کے بہنے کی شرط ہو گی تاکہ پانی ناپاک نہ ہو جائے برعکس کرنے کی صورت میں (اسلئے کہ ورود نجاست علی الماء پانی قلیل ہو تو ناپاک کر دیتی ہے، اگر کپڑا ڈول میں رکھے اور اس میں معفوعنہ خون ہو اور اس پر پانی ڈالے تو پانی ناپاک ہو جائے گا ملاقات سے اسلئے کہ دم براغیث جیسی چیزیں پانی بہانے سے زائل نہیں ہوتی لہذا زوال کے بعد ماء طہور کا بہانا لازم ہو گا، یہ دلالت کرتا ہے کہ ڈالا ہوا قلیل پانی ناپاک ہو جاتا ہے اگر محل طاہر نہ ہو)

﴿حكم الغسالة﴾

والغسالة طَاهِرَة إِن انفصلت بِلَاتغير وَلم يزدْ الْوَزْن وَقد طهر الْمحل.

﴿غسالہ کا حکم﴾

غسالہ: اس کا معنی ہے دھوون (مغسول سے) ٹپکا ہوا پانی (بیان اللسان: ۵۷۷)

غسالہ پاک ہے اگر بغیر تغیر جدا ہو اور وزن میں اضافہ نہ ہو درانحالیکہ محل نجاست پاک ہوا ہو۔

﴿فروع﴾

يطهر بِالْغسْلِ مصبوغ بمتنجس انْفَصل مِنْهُ وَلم يزدْ الْمَصْبُوغ وزنا بعد الْغسْل على وَزنه قبل الصَّبْغ وَإِن بَقِي اللَّوْن لعسر زَوَاله فَإِن زَاد وَزنه ضرّ فَإِن لم ينْفَصل عَنهُ لتعقده بِهِ لم يطهر لبَقَاء النَّجَاسَة فِيهِ وَلَو صب على مَوضِع نَحْو بَوْل أَو خمر من أَرض مَاء غمره طهر أما إِذا صب على نفس نَحْو الْبَوْل فَإِنَّهُ لَا يطهر وَاللَّبن بِكَسْر الْمُوَحدَة إِن خالطه نَجَاسَة جامدة كالروث لم يطهر وَإِن طبخ وَصَارَ آجرا

لعين النَّجَاسَةِ وَإِن خالطه غَيرهَا كالبول طهر ظَاهره بِالْغسْلِ وَكَذَا بَاطِنه إِن نقع فِي الْمَاء إِن كَانَ رخوا يصله المَاء كالعجين وَلَو سقيت سكين أَو طبخ لحم بِمَاء نجس كفى غسلهمَا ويطهر الزئبق الْمُتَنَجس بِغسْل ظَاهره إِن لم يَتَخَلَّل بَين تنجسه وغسله تقطع وَإِلَّا لم يطهر كالدهن وَيَكْفِي غسل مَوضِع نَجَاسَة وَقعت على ثوب وَلَو عقب عصره وَلَو تنجس مَائِع غير المَاء وَلَو دهنا تعذر تَطْهِيره إِذْ لَا يَأْتِي المَاء على كُله وَإِذا غسل فَمه الْمُتَنَجس فليبالغ فِي الغرغرة ليغسل كل مَا فِي حد الظَّاهِر وَلَا يبلع طَعَاما وَلَا شرابًا قبل غسله لِئَلَّا يكون آكلا للنَّجَاسَة.

﴿فروع﴾

ناپاک چیز سے رنگی ہوئی چیز دھونے کی وجہ سے پاک ہوگی جب اس سے جدا ہوجائے اور مصبوغ وزن میں دھونے کے بعد زائد نہ ہو رنگنے سے پہلے والے اس کے وزن کے مقابلہ میں اگرچہ رنگ باقی رہے، اس کا ازالہ دشوار ہونے کی بناء پر، اگر اس کا وزن زائد ہو تو مضر ہوگا، اور اگر وہ اس سے جدا نہ ہو اس کے ساتھ اس کا راسخ ہونے کی بناء پر تو مصبوغ پاک نہ ہوگا، اس میں نجاست کا بقاء ہونے کی بناء پر، اور اگر کسی جگہ پر پیشاب یا شراب جیسی چیز والی زمین پر پانی ڈالا جائے جو اس جگہ کو ڈھانپ لے تو پاک ہوگی۔ بہر حال جب پانی ڈالا جائے پیشاب جیسی چیز کے عین پر تو وہ پاک نہ ہوگی (اور کچی اینٹ، لفظِ لِبن باء کے کسرہ کے ساتھ ہے، اگر جامد نجاست اس کو لگ جائے جیسے گوبر تو وہ پاک نہ ہوگی) اگرچہ اس کو پکایا جائے اور وہ پکی اینٹ بن جائے عین نجاست کی بناء پر، اور اگر اس کو نجاست جامدہ کے علاوہ لگ جائے جیسے پیشاب تو دھونے سے اس کا ظاہر پاک ہوگا، اور اسی طرح اس کا باطن اگر پانی میں بھگویا جائے اور وہ اتنی نرم ہو کہ پانی اس کے باطن میں پہنچ جائے جیسے گوندھا ہوا آٹا، اگر چھری کو (آگ سے گرم کرنے کے بعد) ٹھنڈا کیا گیا یا گوشت کو پکایا گیا ناپاک پانی سے تو ان دونوں کو دھونا کافی ہوگا۔ ناپاک شدہ پارہ اس کے ظاہر کو دھونے سے پاک ہوگا اگر اس کے نجس ہونے اور اس کو دھونے کے درمیان پارہ

ٹکڑے ٹکڑے نہ ہوا ہو، ورنہ وہ پاک نہ ہو گا جیسے تیل، اور کافی ہو گا اس نجاست کی جگہ کو دھونا جو کسی کپڑے پر گر جائے اگرچہ اس کو نچوڑنے کے بعد، اور اگر پانی کے علاوہ کوئی بہنے والی چیز ناپاک ہو جائے اگرچہ تیل تو اس کو پاک کرنا دشوار ہے، اسلئے کہ پانی اس کے کل حصہ تک نہیں پہنچے گا، جب اپنا ناپاک منہ دھوئے تو چاہیئے کہ غرغرہ کرنے میں مبالغہ کرے تاکہ جو ظاہر کی حد میں ہے وہ سب دُھل جائے، منہ دھونے سے پہلے نہ کھائے اور نہ پیئے تاکہ وہ نجاست کو کھانے والا نہ ہو۔

﴿حكم أواني الذَّهَب وَالْفِضَّة﴾

(وَلَا يجوز) لذكر أَو غَيره **(استِعْمَال)** شَيْء من **(أواني الذَّهَب و)** أواني **(الْفضة)** بِالْإِجْمَاع وَلقَوْله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم لَا تشْربُوا فِي آنِية الذَّهَب وَالْفِضَّة وَلَا تَأْكُلُوا من صحافها. مُتَّفق عَلَيْهِ وَيُقَاس غير الْأكل وَالشرب عَلَيْهِمَا وَإِنَّمَا خصا بِالذكر لِأَنَّهُمَا أظهر وُجُوه الِاسْتِعْمَال وأغلبها وَيحرم على الْوَلِيّ أَن يسْقِي الصَّغِير بمسعط من إنائهما وَلَا فرق بَين الْإِنَاء الْكَبِير والإناء الصَّغِير حَتَّى مَا يخلل بِهِ أَسْنَانه والميل الَّذِي يكتحل بِهِ إِلَّا لضَرُورَة كَأَن يحْتَاج إِلَى جلاء عينه بالميل فَيُبَاح اسْتِعْمَاله وَالْوُضُوء مِنْهُ صَحِيح والمأخوذ مِنْهُ من مَأْكُول أَو غَيره حَلَال لِأَن التَّحْرِيم للاستعمال لَا لخُصُوص مَا ذكر.

وَيحرم الْبَوْل فِي الْإِنَاء مِنْهُمَا أَو من أَحدهمَا وكما يحرم استعمالهما يحرم أَيْضا اتخاذهما من غير اسْتِعْمَال لِأَن مَا لَا يجوز اسْتِعْمَاله للرِّجَال وَلَا لغيرهم يحرم اتِّخَاذه كآلة الملاهي.

﴿سونے اور چاندی کے برتنوں کا حکم﴾

(اور جائز نہیں ہے) مذکر یا اس کے علاوہ کے لئے **(استعمال کرنا سونے کے برتنوں)** میں سے کسی چیز **(کا اور چاندی)** کے برتنوں میں سے کسی چیز **(کا)** اجماع کی وجہ سے اور آپ ﷺ کے فرمان کی بناء پر "لاتشربوا الخ" نہ پیؤ سونے اور چاندی کے برتنوں میں اور نہ کھاؤ ان کی پلیٹوں میں۔ اس حدیث پر امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ کا اتفاق

ہے، کھانے اور پینے کے علاوہ کو ان دونوں پر قیاس کیا گیا ہے، ان دونوں کو ذکر کرنے میں خاص کیا گیا ہے، اس لئے کہ یہ دونوں استعمال کے تمام طریقوں میں اظہر اور اغلب ہیں، اور ولی پر حرام ہے یہ کہ وہ چھوٹے بچہ کو سونے چاندی سے بنے ہوئے پچکاری سے پلائے، بڑے اور چھوٹے برتن کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے، یہاں تک کہ وہ آلہ جس سے اپنے دانتوں میں خلال کیا جاتا ہے اور وہ سلائی جس سے سرمہ لگایا جاتا ہے مگر ضرورت کی بناء پر جیسے حاجت پیش آئے سلائی سے اپنی آنکھ روشن کرنے کی تو اس کا استعمال مباح قرار دیا جائے گا، سونے چاندی کے برتن سے کیا ہوا وضوء صحیح ہے، اور اس سے لیا ہوا ماکول یا غیر ماکول حلال ہے اس لئے کہ حرمت استعمال کے لئے ہے نہ کہ ان مخصوص چیزوں کے لئے جو ذکر کی گئیں۔

اور حرام ہے سونے چاندی کے یا ان دونوں میں سے کسی ایک کے برتن میں پیشاب کرنا، جس طرح ان دونوں کا استعمال حرام ہے (اسی طرح) ان دونوں کو بلا استعمال کے رکھنا بھی حرام ہے، اسلئے کہ جس کا استعمال جائز نہیں مردوں کے لئے اور نہ غیر مردوں کے لئے اس کا رکھنا حرام ہے جیسے کھیل کود کے آلات۔

﴿أواني غير الذَّهب وَالْفِضَّة﴾

(وَيحل اسْتِعْمَال كل إِنَاء طَاهِر) مَاعدا ذَلِك سَوَاء أكَانَ من نُحَاس أم من غَيره فَإِن موه غير النَّقْد كإناء نُحَاس وَخَاتم وَآلَة حَرْب من نُحَاس أَو نَحوه بِالنَّقْدِ وَلم يحصل مِنْهُ شي وَلَو بِالْعرضِ على النَّار أَو موه النَّقْد بِغَيْرِهِ أَو صدأ مَعَ حُصُول شَيْء من المموه بِهِ أَو الصدأ حل اسْتِعْمَاله لقلَّة المموه فِي الأولى فَكَأَنَّهُ مَعْدُوم وَلعدم الْخُيَلَاء فِي الثَّانِيَة فَإِن حصل شَيْء من النَّقْد فِي الأولى لكثرته أَو لم يحصل شَيْء من غَيره فِي الثَّانِيَة لقلته حرم اسْتِعْمَاله وَكَذَا اتِّخَاذه فالعلة مركبة من تضييق النَّقْدَيْنِ وَالْخُيَلَاء وَكسر قُلُوب الْفُقَرَاء وَيحرم تمويه سقف الْبَيْت وجدرانه وَإِن لم يحصل مِنْهُ شَيْء بِالْعرضِ على النَّار وَيحرم استدامته إِن حصل مِنْهُ شَيْء بِالْعرضِ عَلَيْهَا وَإِلَّا فَلَا وَيحل اسْتِعْمَال واتخاذ النفيس كياقوت وزبرجد وبلور بِكَسْر الْبَاء وَفتح اللَّام ومرجان

وعقيق والمتخذ من الطِّيب الْمُرْتَفع كمسك وَعَنْبَر وعود لِأَنَّهُ لم يرد فِيهِ نهي وَلَا يظْهر فِيهِ معنى السَّرف وَالْخُيَلَاء وَمَا ضبب من إِنَاء بِفِضَّة ضبة كَبِيرَة وَكلهَا أَو بَعْضهَا وَإِن قل لزينة حرم اسْتِعْمَاله واتخاذه أَو صَغِيرَة بِقدر الْحَاجة فَلَا تحرم للصغر وَلَا تكره للْحَاجة وَلما روى البُخَارِيّ عَن عَاصِم الْأَحول قَالَ رَأَيْت قدح رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم عِنْد أنس بن مَالك رَضِي الله تَعَالَى عَنهُ وَكَانَ قد انصدع أَي انْشَقَّ فسلسله بِفِضَّة. أَي شده بخيط فضَّة وَالْفَاعِل هُوَ أنس كَمَا رَوَاهُ الْبَيْهَقِيّ قَالَ أنس لقد سقيت رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم فِي هَذَا الْقدح أَكثر من كَذَا وَكَذَا. أَو صَغِيرَة وَكلهَا أَو بَعْضهَا لزينة أَو كَبِيرَة كلهَا لحَاجَة جَازَ مَعَ الْكَرَاهَة فيهمَا أما فِي الأولى فللصغر وَكره لفقد الْحَاجة وَأما فِي الثَّانِيَة فللحاجة وَكره للكبر وضبة مَوضِع الِاسْتِعْمَال لنَحْو شرب كَغَيْرِهِ فِيمَا ذكر من التَّفْصِيل لِأَن الِاسْتِعْمَال مَنْسُوب إِلَى الْإِنَاء كُله.

﴿سونے اور چاندی کے علاوہ برتنوں کا حکم﴾

(جائز ہے ہر پاک برتن کا استعمال) جو سونے چاندی کے علاوہ ہو، خواہ وہ تانبے کا ہو یا اس کے علاوہ کا اگر سونے کے علاوہ (برتن) کو جیسے تانبے کا برتن، انگوٹھی اور تانبے یا اس کے مانند دھات سے بنا ہوا جنگی آلہ کو سونے سے ملمع کیا جائے اور اس سے کچھ حاصل نہ ہو اگرچہ آگ پر تپانے سے، یا سونے کو ملمع کیا جائے سونے کے علاوہ سے یا سونا زنگ آلود ہو جائے مموبہ (جس کے ذریعہ ملمع کیا گیا) اور زنگ سے کچھ حاصل ہونے کے ساتھ تو اس کا استعمال حلال ہو گا، پہلی صورت میں ملمع شدہ چیز قلیل ہونے کی بناء پر گویا کہ وہ معدوم ہے، اور دوسری صورت میں تکبر نہ پائے جانے کی بناء پر، اگر پہلی صورت میں نقد سے کچھ حاصل ہو اس کے کثیر ہونے کی بناء پر یا دوسری صورت میں نقد کے علاوہ سے کوئی چیز حاصل نہ ہو اس کے قلیل ہونے کی بناء پر تو اس کا استعمال حرام ہو گا اور اسی طرح اس کا بنانا، پس علت مرکب ہے ان چیزوں سے: سونا، چاندی (دوسرے کے لئے) تنگ کر دینا، تکبر اور غریبوں کا دل توڑنا، (یعنی احساس کمتری پیدا ہونا جو ناشکری کا باعث بنتا ہے) حرام

ہے گھر کی چھت اور اس کی دیواروں کو ملمع کرنا اگرچہ اس سے کچھ حاصل نہ ہو آگ پر تپانے سے، حرام ہے ملمع شدہ کو باقی رکھنا اگر اس سے کچھ حاصل ہو آگ پر تپانے سے، (حاصل ہوا یا نہیں شک ہو تو متجہ حرمت ہے، **ولو شک هل یحصل منه شئ او لا...؟...فالذی یتجه الحرمة**)(تحفۃ الحبیب:۱/۱۶۸)ورنہ حرام نہیں، جائز ہے استعمال کرنا اور بنانا نفیس چیز (نفیس کا معنی ہے: پسندیدہ اور عمدہ مال، ہر اچھی اور قیمتی چیز)(بیان اللسان:۸۳۹) جیسے یاقوت (مشہور قیمتی پتھر جو سرخ، نیلا، زرد اور سفید رنگ کا ہوتا ہے، واحد: "یاقوتة" جمع: "یواقیت")(القاموس الوحید:۱۹۱۵) (تحفۃ الحبیب میں ہے: وھو اشرف الاحجار:۱/۱۶۸ یاقوت پتھروں میں عمدہ پتھر کو کہتے ہیں) زبرجد (زمرد کے مشابہ ایک قیمتی پتھر، یہ متعدد رنگوں کا ہوتا ہے، جن میں مشہور ہے: مصری ہرے رنگ کا اور قبرص کا زرد رنگ والا) (ایضا:۶۹۶)("زمرد" کا معنی ہے: سبز رنگ کا ایک قیمتی پتھر، واحد "زمردة")(ایضا:۷۱۶) بلور، باء کے کسرہ اور لام کے فتح کے ساتھ (ایک مشہور شفاف پتھر، جمع:"بلورة") بیان اللسان:۱۲۳)(باء کے فتح اور لام کے ضمہ کے ساتھ بھی جائز ہے جیسا کہ امام نوویؒ نے اس کو تحریر میں کہا ہے)(تحفۃ الحبیب:۱/۱۶۸) چھوٹا موتی، عقیق (ایک سرخ رنگ کا قیمتی پتھر جس سے نگینہ وغیرہ بناتے ہیں، واحد: "عقیقة" جمع "عقائق") (بیان اللسان: ۵۳۵) (سرخ ہیرا) (القاموس الوحید:۱۱۰۷) اور اعلی خوشبو سے بنائی ہوئی چیز (کا استعمال کرنا اور بنانا جائز ہے) جیسے مشک، عنبر (ایک قسم کی خوشبو، واحد "عنبرة" جمع "عنابر") (بیان اللسان:۵۴۹) (ایک ٹھوس مادہ جو باریک پیسنے کے بعد مہکتا ہے یا آگ پر ڈالنے سے خوشبو نکلتی ہے، سمندری جانور کے پیٹ سے بطور فضلہ خارج ہوتا ہے، ایک قسم کی مچھلی جو سانپ کی شکل سے قریب ہوتی اور خوشبو دار مادہ خارج کرتی ہے)(القاموس الوحید:۱۱۳۰) اور عود (ایک لکڑی جس کا دھواں خوشبو دار ہوتا ہے، جمع "عیدان" اور "اعواد") (بیان اللسان: ۵۵۴) (ایک خوشبو دار لکڑی جس سے دھونی دی جاتی ہے)(القاموس الوحید:۱۱۳۹) اس لئے کہ اس بارے میں کوئی نہی وارد نہیں ہے اور

اس میں اسراف کا معنی اور تکبر ظاہر نہیں ہے، وہ برتن جس کو چاندی سے جوڑا گیا (یعنی اس میں چاندی کا پیوند لگایا گیا) بڑا پیوند، اور وہ سب کے سب یا بعض اگرچہ تھوڑا زینت کے لئے ہو تو اس کا استعمال حرام ہو گا اور بنانا (حرام ہو گا) اگر حاجت کی مقدار چھوٹا (پیوند) ہو تو حرام نہ ہو گا چھوٹا ہونے کی بناء پر، اور مکروہ نہ ہو گا حاجت کی وجہ سے، اور اس روایت کی بناء پر جس کو امام بخاریؒ نے عاصم احول سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں "رأیت الخ" میں نے آپ ﷺ کا پیالہ حضرت انسؓ کے پاس دیکھا جو پھٹ گیا تھا تو آپ نے اس کو چاندی سے جوڑ دیا، یعنی چاندی کے دھاگے سے اس کو باندھ دیا اور فاعل وہ حضرت انسؓ ہیں جیسا کہ امام بیہقیؒ نے اس کو بیان کیا ہے، حضرت انسؓ فرماتے ہیں: تحقیق کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس پیالہ سے اتنی اتنی مرتبہ سے زیادہ سیراب کیا ہے، اگر چھوٹا (پیوند) ہو، اور وہ سب کے سب یا بعض زینت کے لئے ہو یا بڑا (پیوند) سب کے سب حاجت کے لئے ہو تو کراہت کے ساتھ جائز ہو گا دونوں صورتوں میں، بہر حال پہلی صورت میں چھوٹا ہونے کی بناء پر اور مکروہ قرار دیا گیا حاجت نہ ہونے کی بناء پر، اور بہر حال دوسری صورت میں حاجت کی بناء پر اور مکروہ قرار دیا گیا بڑا ہونے کی بناء پر، اور استعمال کی جگہ کا پیوند، پینے کے مانند کا اس کے علاوہ کی طرح ہے، اس میں جو ذکر کی گئی تفصیل، اس لئے کہ استعمال پورے برتن کی طرف منسوب ہے، (مطلب یہ ہیکہ برتن کے استعمال کی جگہ جیسے پینے کی جگہ پیوند ہو تو اس کا حکم وہی ہے جو اس کے علاوہ جگہ کے پیوند کا حکم ہے)

﴿تَنبِيه﴾

مرجع الْكبر و الصغر الْعرف فَإِن شكّ فِي كبرها فَالْأَصْل الْإِبَاحَة قَالَه فِي الْمَجْمُوع.

﴿تنبیہ﴾

بڑے اور چھوٹے (پیوند) کا مرجع عرف ہے، اگر اس کے بڑا ہونے میں شک ہو تو اصل اباحت ہے، اس کو مجموع میں کہا ہے۔

وَخرج بِالْفِضَّةِ الذّهَب فَلَا يحل اسْتِعْمَال إِنَاء ضبب بِذَهَب سَوَاء أَكَانَ مَعَه غَيره أم لَا لِأَن الْخُيَلَاء فِي الذَّهَب أَشد من الْفضة وبالطاهر النّجس كالمتخذ من ميتَة فَيحرم اسْتِعْمَاله فِيمَا ينجس بِهِ كَمَاء قَلِيل ومائع لَا فِيمَا لَا ينجس بِهِ كَمَاء كثير أَو غَيره مَعَ الْجَفَاف.

اور چاندی کی قید سے سونا نکل گیالہذا حلال نہیں ہے اس برتن کا استعمال جس کو سونے سے جوڑا گیا ہو (یعنی اس میں سونے کا پیوند لگایا گیاہو) خواہ اس پیوند کے ساتھ دوسری چیز ہو یانہ ہو، اسلئے کہ سونے میں تکبر بہ نسبت چاندی کے زیادہ ہے، اور طاہر کی قید سے نجس (نکل گیا) جیسے مردار سے بنائی ہوئی چیز لہذا اس کا استعمال حرام ہو گا اس چیز میں جو اس سے ناپاک ہو جائے جیسے تھوڑا پانی اور سیال چیز نہ کہ اس چیز میں جو اس سے ناپاک نہ ہو جیسے کثیر پانی یا اس کے علاوہ جب کہ وہ چیز خشک ہو۔(لیکن استعمال مکروہ ہو گا)

﴿فروع﴾

تسمير الدَّرَاهِم وَالدَّنَانِير فِي الْإِنَاء كالتضبيب فَيَأْتِي فِيهِ التَّفْصِيل السَّابِق بِخِلَاف طرحها فِيهِ فَلَا يحرم بِهِ اسْتِعْمَال الْإِنَاء مُطلقًا وَلَا يكره وَكَذَا لَو شرب بكفه وَفِي إصبعه خَاتم أَو فِي فَمه دَرَاهِم أَو شرب بكفيه وَفِيهِمَا دَرَاهِم.

﴿فروع﴾

دراہم اور دنانیر کو برتن میں ٹھونکنا پیوند کی طرح ہے، اس بارے میں (ضبہ کی) سابقہ تفصیل جاری ہو گی، برخلاف دراہم اور دنانیر کو برتن میں ڈالنے کے، اس کی وجہ سے حرام نہ ہو گا برتن کا استعمال مطلقا اور نہ مکروہ ہو گا، اور اسی طرح اگر کوئی اپنی ہتھیلی سے پیئے درانحالیکہ اس کی انگلی میں انگوٹھی ہو یا اس کے منہ میں دراہم ہوں یا اپنی دونوں ہتھیلیوں سے پیئے درانحالیکہ ان دونوں میں دراہم ہوں۔

﴿حكم اسْتِعْمَال أواني الْكفَّار وأشباههم﴾

وَيجوز اسْتِعْمَال أواني الْمُشْركين إِن كَانُوا لَا يتعبدون بِاسْتِعْمَال النَّجَاسَة كَأَهل الْكتاب فَهِيَ كآنية الْمُسلمين لِأَن النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم تَوَضَّأ من مزادة

مُشرِكَة. وَلَكِن يكره اسْتِعْمَالهَا لعدم تحرزهم فَإِن كَانُوا يتدينون بِاسْتِعْمَال النَّجَاسَة كطائفة من الْمَجُوس يغتسلون بأبوال الْبَقر تقربا فَفِي جَوَاز اسْتِعْمَالهَا وَجْهَان أخذا من الْقَوْلَيْنِ فِي تعَارض الأَصْل وَالْغَالِب وَالأَصَح الْجَوَاز لَكِن يكره اسْتِعْمَال أوانيهم وملبوسهم وَمَا يَلِي أسافلهم أَي مِمَّا يَلِي الْجلد أَشد وأواني مَائِهِمْ أخف وَيجْرِي الْوَجْهَانِ فِي أواني مدمني الْخمر والقصابين الَّذين لَا يحترزون من النَّجَاسَة وَالأَصَح الْجَوَاز أَي مَعَ الْكَرَاهَة أخذا مِمَّا مر.

﴿کفار اور ان سے مشابہ لوگوں کے برتنوں کو استعمال کرنے کا حکم﴾

مشرکین کے برتنوں کو استعمال کرنا جائز ہے اگر وہ نجاست کو بطور عبادت استعمال نہ کرتے ہوں جیسے اہل کتاب، اور ان برتنوں کا حکم مسلمانوں کے برتنوں کی طرح ہے، اسلئے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مشرکہ عورت کے مشکیزہ سے وضوء فرمایا۔ لیکن ان کے برتنوں کو استعمال کرنا مکروہ ہے، ان کے احتیاط نہ کرنے کی بناء پر، اگر وہ نجاست کے استعمال کو مذہبی فعل سمجھتے ہوں جیسے مجوسی کی ایک جماعت وہ گائے کی پیشاب سے غسل کرتے ہیں تقرب کے طور پر، تو ان کے برتنوں کو استعمال کرنے کے جواز میں دو وجہ ہیں اخذ کرتے ہوئے ان دو قول سے جو اصل اور غالب کے تعارض کی صورت میں ہیں (اسلئے کہ اصل اس کی طہارت ہے اور غالب نجاست ہے) (بہر حال) اصح جواز ہے، لیکن ان کے برتنوں اور لباسوں کا استعمال مکروہ ہے اور جو لباس ان کے نچلے حصوں سے ملا ہوا ہو یعنی چمڑی سے متصل ہو اس کی کراہت بہت سخت ہے اور ان کے پانی کے برتن (ان میں کراہت) بہت خفیف ہے، اور دو وجہ جاری ہوں گے شراب کے عادی اور کسائی لوگوں کے برتنوں میں جو نجاست سے پرہیز نہیں کرتے (الذین یہ دونوں کی صفت ہے) اور اصح جواز ہے (اصل کو ترجیح دیتے ہوئے) یعنی کراہت کے ساتھ، اخذ کرتے ہوئے اس سے جو گزر گیا (یعنی ان کے تحرز و احتیاط نہ کرنے کی بناء پر)۔

﴿(فصل) فِي السِّوَاک﴾

وَهُوَ بِكَسْرِ السِّين مُشْتَقّ من ساک إِذا دلک (والسواک) لُغَة الدّلْک وآلته وَشرعا اسْتِعْمَال عود من أَرَاک أَو نَحوه كأشنان فِي الْأَسْنَان وَمَا حولهَا لإذهاب التَّغَيُّر وَنَحْوه واستعماله. (مُسْتَحبّ فِي كل حَال) مُطلقًا كَمَا قَالَه الرَّافِعِيّ عِنْد الصَّلَاة وَغَيرهَا لصِحَّة الْأَحَادِيث فِي اسْتِحْبَابه كل وَقت (إِلَّا بعد الزَّوَال) أَي زَوَال الشَّمْس وَهُوَ ميلها عَن كبد السَّمَاء فَإِنَّهُ حِينَئِذٍ يكره تَنْزِيها اسْتِعْمَاله (للصَّائِم) وَلَو نفلا لخَبر الصَّحِيحَيْنِ لخلوف فَم الصَّائِم أطيب عِنْد الله من ريح الْمسک. والخلوف بِضَم الْخَاء تغير رَائِحَة الْفَم وَالْمرَاد الخلوف بعد الزَّوَال لخبر: أَعْطَيْت أمتِي فِي شهر رَمَضَان خمْسا. ثمَّ قَالَ: وَأما الثَّانِيَة فَإِنَّهُم يمسون وخلوف أَفْوَاههم أطيب عِنْد الله من ريح الْمسک.

والمساء بعد الزَّوَال وأطيبية الخلوف تدل على طلب إبقائه فكرهت إِزَالَته وتزول الْكَرَاهَة بالغروب لِأَنَّهُ لَيْسَ بصائم الْآن وَيُؤْخَذ من ذَلِک أَن من وَجب عَلَيْهِ الْإِمْسَاک لعَارض كمن نسي نِيَّة الصَّوْم لَيْلًا لَا يكره لَهُ السِّوَاک بعد الزَّوَال وَهُوَ كَذَلِک لِأَنَّهُ لَيْسَ بصائم حَقِيقَة وَالْمعْنَى فِي اختصاصها بِمَا بعد الزَّوَال أَن تغير الْفَم بالصَّوْم إِنَّمَا يظْهر حِينَئِذٍ قَالَه الرَّافِعِيّ.

وَيلْزم من ذَلِک كَمَا قَالَ الْإِسْنَوِيّ أَن يفرقُوا بَين من تسحر أَو تنَاول فِي اللَّيْل شَيْئا أم لَا فَيكْرَه للمواصل قبل الزَّوَال وَأَنه لَو تغير فَمه بِأَكْل أَو نَحوه نَاسِيا بعد الزَّوَال أَنه لَا يكره لَهُ السِّوَاک وَهُوَ كَذَلِک.

قَالَ التِّرْمِذِيّ الْحَكِيم يكره أَن يزِيد طول السِّوَاک على شبر.

وَاسْتحبَّ بَعضهم أَن يَقُول فِي أَوله اللَّهُمَّ بيض بِهِ أسناني وَشد بِهِ لثاتي وَثَبت بِهِ لهاتي وَبَارک لي فِيهِ يَا أَرْحم الرَّاحِمِينَ. قَالَ النَّوَوِيّ وَهَذَا لَا بَأْس بِهِ.

﴿(فصل) مسواک کے بیان میں﴾

لفظ سواک سین کے کسرہ کے ساتھ مشتق ہے ساک سے جب رگڑے (اور سواک) لغت میں کہتے ہیں: رگڑنے اور اس کے آلہ کو- اور شرعا (کہتے ہیں) پیلو کے درخت کی لکڑی کا استعمال کرنا یا اس کے مانند (کی لکڑی کا استعمال کرنا) جیسے اشنان دانتوں

میں اور ان کے اطراف (منہ کے) تغیر اور اس کے مانند کو دور کرنے کے لئے۔

(اشنان کا معنی ہے: کپڑا یا ہاتھ دھونے کی گھاس) (القاموس الوحید: ۱۲۶) ایک گھاس ہے کہ پتا اس میں نہیں ہوتا، اسے غاسول بھی کہتے ہیں کیونکہ بطور صابون کے کپڑا دھونے میں بھی اس کو استعمال کیا جاتا ہے) (بیان اللسان: ۷۸)

اور مسواک کا استعمال کرنا **(ہر حال میں مستحب ہے)** مطلقا جیسا کہ اس کو امام رافعیؒ نے کہا ہے، نماز کے وقت اور اس کے علاوہ میں، ہر وقت مسواک کی استحباب میں احادیث صحیحہ وارد ہونے کی بناء پر **(مگر زوال کے بعد)** یعنی سورج کا زوال، اور وہ سورج کا وسط آسمان سے ڈھلنا ہے، اس وقت مسواک کا استعمال مکروہ تنزیہی ہے **(روزہ دار کے لئے)** اگرچہ نفل ہو، حدیث صحیحین کی بناء پر کہ: **"لخلوف الخ"** یقینا روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ اور لفظِ خلوف خاء کے ضمہ کے ساتھ ہے (اس کا معنی ہے) منہ کی بو کا تغیر، اور مراد زوال کے بعد کی بو ہے، حدیث کی بناء پر کہ: **"اعطیت الخ"** میری امت کو ماہِ رمضان میں پانچ چیزیں عطاء کی گئیں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا" بہر حال دوسری چیز یہ ہے کہ وہ شام کریں گے درانحالیکہ ان کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پسندیدہ ہو گی"

اور شام زوال کے بعد ہوتی ہے، اور بو کا پسندیدہ ہونا اس کو باقی رکھنے کی طلب پر دلالت کرتا ہے لہذا اس کا ازالہ مکروہ قرار دیا گیا، اور کراہت غروب سے ختم ہو جاتی ہے اس لئے کہ اس وقت وہ روزہ دار نہیں رہتا، اور اس علت سے اخذ کیا جائے گا کہ جس پر امساک واجب ہوا ہو کسی عارض کی بناء پر جیسے وہ شخص جو روزہ کی رات میں نیت کرنا بھول گیا تو اس کے لئے زوال کے بعد مسواک کرنا مکروہ نہ ہو گا اور یہ مسئلہ اسی طرح ہے، اس لئے کہ وہ حقیقت میں روزہ دار نہیں ہے، اور کراہت کو زوال کے بعد خاص کرنے میں حقیقت یہ ہے کہ روزہ رکھنے سے منہ کا تغیر اسی وقت میں ظاہر ہوتا ہے، اس کو امام رافعیؒ نے کہا ہے۔

اور اس سے لازم آتا ہے جیسا کہ اسنویؒ نے فرمایا: کہ فرق کیا جائے گا لوگوں میں اس کے درمیان جو سحری کھائے یا رات میں کوئی چیز کھائے یا نہ کھائے پس مسلسل روزہ رکھنے والے کے لئے زوال سے پہلے مکروہ ہو گا اور (فرق کیا جائے گا) یہ کہ اگر روزہ دار کا منہ بھول کر کھانے کی یا اس کے مانند کسی وجہ سے متغیر ہو جائے زوال کے بعد تو اس کے لئے مسواک کرنا مکروہ نہ ہو گا اور یہ مسئلہ اسی طرح ہے۔

حکیم ترمذیؒ نے فرمایاؒ: مکروہ ہے کہ مسواک کی لمبائی ایک بالشت سے زائد ہو۔

بعض فقہاء نے مستحب قرار دیا ہے کہ مسواک کرنے والا مسواک کے شروع میں کہے: "اللھم الخ" اے اللہ! اس سے میرے دانتوں کو چمکدار کر دے اور اس سے میرے مسوڑھوں کو مضبوط کر دے اور اس سے میرے حلق کے کوے کو پختہ کر دے اور میرے لئے اس میں برکت عطا فرما اے رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے، امام نوویؒ نے فرمایا: اس کو پڑھنے میں حرج نہیں ہے۔

﴿كَيْفِيَّةُ الاستياک﴾

وَيسن أَن يكون السِّوَاک فِي عرض الْأَسْنَان ظَاهرا وَبَاطنا فِي طول الْفَم لخَبر: إِذا استكتم فاستاكوا عرضا رَوَاهُ أَبُو دَاوُد فِي مراسيله ويجزىء طولا لكِن مَعَ الْكَرَاهَة نعم يسن أَن يستاک فِي اللِّسَان طولا كَمَا ذكره ابْن دَقِيق الْعِيد.

﴿مسواک کرنے کا طریقہ﴾

اور سنت یہ ہے کہ مسواک دانتوں کے عرض میں ہو ظاہر میں اور (دانتوں کے) باطن میں ہو منہ کے طول میں، حدیث کی بناء پر "اذا الخ" جب تم مسواک کرو تو عرضا کرو۔ اس کو ابو داؤدؒ نے اپنے مراسیل میں نقل کیا ہے، طولا کرے تو کافی ہو گا لیکن کراہت کے ساتھ، ہاں سنت ہے کہ مسواک زبان میں طولا کرے جیسا کہ ابن دقیق العیدؒ نے اس کو ذکر کیا ہے۔ (ان کا نام ہے محمد ابن علی ابن وہب ابن مطیع، ابو الفتح، تقی الدین القشیری۔ مشہور ہے: ابن دقیق العید سے۔)

﴿آلَۃ السِّوَاک﴾

وَيحصل بِكُل خشن يزِيل القلح كعود من أَرَاك أَو غيره أَو خرقَة أَو أشنان لحُصُول الْمَقْصُود بذلك لَكِن الْعود أولى من غَيره والأراك أولى من غَيره من العيدان واليابس المندى بِالْمَاءِ أولى من الرطب وَمن الْيَابِس الَّذِي لم يند وَمن الْيَابِس المندى بِغَيْر المَاء كَمَاء الْورْد وعود النّخل أولى من غير الْأَرَاك كَمَا قَالَه فِي الْمَجْمُوع وَيسن غسله للاستياك ثَانِيًا إِذا حصل عَلَيْهِ وسخ أَو ريح أَو نَحوه كَمَا قَالَه فِي الْمَجْمُوع وَلَا يَكْفِي الاستياك بِأُصْبُعِهِ وَإِن كَانَت خشنة لِأَنَّهُ لَا يُسمى استياكا هَذَا إِذا كَانَت مُتَّصِلَة فَإِن كَانَت مُنْفَصِلَة وَهِي خشنة أَجْزَأَت إِن قُلْنَا بطهارتها وَهُوَ الْأَصَح وَيسن أَن يستاك باليمنى من يمنى فَمه لِأَنَّهُ صلى الله عَلَيْهِ وَسلم: كَانَ يحب التَّيَامُن مَا اسْتَطَاعَ فِي شَأْنه كُله فِي طهوره وَترَجله وتنعله وسواكه. رَوَاهُ أَبُو دَاوُد.

﴿مسواک کا آلہ﴾

یہ حاصل ہو گا (یعنی مسواک کی سنت حاصل ہو گی) ہر کھردری چیز سے جو دانتوں کی زردی کو زائل کرے جیسے پیلو کے درخت کی لکڑی یا اس کے علاوہ کی یا کپڑے کا ٹکڑا یا اشنان، اس سے مقصد حاصل ہونے کی بناء پر (اشنان کا معنی اسی فصل کے شروع میں مذکور ہے) لیکن عود (لکڑی) اولی ہے اس کے علاوہ سے اور پیلو کے درخت کی لکڑی اولی ہے دوسری لکڑیوں سے اور (پیلو کی) وہ خشک لکڑی جو پانی سے تر کی گئی ہو اولی ہے تر و تازہ لکڑی سے، اس خشک لکڑی سے جو تر نہ کی گئی ہو اور اس خشک لکڑی سے جو پانی کے علاوہ سے تر کی گئی ہو جیسے گلاب کا پانی، کھجور کے درخت کی لکڑی اولی ہے پیلو کے درخت کی لکڑی کے علاوہ لکڑی سے جیسا کہ اس کو مجموع میں کہا ہے، دوسری مرتبہ مسواک کرنے کے لئے لکڑی کو دھونا سنت ہے جبکہ اس پر میل ملحق ہو یا (اس سے) بدبو (آتی) ہو یا اس کے مانند جیسا کہ مجموع میں کہا ہے، اپنی انگلی سے مسواک کرنا کافی نہ ہو گا اگرچہ کھردری ہو، اس لئے کہ اس کو مسواک نہیں کہا جاتا یہ اس صورت میں ہے جبکہ انگلی متصل ہو، اگر

منفصل ہو اور وہ کھردری ہو تو کافی ہوگی اگر ہم اس کی طہارت کے قائل ہیں اور یہی اصح ہے، اور سنت ہے کہ مسواک دائیں ہاتھ سے (اور) منہ کی داہنی جانب سے کرے، اس لئے کہ آپ ﷺ حسب استطاعت اپنے تمام امور میں تیامن کو پسند فرماتے تھے، اپنی طہور (میں) اپنے سر اور داڑھی کے بالوں میں کنگھی کرنے (میں) اپنا جوتا پہننے (میں) اور اپنا مسواک کرنے میں، اس روایت کو ابو داؤدؒ نے بیان کیا ہے۔

﴿مَوَاضِع تَأَكد السِّوَاک﴾

(وَهُوَ فِي ثَلَاثَة مَوَاضِع) أَي أَحْوَال **(أَشد اسْتِحْبَابا)** أَحدهَا **(عِنْد تغير)** رائحة **(الْفَم)** وَقَوله **(من أزم)** بِفَتْح الْهمزَة وَسُكُون الزَّاي هُوَ السُّكُوت أَو الْإِمْسَاك عَن الْأكل **(و)** من **(غَيره)** أَي الأزم كثوم وَأكل ذِي ريح كريه **(و)** ثَانِيهَا **(عِنْد الْقيام من النّوم)** لخَبر الصَّحِيحَيْنِ: كَانَ صلى الله عَلَيْهِ وَسلم إِذا قَامَ من النّوم يشوص فَاه. أَي يدلكه بِالسِّوَاكِ **(و)** ثَالِثهَا **(عِنْد الْقيام إِلَى الصَّلَاة)** وَلَو نفلا وَلكُل رَكْعَتَيْنِ من نَحْو التَّرَاوِيح أَو لمتيمم أَو لفاقد الطهُورَيْنِ وَصَلَاة الْجِنَازَة وَلَو لم يكن الْفَم متغيرا أَو استاك فِي وضوئها لخَبر الصَّحِيحَيْنِ لَوْلَا أَن أشق على أمتِي لأمرتهم بِالسِّوَاكِ عِنْد كل صَلَاة أَي أَمر إِيجَاب وَلخَبَر رَكْعَتَانِ بسواك أفضل من سبعين رَكْعَة بِلَا سواك رَوَاهُ الْحميدِي بِإِسْنَاد جيد وكما يتأكد فِيمَا ذكر أَيْضا لوضُوء لقَوْله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم لَوْلَا أَن أشق على أمتِي لأمرتهم بِالسِّوَاكِ عِنْد كل وضوء أَي أَمر إِيجَاب وَمحله فِي الْوضُوء على مَا قَالَه ابْن الصّلاح وَابْن النَّقِيب فِي عمدته بعد غسل الْكَفَّيْنِ وَكَلَام الإِمَام وَغَيره يمِيل إِلَيْهِ وَهَذَا هُوَ الظَّاهِر وَإِن قَالَ الْغَزالِيّ كالماوردي مَحَله قبل التَّسْمِيَة ولقراءة قُرْآن أَو حَدِيث أَو علم شَرْعِي وَلذكر الله تَعَالَى ولنوم ولدخول منزل وَعند الاحتضار وَيُقَال إِنَّه يسهل خُرُوج الرّوح وَفِي السحر وللأكل وَبعد الْوتر وللصائم قبل وَقت الخلوف.

﴿مسواک کی تاکید کی جگہیں﴾

(مسواک تین جگہوں میں) یعنی حالتوں میں **(استحباب کے اعتبار سے بہت سخت ہے)** ان تین میں سے ایک حالت: **(منہ)** (کی بو) **(میں تغیر ہونے کے وقت ازم کی وجہ**

سے) اور (شارحؒ فرماتے ہیں) ماتن کا قول **(ازم)** ہمزہ کے فتح اور زاء کے سکون کے ساتھ ہے، ازم کا معنی ہے: زیادہ دیر خاموش رہنا یا کھانے سے رکنا **(اور ازم کے علاوہ)** کی وجہ سے جیسے لہسن اور بدبو دار چیز کے کھانے سے **(اور)** ان میں سے دوسری حالت: **(نیند سے بیدار ہونے کے وقت)** حدیث صحیحین کی بناء پر کہ **"کان** ﷺ **اذا الخ"** جب آپ ﷺ نیند سے بیدار ہوتے تو اپنے دہن مبارک کو دھوتے۔ یعنی مسواک سے اس کو رگڑتے، **(اور)** ان میں سے تیسری حالت: **(نماز کے لئے کھڑا ہوتے وقت)** اگرچہ نفل ہو اور نمازِ تراویح جیسی ہر دو رکعت کے لئے یا تیمم کرنے والے کے لئے یا پانی اور مٹی دونوں کو نہ پانے والے کے لئے اور جنازہ کی نماز کے لئے اگرچہ منہ متغیر نہ ہو یا مسواک کیا ہو نماز کے وضوء میں حدیثِ صحیحین کی بناء پر کہ **"لولا الخ"** اگر میری امت پر گراں نہ ہوتا تو ضرور میں ان کو ہر نماز کے وقت مسواک کا حکم دیتا۔ یعنی امر وجوبی ہے اور اس حدیث کی بناء پر کہ **"رکعتان الخ"** مسواک کر کے (پڑھی جانے والی) دو رکعت افضل ہے مسواک کئے بغیر ستر رکعات (پڑھنے) سے۔ اس کو حمیدیؒ نے عمدہ سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ اور جس طرح ذکر کردہ احوال میں استحباب تاکیدی ہے (اسی طرح) ان میں وضوء کے لئے بھی (استحباب تاکیدی) ہے، آپ ﷺ کے فرمان کی بناء پر کہ **"لولا ان اشق الخ"** اگر میری امت پر دشوار نہ ہوتا تو میں ضرور ان کو ہر وضوء کے وقت مسواک کا حکم دیتا۔ یعنی امر وجوبی ہے، اور وضوء کے وقت مسواک کا محل اس قول کے مطابق جس کو ابن صلاحؒ نے اور ابن نقیبؒ نے اپنی عمدہ میں بیان کیا ہے دونوں ہتھیلیوں (مراد پہنچوں تک دونوں ہاتھوں) کو دھونے کے بعد ہے، (ابن صلاح کا نام یہ ہے: عثمان ابن عبد الرحمن ابن موسی، تقی الدین، ابو عمرو، ابن صلاح سے مشہور ہے) اور امام اور ان کے علاوہ کا کلام اسی کی طرف مائل ہے اور یہی ظاہر ہے، اگرچہ امام غزالیؒ نے ماوردیؒ کی طرح کہا ہے کہ مسواک کا محل تسمیہ سے پہلے ہے، اور قرآن یا حدیث یا علم شرعی پڑھنے کے لئے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے اور

سونے کے لئے اور گھر میں داخل ہونے کے لئے اور موت کے وقت، کہا جاتا ہے کہ مسواک سے روح کا نکلنا آسان ہوتا ہے، اور سحر کے وقت (سحر کا معنی ہے: رات کا اخیر اور فجر سے کچھ پہلے کا وقت) (القاموس الوحید: ۷۵۰) اور کھانے کے لئے اور نماز وتر کے بعد اور روزہ دار کے لئے منہ میں تغیر پیدا ہونے سے پہلے۔

﴿فَائِدَة﴾

من فَوَائِد السِّوَاک أَنه يطهر الْفَم ويرضي الرب ويبيض الْأَسْنَان ويطيب النكهة وَيُسَوِّي الظّهْر ويشد اللثة ويبطيء الشيب ويصفي الْخلقَة ويذكي الفطنة ويضاعف الْأجر ويسهل النزع كَمَا مر وَيذكر الشَّهَادَة عِنْد الْمَوْت وَيسن التَّخْلِيل قبل السِّوَاک وَبعده وَمن أثر الطَّعَام وَكَون الْخلال من عود السِّوَاک وَيكرهُ بالحديد وَنَحْوه.

﴿مسواک کے فوائد﴾

فائدہ: مسواک کے فوائد میں سے یہ ہے کہ وہ منہ کو صاف کرتا ہے، اللہ رب العزت کو راضی کرتا ہے، دانتوں کو روشن کرتا ہے، منہ کی بو کو خوشبو دار کرتا ہے، کمر کو سیدھا کرتا ہے، مسوڑھے کو مضبوط کرتا ہے، بڑھاپے کو مؤخر کرتا ہے، پیدائشی ہیئت میں نکھار لاتا ہے، ذہن کو تیز کرتا ہے، ثواب کو دوگنا کرتا ہے، حالتِ نزع میں آسانی کرتا ہے جیسا کہ گزر چکا، اور موت کے وقت شہادت یاد دلاتا ہے۔ (جنت میں داخل کرتا ہے، حصول رزق میں آسانی کرتا ہے، دردِ سر کو آرام دیتا ہے، دانتوں کو قوی کرتا ہے، بینائی کو تیز کرتا ہے، دل کو پاک وصاف کرتا ہے، نیکیوں میں زیادتی کرتا ہے، اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں عطا کرتا ہے، جذام کو ختم کرتا ہے، مال واولاد کو بڑھاتا ہے، قبر میں آرام دیتا ہے، اور ملک الموتؑ روح قبض کرنے کے وقت حسین شکل میں آتے ہیں۔) مسواک سے قبل اور بعد دانتوں میں خلال کرنا سنت ہے، اور کھانے کے اثر کی وجہ سے، اور خلال مسواک کی لکڑی سے ہو، لوہے اور اس جیسی چیز سے مکروہ ہے۔

﴿فصل فِي الْوضُوء﴾

وَهُوَ بِضَم الْوَاو اسْم للْفِعْل وَهُوَ اسْتِعْمَال المَاء فِي أَعْضَاء مَخْصُوصَة وَهُوَ المُرَاد هُنَا وَبِفَتْحِهَا اسْم للْمَاء الَّذِي يتَوَضَّأ بِهِ وَهُوَ مَأْخُوذ من الْوَضَاءَة وَهِي الْحسن والنظافة والضياء من ظلمَة الذُّنُوب.

وَأما فِي الشَّرْع فَهُوَ أَفعَال مَخْصُوصَة مفتتحة بِالنِّيَّةِ قَالَ الإِمَام وَهُوَ تعبدي لَا يعقل مَعْنَاهُ لِأَن فِيهِ مسحا وَلَا تنظيف فِيهِ وَكَانَ وُجُوبه مَعَ وجوب الصَّلَوَات الْخمس كَمَا رَوَاهُ ابْن مَاجَه وَفِي مُوجبه أوجه.

أَحدهَا الْحَدث وجوبا موسعا.

ثَانِيهَا الْقيام إِلَى الصَّلَاة وَنَحْوهَا

ثَالِثهَا هما وَهُوَ الْأَصَح كَمَا فِي التَّحْقِيق وَشرح مُسلم وَله شُرُوط وفروض وَسنَن.

﴿فصل: وضوء کے بیان میں﴾

لفظ وُضوء واو کے ضمہ کے ساتھ نام ہے فعل کا، اور فعل یہ ہے: اعضاء مخصوصہ میں پانی کا استعمال کرنا، یہاں یہی مراد ہے، اور لفظ وَضوء واو کے فتحہ کے ساتھ نام ہے اس پانی کا جس سے وضوء کیا جاتا ہے، اور یہ ماخوذ ہے وضاءۃ سے، اور اس کا لغوی معنی ہے: خوبصورت اور صاف ستھرا ہونا اور گناہوں کی تاریکی سے روشن ہونا، (ذنوب سے مراد: صغائر ہیں: اس لئے کہ وضوء ان کو مٹا دیتا ہے)

بہر حال شرع میں: وضوء ان مخصوص افعال کو کہتے ہیں جن کی ابتداء نیت سے ہوتی ہے، امام نے فرمایا: یہ تعبدی ہے، اس کا معنی سمجھا نہیں جا سکتا اس لئے کہ اس میں مسح ہے اور مسح میں صفائی نہیں ہے، وضوء کا وجوب پانچوں نمازوں کے وجوب کے ساتھ ہے جیسا کہ اس کو امام ابن ماجہؒ نے روایت کیا ہے، اور اس کے سبب میں (چند) وجوہات ہیں:

ان میں سے پہلی وجہ: حدث ہے، وجوب موسع ہے،

دوسری وجہ: نماز کے لئے کھڑا ہونا ہے اور اس کے مانند چیزیں،

تیسری وجہ: یہ دونوں ہیں، اور یہ اصح ہے جیسا کہ تحقیق اور شرح مسلم میں ہے، وضوء کے لئے شرائط، فرائض اور سنتیں ہیں۔

﴿شُرُوطالْوضُوءوَالْغسْل﴾

فشروطه وَكَذَا الْغسْل مَاء مُطلق وَمَعْرِفَة أَنه مُطلق وَلَو ظنا وَعدم الْحَائِل وجري المَاء على الْعُضْو وَعدم الْمنَافِي من نَحْو حيض ونفاس فِي غير أغسال الْحَج وَنَحْوهَا وَمَسّ ذكر وَعدم الصَّارِف ويعبر عَنهُ بدوام النِّيَّة وَإِسْلَام وتمييز وَمَعْرِفَة كَيْفيَّة الْوضُوء كَنَظِيرِهِ الْآتِي فِي الصَّلَاة وَأَن يغسل مَعَ المغسول جُزْءا يتَّصل بالمغسول ويحيط بِهِ ليتَحَقَّق بِهِ اسْتِيعَاب المغسول وَتحقّق الْمُقْتَضِي للْوُضُوء فَلَو شكّ هَل أحدث أم لَا لم يَصح وضوءه على الْأَصَح وَأَن يغسل مَعَ المغسول مَا هُوَ مشتبه بِهِ فَلَو خلق لَهُ وَجْهَان أَو يدان أَو رجلَانِ واشتبه الْأَصْلِيّ بالزَّائِد وَجب غسل الْجَمِيع.

﴿وضوء اور غسل کی شرطیں﴾

وضوء کی شرطیں اور اسی طرح غسل کی: ماء مطلق ہو، اور علم ہو کہ یہ مطلق ہے اگرچہ ظن ہو، حائل کا نہ ہونا، عضو پر پانی کا بہنا، حیض ونفاس جیسی منافی چیز کا نہ ہونا اغسالِ حج اور اس کے مانند غسلوں کے علاوہ میں، ذکر کو نہ چھونا، صارف کا نہ ہونا، اس کو دوامِ نیت سے تعبیر کیا جاتا ہے، مسلمان ہونا، ممیز ہونا اور طریقۂ وضوء کو جاننا جیسے اس کی نظیر نماز کے بیان میں (ان شاء اللہ) آئے گی، اور یہ کہ مغسول کے ساتھ اس حصہ کو دھوئے جو مغسول سے متصل ہو اور متصل کا احاطہ کرے تاکہ اس سے مغسول کا استیعاب ہو اور متوضی کو وضوء کے مقتضی کا یقین ہو، اگر شک واقع ہو کیا حدث پیش آیا یا نہیں...؟... تو اس کا وضوء صحیح نہ ہوگا اصح قول کے مطابق، اور یہ کہ مغسول کے ساتھ اس عضوء کو دھوئے جو مغسول سے ہم شکل ومشابہ ہو، اگر پیدائشی طور پر کسی کو دو چہرے ہوں یا دو ہاتھ یا دو پاؤں ہوں اور اصلی زائد کے مشابہ ہو تو تمام کو دھونا واجب ہوگا۔

﴿مَا يخْتَص بِهِ صَاحب الضَّرُورَة﴾

وَيزِيد وضوء صَاحب الضَّرُورَة بِاشْتِرَاط دُخُول الْوَقْت وَلَو ظنا وَتقدم الِاسْتِنْجَاء والتحفظ حَيْثُ احْتِيجَ إِلَيْهِ وبالموالاة بَينهمَا وَبَين الْوضُوء.

﴿وہ شرط جو صاحب ضرورت کے ساتھ خاص ہے﴾

صاحب ضرورت کے وضوء میں یہ شرطیں زائد ہیں: دخول وقت اگرچہ (دخول وقت) ظن کے اعتبار سے ہو، اور وضوء سے قبل استنجاء کرنا اور تحفظ جب اس کی ضرورت ہو اور استنجاء، تحفظ اور وضوء کے درمیان موالات ہونا (اور اسی طرح وضوء اور نماز کے درمیان بھی یہ اس شخص کے حق میں ہے جس کو مسلسل پیشاب وغیرہ کے قطرے خارج ہونے کی شکایت ہو، جس کو مسلسل ہَوا خارج ہونے کی شکایت لاحق ہو اس پر موالات واجب ہے افعال وضوء کے درمیان اور نماز کے درمیان، استنجاء اور وضوء کے درمیان موالات واجب نہیں ہے۔)

﴿فروض الْوضُوء﴾

وَأما فروضه فَذكرهَا بقوله (وفروض الْوضُوء) جمع فرض وَهُوَ وَالْوَاجِب مُتَرَادِفَانِ إِلَّا فِي بعض أَحْكَام الْحَج كَمَا ستعرفه إِن شَاءَ الله تَعَالَى هُنَاكَ وَقَوله (سِتَّة) خبر فروض زَاد بَعضهم سابعا وَهُوَ المَاء الطّهُور قَالَ فِي الْمَجْمُوع وَالصَّوَاب أَنه شَرط كَمَا مر وَاسْتشْكل بعد التُّرَاب ركنا فِي التَّيَمُّم وَأجِيب بِأَن التَّيَمُّم طَهَارَة ضَرُورَة

الأول من الْفُرُوض (النِّيَّة) لرفع حدث عَلَيْهِ أَي رفع حكمه لِأَن الْوَاقِع لَا يرْتَفع وَذَلِكَ كَحُرْمَةِ الصَّلَاة وَلَو لماسح الْخُف لِأَن الْقَصْد من الْوضُوء رفع الْمَانِع فَإِذا نَوَاه فقد تعرض للمقصود وَخرج بقولنا عَلَيْهِ مَا لَو نوى غَيره كَأَن بَال وَلم ينم فَنوى رفع حدث النّوم فَإِن كَانَ عَامِدًا لم يَصح أَو غالطا صَحَّ وَضَابِط مَا يضر الْغَلَط فِيهِ وَمَا لَا يضر كَمَا ذكره القَاضِي وَغَيره أَن مَا يعْتَبر التَّعَرُّض لَهُ جملَة وتفصيلا أَو جملَة لَا تَفْصِيلًا يضر الْغَلَط فِيهِ فَالْأول كالغلط من الصَّوْم إِلَى الصَّلَاة وَعَكسه وَالثَّانِي كالغلط فِي تعْيين الإِمَام وَمَا لَا يجب التَّعَرُّض لَهُ لَا جملَة وَلَا تَفْصِيلًا لَا يضر

الْغَلَط فِيهِ كالخطأ هُنَا وَفِي تعْيين الْمَأْمُوم حَيْثُ لم يجب التَّعَرُّض للْإِمَامَة أما إِذا وَجب التَّعَرُّض لَهَا كإمام الْجُمُعَة فَإِنَّهُ يضر وَالْأَصْل فِي وجوب النِّيَّة قَوْله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم كَمَا فِي الصَّحِيحَيْنِ إِنَّمَا الْأَعْمَال بِالنِّيَّاتِ أَي الْأَعْمَال المعتد بهَا شرعا.

﴿وضوء کے فرائض﴾

بہر حال وضوء کے فرائض: (شارحؒ فرماتے ہیں) ماتنؒ نے ان کو ذکر فرمایا ہے اپنے اس قول سے **(وضوء کے فرائض)** فرض کی جمع ہے، فرض اور واجب دونوں ہم معنی ہے مگر حج کے بعض احکام میں جیسا کہ عنقریب تو ان کو وہاں ان شاء اللہ تعالیٰ جان لے گا، اور (شارحؒ فرماتے ہیں) ماتنؒ کا قول **("سِتَّة"/ ٦ہیں)** یہ فروض کی خبر ہے، بعض فقہاء نے ساتوے فرض کو زیادہ کیا ہے اور وہ طہور پانی ہے، امام نوویؒ نے مجموع میں فرمایا صواب و درست یہ ہے کہ وہ شرط ہے جیسا کہ گزر گیا، اور تیمم میں مٹی کو رکن شمار کرنے میں اشکال کیا گیا ہے (اس کا) جواب دیا گیا ہے کہ تیمم طہارتِ ضروریہ ہے۔

فرائض میں سے پہلا (فرض): **(نیت کرنا)** متوضی پر لاحق حدث کو دور کرنے کی یعنی حدث کے حکم کو دور کرنے کی، اس لئے کہ واقع ہونے والا حدث فی نفسہ زائل نہیں ہوتا اور یہ (یعنی حکمِ حدث) حرمتِ نماز جیسی چیزیں ہیں اگرچہ موزہ پر مسح کرنے والے کے لئے اس لئے کہ وضوء سے قصد مانع کو دور کرنا ہے، لہٰذا جب اس نے رفعِ حدث کی نیت کر لیا تو یقیناً وہ مقصود کے درپے ہو گیا۔ اور (شارحؒ فرماتے ہیں) ہمارے قول علیہ سے خارج ہوئی یہ صورت کہ اگر اس نے لاحق حدث کے علاوہ کی نیت کی جیسے اس نے پیشاب کیا اور سویا نہیں پھر اس نے نیت کی نیند کے حدث کو دور کرنے کی تو اگر یہ عمداً ہو تو صحیح نہ ہو گا اور اگر خطأً ہو تو صحیح ہو گا۔ وہ صورت جس میں غلطی مضر ہوتی ہے اور جس میں مضر نہیں ہوتی اس کا ضابطہ جیسا کہ قاضی وغیرہ نے اس کو ذکر کیا ہے یہ ہے کہ جس کے اجمال و تفصیل کے ساتھ ذکر و قصد کا اعتبار ہو، یا اجمال کے ساتھ ذکر کا اعتبار ہو تفصیل کے ساتھ اعتبار نہ

ہو اس میں غلطی مضر ہو گی، پس اول جیسے روزہ سے نماز کی طرف غلطی (یہ مضر ہو گی) اور اس کے برعکس (یعنی نماز سے روزہ کی طرف غلطی مضر ہو گی) اور ثانی: جیسے امام کی تعیین میں غلطی (تعرض اقتداء معتبر ہوتا ہے امام کو دیکھے بغیر لہذا امام کی تعیین کا اعتبار نہ ہو گا لیکن اگر مقتدی مثلا زید کی اقتداء میں نماز پڑھنے کی نیت کرے اور وہ عمر ظاہر ہو جائے تو یہ غلطی مضر ہو گی) اور جس کا تعرض (ذکر و قصد) واجب نہیں نہ باعتبار اجمال اور نہ باعتبار تفصیل تو اس میں غلطی مضر نہ ہو گی جیسے یہاں غلطی (یعنی حدث میں مضر نہ ہو گی اس لئے کہ حدث کا تعرض واجب نہیں نہ اجمالی اور نہ تفصیلی اس لئے کہ فرض وضوء کی نیت کافی ہو جاتی ہے) اور مقتدی کی تعیین میں خطاء اس وجہ سے کہ امامت کے لئے تعرضِ مقتدی واجب نہیں ہے (یعنی امام مقتدی کی تعیین کرے یہ تعرض امام پر واجب نہیں ہے نہ اجمالی طور پر اور نہ تفصیلی طور پر اگر امام مقتدیوں کی تعیین کرے اور اس کے خلاف ظاہر ہو جائے تو یہ غلطی مضر نہ ہو گی) بہرحال جب امامت کے لئے تعرض واجب ہو جیسے جمعہ کا امام تو غلطی مضر ہو گی (یعنی جمعہ کا امام کہے: میں نماز پڑھتا ہوں اہل سعد کے ساتھ، پھر وہ اہل حرام ظاہر ہو جائے تو یہ غلطی مضر ہو گی) وجوبِ نیت کی دلیل آپ ﷺ کا فرمان ہے جیسا کہ صحیحین میں ہے: "انما الخ" اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے، یعنی اعمال شرعا معتبر ہوں گے نیتوں سے۔

﴿مَقاصِد النِّيَّة﴾

وحقيقتها لُغَة الْقَصْد.

وَشرعا قصد الشَّيْء مقترنا بِفِعْلِه.

وَحكمهَا الْوُجُوب كَمَا علم مِمَّا مر.

ومحلها الْقلب وَالْمَقْصُود بهَا تَمْيِيز الْعِبَادَات عَن الْعَادَات كالجلوس فِي الْمَسْجِد للاعتكاف تَارَة وللاستراحة أُخْرَى أَو تَمْيِيز رتبتها كَالصَّلَاةِ تكون للْفَرض تَارَة وللنفل أُخْرَى.

وَشَرطهَا: إِسلَام الناوي وتمييزه وَعلمه بالمنوي وَعدم إِتْيَانه بِمَا ينافيها بِأَن يستصحبها حكما وَأَن لَا تكون معلقَة فَلَو قَالَ إِن شَاءَ الله فَإِن قصد التَّعْلِيق أَو أطلق لم تصح وَإِن قصد التَّبَرُّك صحت ووقتها أول الْفُرُوض كأول غسل جُزْء من الْوَجْه وَإِنَّمَا لم يوجبوا الْمُقَارنَة فِي الصَّوْم لعسر مراقبة الْفجْر وتطبيق النِّيَّة عَلَيْهِ.

وكيفيتها تخْتَلف بِحَسب الْأَبْوَاب فَيَكْفِي هُنَا نِيَّة رفع حدث كَمَا مر أَو نِيَّة استِبَاحَة شَيْء مفتقر إِلَى وضوء كَالصَّلَاةِ وَالطّواف وَمَسّ الْمُصحف لِأَن رفع الْحَدث إِنَّمَا يطْلب لهَذِهِ الْأَشْيَاء فَإِذا نَوَاهَا فقد نوى غَايَة الْقَصْد أَو أَدَاء فرض الْوضُوء أَو فرض الصلاة وَإِن كَانَ المتوضىء صَبيا أَو أَدَاء الْوضُوء أَو الْوضُوء فَقَط لتعرضه للمقصود فَلَا يشْتَرط التَّعَرُّض للفرضية كَمَا لَا يشْتَرط فِي الْحَج وَالْعمْرَة وَصَوْم رَمَضَان.

﴿نیت کے مقاصد﴾

نیت کی حقیقت لغت میں: ارادہ کرنا ہے۔

اور شرعا: کسی چیز کا ارادہ کرنا جو متصل ہو اس شئ کے کرنے سے۔

نیت کا حکم: وجوب ہے جیسا کہ جانا گیا مذکورہ بالا عبارت سے۔

نیت کا محل: دل ہے، اور نیت سے مقصود: عبادات کو عادات سے الگ کرنا ہے جیسے مسجد میں بیٹھنا کبھی اعتکاف کی بناء پر ہوتا ہے اور کبھی راحت کی بناء پر، یا (نیت سے مقصود) عبادات کے مرتبوں کو ممتاز کرنا جیسے نماز کبھی فرض ہوتی ہے اور کبھی نفل۔

اور نیت کی شرط: نیت کرنے والے کا مسلمان ہونا، اس کا ممیز ہونا اور ناوی کو منوی کا علم ہو (منوی یعنی جس کی نیت کی گئی) نیت کے منافی چیز کو نہ کرنا اس طور پر کہ وہ نیت کو حکما باقی رکھے، اور یہ کہ نیت معلق نہ ہو، اگر کوئی (نیت کے ساتھ) کہے: ان شاء اللہ پھر اگر اس سے قصد تعلیق کا ہو یا مطلق ہو (یعنی تعلیق کا قصد نہ ہو) تو نیت صحیح نہ ہو گی، اور اگر قصد تبرک کا ہو تو صحیح ہو گی۔ نیت کا وقت فرائض (عبادات) کا شروع حصہ ہے جیسے

چہرہ کا حصہ دھونے کے شروع میں، اور فقہاء نے مقارنت کو واجب نہیں قرار دیا روزہ میں فجر کی نگرانی اور نیت کو اس کے ساتھ ملانے کے دشوار ہونے کی بناء پر۔

نیت کی کیفیت: ابواب کے اعتبار سے مختلف ہوتی ہے، لہذا یہاں (یعنی اس فصل میں) رفع حدث کی نیت کافی ہوگی جیسا کہ گزر گیا یا اس چیز کے مباح ہونے کی نیت جس کے لئے وضوء ضروری ہو، جیسے نماز اور طواف اور قرآن کو چھونا، اس لئے کہ رفع حدث ان چیزوں کے لئے مطلوب ہوتا ہے پھر جب متوضی نے ان چیزوں کی نیت کرلی تو یقیناً اس نے مقصود کے انتہاء کی نیت کرلی یا وضوء کے فرض کو اداء کرنے کی یا نماز کے فرض کی اگرچہ متوضی بچہ ہو یا وضوء کے اداء کی یا صرف وضوء کی (یعنی یہ نیتیں کافی ہوں گی) متوضی کے مقصود کا قصد کرنے کی بناء پر، فرضیت کو ذکر کرنا شرط نہیں ہے جیسا کہ حج، عمرہ اور رمضان کے روزہ میں (لفظ فرض کو ذکر کرنا) شرط نہیں ہے۔

﴿النِّيّة فِي الْوضُوء المجدد﴾

تَنْبِيه: مَا تقرر من الْأُمُور السَّابِقَة مَحَله فِي الْوضُوء غير المجدد أما المجدد فَالْقِيَاس عدم الِاكْتِفَاء فِيهِ بنية الرّفْع أَو الاستباحة قَالَ الْإِسْنَوِيّ وَقد يُقَال يَكْتَفِي بهَا كَالصَّلَاةِ الْمُعَادَة غير أَن ذَلِك مُشكل خَارج عَن الْقَوَاعِد فَلَا يُقَاس عَلَيْهِ قَالَ ابْن الْعِمَاد وتخريجه على الصَّلَاة لَيْسَ بِبَعِيد لِأَن قَضِيَّة التَّجْدِيد أَن يُعِيد الشَّيْء بصفتِهِ الأولى انْتهى. وَالْأول أولى لِأَن الصَّلَاة اخْتلف فِيهَا هَل فَرْضه الأولى أَو الثَّانِيَة وَلم يقل أحد فِي الْوضُوء فِيمَا علمت بذلك وَإِنَّمَا اكْتفي بنية الْوضُوء فَقَط دون نِيَّة الْغسْل لِأَن الْوضُوء لَا يكون إِلَّا عبَادَة فَلَا يُطلق على غَيرهَا بِخِلَاف الْغسْل فَإِنَّهُ يُطلق على غسل الْجَنَابَة وَغسل النَّجَاسَة وَغَيرهمَا وَلَو نوى الطَّهَارَة عَن الْحَدث صَحَّ فَإِن لم يقل عَن الْحَدث لم يَصح على الصَّحِيح كَمَا فِي زَوَائِد الرَّوْضَة وَعلله فِي الْمَجْمُوع بِأَن الطَّهَارَة قد تكون عَن حدث وَقد تكون عَن خبث فَاعْتبر التَّمْيِيز وَمن دَامَ حَدثهُ كمستحاضة وَمن بِهِ سَلس بَوْل أَو ريح كَفاهُ نِيَّة الاستباحة الْمُتَقَدّمَة دون نِيَّة الرّفْع الْمَار لبَقَاء حَدثهُ وَيْندب لَهُ الْجمع بَينهمَا خُرُوجًا من خلاف

من أوجبه لتكون نِيَّة الرّفْع للْحَدَث السَّابِق وَنِيَّة الاستباحة أَو نَحوهَا للاحق وَبِهَذَا يندَفع مَا قيل إِنَّه قد جمع فِي نِيَّته بَين مُبْطل وَغَيره ويكفيه أَيْضا نِيَّة الْوضُوء وَنَحوهَا مِمَّا تقدم كَمَا صرح بِهِ فِي الْحَاوِي الصَّغِير.

﴿تجدید وضوء کے بارے میں نیت کا بیان﴾

تنبیہ: سابقہ امور (یعنی نیت استباحت اور رفع حدث وغیرہ امور) کا محل ایسے وضوء میں ہے جو غیر مجدد ہو، بہر حال وضوء مجدد تو قیاس اس میں یہ ہے کہ رفعِ حدث یا استباحت کی نیت کافی نہ ہو، امام اسنویؒ نے فرمایا: کہا جاسکتا ہے کہ نیت پر اکتفاء کیا جاسکتا ہے جیسے لوٹائی جانے والی نماز علاوہ اس کے کہ یہ (یعنی صلاۃ معادۃ جو مقیس علیہ ہے اس میں نیت فرضیت کا کافی ہونا) مشکل ہے اور قواعد سے خارج ہے لہذا اس پر قیاس نہیں کیا جاسکتا (بجیرمی میں ہے: قوله (مشکل) ووجه الاشكال ان الطهارة وسيلة للصلاة، والصلاة ولو نافلة مقصد، والوسيلة لاتقاس على المقصد) (۱/ ۱۹۵) وجہ اشکال یہ ہے کہ طہارت وسیلہ ہے نماز کے لئے اور نماز اگرچہ نفل ہو مقصد ہے تو وسیلہ کو مقصد پر قیاس نہیں کیا جاسکتا وقوله (فلايقاس عليه) اى فلايصح قياس الاكتفاء بنية الرفع او الاستباحة هنا على الاكتفاء بنية الفرضية فى المعادة لان ماخرج عن القواعد لايقاس عليه) (۱/ ۱۱۳) (نیت رفع حدث یا استباحت کے اکتفاء کو قیاس کرنا صلاۃ معادۃ میں نیت فرضیت کے اکتفاء پر صحیح نہیں اس لئے کہ جو قواعد سے خارج ہو اس پر قیاس نہیں کیا جاسکتا) ابن عمادؒ نے فرمایا: وضوء کی تخریج صلاۃ معادۃ پر بعید نہیں ہے، اس لئے کہ تجدید کا تقاضا یہ ہے کہ شئ کو اسکی پہلی صفت کے ساتھ لوٹایا جاتا ہے، ابن عمادؒ کا کلام تام ہوگیا، اور پہلا قول اولیٰ ہے، اسلئے کہ صلاۃ معادۃ میں اختلاف کیا گیا ہے، کیا اس کی پہلی نماز فرض ہے یا دوسری...؟... اور میرے علم تک یہ بات وضوء میں کسی نے نہیں کی (یعنی وضوء فرض پہلا ہے یا دوسرا)۔ نیت وضوء پر اکتفاء کیا نیت غسل پر اکتفاء نہیں کیا اس لئے کہ

وضوء عبادت ہی ہوتی ہے اس لئے غیر عبادت پر اس کا اطلاق نہیں ہوتا، برخلاف غسل کے کہ اس کا اطلاق غسل جنابت، غسل نجاست اور ان دونوں کے علاوہ پر ہوتا ہے، اگر حدث سے پاک ہونے کی نیت کرے تو صحیح ہوگی، اور اگر عن حدث (یعنی یہ لفظ) نہ کہے تو صحیح قول کے مطابق صحیح نہ ہوگا جیسا کہ زوائد الروضہ میں ہے، اور مجموع میں اس کی علت یہ بیان کی ہے کہ طہارت کبھی حدث سے ہوتی ہے اور کبھی خبث سے، لہذا تمیز کا اعتبار کیا گیا، جس کا حدث دائمی ہو جیسے مستحاضہ اور سلس البول یا ریح کا مریض اس کو استباحت کی نیت کافی ہوگی جو پہلے گزر چکی نہ کہ رفع حدث کی نیت، اس کے حدث کے باقی رہنے کی بناء پر، اور اس کے لئے مستحب قرار دیا گیا ہے دونوں نیتوں کو جمع کرنا اس شخص کے اختلاف سے بچتے ہوئے جس نے اس کو واجب قرار دیا ہے تاکہ رفع حدث کی نیت اس حدث کے لئے ہو جو نیت سے سابق ہے اور استباحت کی نیت یا اس کے مانند (حدث سے طہارت کی نیت) اس شئ کے لئے جو نیت کے بعد ہے، اور اس کا اپنی نیت میں مبطل اور غیر مبطل کو جمع کرنے کے سلسلہ میں جو اشکال کیا گیا وہ اس (عبارت: لتكون نية الرفع الخ) سے دور ہو جاتا ہے، (مبطل سے مراد: نیۃ الرفع ہے۔ اور غیر مبطل سے مراد: نیۃ الاستباحۃ ہے) اور اس کو نیت وضوء اور اس کے مانند نیتیں بھی کافی ہوں گی جو اوپر ذکر ہو چکی جیسا کہ الحاوی الصغیر میں اس کی صراحت کی ہے۔

﴿نِيَّة دَائِم الْحَدث﴾

تَنْبِيه: حكم نِيَّة دَائِم الْحَدث فِيمَا يستبيحه من الصَّلَوَات وَغَيرهَا حكم نِيَّة الْمُتَيَمم كَمَا ذكره الرَّافِعِيّ هُنَا وأغفله فِي الرَّوْضَة وَسَيَأْتِي بسط ذَلِك إِن شَاءَ الله تَعَالَى فِي التَّيَمُّم وَلَا يشْتَرط فِي النِّيَّة الْإِضَافَة إِلَى الله تَعَالَى لَكِن تسْتَحب كَمَا فِي الصَّلَاة وَغَيرهَا وَلَو تَوَضَّأ الشاك بعد وضوئِهِ فِي حَدثه احْتِيَاطًا فَبَان مُحدثا لم يجزه للتردد فِي النِّيَّة بِلَا ضَرُورَة كَمَا لَو قضى فَائِتَة الظّهْر مثلا شاكا فِي أَنَّهَا عَلَيْهِ ثمَّ بَان أَنَّهَا عَلَيْهِ لم يكف أما إِذا لم يتَبَيَّن حَدثهُ فَإِنَّهُ يُجزئهُ للضَّرُورَة وَلَو تَوَضَّأ الشاك وجوبا بِأَن

شکّ بعد حَدثهُ فِي وضوئِهِ فَتوَضأ أجزَأهُ وَإن كَانَ متردداً لِأَن الأَصْل بَقَاء الْحدث بل لَو نوى ففِي هَذِه الْحَالة إِن كَانَ مُحدثا فَمن حَدثهُ وَإِلَّا فتجديد صَحَّ أَيْضا كَمَا فِي الْمَجْمُوع.

﴿دائمی محدث کی نیت کا بیان﴾

تنبیہ: دائمی محدث کی نیت کا حکم ان امور میں جن کو وہ وضوء سے مباح کرتا ہے یعنی نمازیں وغیرہ تیمم کرنے والے کی نیت کا حکم ہے (یعنی متیمم کی نیت کے حکم کی طرح ہے) جیسا کہ امام رافعیؒ نے یہاں اس کو ذکر کیا ہے اور روضہ میں اسے نظر انداز کیا ہے، اورعنقریب اس کی تفصیل ان شاء اللہ تعالیٰ تیمم میں آئے گی اور اللہ تعالیٰ کی طرف اضافت نیتِ وضوء میں شرط نہیں ہے، لیکن مستحب ہے جیسا کہ نماز وغیرہ میں، وضوء کے بعد حدث میں شک والے نے احتیاطا وضوء کیا اور پھر ظاہر یہ ہوا کہ وہ محدث تھا تو اس کا وضوء کافی نہ ہوگا بلاضرورت نیت میں تردد کی وجہ سے جیسے کہ فائتہ ظہر کی قضاء کرے ذمہ میں ہونے کے شک سے پھر ظاہر ہو جائے کہ اس کے ذمہ تھی تو نماز کافی نہیں ہوتی، حدث ظاہر نہ ہونے کی صورت میں کافی ہو جائے گی ضرورت کی وجہ سے۔ اگر شک کرنے والے نے واجب وضوء کیا اس کی صورت یہ ہے کہ حدث کے بعد وضوء کرنے میں شک ہو اور وہ وضوء کرے تو یہ وضوء کافی ہوگا اگرچہ یہ آدمی متردد ہو اس لئے کہ اصل بقاء حدث ہے بلکہ اگر اس حالت میں یہ نیت کرے کہ اگر محدث ہو تو وضوء عن حدث ہے ورنہ تجدید ہے تو بھی صحیح ہے جیسا کہ مجموع میں ہے۔

﴿حكم من نوى التبرد مَعَ الْوضُوء﴾

وَمن نوى بوضوئه تبردا أَو شَيْئا يحصل بِدُونِ قصد كتنظيف وَلَو فِي أثْنَاء وضوئِهِ مَعَ نِيَّة مُعْتَبرَة أَي مستحضرا عِنْد نِيَّة التبرد أَو نَحوه نِيَّة الْوضُوء أَجزَأَهُ لحُصُول ذَلِك من غير نِيَّة كمصل نوى الصَّلَاة وَدفع الْغَرِيم فَإِنَّهَا تجزئه لِأَن اشْتِغَاله عَن الْغَرِيم لَا يفْتَقر إِلَى نِيَّة فَإِن فقدت النِّيَّة الْمُعْتَبرَة كَأَن نوى التبرد وَقد غفل

عَنْهَا لم يَصح غسل مَا غسله بنية التبرد وَنَحْوه وَيلْزمهُ إِعَادَته دون اسْتِئْنَاف الطَّهَارَة.

﴿جو شخص وضوء کے ساتھ ٹھنڈک حاصل کرنے کی نیت کرے اس کا حکم﴾

جو شخص اپنے وضوء سے ٹھنڈک حاصل کرنے کی یا ایسی چیز کی نیت کرے جو بلا قصد حاصل ہوتی ہو جیسے صفائی اگرچہ اپنے دوران وضوء میں نیت معتبرہ کے ساتھ ہو، (نیت معتبرہ سے مراد: نیت وضوء) یعنی ٹھنڈک حاصل کرنے کی یا اس کے مانند چیز کی نیت کے وقت وضوء کی نیت کا استحضار رکھنے والا ہو تو اس کو یہ وضوء کافی ہو گا بغیر نیت کے ان امور کے حاصل ہونے کی بناء پر، جیسے مصلی نماز کی نیت کرے اور قرض خواہ کو دفع کرنے کی تو یہ نماز اس کے لئے کافی ہو گی اس لئے کہ اس کا قرض خواہ سے اعراض کرنا نیت کا محتاج نہیں ہے، اگر نیت معتبرہ مفقود ہو جیسے ٹھنڈک حاصل کرنے کی نیت کی اور نیت معتبرہ سے غافل رہا تو ٹھنڈک حاصل کرنے کی یا اس کے مانند چیز کی نیت سے جس عضو کو دھویا اس کا دھونا صحیح نہ ہو گا اور اس پر اس کا اعادہ لازم ہو گا طہارت کو از سر نو کئے بغیر۔ (مطلب یہ ہے کہ نیت معتبرہ سے غافل ہو کر ٹھنڈک یا اس کے مانند چیز حاصل کرنے کی نیت سے جس عضو کو دھویا گیا اس کا اعادہ لازم ہو گا پورا وضوء از سر نو کرنے کی ضرورت نہیں)

تَنْبِيه: هَذَا بِالنِّسْبَةِ للصِّحَّة أما الثَّوَاب فَقَالَ الزَّرْكَشِيّ الظَّاهِر عدم حُصُوله وَقد اخْتَار الْغَزالِيّ فِيمَا إِذا اشرك فِي الْعِبَادَة غَيرهَا من أَمر دُنْيَوِيّ اعْتِبَار الْبَاعِث على الْعَمَل فَإِن كَانَ الْقَصْد الدنيوي هُوَ الْأَغْلَب لم يكن فِيهِ أجر وَإِن كَانَ الْقَصْد الديني أغلب فَلهُ بِقَدرِهِ وَإِن تَسَاويا تساقطا وَاخْتَارَ ابْن عبد السَّلَام أَنه لَا أجر فِيهِ مُطلقًا سَوَاء تساوى القصدان أم اخْتلفَا. وَكَلَام الْغَزالِيّ هُوَ الظَّاهِر وَهُوَ الْمُعْتَمد وَإِذا بَطل وضوءه فِي أَثْنَائِهِ بِحَدَث أَو غَيره قَالَ فِي الْمَجْمُوع عَن الرّويانِيّ يحْتَمل أَن يُثَاب على الْمَاضِي كَمَا فِي الصَّلَاة أَو يُقَال إِن بَطل بِاخْتِيَارِهِ فَلَا أَو بِغَيْر اخْتِيَاره فَنعم

وَمن أَصْحَابنَا من قَالَ لَا ثَوَاب لَهُ بِحَال لِأَنَّهُ مُرَاد لغيره بِخِلَاف الصَّلَاة اه وَالْأَوْجه التَّفْصِيل فِي الْوضُوء وَالصَّلَاة وَيبْطل بِالرِّدَّةِ التَّيَمُّم وَنِيَّة الْوضُوء وَالْغسْل.

وَلَو نوى قطع الْوضُوء انْقَطَعت النِّيَّة فيعيدها للْبَاقِي وَلَو نوى بوضوئه مَا ينْدب لَهُ وضوء كَقِرَاءَة الْقُرْآن أَو الحَدِيث لم يُجزئهُ لِأَنَّهُ مُبَاح مَعَ الْحَدث فَلَا يتَضَمَّن قَصده قصد رفع الْحَدث فَلَو نَوَاه مَعَ نِيَّة مُعْتَبرَة يَنْبَغِي أَنه يَكْفِي كَمَا لَو نوى التبرد مَعَ نِيَّة مُعْتَبرَة وَقد وَقعت هَذِه الْمَسْأَلَة فِي الْفَتَاوَى وَلم أر من تعرض لَهَا.

تنبیہ: یہ (یعنی اوپر مسئلۂ تشریک کے بارے میں جو ذکر ہوا) صحت کی طرف نسبت کرتے ہوئے ہے، رہی بات ثواب کی تو امام زرکشیؒ نے فرمایا: ظاہر اس کا حاصل نہ ہونا ہے، اور امام غزالیؒ نے اس صورت میں جب عبادت میں اس کے علاوہ کو یعنی دنیوی امر کو شریک کرے تو عمل پر ابھارنے والے سبب کے اعتبار کو اختیار فرمایا ہے، اگر دنیوی قصد غالب ہو تو اس میں ثواب نہ ہوگا اور اگر دینی قصد اغلب ہو تو اس کے بقدر اس کو (ثواب) ہوگا اور اگر دونوں متساوی ہوں تو دونوں ساقط ہوں گے، اور ابن عبد السلام نے اس بات کو اختیار کیا ہے کہ اس میں اس کو مطلقا اجر نہ ہوگا خواہ دونوں قصد متساوی ہو یا مختلف، اور امام غزالیؒ کا کلام ہی ظاہر ہے اور یہی قول معتمد ہے۔ اور جب متوضی کا وضوء باطل ہو جائے دوران وضوء میں حدث یا اس کے علاوہ سے تو مجموع میں رویانیؒ کے حوالہ سے نقل کیا ہے: احتمال ہے کہ ماضی پر ثواب دیا جائے (یعنی جتنا وضوء ہو گیا تھا) جیسے کہ نماز میں یا کہا جا سکتا ہے کہ اگر متوضی کے اختیار سے باطل ہو تو (ثواب) نہ ہوگا اور اگر اس کے اختیار کے بغیر (باطل) ہو تو (ثواب) ہوگا، اور ہمارے بعض اصحابؒ نے فرمایا: اس کو کسی بھی حال میں ثواب نہ ہوگا اس لئے کہ وضوء مراد لغیرہ ہے (یعنی نماز لذاتہ مراد و مقصود نہیں بلکہ نماز وغیرہ کے لئے مقصود ہے) برخلاف نماز کے، اور اوجہ وضوء اور نماز میں تفصیل ہے (یعنی بالاختیار ہو تو ثواب نہیں، بلا اختیار ہو تو ثواب) اور مرتد ہونے سے تیمم باطل ہو جاتا ہے اور وضوء اور غسل کی نیت۔ (اللھم حفظنا من ذالک)

اگر وضوء کو منقطع کرنے کی نیت کرے تو نیت منقطع ہو گی لہذا باقی کے لئے نیت لوٹائی جائے گی،

اور اگر اپنے وضوء سے ایسی چیز کی نیت کرے جس کے لئے وضوء مستحب ہو جیسے قرآن یا حدیث کا پڑھنا تو اس کو یہ وضوء کافی نہ ہو گا اس لئے کہ پڑھنا تو حدث کے ساتھ بھی مباح ہے لہذا اس کا یہ قصد رفع حدث کے قصد کو شامل نہ ہو گا، اگر نیت معتبرہ کے ساتھ اس کی نیت کرے تو انسب یہ بات ہے کہ وہ کافی ہو گی، جیسا کہ اگر نیت معتبرہ کے ساتھ ٹھنڈک حاصل کرنے کی نیت کرے (تو کافی ہوتی ہے) یقیناً یہ مسئلہ فتاوی میں موجود ہے اور میں نے کسی مصنف کو نہیں دیکھا جس نے اس کو ذکر کیا ہو۔

﴿فروع﴾

لَو نوى أَن يُصَلِّي بوضوئه وَلَا يُصَلِّي بِهِ لم يَصح وضوءه لتلاعبه وتناقضه وَكَذَا لَو نوى بِهِ الصَّلَاة بمَكَان نجس وَلَو نسي لمْعَة فِي وضوئِهِ أَو غسله فانغسلت فِي الغسلة الثَّانِيَة أَو الثَّالِثَة بنية التَّنَفُّل أَو فِي إِعَادَة وضوء أَو غسل لنسيان لَهُ أَجزَأَهُ بِخِلَاف مَا لَو انغسلت فِي تَجْدِيد وضوء فَإِنَّهُ لَا يجزىء لِأَنَّهُ طهر مُسْتَقل بنية لم تتَوَجَّه لرفع الْحَدث أصلا.

﴿فروع﴾

اگر کسی نے اپنے وضوء سے نماز پڑھنے اور نہ پڑھنے کی نیت کی تو اس کا وضوء صحیح نہ ہو گا، اس کے تلاعب کی اور تناقض کی بناء پر، اسی طرح اگر وضوء سے ناپاک جگہ پر نماز پڑھنے کی نیت کی (تو وضوء صحیح نہ ہو گا) اگر کوئی اپنے وضوء یا غسل میں خشک حصہ بھول جائے پھر دوسری یا تیسری مرتبہ کے نفل کی نیت سے دھونے میں دھل جائے یا وضوء یا غسل کے اعادہ میں اس کے بھول جانے کی بناء پر تو اس کو یہ دھلنا کافی ہو گا اس کے برخلاف اگر تجدید وضوء میں دھل جائے تو یہ دھلنا کافی نہ ہو گا، اس لئے کہ تجدید وضوء تو مستقل طہارت ہے ایسی نیت سے جس میں رفع حدث کا قصد نہیں ہوتا۔

ز ﴿وَقت نِيّة الْوضُوء﴾

وَيجب أَن تكون (عِنْد) أول (غسل) أَي مغسول من أَجزَاء (الْوَجْه) لتقترن بِأول الْفَرْض كَالصَّلَاةِ وَغَيرهَا من الْعِبَادَات مَا عدا الصَّوْم فَلَا يَكْفِي اقترانها بِمَا بعد الْوَجْه قطعا لخلو أول المغسول وجوبا عَنْهَا وَلَا بِمَا قبله من السّنَن إِذْ الْمَقْصُود من الْعِبَادَات أَرْكَانهَا وَالسّنَن تَوَابِع لَهَا هَذَا إِذا عزبت قبل غسل شَيْء من الْوَجْه فَإِن بقيت إِلَى غسل شَيْء مِنْهُ كفى بل هُوَ أفضل ليثاب على السّنَن السَّابِقَة لِأَنَّهَا إِذا خلت عَن النِّيَّة لم يحصل له ثَوَابهَا وَلَو اقترنت النِّيَّة بالمضمضة أَو الِاسْتِنْشَاق وانغسل مَعَه جُزْء من الْوَجْه أَجزَأَهُ وَإِن عزبت النِّيَّة بعده سَوَاء أغسله بنية الْوَجْه وَهُوَ ظَاهر أم لَا لوُجُود غسل جُزْء من الْوَجْه مَقْرُونا بِالنِّيَّةِ لَكِن يجب إِعَادَة غسل الْجُزْء مَعَ الْوَجْه على الْأَصَح فِي الرَّوْضَة لوُجُود الصَّارِف وَلَا تجزىء الْمَضْمَضَة وَلَا الِاسْتِنْشَاق فِي الشق الأول لعدم تقدمهما على غسل الْوَجْه قَالَه القَاضِي مجلي فالنية لم تقترن بمضمضة وَلَا استنشاق حَقِيقَة وَلَو وجدت النِّيَّة فِي أَثْنَاء غسل الْوَجْه دون أَوله كفت وَوَجَب إِعَادَة المغسول مِنْهُ قبلهَا فوجوبها عِنْد أول غسل جُزْء مِنْهُ ليعتد بِهِ وَيفهم مِنْهُ أَنه لَا يجب استِصْحَاب النِّيَّة إِلَى آخر الْوضُوء لَكِن مَحَله فِي الِاسْتِصْحَاب الذكري أما الْحكمِي وَهُوَ أَن لَا يَنْوِي قطعهَا وَلَا يَأْتِي بِمَا ينافيها كالردة فَوَاجِب كَمَا علم مِمَّا مر وَله تَفْرِيق النِّيَّة على أَعْضَاء الْوضُوء بِأَن يَنْوِي عِنْد كل عُضْو رفع الْحَدث عَنهُ كَمَا ذكره الرَّافِعِيّ لِأَنَّهُ يجوز تَفْرِيق أَفعاله فَكَذَلِك يجوز تَفْرِيق النِّيَّة على أَفعاله وَهل تَنْقَطِع النِّيَّة بنوم مُمكن وَجْهَان أوجههما لَا وَالْحَدَث الْأَصْغَر لَا يحل كل الْبدن بل أَعْضَاء الْوضُوء خَاصَّة كَمَا صَححهُ فِي التَّحْقِيق وَالْمَجْمُوع وَإِنَّمَا لم يجز مس الْمُصحف بغَيْرهَا لِأَن شَرط الماس أَن يكون مطهرا او يرتفع حدث كل عُضْو بِمُجَرَّد غسله.

(و) الثَّانِي من الْفُرُوض (غسل) ظَاهر كل (الْوَجْه) لقَوْله تَعَالَى {فَاغْسِلُوا وُجُوهكُم} وللإجماع وَالْمرَاد بِالْغسْلِ الانغسال سَوَاء كَانَ بِفعل المتوضىء أم بِغَيْرِهِ وَكَذَا الحكم فِي سَائِر الْأَعْضَاء.

وضوء کی نیت کا وقت

واجب ہے کہ نیت (**چہرہ کے**) اجزاء میں سے مغسول جزء کو (**دھونے**) کی ابتداء (**کے وقت**) ہو، تا کہ نیت اول فرض سے ملی ہوئی ہو جیسے نماز اور اس کے علاوہ عبادات، روزہ کے علاوہ، لہذا چہرہ کے بعد والے عضوء سے نیت کا ملانا قطعی طور پر کافی نہ ہو گا، بطور وجوب دھلنے والے اعضاء میں سے اول کے نیت سے خالی ہونے کی بناء پر اور (نیت کا ملانا کافی) نہ ہو گا چہرہ کے پہلے والی سنتوں سے اس لئے کہ عبادات سے مقصود ان کے ارکان ہیں اور سنتیں ان کے تابع ہیں، یہ اس صورت میں ہے جبکہ چہرہ کا ابتدائی کچھ حصہ دھونے سے قبل نیت نہ رہے، اگر چہرہ کا (ابتدائی) کچھ حصہ دھونے تک نیت باقی ہو تو کافی ہو گا بلکہ یہ افضل ہے تا کہ سابقہ سنتوں پر ثواب حاصل ہو جائے اس لئے کہ جب یہ نیت سے خالی ہوں تو اس کو ان کا ثواب حاصل نہ ہو گا، اور اگر نیت مضمضہ یا استنشاق سے ملے اور اس کے ساتھ چہرہ کا کچھ حصہ دھل جائے تو یہ اس کے لئے کافی ہو گا، اگر چہ اس کے بعد نیت نہ رہے، چاہے جزء وجہ کو دھویا ہو نیتِ وجہ سے اور یہ ظاہر ہے یا بلا نیت وجہ کے اس لئے کہ جزء وجہ کا غسل ہوا نیت کے ساتھ لیکن غسل جزء وجہ کا اعادہ واجب ہو گا وجہ کے ساتھ اصح قول پر روضہ میں، صارف کے پائے جانے کی بناء پر اور شق اول میں مضمضہ اور استنشاق کافی نہ ہو گا غسل وجہ سے دونوں کے مقدم نہ ہونے کی وجہ سے یہ بات قاضی مجلی نے فرمائی ہے اس لئے کہ نیت حقیقی اعتبار سے مضمضہ اور استنشاق سے مقترن نہیں، اگر نیت چہرہ دھونے کے درمیان میں پائی جائے نہ کہ اس کے شروع میں تو کافی ہو گی اور نیت سے قبل چہرہ کے دھوئے ہوئے جزء کا اعادہ واجب ہو گا، لہذا وجوب نیت جزء وجہ کے اول غسل میں قابل شمار ہونے کے لئے ہے اس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ نیت کا استصحاب وضوء کے آخر تک واجب نہیں ہے لیکن اس کا محل استصحاب ذکری لسانی میں ہے، بہر حال استصحاب حکمی اور وہ یہ ہے کہ نیت کو قطع نہ کرے اور نیت کے منافی کوئی چیز

نہ کرے جیسے ردت تو یہ واجب ہے جیسا کہ جانا گیا مذکورہ بالا عبارت سے، متوضی کے لئے وضوء کے اعضاء پر نیت کی تفریق جائز ہے (یعنی ہر عضوء کو دھوتے وقت نیت کرے تو یہ جائز ہے) اس کی صورت یہ ہے کہ ہر عضوء کے وقت اس سے رفع حدث کی نیت کرے جیسا کہ امام رافعیؒ نے اسکو ذکر کیا ہے، اس لئے کہ وضوء کے افعال کی تفریق جائز ہے اسی طرح وضوء کے افعال پر نیت کی تفریق جائز ہے، کیا نوم ممکن سے نیت منقطع ہوگی...؟... ۲ وجہ ہیں: ان میں اوجہ نہیں ہوگی، حدث اصغر پورے بدن میں حلول نہیں کرتا بلکہ خاص طور پر اعضاء وضوء میں جیسا کہ تحقیق اور مجموع میں اس کو صحیح قرار دیا ہے، قرآن کو چھونا بغیر طہارت کے جائز نہیں اسلئے کہ چھونے والے کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ کامل پاک ہو اور ہر عضوء کا حدث محض اس کے دھونے سے دور ہو جاتا ہے۔

(اور) (وضوء کے) فرائض میں سے دوسرا (فرض) پورے **(چہرہ)** کے ظاہر **(کو دھونا)** اللہ تعالیٰ کے فرمان کی بناء پر: "فاغسلوا الخ" "تو دھولو اپنے منہ کو، اور اجماع کی وجہ سے، غسل سے مراد: انغسال ہے (یعنی دھلنا) خواہ متوضی کے فعل سے ہو یا اس کے علاوہ سے، اور ایسا ہی حکم ہے تمام اعضاء میں۔

﴿حد الْوَجْه طولا وعرضا﴾

الْوَجْه وحد طولا مَا بَين منابت شعر رَأسه وَتَحت مُنْتَهى لحييْهِ وهما بِفَتْح اللَّام على الْمَشْهُور العظمان اللَّذَان تنْبت عَلَيْهِمَا الْأَسْنَان السُّفْلى وعرضا مَا بَين أُذُنَيْهِ لِأَن الْوَجْه مَا تقع بِهِ المواجهة وَهِي تقع بذلك وَخرج بِظَاهِرِهِ دَاخل الْأنف والفم وَالْعين فَإِنَّهُ لَا يجب غسل ذَلِك قطعا وَإِن انفتحا بِقطع جفن أَو شفة لِأَن ذَلِك فِي حكم الْبَاطِن وَلَا يشكل ذَلِك بِمَا لَو سلخ جلدَة الْوَجْه فَإِنَّهُ يجب غسل مَا ظهر مِنْهُ لِأَن هَذَا من مَحل مَا يجب غ{سله} فَكَانَ بَدَلا بِخِلَاف مَا ذكره فَإِنَّهُ لَيْسَ بَدَلا عَن شَيْء مَعَ أَنه يُمكن غسله قبل إِزَالَة مَا ذكر فَلَا يجب غسله بعد إِزَالَته وَهُوَ ظَاهر وَلَا يسن غسل دَاخل الْعين وَلَكِن يجب غسل ذَلِك إِن تنجس وَالْفرق غلظ النَّجَاسَة بِدَلِيل أَنَّهَا لَا تزَال عَن الشَّهِيد إِذا كَانَت من غير دم الشَّهَادَة أما مآق الْعين

فَيغسل بِلَا خلاف فَإِن كَانَ عَلَيْهِ مَا يمْنَع وُصُول المَاء إِلَى الْمحل الْوَاجِب كالرماص وَجَبت إِزَالَته وَغسل مَا تَحْتَهُ وبمنابت شعر رَأسه الأصلع وَهُوَ من انحسر الشّعْر عَن ناصيته فَإِنَّهُ لَا يلْزمه غسلهَا وَدخل مَوضِع الغمم فَإِنَّهُ من الْوَجْه لحُصُول المواجهة بِهِ وَهُوَ مَا ينْبت عَلَيْهِ الشّعْر من الْجَبْهَة والغمم أَن يسيل الشّعْر حَتَّى تضيق الْجَبْهَة والقفا. قال الشاعر:

ولا تنكحى ان فرق الدهر بيننا　　　اغم القفا والوجه ليس بانزعا

يُقَال رجل أغم وَامْرَأَة غماء وَالْعرب تذم بِهِ وتمدح بالنزع لِأَن الغمم يدل على البلادة والجبن وَالْبخل والنزع بضد ذَلِك.

تَنْبِيه مُنْتَهى اللحيين من الْوَجْه كَمَا تقرر وَأما مَوضِع التحذيف فَمن الرَّأْس لاتصال شعره بشعر الرَّأْس وَهُوَ مَا ينْبت عَلَيْهِ الشّعْر الْخَفِيف بَين ابْتِدَاء العذار والنزعة سمي بذلك لِأَن النِّسَاء والأشراف يحذفون الشّعْر عَنهُ ليتسع الْوَجْه وضابطه كَمَا قَالَ الإِمَام أَن يضع طرف خيط على رَأس الْأذن والطرف الثَّانِي على أَعلَى الْجَبْهَة ويفرض هَذَا الْخَيط مُسْتَقِيمًا فَمَا نزل عَنهُ إِلَى جَانب الْوَجْه فَهُوَ مَوضِع التحذيف وَمن الرَّأْس أَيْضا النزعتان وهما بياضان يكتنفان الناصية وَهُوَ مقدم الرَّأْس من أَعلَى الجبين والصدغان وهما فَوق الْأُذُنَيْنِ متصلان بالعذارين لدخولهما فِي تدوير الرَّأْس وَيسن غسل مَوضِع الصلع والتحذيف والنزعتين والصدغين مَعَ الْوَجْه للْخلاف فِي وُجُوبهَا فِي غسله وَيجب غسل جُزْء من الرَّأْس وَمن الْحلق وَمن تَحت الحنك وَمن الْأُذُنَيْنِ وَمن الْوَجْه الْبيَاض الَّذِي بَين العذار وَالْأُذن لدُخُوله فِي حَده وَمَا ظهر من حمرَة الشفتين وَمن الْأَنف بالجدع.

﴿باعتبار طول و عرض چہرہ کی حد﴾

چہرہ کی حد لمبائی میں سر کے بال کے اگنے کی جگہ سے لیکر دونوں جبڑوں کی آخری حد کے نیچے تک کا درمیانی حصہ ہے، لفظ لحییہ لام کے فتح کے ساتھ ہے، مشہور قول کے مطابق (اس کا معنی ہے) وہ دو ہڈیاں جن پر نیچے کے دانت اگتے ہیں، اور (چہرے کی حد) چوڑائی میں دونوں کانوں کا درمیانی حصہ ہے اس لئے کہ وجہ وہ حصہ ہے جس سے مواجہت

ہو (یعنی آمنے سامنے ہونا) اور مواجہت ذکر کئے ہوئے حصہ سے ہوتی ہے اور قید ظاہر سے ناک، منہ اور آنکھ کا اندرونی حصہ خارج ہو گیا لہذا اس کا دھونا قطعی طور پر واجب نہیں ہے اگرچہ وہ دونوں پلک یا ہونٹ کے کٹ جانے سے کھل گئے ہوں اس لئے کہ یہ اندرونی حصہ کے حکم میں ہے اور اس پر اشکال واعتراض نہ ہو اس مسئلہ سے کہ اگر چہرہ کی کھال اتار دے تو اس کا ظاہری حصہ دھونا واجب ہو گا اس لئے کہ یہ اس محل میں ہے جس کا دھونا واجب ہوتا ہے لہذا یہ (اس کا) بدل ہو گا، بر خلاف اس صورت کے جو ذکر کی گئی کہ وہ (یعنی داخل الانف والفم والعین) بدل نہیں ہے کسی چیز کا باوجود یہ کہ ذکر کئے ہوئے داخل حصہ کا دھونا انف، فم، اور عین کے ازالہ کے قبل ممکن ہوتا ہے لہذا اس کے ازالہ کے بعد اس کا دھونا واجب نہیں ہے اور یہ ظاہر ہے، آنکھ کے اندرونی حصہ کو دھونا سنت نہیں ہے لیکن اگر وہ حصہ ناپاک ہو جائے تو دھونا واجب ہے اور فرق نجاست کی سختی ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ نجاست شہید سے زائل کی جاتی ہے جب کہ وہ نجاست خون شہادت کے علاوہ ہو۔ بہر حال ناک سے ملا ہوا گوشۂ چشم اس کو دھویا جائے گا، اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے، اگر اس پر ایسی چیز ہو جو محل واجب تک پانی پہنچنے کے لئے مانع ہو جیسے گوشۂ چشم میں جمع ہونے والا میل تو اس کا ازالہ واجب ہو گا اور اس کے ماتحت حصہ کو دھونا، (واجب ہو گا) اور (وجہ کی تعریف میں) منابت شعر راسہ (کی قید) سے اصلع نکل گیا، اور اصلع اس شخص کو کہتے ہیں جس کے سر کے اگلے حصہ سے بال جھڑ گئے ہوں، ایسے شخص پر اس کا دھونا لازم نہیں ہے، اور (چہرہ میں) غمم کی جگہ داخل ہے اس لئے کہ محل غمم وجہ کا حصہ ہے اس سے مواجہت حاصل ہونے کی بناء پر، اور محل غمم پیشانی کا وہ حصہ ہے جس پر بال اگ آئے اور غمم یہ ہے کہ بال پھیل جائے یہاں تک کہ پیشانی اور گدی تنگ ہو جائے، شاعر نے کہا ہے: (محبوب اپنی محبوبہ سے خطاب کرتے ہوئے کہتا ہے یا شوہر اپنی زوجہ سے)

اے مخاطبہ: اگر زمانہ ہمارے درمیان تفریق کردے تو-تو گدی اور چہرہ پر گھنے بالوں والے شخص سے نکاح مت کر جو بغیر بالوں والی کنپٹیوں والا نہ ہو۔

کہا جاتا ہے رجل اغم یعنی گھنے بالوں والا آدمی اور امراۃ غماء یعنی گھنے بالوں والی عورت، اور عرب حضرات اس سے مذمت کرتے ہیں اور نزع سے مدح کرتے ہیں (نزع کا معنی ہے: کنپٹیوں پر سے گنجا ہونا) (مصباح اللغات) اس لئے کہ غمم دلالت کرتا ہے کند ذہنی، بزدلی اور بخل پر اور نزع اس کی ضد پر۔

تنبیہ: دونوں جبڑوں کی آخری حد چہرے میں سے ہے جیسا کہ ثابت ہو چکا، بہر حال تحذیف کی جگہ یہ سر کا حصہ ہے اس کے بال کا سر کے بال سے متصل ہونے کی بناء پر اور تحذیف وہ جگہ ہے جس پر ہلکے بال اگتے ہیں رخسار کے ابتدائی حصہ اور کنپٹی کے درمیان، اس نام (محل تحذیف) سے موسوم کیا گیا اس لئے کہ عورتیں اوراہل رتبہ اس جگہ سے بال نکال دیتے ہیں تا کہ چہرہ کشادہ ہو جائے، اور اس کا ضابطہ جیسا کہ امامؒ نے فرمایا: یہ ہے کہ دھاگے کی ایک جانب کو کان کے بالائی حصہ پر رکھے اور دوسری جانب کو پیشانی کے اعلی حصہ پر اور اس دھاگے کو سیدھا فرض کیا جائے پھر جو حصہ اس سے نیچے چہرہ کی جانب ہو وہ موضع تحذیف ہے، اور نیز بالوں سے خالی کنپٹیاں سر کا حصہ ہے اور "نزعتان" وہ بالوں سے خالی حصے ہیں جو ناصیہ کے دونوں جانب ہوتے ہیں اور ناصیہ سر کا اگلا حصہ ہے درانحالیکہ وہ پیشانی کے اعلی میں ہے اور دونوں کنپٹیاں (یہ بھی سر کا حصہ ہے) یہ دونوں کانوں کے اوپر ہیں، دونوں عذارین سے متصل ہیں ان کے سر کی گولائی میں داخل ہونے کی بناء پر (عذار رخسار کے برابر کے حصہ کو کہتے ہیں، خود رخسار کو نہیں اور رخسار پر مجازا بولا جاتا ہے) صلع، تحذیف، نزعتین اور صدغین کی جگہ کو دھونا چہرے کے ساتھ سنت ہے، ان کے (دھونے کے) وجوب میں اختلاف ہونے کی وجہ سے غسل وجہ میں، اور واجب ہے سر، حلق، تھوڑی کے نیچے کے اور دونوں کانوں کے کچھ حصہ کا دھونا اور

چہرے کا حصہ ہے بغیر بال والی جلد جو رخسار اور کان کے درمیان ہے اس کے چہرے کی حد میں داخل ہونے کی بناء پر، اور دونوں ہونٹوں کی سرخی کا اور ناک کا جو حصہ ظاہر ہو کٹ جانے سے (وہ چہرے میں داخل ہیں)

﴿الْكَلَام على شُعُور الْوَجْه﴾

وَيجب غسل كل هدب وَهُوَ الشّعْر النَّابِت على أجفان الْعين وحاجب وَهُوَ الشّعْر النَّابِت على أَعلَى الْعين سمي بذلك لِأَنَّهُ يحجب عَن الْعين شُعَاع الشَّمْس وعذار وَهُوَ الشّعْر النَّابِت المحاذي للأذن بَين الصدغ والعارض وشارب وَهُوَ الشّعْر النَّابِت على الشّفة الْعليا سمي بذلك لملاقاته فم الْإِنْسَان عِنْد الشّرْب وَشعر نابت على الخد وعنفقة وَهُوَ الشّعْر النَّابِت على الشّفة السُّفْلى أَي يجب غسل ذَلِك ظَاهرا وَبَاطنا وَإِن كثف الشّعْر لِأَن كثافته نادرة فَأُلْحق بالغالب واللحية من الرجل وَهِي بِكَسْر اللَّام الشّعْر النَّابِت على الذقن خَاصَّة وَهِي مَجْمُوع اللحيين إِن خفت وَجب غسل ظَاهرهَا وباطنها وَإِن كثفت وَجب غسل ظَاهرهَا وَلَا يجب غسل بَاطِنهَا لعسر إِيصَال المَاء إِلَيْهِ مَعَ الكثافة غير النادرة وَلما روى البُخَارِيّ أَنه صلى الله عَلَيْهِ وَسلم تَوَضَّأ فغرف غرفَة غسل بهَا وَجهه. وَكَانَت لحيته الْكَرِيمَة كثيفة وبالغرفة الْوَاحِدَة لَا يصل المَاء إِلَى ذَلِك غَالِبا فَإِن خف بَعْضهَا وكثف بَعْضهَا وتميز فَلِكُل حكمه فَإِن لم يتَمَيَّز بِأَن كَانَ الكثيف مُتَفَرقًا بَين أثْنَاء الْخَفِيف وَجب غسل الْكل كَمَا قَالَه الْمَاوَرْدِيّ لِأَن إِفْرَاد الكثيف بِالْغسْلِ يشق وإمرار المَاء على الْخَفِيف لَا يجزىء وَهَذَا هُوَ الْمُعْتَمد وَإِن قَالَ فِي الْمَجْمُوع مَا قَالَه الْمَاوَرْدِيّ خلاف مَا قَالَه الْأَصْحَاب وَالشعر الكثيف مَا يستر الْبشرَة عَن الْمُخَاطب بِخِلَاف الْخَفِيف والعارضان وهما المنحطان عَن الْقدر المحاذي للأذن كاللحية فِي جَمِيع مَا ذكر وَخرج بِالرجلِ الْمَرْأَة فَيجب غسل ذَلِك مِنْهَا ظَاهرا وَبَاطنا وَإِن كثف لندرة كثافتها وَمثلهَا الْخُنْثَى وَيجب غسل سلْعَة نبتت فِي الْوَجْه وَإِن خرجت عَن حَده لحُصُول المواجهة بهَا.

وَاعْلَم أَن التَّفْصِيل الْمَذْكُور فِي شُعُور الْوَجْه إِذا كَانَ فِي حَده أما الْخَارِج عَنهُ فَيجب غسل ظَاهرهَا وباطنها مُطلقًا إِن خفت كَمَا فِي الْعباب وظاهرها فَقَط

مُطلقًا إِن كشفت كَمَا فِي الرَّوْضَة وَبَعْضهمْ قرر فِي هَذِه الشُّعُور خلاف ذَلِك فاحذره.

تَنْبِيه: من لَهُ وَجْهَان وَكَانَ الثَّانِي مسامتا للأولِ وَجب عَلَيْهِ غسلهمَا كاليدين على عُضْو وَاحِد أَو رأسان كفى مسح بعض أَحدهمَا وَالْفرق أَن الْوَاجِب فِي الْوَجْه غسل جَمِيعه فَيجب غسل جَمِيع مَا يُسمى وَجها وَفِي الرَّأْس مسح بعض مَا يُسمى رَأْسا وَذَلِكَ يحصل بِبَعْض أَحدهمَا ذكره فِي الْمَجْمُوع.

(و) الثَّالِث من الْفُرُوض (**غسل**) جَمِيع (**الْيَدَيْنِ**) من كفيه وذراعيه (**إِلَى**) أَي مَعَ (**الْمرْفقين**) أَو قدرهما إِن فقدا رَوَاهُ مُسلم عَن أبي هُرَيْرَة فِي صفة وضوء رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم أَنه تَوَضَّأ فَغسل وَجهه فأسبغ الْوضُوء ثمَّ غسل يَده الْيُمْنَى حَتَّى أشرع فِي الْعَضُد ثمَّ الْيُسْرَى حَتَّى أشرع فِي الْعَضُد إِلَى آخِره وللاجماع وَلقَوْله تَعَالَى {وَأَيْدِيكُمْ إِلَى الْمرَافِق} [المائدة:٦] وَإِلَى بِمَعْنى مَعَ كَمَا فِي قَوْله تَعَالَى {من أَنْصَارِي إِلَى الله} [الصف:١٤] أَي مَعَ الله وَقَوله تَعَالَى {ويزدكم قُوَّة إِلَى قوتكم} [الهود:٥٢] فَإِن قطع بعض مَا يجب غسله من الْيَدَيْنِ وَجب غسل مَا بَقِي مِنْهُ لِأَن الميسور لَا يسْقط بالمعسور وَلقَوْله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم إِذا أَمرتكُم بِأَمْر فَأتوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُم. أَو قطع من مرفقيه بِأَن سل عظم الذِّرَاع وَبَقِي العظمان المسميان بِرَأْس الْعَضُد فَيجب غسل رَأس عظم الْعَضُد لِأَنَّهُ من الْمرْفق أَو قطع من فَوق الْمرْفق ندب غسل بَاقِي عضده كَمَا لَو كَانَ سليم الْيَد وَإِن قطع من مَنْكِبه ندب غسل مَحل الْقطع بِالْمَاءِ كَمَا نَص عَلَيْهِ وَيجب غسل شعر الْيَدَيْنِ ظَاهرا وَبَاطنا وَإِن كثف لندرته وَغسل ظفر وَإِن طَال وَغسل بَاطِن ثقب وشقوق فيهمَا إِن لم يكن لَهُ غور فِي اللَّحْم وَإِلَّا وَجب غسل مَا ظهر مِنْهُ فَقَط وَيجْرِي هَذَا فِي سَائِر الْأَعْضَاء كَمَا يَقْتَضِيهِ كَلَام الْمَجْمُوع فِي بَاب صفة الْغسْل وَغسل يَد زَائِدَة إِن نبتت بِمحل الْفَرْض وَلَو من الْمرْفق كأصبع زَائِدَة وسلعة سَوَاء جَاوَزت الْأَصْلِيَّة أم لَا وَإِن نبتت بِغَيْر مَحل الْفَرْض وَجب غسل مَا حَاذَى مِنْهَا مَحَله لوُقُوع اسْم الْيَد عَلَيْهِ مَعَ محاذاته لمحل الْفَرْض بِخِلَاف مَا لم يحاذه فَإِن لم تتَمَيَّز الزَّائِدَة عَن الْأَصْلِيَّة بِأَن كَانَتَا أصليتين أَو إِحْدَاهمَا زَائِدَة وَلم تتَمَيَّز بِنَحْوِ فحش قصر وَنقص أَصَابِع وَضعف بَطش غسلهمَا وجوبا سَوَاء أخرجتا من الْمنْكب أم من غَيره ليتَحَقَّق إتْيَان الْفَرْض بِخِلَاف

نَظِيره فى السّرقَة تقطع إِحْدَاهمَا فَقَط كَمَا سَيأْتِي إِن شَاءَ الله تَعَالَى فِي بَابهَا لِأَن الْوضُوء مبناه على الِاحْتِيَاط لِأَنَّهُ عبَادَة وَالْحَد مبناه على الدرء لِأَنَّهُ عُقُوبَة وتجري هَذِه الْأَحْكَام فِي الرجلَيْن وَإِن تدلت جلدَة الْعَضُد مِنْهُ لم يجب غسل شَيْء مِنْهَا لَا المحاذي وَلَا غَيره لِأَن اسْم الْيَد لَا يَقع عَلَيْهَا مَعَ خُرُوجهَا عَن مَحل الْفَرْض أَو تقلصت جلدَة الذِّرَاع مِنْهُ وَجب غسلهَا لِأَنَّهَا مِنْهُ وَإِن تدلت جلدَة أَحدهمَا من الآخر بِأَن تقلعت من أَحدهمَا وبلغ التقلع إِلَى الآخر ثمَّ تدلت مِنْهُ فَالِاعْتِبَار بِمَا انْتهى إِلَيْهِ تقلعها لَا بِمَا مِنْهُ تقلعها فَيجب غسلهَا فِيمَا إِذا بلغ تقلعها من الْعَضُد إِلَى الذِّرَاع دون مَا إِذا بلغ من الذِّرَاع إِلَى الْعَضُد لِأَنَّهَا صَارَت جُزْءا من مَحل الْفَرْض فِي الأول دون الثَّانِي وَلَو التصقت بعد تقلعها من أَحدهمَا بِالْآخرِ وَجب غسل محاذي الْفَرْض مِنْهَا دون غَيره ثمَّ إِن تجافت عَنهُ وَجب غسل مَا تحتهَا أَيْضا لندرته وَإِن سترته اكْتفى بِغسْل ظَاهرهَا وَلَا يجب فتقها فَلَو غسله ثمَّ زَالَت عَنهُ لزمَه غسل مَا ظهر من تحتهَا لِأَن الِاقْتِصَار على ظَاهرهَا كَانَ للضَّرُورَة وَقد زَالَت وَلَو تَوَضَّأ فَقطعت يَده أَو تثقبت لم يجب غسل مَا ظهر إِلَّا لحَدث فَيجب غسله كَالظَّاهِرِ أَصَالَة وَلَو عجز عَن الْوضُوء لقطع يَده مثلا وَجب عَلَيْهِ أَن يحصل من يوضئه وَلَو بِأُجْرَة مثل وَالنِّيَّة من الآذِن فَإِن تعذر عَلَيْهِ ذَلِك تيَمّم وَصلى وَعَاد لندرة ذَلِك.

(و) الرَّابِع من الْفُرُوض (**مسح بعض الرَّأْس**) بِمَا يُسمى مسحا وَلَو لبَعض بشرة رَأسه أَو بعض شَعْرَة وَلَو وَاحِدَة أَو بَعْضهَا فِي حد الرَّأْس بِأَن لَا يخرج بِالْمدِّ عَنهُ من جِهَة نُزُوله فَلَو خرج بِهِ عَنهُ مِنْهَا لم يكف حَتَّى لَو كَانَ متجعدا بِحَيْثُ لَو مد لخرج عَن الرَّأْس لم يكف الْمسْح عَلَيْهِ قَالَ تَعَالَى {وامسحوا برؤوسكم} [المائدة:٦]

وروى مُسلم أَنه صلى الله عَلَيْهِ وَسلم مسح بناصيته وعَلى عمَامَته. وَاكْتفى بمسح الْبَعْض فِيمَا ذكر لِأَنَّهُ الْمَفْهُوم من الْمسْح عِنْد إِطْلَاقه وَلم يقل أحد بِوُجُوب خُصُوص الناصية وَهِي الشّعْر الَّذِي بَين النزعتين وَالِاكْتفاء بهَا يمْنَع وجوب الِاسْتِيعَاب وَيمْنَع وجوب التَّقْدِير بِالربعِ أَو أَكثر لِأَنَّهَا دونه وَالْبَاء إِذا دخلت على مُتَعَدد كَمَا فِي الْآيَة تكون للتَّبْعِيض أَو على غَيره كَمَا فِي قَوْله تَعَالَى {وليطوفوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيق} [الحج:٢٩] تكون للإلصاق.

فَإِن قيل: لَو غسل بشرة الْوَجْه وَترك الشّعْر أَو عَكسه لم يجزه فَهَلا كَانَ هُنَا كَذَلِك؟

أُجِيب: بِأَن كلا من الشّعْر والبشرة يصدق عَلَيْهِ مُسَمّى الرَّأْس عرفا إِذْ الرَّأْس اسْم لما رُؤس وَعلا وَالْوَجْه مَا تقع بِهِ المواجهة وَهِي تقع على الشّعْر والبشرة مَعًا

فَإِن قيل: هلا اكْتفى بِالْمَسْحِ على النَّازِل عَن حد الرَّأْس كَمَا اكْتفى بذلك للتقصير فِي النّسك؟

أُجِيب: بِأَن الماسح عَلَيْهِ غير ماسح على الرَّأْس والمأمور بِهِ فِي التَّقْصِير إِنَّمَا هُوَ شعر الرَّأْس وَهُوَ صَادِق بالنازل،

وَيَكْفِي غسل بعض الرَّأْس لِأَنَّهُ مسح وَزِيَادَة وَوضع الْيَد عَلَيْهِ بِلَا مد لحُصُول الْمَقْصُود من وُصُول البلل إِلَيْهِ وَلَو قطر المَاء على رَأسه أَو تعرض للمطر وَإِن لم ينْو الْمسْح أَجزَأَهُ لما مر ويجزىء مسح بِبرد وثلج لَا يذوبان لما ذكر وَلَو حلق رَأسه بعد مَسحه لم يعد الْمسْح لما مر فِي قطع الْيَد.

(و) الْخَامِس من الْفُرُوض (غسل) جَمِيع (الرجلَيْن) بِإِجْمَاع من يعْتد بإجماعه (مَعَ الْكَعْبَيْنِ) من كل رجل أَو قدرهما إِن فقدا كَمَا مر فِي الْمرْفقين وهما العظمان الناتئان من الْجَانِبَيْنِ عِنْد مفصل السَّاق والقدم فَفِي كل رجل كعبان لما روى النُّعْمَان بن بشير أَنه صلى الله عَلَيْهِ وَسلم قَالَ أقِيمُوا صفوفكم. فَرَأَيْت الرجل منا يلصق مَنْكِبه بمنكب صَاحبه وكعبه بكعبه رَوَاهُ البُخَارِيّ قَالَ تَعَالَى {وأرجلكم إِلَى الْكَعْبَيْنِ} [المائدة:٦] قرىء فِي السَّبع بالنّصب والجر عطفا على الْوُجُوه لفظا فِي الأول وَمعنى فِي الثَّانِي لجره على الْجوَار وَدلّ على دُخُول الْكَعْبَيْنِ فِي الْغسْل مَا دلّ على دُخُول الْمرْفقين فِيهِ وَقد مر.

تَنْبِيه: مَا أطلقهُ الْأَصْحَاب هُنَا من أَن غسل الرجلَيْن فرض مَحْمُول كَمَا قَالَ له الرَّافِعِيّ على غير لابس الْخُف أَو على أَن الأَصْل الْغسْل وَالْمسح بدل عَنهُ وَيجب إِزَالَة مَا فِي شقوق الرجلَيْن من عين كشمع وحناء وَقَالَ الْجُوَيْنِيّ إِن لم يصل إِلَى اللَّحْم وَيحمل على مَا إِذا كَانَ فِي اللَّحْم غور أخذا مِمَّا مر عَن الْمَجْمُوع وَلَا أثر لدهن ذائب ولون نَحْو حناء وَيجب إِزَالَة مَا تَحت الْأَظْفَار من وسخ يمْنَع وُصُول

المَاءِ وَلَو قطع بعض الْقدَم وَجب غسل الْبَاقِي وَإِن قطع فَوق الكعب فَلَا فرض عَلَيْهِ وَيسن غسل الْبَاقِي كَمَا مر فِي الْيَدَيْنِ.

(و) السَّادِس من الْفُرُوض (التَّرْتِيب على) حكم (مَا ذكرْنَاهُ) من الْبدَاءَة بِغسْل الْوَجْه مَقْرُونا بِالنِّيَّةِ ثمَّ الْيَدَيْنِ ثمَّ مسح الرَّأْس ثمَّ غسل الرجلَيْن لفعله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم الْمُبين للْوُضُوء الْمَأْمُور بِهِ رَوَاهُ مُسلم وَغَيره وَلقَوْله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم فِي حجَّة الْوَدَاع ابدأوا بِمَا بَدَأَ الله بِهِ رَوَاهُ النَّسَائِيّ بِإِسْنَاد صَحِيح وَالْعبْرَة بِعُمُوم اللَّفْظ لَا بِخُصُوص السَّبَب وَلِأَنَّهُ تَعَالَى ذكر ممسوحا بَين مغسولات وتفريق المتجانس لَا ترتكبه الْعَرَب إِلَّا لفائدة وَهِي هُنَا وجوب التَّرْتِيب لَا ندبه بِقَرِينَة الْأَمر فِي الْخَبَر وَلِأَن الْآيَة بَيَان للْوُضُوء الْوَاجِب فَلَو اسْتَعَان بأَرْبعَة غسلوا أعضاءه دفْعَة وَاحِدَة وَنوى حصل لَهُ غسل الْوَجْه فَقَط وَلَو اغْتسل مُحدث حَدثا أَصْغَر بنية رفع الْحَدث أَو نَحوه وَلَو مُتَعَمدا أَو بنية رفع الْجَنَابَة غالطا صَحَّ وَإِن لم يمْكث قدر التَّرْتِيب لِأَنَّهُ يَكْفِي لرفع أَعلَى الحدثين فللأصغر أولى ولتقدير التَّرْتِيب فِي لحظات لَطِيفَة وَلَو أحدث وأجنب أَجزَأَهُ الْغسْل عَنْهُمَا لاندراج الْأَصْغَر وَإِن لم ينوه فِي الْأَكْبَر فَلَو اغْتسل إِلَّا رجلَيْهِ أَو إِلَّا يَدَيْهِ مثلا ثمَّ أحدث ثمَّ غسلهمَا عَن الْجَنَابَة وَتَوَضَّأ وَلم يجب إِعَادَة غسلهمَا لارْتفَاع حَدثهمَا بغسلهما عَن الْجَنَابَة وَهَذَا وضوء خَال عَن غسل الرجلَيْن أَو الْيَدَيْنِ وهما مكشوفتان بِلَا عِلّة قَالَ ابْن الْقَاص وَعَن التَّرْتِيب وغلطه الْأَصْحَاب بِأَنَّهُ غير خَال عَنهُ بل وضوء لم يجب فِيهِ غسل الرجلَيْن أَو الْيَدَيْنِ قَالَ فِي الْمَجْمُوع وَهُوَ إِنْكَار صَحِيح وَلَو غسل بدنه إِلَّا أَعْضَاء الْوضُوء ثمَّ أحدث لم يجب ترتيبها وَلَو شكّ فِي تَطْهِير عُضْو قبل فرَاغ طهره أَتَى بِهِ وَمَا بعده أَو بعد الْفَرَاغ لم يُؤثر.

﴿چہرہ کے بالوں پر کلام﴾

ہر ہدب کو دھونا واجب ہے، اور ہدب آنکھ کی پلکوں پر اگنے والے بال کو کہتے ہیں اور حاجب کو، اور حاجب آنکھ کے بالائی حصہ پر اگنے والے بال کو کہتے ہیں، ان بالوں کا نام حجب رکھا گیا اس لئے کہ یہ آنکھ پر سورج کی روشنی آنے سے روک دیتا ہے، اور عذار کو، اور عذار کان کے مقابل کنپٹی اور رخسار کے درمیان اگنے والے بال کو کہتے ہیں اور شارب

(مونچھ) کو اور شارب اوپر والے ہونٹ پر اگنے والے بال کو کہتے ہیں، اس لفظ سے موسوم کیا گیا پیتے وقت انسان کے منہ سے اس کے ملنے کی بناء پر (تو مجازاً اس کو شارب کہہ دیا گیا) اور رخسار پر اگنے والے بال کو اور عنفقۃ (ریش بچہ) کو اور عنفقہ نچلے ہونٹ پر اگنے والے بال کو کہتے ہیں، یعنی واجب ہے ان تمام کو ظاہراً اور باطناً دھونا اگرچہ بال (ہر ایک کے) گھنے ہوں اس لئے کہ اس کا گھنا ہونا نادر ہے، لہذا غالب (یعنی شعر خفیف) کے ساتھ لاحق کیا گیا۔ مرد کی داڑھی، لفظ لحیہ لام کے کسرہ کے ساتھ ہے، یہ خاص طور پر تھوڑی پر اگنے والا بال ہے اور یہ دونوں جبڑوں کے مجمع (ملنے کی جگہ) کا نام ہے، اگر خفیف ہو تو اس کے ظاہر اور باطن کو دھونا واجب ہو گا اور اگر گھنی ہو تو اس کے ظاہر کو دھونا واجب ہے، باطن کو دھونا واجب نہیں ہے، اس تک پانی پہنچانے کے دشوار ہونے کی بناء پر باوجود یہ کہ کثافت غیر نادر ہے اور اس کی بناء پر جو بخاریؒ نے روایت بیان کی ہے کہ "**انه صلى الله عليه و سلم** الخ" آپ ﷺ نے وضوء فرمایا پھر آپ ﷺ نے چلو بھر پانی لیا جس سے اپنا چہرہ دھویا، حالانکہ آپ ﷺ کی داڑھی مبارک گھنی تھی اور غالب یہ ہے کہ ایک چلو سے اس تک پانی نہیں پہنچتا۔ (آپ ﷺ کی داڑھی مبارک کے بال کی تعداد انبیاءؑ کی تعداد کے مقدار تھی: ایک لاکھ چوبیس ہزار یا دو لاکھ چوبیس ہزار۔ (**قوله: و كانت لحية الخ**)(**وعدد شعرها عدد الانبياء مائة الف و اربعة وعشرون الفا او مائتا الف و اربعة و عشرون الفا**)(حاشیۂ اقناع: ۱/۳۸) اگر داڑھی کا بعض حصہ خفیف ہو اور بعض کثیف ہو اور (ہر ایک) جدا ہو تو ہر ایک کے لئے اس کا حکم ہو گا (یعنی کثیف کے لئے کثیف کا اور خفیف کے لئے خفیف کا) اور اگر جدا نہ ہو اس طرح ہو کہ کثیف حصہ خفیف حصہ کے درمیان متفرق (مختلف جگہوں پر) ہو تو پوری داڑھی دھونا واجب ہے جیسا کہ اس کو ماوردیؒ نے کہا ہے، اس لئے کہ تنہا کثیف حصہ دھونے میں دشواری ہے، اور خفیف حصہ پر پانی کا بہانا کافی نہیں اور یہی قول معتمد ہے، اگرچہ مجموع میں کہا ہے کہ ماوردیؒ نے جس کو بیان کیا ہے وہ

اصحاب کی بیان کردہ بات کے خلاف ہے اور شعر کثیف (بالوں کا گھنا ہونا کہتے ہیں) جو مخاطب سے چمڑی کو چھپالے بر خلاف خفیف کے، اور عارضان یہ دونوں کان کے مقابل مقدار سے نیچے کا حصہ ہے، لحیہ کے مانند ہے ان تمام باتوں میں جو ذکر کی گئیں۔ اور رجل کی قید سے عورت نکل گئی لہذا اس کے لئے داڑھی کے ظاہر اور باطن کو دھونا واجب ہے اگر چہ گھنی ہو اس کی کثافت نادر ہونے کی بناء پر، اور عورت کی طرح حکم ہے خنثی کا، اور چہرے پر ابھرا ہوا زائد گوشت (کھال میں ابھری ہوئی گوشت کی گرہ) کو دھونا واجب ہے اگر چہ وہ چہرے کی حد سے خارج ہو اس سے مواجہت کے حاصل ہونے کی بناء پر۔

اور جان لے! کہ چہرے کے تمام بالوں میں مذکورہ تفصیل اس صورت میں ہے جب کہ وہ چہرے کی حد میں ہوں، بہر حال چہرے کی حد سے خارج ہوں تو مطلقاً ان کے ظاہر اور باطن کو دھونا واجب ہے اگر خفیف ہوں جیسا کہ عباب میں ہے اور مطلقاً صرف ان کے ظاہر کو (دھونا واجب ہے) اگر کثیف ہوں جیسا کہ روضہ میں ہے، اور بعض حضرات نے ان بالوں کے بارے میں اس کے خلاف ثابت کیا ہے اس سے پرہیز کرو۔

تنبیہ: کسی شخص کو دو چہرے ہوں اور دوسرا پہلے کے مقابل ہو تو اس پر ان دونوں کو دھونا واجب ہے، جیسے ایک ہی عضو پر دو ہاتھ ہوں یا دو سر ہوں تو ان دونوں میں سے کسی ایک کے بعض کا مسح کافی ہو گا۔ اور فرق یہ ہے کہ چہرے میں واجب اس کے پورے حصہ کو دھونا ہے لہذا واجب ہوتا ہے اس پورے حصہ کو دھونا جس کو چہرہ کہا جاتا ہے اور سر میں اس بعض حصہ کا مسح کرنا ہے جس کو سر کہا جاتا ہے اور یہ حاصل ہوتا ہے ان دونوں میں سے کسی ایک کے بعض (حصہ کا مسح کرنے) سے، اس کو ذکر کیا ہے مجموع میں۔

(اور) (وضو کے) فرائض میں سے تیسرا (فرض) مکمل **(دونوں ہاتھوں کو دھونا)** اپنی دونوں ہتھیلیوں اور کلائیوں سے **(دونوں کہنیوں تک)** (یعنی کہنیاں سمیت) یا ان

دونوں کی مقدار اگر وہ دونوں مفقود ہوں، اس حدیث کی وجہ سے جس کو امام مسلمؒ نے بیان کیا ہے حضرت ابوہریرۃؓ کے حوالہ سے آپ ﷺ کے طریقۂ وضوء کے بارے میں کہ آپ ﷺ نے وضوء فرمایا تو اپنا چہرہ دھویا پھر آپ ﷺ نے اچھی طرح دھویا پھر آپ ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ دھویا حتی کہ آپ ﷺ نے بازو کے اول حصہ کو دھویا پھر بایاں ہاتھ (دھویا) حتی کہ آپ ﷺ نے بازو کے اول حصہ کو دھویا، اس کے آخر تک۔ اور اجماع کی وجہ سے اور اللہ تعالیٰ کے فرمان کی بناء پر کہ: "وایدیکم الخ" سورۂ مائدہ: ۶۔ اور اپنے ہاتھوں کو بھی کہنیوں سمیت (ترجمۂ قرآن) اور الی مع کے معنی میں ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے قول میں: "من الخ" سورۂ صف: ۱۴۔ کون ہے کہ مدد کرے میری اللہ کے ساتھ (ترجمۂ قرآن) یعنی مع اللہ، اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "ویزدکم الخ" ھود: ۵۲۔ اور تم کو مزید قوت دے گا موجودہ قوت کے ساتھ۔ دونوں ہاتھوں میں سے جس حصہ کا دھونا واجب ہوتا ہے اس کا بعض حصہ اگر کٹ جائے تو اس کا باقی حصہ دھونا واجب ہوگا اس لئے کہ (فقہی قاعدہ ہے) میسور معسور سے ساقط نہیں ہوتا (یعنی فرض کی مقدار سے کچھ حصہ قطع ہو تو بقیہ فرض حصہ کا دھونا ساقط نہیں ہوتا) اور آپ ﷺ کے فرمان کی بناء پر "اذا الخ" جب میں تم کو کسی چیز کا حکم دوں تو اس میں جتنا کر سکو کرو، یا اس کی دونوں کہنیاں کٹ جائے اس طور پر کہ کہنی کی ہڈی نکل جائے اور وہ دو ہڈیاں باقی رہ جائیں جنہیں بازو کا سرا کہا جاتا ہے تو بازو کی ہڈی کے سرے کو دھونا واجب ہوگا اس لئے کہ یہ کہنی کا حصہ ہے یا کہنی کے اوپر سے کاٹا جائے تو اپنے بازو کے باقی حصہ کو دھونا مستحب ہوگا جیسا کہ اگر کوئی صحیح سالم ہاتھ والا ہو، اور اگر اس کے کندھے سے کاٹا جائے تو جائے قطع کو پانی سے دھونا مستحب ہوگا جیسا کہ اس پر نص ہے، اور واجب ہے دونوں ہاتھوں کے بال کا ظاہراً اور باطناً دھونا اگرچہ گھنے ہوں اس کے نادر ہونے کی بناء پر اور (واجب ہے) ناخن کو دھونا اگرچہ لمبا ہو، اور دونوں ہاتھوں کے سوراخ اور شگافوں کے اندرون کو دھونا اگر ان کی گہرائی گوشت

میں نہ ہو ورنہ صرف ان کے ظاہر کو دھونا واجب ہو گا، اور یہ حکم تمام اعضاء میں جاری ہو گا جیسا کہ مجموع کا کلام اس کا تقاضا کرتا ہے طریقۂ غسل کے باب میں، اور زائد ہاتھ کو دھونا اگر محل فرض میں اگا ہو اگرچہ کہنی سے جیسے زائد انگلی اور سلعہ کو (دھونا واجب ہے، سلعہ کا معنی اوپر مذکور رہے) خواہ اصلی سے تجاوز کیا ہو یا نہ کیا ہو اور اگر محل فرض کے علاوہ میں اگے تو اس کے اس حصہ کو دھونا واجب ہو گا جو حصہ محل فرض کے مقابل ہو، اس پر اسم ید کے وقوع کی بناء پر محل فرض کے مقابل ہونے کے ساتھ بر خلاف اس حصہ کے جو محل فرض کے مقابل نہ ہو، اگر زائد اصلی سے متمیز نہ ہو (یعنی زائد اور اصلی میں فرق نہ ہو) یعنی یہ کہ وہ دونوں اصلی ہوں یا ان دونوں میں سے ایک زائد ہو اور متمیز نہ ہو (یعنی دونوں میں فرق نہ ہو) انتہائی چھوٹا ہونے، انگلیوں کا کم ہونے اور قوت گرفت کے کمزور ہونے کے ذریعہ تو ان دونوں کو دھوئے وجوبی طور پر (یعنی دونوں کا دھونا واجب ہے) خواہ وہ دونوں کندھے سے نکلے ہوں یا اس کے علاوہ سے تاکہ فرض کی ادائیگی یقینی ہو جائے بر خلاف اس کی نظیر کے یعنی سرقہ کہ اس میں صرف دو میں سے ایک ہاتھ کاٹا جائے گا جیسا کہ عنقریب آئے گا ان شاء اللہ تعالیٰ اس کے باب میں اس لئے کہ وضوء کی بنیاد احتیاط پر ہے چونکہ وضوء عبادت ہے اور حد اس کی بنیاد رفع و دفع کرنے پر ہے اس لئے کہ یہ سزا ہے، اور دونوں پیروں میں یہی احکام جاری ہوں گے۔ اگر بازو کی جلد لٹک جائے تو اس کا کچھ بھی حصہ دھونا واجب نہ ہو گا نہ مقابل کا اور نہ اس کے علاوہ کا اسلئے کہ اسم ید اس پر واقع نہیں ہوتا محل فرض سے اس کے خروج کے ساتھ، یا ذراع کی جلد اس سے سکڑ جائے (سمٹ جائے) تو اس کو دھونا واجب ہو گا اس لئے کہ وہ جلد ذراع کا حصہ ہے، اور اگر ان دونوں (بازو اور ذراع) میں سے کسی ایک کی جلد دوسرے سے لٹک جائے اس طرح کہ ان دونوں میں سے کسی ایک سے جلد ہٹے اور یہ ہٹنا دوسرے تک پہنچ جائے پھر وہ اس سے لٹک جائے تو اعتبار اس عضو کا ہو گا جلد ہٹ کر جہاں پہنچی ہے نہ کہ اس عضو کا جہاں سے جلد ہٹی ہے

لہذا اس کا دھونا واجب ہو گا اس صورت میں جبکہ جلد کا ٹنا بازو سے ذراع تک پہنچا ہو نہ کہ اس صورت میں جبکہ ذراع سے بازو تک پہنچا ہو (یعنی بازو سے ہٹ کر جو جلد ذراع میں آ گئی اس کا دھونا واجب ہو گا اور ذراع سے ہٹ کر بازو میں آنے والی جلد کا دھونا واجب نہ ہو گا) اس لئے کہ وہ جلد محل فرض کا جزء بن گئی پہلی صورت میں نہ کہ دوسری صورت میں، اور اگر ان دونوں میں سے کسی ایک سے جلد ہٹنے کے بعد دوسرے سے چپک جائے تو اس میں سے محل فرض کے مقابل حصہ کو دھونا واجب ہو گا نہ کہ غیر مقابل کو، پھر اگر وہ جلد اس سے جدا ہو جائے تو اس کے ماتحت حصہ کو بھی دھونا واجب ہو گا اس کے نادر ہونے کی بناء پر اور اگر وہ جلد ماتحت حصہ کو چھپا دے تو اس کے ظاہر کو دھونا کافی ہو گا اس کو چیرنا واجب نہ ہو گا، اگر جلد کے ظاہر کو دھوئے پھر وہ جلد اس عضو سے جدا ہو جائے تو اس پر لازم ہو گا اس کے ماتحت اس حصہ کو دھونا جو ظاہر ہو اس لئے کہ اس کے ظاہر پر اقتصار ضرورت کی بناء پر تھا اور اب وہ ضرورت زائل ہو گئی، اگر کوئی وضوء کرے پھر اس کا ہاتھ کاٹا جائے یا سوراخ ہو جائے تو ظاہر ہونے والے حصہ کا دھونا واجب نہیں ہے مگر حدث کی وجہ سے (کہ حدث ہو تو) ماظہر کا دھونا واجب ہو گا جیسے اصلا جو ظاہر ہے اس کا دھونا لازم ہوتا ہے، اگر کوئی مثلا ہاتھ کٹ جانے کی بناء پر وضوء سے عاجز ہو تو اس پر واجب ہے کہ وہ ایسے شخص کو حاصل کرے جو اسے وضوء کرائے اگرچہ اجرت مثل سے (جو اس کے دین اور اس کے اور اس کے ممون کے رات دن کے خرچ سے زائد ہو) (عجز کی صورت میں دوسرا وضوء کرا رہا ہے تو نیت کس کی معتبر ہو گی اس کو ذکر کر رہے ہیں) اور آذن کی نیت کا اعتبار ہو گا اگر اجرت مثل دینا اس پر دشوار ہو تو وہ تیمم کرے اور نماز پڑھے اور اس نماز کا اعادہ کرے اس کے نادر ہونے کی بناء پر۔

(اور) (وضوء کے) فرائض میں سے چوتھا (فرض) **(سر کے بعض حصہ کا مسح کرنا)** اس طرح کہ جس کو مسح کہا جائے اگرچہ اپنے سر کی بعض چمڑی کا یا بعض بالوں کا

اگر چہ ایک بال کا یا سر کی حد کے بعض بال کا اس طور پر کہ دراز کرنے سے وہ سر کی حد سے باہر نہ نکلے اس کے نزول کی جانب سے اگر دراز کرنے سے وہ سر کی حد سے باہر نکلے نزول کی جانب سے تو کافی نہ ہو گا (اس بال کا مسح کرنا) حتی کہ اگر کوئی گھنگھریالو بال والا ہو اس طور پر کہ اگر وہ بال کو دراز کرے اور وہ سر کی حد سے باہر نکل جائے تو اس پر مسح کافی نہ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "وامسحو الخ" مائدہ:٦۔ اور اپنے سروں پر ہاتھ پھیرو (ترجمۂ قرآن) اور امام مسلم نے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے مقدم رأس کا اور عمامہ پر مسح کیا۔ ذکر کردہ حدیث میں آپ ﷺ نے بعض حصہ کے مسح پر اکتفاء فرمایا۔ اس لئے کہ اطلاقِ وقتِ مسح سے یہی معنی و مفہوم ہوتا ہے اور خاص طور پر ناصیہ کے وجوب کا کوئی بھی قائل نہیں اور ناصیہ وہ بال ہے جو دونوں کنپٹیوں کے درمیان ہے اور ناصیہ پر اکتفاء استیعاب کے وجوب کو مانع ہے اور چوتھائی یا اکثر کی تقدیر کے وجوب کو مانع ہے اس لئے کہ وہ اس سے کم ہے، اور حرف باء جب لفظ متعدد پر داخل ہو جیسا کہ آیت میں ہے تو وہ تبعیض کے لئے ہوتا ہے یا اس کے علاوہ پر (داخل ہو) جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے قول میں ہے "ولیطوفوا الخ" (حج:٢٩) اور طواف کریں اس قدیم گھر کا (ترجمۂ قرآن) تو وہ الصاق کے لئے ہوتا ہے۔

اگر کہا جائے: چہرے کی جلد کو دھوئے اور بال کو نہ دھوئے یا اس کے برعکس کرے تو اس طرح کرنا اس کو کافی نہ ہو گا، یہاں ایسا کیوں نہیں...؟... یعنی مسح رأس کی طرح۔

جواب دیا گیا: کہ بال اور جلد میں سے ہر ایک پر عرفا اسم رأس صادق آتا ہے اس لئے کہ رأس نام ہے اس حصہ کا جو بلند و بالا ہو، اور وجہ وہ حصہ ہے جس سے مواجہت واقع ہوتی ہے اور مواجہت بال اور جلد پر ایک ساتھ واقع ہوتی ہے۔

پھر اگر کہا جائے: کیوں نہیں حد رأس سے نیچے اترنے والے بال پر مسح کو کافی سمجھا گیا جیسا کہ اس کو کافی سمجھا گیا نسک میں تقصیر کے لئے...؟...

جواب دیا گیا: کہ اس بال پر مسح کرنے والا سر پر مسح کرنے والا نہیں ہے اور تقصیر میں جس کا حکم دیا گیا ہے وہ سر کا بال ہے اور یہ نیچے اترنے والے بال پر صادق آتا ہے۔

اور سر کے بعض حصہ کا دھونا کافی ہوتا ہے اس لئے کہ یہ مسح اور زیادتی ہے، اور اس پر بغیر کھینچے ہاتھ رکھنا (کافی ہوگا) مقصود کے حصول کی بناء پر یعنی اس تک تری کا پہنچنا اگر متوضی کے سر پر پانی ٹپکے یا وہ بارش میں اپنا سر باہر نکالے اگرچہ مسح کی نیت نہ کی ہو یہ اس کو کافی ہوگا، اس کی بناء پر جو گزر گیا (اور وہ وصول بلل ہے) اور اس اولے اور برف سے مسح کرنا کافی ہوگا جو نہ پگھلے (بشرطیکہ اس میں رطوبت ہو) اس کی بناء پر جو گزر گیا۔ اگر متوضی اپنے سر کا حلق کرائے مسح کرنے کے بعد تو وہ مسح کو نہ لوٹائے اس کی بناء پر جو قطع ید کے بارے میں گزر گیا۔

(اور) (وضوء کے) فرائض میں سے پانچواں (فرض) **مکمل (دونوں قدموں کو دھونا)** ان حضرات کے اجماع کی وجہ سے جن کا اجماع معتبر شمار کیا گیا ہے **(دونوں ٹخنوں سمیت)** یعنی ہر قدم کے یا دونوں ٹخنوں کی مقدار کو (دھونا) اگر وہ مفقود ہو جیسا کہ گزر گیا دونوں کہنیوں کے بارے میں، اور دو ٹخنے وہ دو ہڈیاں ہیں جو پنڈلی اور قدم کے جوڑ کے پاس دونوں جانب سے ابھری ہوئی ہیں لہذا ہر قدم میں دو ٹخنے ہیں اس کی بناء پر جس کو نعمان بن بشیرؓ نے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا "اقیموا الخ" اپنی صفیں سیدھی کرلو۔ تو (راوی فرماتے ہیں کہ) میں ہم میں سے ہر شخص کو دیکھتا تھا کہ وہ اپنے کندھے اور ٹخنے کو اپنے ساتھی کے کندھے اور ٹخنے سے ملاتا تھا، اس روایت کو امام بخاریؒ نے بیان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "وارجلکم الخ: مائدہ: ٦۔ اور (دھوؤ) اپنے پیروں کو بھی ٹخنوں سمیت۔ قراءت سبع میں نصب اور جر کے ساتھ پڑھا گیا ہے عطف کرتے ہوئے وجوہ پر لفظاً پہلی

صورت میں اور معناً دوسری صورت میں، اس کو جر دیا گیا ہے جوار کی بناء پر (یعنی جر والی قراءت میں جر مجرور پر عطف کی وجہ سے نہیں بلکہ اس کا عطف وجوہ منصوب پر ہے اس لئے منصوب ہونا چاہیئے تھا لیکن مجرور "رؤوس" کے جوار و قرب میں واقع ہونے کی وجہ سے جر آیا ہے جیسے حجر ضب خرب میں) اور غسل کے حکم میں کعبین کے داخل ہونے پر وہی چیز دلالت کرتی ہے جو چیز غسل کے حکم میں مرفقین کے داخل ہونے پر دلالت کرتی ہے، اور وہ ذکر ہو چکا۔ (یہ کہ الی مع کے معنی میں ہے)

تنبیہ: دونوں پیروں کو دھونا فرض ہے اس کو اصحابؒ نے یہاں مطلق رکھا ہے، یہ محمول ہے موزہ پہننے والے کے علاوہ پر جیسا کہ امام رافعیؒ نے اس کو کہا ہے یا اس پر (محمول ہے) کہ دھونا اصل ہے اور مسح کرنا اس کا بدل ہے، پیروں کی شگافوں میں عین کے قبیل سے جو ہو اس کو زائل کرنا واجب ہے جیسے شمع اور مہندی (شمع کا معنی جو چیز روشنی کے لئے جلادیں، واحد: شمعۃ۔ جمع: شمعات) (بیان اللسان ص:۴۰۸) (موم۔ موم بتی۔ جمع شموع) (القاموس الوحید ص:۸۸۸) اور امام جوینیؒ نے فرمایا: اگر وہ (یعنی جو کچھ شگافوں میں ہے) گوشت تک نہ پہنچا ہو اور محمول ہو گا اس صورت پر جبکہ گوشت میں گہرائی ہو، اخذ کرتے ہوئے اس عبارت سے جو مجموع کے حوالے سے گزری۔ اور پگھلی ہوئی چکنی چیز کا اثر نہ ہو گا اور مہندی جیسے چیز کے رنگ کا (اثر نہ ہو گا) ناخنوں میں موجود میل جو پانی پہنچنے کے لئے مانع ہو اس کو دور کرنا واجب ہے، اگر قدم کا بعض حصہ کٹ جائے تو باقی حصہ کو دھونا واجب ہو گا اور اگر ٹخنے کے اوپر سے کٹ جائے تو متوضی پر (کچھ بھی دھونا) فرض نہیں ہے البتہ باقی حصہ کو دھونا سنت ہے جیسا کہ گزرا ہاتھ کے بارے میں۔

(اور) (وضوء کے) فرائض میں سے چھٹا (فرض) **(ترتیب اس کے مطابق جو ہم نے ذکر کیا)** یعنی ابتداء کرنا غسل وجہ سے درانحالیکہ وہ ملا ہو نیت سے پھر دونوں ہاتھ (دھونا) پھر سر کا مسح پھر دونوں پاؤں دھونا آپ ﷺ کے فعل کی وجہ سے جو وضوء

ماموربہ کا مبین (بیان کرنے والا) ہے اس کو امام مسلم وغیرہ نے روایت کیا ہے، اور حجۃ الوداع میں آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے فرمان کی بناء پر "ابدءوا الخ" ابتداء کرو اس سے جس سے اللہ تعالیٰ نے ابتداء فرمائی۔ نسائی نے اس کو بسند صحیح روایت کیا ہے، اور اعتبار عموم لفظ کا ہے (وہ مابدأ اللہ بہ ہے) نہ کہ خصوصِ سبب کا، اور اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اعضاء مغسولات کے درمیان عضوء ممسوح کو ذکر کیا ہے اور ہم جنس کی تفریق اہل عرب کسی فائدہ ہی کی وجہ سے کرتے ہیں اور وہ فائدہ یہاں ترتیب کا وجوب ہے نہ کہ ندب حدیث میں وارد امر کے قرینہ سے اور اس لئے کہ آیت بیان ہے وضوء واجب کا۔ اگر متوضی چار آدمیوں سے مدد حاصل کرے جو اس کے اعضاء کو یک بارگی دھوئے اور متوضی نیت کرے تو اسے صرف غسل وجہ ہی حاصل ہو گا۔ اور اگر محدث حدث اصغر کی وجہ سے غسل کرے حدث اصغر کو رفع کرنے کی نیت سے یا اس کے مانند (کی نیت سے) اگرچہ عمدا یا غلطی سے رفع جنابت کی نیت سے (غسل کرے) تو (یہ غسل) صحیح ہو گا اگرچہ ترتیب کی مقدار نہ ٹھہرا ہو اس لئے کہ یہ دو حدثوں (یعنی حدث اکبر اور اصغر) میں سے حدث اکبر کو رفع کرنے کے لئے کافی ہوتا ہے لہذا حدث اصغر کے لئے بدرجۂ اولی (کافی ہو گا) اور چند لطیف لمحوں میں ترتیب کو فرض کرنے کی وجہ سے (یعنی ترتیب مان لی جائے گی لطیف و مختصر لمحوں میں) اور اگر کسی کو حدث اصغر لاحق ہوا اور وہ جنبی ہوا تو ان دونوں کی طرف سے اس کو غسل کافی ہو گا حدث اصغر کے (اکبر میں) داخل ہونے کی بناء پر اگرچہ اس نے حدث اکبر میں اصغر کی نیت نہ کی ہو۔ اگر کوئی غسل کرے اور پیروں یا ہاتھوں کے علاوہ کو مثلا دھولے پھر اس کو حدث لاحق ہو پھر ان دونوں کو دھوئے جنابت کی نیت سے اور وضوء کرے تو ان دونوں کے دھونے کا اعادہ واجب نہ ہو گا، ان دونوں کو جنابت کی نیت سے دھونے کی وجہ سے ان کے حدث کا ارتفاع ہونے کی بناء پر (یعنی یدین یا رجلین کے علاوہ کو غسل میں دھولیا پھر حدث لاحق ہو گیا اب حدث جنابت کے رفع کے لئے رجلین یا یدین کا غسل کیا تو وضوء

کرلے اس میں پیر یا ہاتھ دوبارہ دھونا واجب نہیں) یہ وضوء دونوں پیروں یا ہاتھوں کو دھونے سے خالی ہے حالانکہ یہ دونوں بلاوجہ کھلے ہیں، ابن قاصؒ نے فرمایا: (ان کا مکمل نام ہے: احمد ابن ابی احمد، طبری، شافعی، مشہور ہے ابن قاص سے) اور ترتیب سے (خالی ہے) اور اصحاب نے اس بات کو غلط قرار دیا ہے کہ وہ اس سے خالی نہیں ہے بلکہ وہ ایسا وضوء ہے جس میں دونوں پیروں یا ہاتھوں کو دھونا واجب نہیں ہے، مجموع میں کہا ہے: یہ انکار صحیح ہے، (یعنی ابن قاص کا قول صحیح ہے اور یہ صحیح قول کا انکار ہے) اگر کوئی اپنے بدن کو دھوئے سوائے اعضاء وضوء کے پھر اسے حدث لاحق ہو جائے تو اعضاء وضوء میں ترتیب واجب نہیں ہے، اگر کسی کو اپنی طہارت سے فارغ ہونے سے پہلے کسی عضو کے پاک کرنے میں شک واقع ہو تو مشکوک عضوء کو دھوئے اور اس کے بعد والے عضوء کو اور اگر (طہارت سے) فارغ ہونے کے بعد (شک واقع) ہو تو وہ اثر انداز نہ ہو گا۔

﴿سنَن الْوضُوء﴾

وَلما فرغ من فروض الْوضُوء شرع فِي سنَنه فَقَالَ **(وسننه عشرَة أَشْيَاء)** بِالْمدِّ غير مَصْرُوف جمع شَيْء وَالْمُصَنّف لم يحصر السّنَن فِيمَا ذكره وَسَنذكر زِيَادَة على ذَلِك.

﴿وضوء کی سنتیں﴾

جب مصنفؒ وضوء کے فرائض سے فارغ ہوئے تو اس کی سنتیں شروع کی چنانچہ فرمایا: **(اور وضوء کی سنتیں دس چیزیں ہیں)** (لفظ اشیاء) مد کے ساتھ ہے، غیر منصرف ہے اور شئ کی جمع ہے اور مصنفؒ نے ذکر کردہ عدد میں (تمام) سنتوں کو محصور نہیں کیا ہے، ہم عنقریب اس سے زیادہ (ان شاء اللہ تعالیٰ) ذکر کریں گے۔

﴿الكلام على التَّسْمِيَة﴾

الأولى **(التَّسْمِيَة)** أول الْوضُوء لخَبر النَّسَائِيّ بِإِسْنَاد جيد عَن أنس قَالَ طلب بعض أَصْحَاب النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم وضُوءًا فَلم يَجدوا فَقَالَ صلى الله

عَلَيْهِ وَسلم هَل مَعَ أحد مِنْكُم مَاء فَأتي بِمَاء فَوضع يَده فِي الْإِنَاء الَّذِي فِيهِ المَاء ثمَّ قَالَ توضؤوا بِسم الله أَي قائلين ذَلِك فَرَأَيْت المَاء يفور من بَين أَصَابِعه حَتَّى تَوَضَّأ نَحْو سبعين رجلا وَلخَبَر توضؤوا بِسم الله رَوَاهُ النَّسَائِيّ وَابْن خُزَيْمَة وَإِنَّمَا لم تجب لآيَة الْوضُوء المبينة لواجباته وَأما خبر: لَا وضوء لمن لم يسم الله. فضعيف.

وأقلها بِسم الله وأكملها كمالها ثمَّ الْحَمد لله على الْإِسْلَام وَنعمته. وَالْحَمْد لله الَّذِي جعل المَاء طهُورا وَزَاد الْغَزالِيّ بعْدهَا {رب أعوذ بك من همزات الشَّيَاطِين وَأَعُوذ
بك رب أَن يحْضرُون} [المؤمنون: ٩٧-٩٨]

وَتسن التَّسْمِيَة لكل أَمر ذِي بَال أَي حَال يهتم بِهِ من عبَادَة وَغَيرهَا كَغسْل وَتيَمّم وَذبح وجماع وتلاوة وَلَو من أثْنَاء سُورَة لَا لصَلَاة وَحج وَذكر وَتكره لمحرم أَو مَكْرُوه وَالْمرَاد بِأول الْوضُوء أول غسل الْكَفَّيْنِ فينوي الْوضُوء ويسمي الله تَعَالَى عِنْده بِأَن يقرن النِّيَّة بالتَّسْمِيَةِ عِنْد أول غسلهمَا ثمَّ يتَلَفَّظ بِالنِّيَّةِ ثمَّ يكمل غسلهمَا لِأَن التَّلَفُّظ بِالنِّيَّةِ وَالتَّسْمِيَة سنة وَلَا يُمكن أَن يتَلَفَّظ بهما فِي زمن وَاحِد فَإِن تَركهَا سَهوا أَو عمدا أَو فِي أول طَعَام كَذَلِك أَتَى بهَا فِي أَثْنَائِهِ فَيَقُول بِسم الله أَوله وَآخره لخَبر إِذا أكل أحدكُم فليذكر اسْم الله تَعَالَى فَإِن نسي أَن يذكر اسْم الله تَعَالَى فِي أَوله فَلْيقل بِسم الله أَوله وَآخره رَوَاهُ التِّرْمِذِيّ وَقَالَ حسن صَحِيح وَيُقَاس بِالْأَكْلِ الْوضُوء وبالنسيان الْعمد وَلَا يسن أَن يَأْتِي بهَا بعد فرَاغ الْوضُوء لانقضائه كَمَا صرح بِهِ فِي الْمَجْمُوع بِخِلَافِهِ بعد فَرَاغه من الْأكل فَإِنَّهُ يَأْتِي بهَا ليتقيأ الشَّيْطَان مَا أَكله وَيَنْبَغِي أَن يكون الشّرْب كَالْأَكْلِ.

﴿تسمیہ پر کلام﴾

(ان دس سنتوں میں سے) پہلی (سنت) **(بسم اللہ پڑھنا)** اول وضوء میں، خبر نسائی کی بناء پر جو جید سند کے ساتھ حضرت انسؓ سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں: آپ ﷺ کے بعض اصحاب نے وضوء کا پانی تلاش کیا لیکن ان کو دستیاب نہیں ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم میں سے کسی کے پاس پانی ہے...؟... لہذا پانی لایا گیا تو آپ ﷺ نے اس برتن

میں اپنا ہاتھ رکھ دیا جس میں پانی تھا پھر آپ ﷺ نے فرمایا: وضوء کرو بسم اللہ سے یعنی بسم اللہ کہتے ہوئے (راوی کہتے ہیں) میں نے آپ ﷺ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی ابلتے ہوئے دیکھا یہاں تک کہ تقریبا ستر صحابہؓ نے وضوء کئے۔ اور اس حدیث کی بناء پر "توضئوا الخ" وضوء کرو بسم اللہ سے اس کو نسائی اور ابن خزیمہ نے بیان کیا ہے، اور تسمیہ واجب نہیں ہوئی آیت وضوء کی وجہ سے جو اس کے واجبات کو بیان کرنے والی ہے، اور رہی حدیث "لا وضوء الخ" اس شخص کا وضوء نہیں جس نے اللہ کا نام نہیں لیا، یہ ضعیف ہے۔

اور کم سے کم تسمیہ بسم اللہ ہے اور اکمل تسمیہ اس کو مکمل پڑھنا ہے پھر (پڑھے) "الحمد للہ الخ" تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے اسلام اور اس پر مرتب ہونے والی نعمت عطا فرمائی، اور "الحمد للہ الذی الخ" تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے پانی کو طہور بنایا، اور امام غزالیؒ نے اس کے بعد زیادہ کیا ہے "رب الخ" اے میرے رب میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں شیطان کے وسوسوں سے اور اے میرے رب میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ شیطان میرے پاس بھی آویں (ترجمۂ قرآن)

اور تسمیہ ہر امر مہتم بالشان کے لئے مسنون ہے چاہے وہ عبادت ہو یا اس کے علاوہ جیسے غسل، تیمم، ذبح، جماع اور تلاوتِ قرآن اگرچہ وسطِ سورت سے، نہ کہ نماز، حج اور ذکر اللہ کے لئے، اور مکروہ ہے حرام کردہ کام کے لئے (لیکن یہ ضعیف ہے، معتمد قول یہ ہیکہ حرام ہے۔ قوله: (وتکرہ لمحرم) ضعیف والمعتمد انها تحرم فی الحرام) (تعلیق علی الاقناع:۱/۱۲۸) اور مکروہ (کام کے لئے)۔ اول وضوء سے مراد: دونوں ہتھیلیوں کو دھونے کی ابتداء ہے لہذا وضوء کی نیت کرے (دل سے) اور اسی وقت بسملہ پڑھے اس طور پر کہ نیت کو تسمیہ کے ساتھ ملائے دونوں ہتھیلیوں کو دھونے کی ابتداء کے وقت، پھر لفظاً نیت کرے پھر ان دونوں کے دھونے کو مکمل کرے، اس لئے کہ لفظاً نیت

کرنا اور تسمیہ پڑھنا سنت ہے، اور ممکن نہیں ہے ان دونوں کو لفظاً ایک ہی وقت میں کہنا، اگر تسمیہ کو ترک کرے بھول کر یا جان بوجھ کر یا اسی طرح کھانے کے شروع میں تو درمیان میں پڑھے لہذا کہے: بسم اللہ الخ (میں کھاتا ہوں یا وضوء کرتا ہوں) اللہ تعالیٰ کے نام سے برکت حاصل کرتے ہوئے اس کے اول وآخر میں۔ حدیث کی بناء پر "اذا اکل الخ" جب تم میں سے کوئی شخص کھائے تو اسے چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کا نام لے، اگر کھانے کے شروع میں اللہ تعالیٰ کا نام لینا بھول جائے تو اسے چاہیئے کہ یہ کہے بسم اللہ الخ اس کو ترمذیؒ نے روایت کیا ہے اور کہا ہے یہ حدیث حسن اور صحیح ہے، اور اکل پر وضوء کو اور نسیان پر عمد کو قیاس کیا جائے گا، اور سنت نہیں ہے تسمیہ کو وضوء سے فارغ ہونے کے بعد پڑھنا وضوء پورا ہو جانے کی بناء پر جیسا کہ اس کی مجموع میں صراحت کی ہے، اس کے برخلاف کھانے سے فارغ ہونے کے بعد تسمیہ کو پڑھ لے تاکہ شیطان کھایا ہوا قئ کر دے، اور یہ بات مناسب ہے کہ پینے کا حکم کھانے کی طرح ہو۔

﴿غسل الكَفَّيْنِ﴾

(و) الثَّانِيَة (**غسل الْكَفَّيْنِ**) إِلَى كوعيه قبل الْمَضْمَضَة وَإِن تَيَقّن طهرهما أَو تَوَضَّأ من نَحْو إبريق لِلِاتِّبَاعِ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ فَإِن شكّ فِي طهرهما غسلهمَا (**قبل إدخالهما الْإِنَاء**) الَّذِي فِيهِ مَاء قَلِيل أَو مَائِع وَإِن كثر (**ثَلَاثًا**) فَإِن أدخلهما قبل ذَلِك كره لقَوْله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم إِذا اسْتَيْقَظَ أحدكُم من نَومه فَلَا يغمس يَده فِي الْإِنَاء حَتَّى يغسلهَا ثَلَاثًا فَإِنَّهُ لَا يدْرِي أَيْن باتت يَده مُتَّفق عَلَيْهِ إِلَّا لفظ ثَلَاثًا فلمسلم فَقَط أَشَارَ بِمَا علل بِهِ فِيهِ إِلَى احْتِمَال نَجَاسَة الْيَد فِي النّوم كَأَن تقع على مَحل الِاسْتِنْجَاء بِالْحجرِ لأَنهم كَانُوا يستنجون بِهِ فَيحصل لَهُم التَّرَدُّد وعَلى هَذَا حمل الحَدِيث لَا على مُطلق النّوم كَمَا ذكره النَّوَوِيّ فِي شرح مُسلم وَإِذا كَانَ هَذَا هُوَ المُرَاد فَمن لم ينم وَاحْتمل نَجَاسَة يَده كَانَ فِي معنى النَّائِم وَهَذِه الغسلات الثَّلَاث هِيَ المندوبة أول الْوضُوء لَكِن ندب تَقْدِيمهَا عِنْد الشَّك على غمس يَده وَلَا تَزُول الْكَرَاهَة إِلَّا بغسلهما ثَلَاثًا لِأَن الشَّارِع إِذا غيا حكما بغاية فَإِنَّمَا يخرج من عهدته باستيفائها فَسقط مَا قيل من

أنه يَنبَغِي زَوَال الْكَرَاهَة بِوَاحِدَة لتيقن الطُّهر بهَا كَمَا لَا كَرَاهَة إِذا تَيقّن طهرهما ابْتِدَاء وَمن هُنَا يُؤْخَذ مَا بَحثه الْأَذْرَعِيّ أَن مَحل عدم الْكَرَاهَة عِنْد تَيقّن طهرهما إِذا كَانَ مُسْتَندا ليقين غسلهمَا ثَلَاثًا فَلَو غسلهمَا فِيمَا مضى من نَجَاسَة متيقنة أَو مشكوكة مرّة أَو مرَّتَيْنِ كره غمسهما قبل إِكْمَال الثَّلَاثَة وَمثل الْمَائِع فِي ذَلِك كل مَأْكُول رطب كَمَا فِي الْعباب فَإِن تعذر عَلَيْهِ الصب لكبر الْإِنَاء وَلم يجد مَا يغْرف بِهِ مِنْهُ اسْتَعَانَ بِغَيْرِهِ أَو أَخذه بِطرف ثوب نظيف أَو بِفِيهِ أَو نَحْو ذَلِك أما إِذا تَيقّن نجاستهما فَإِنَّهُ يحرم عَلَيْهِ إدخالهما فِي الْإِنَاء قبل غسلهمَا لما فِي ذَلِك من التضمخ بِالنَّجَاسَةِ وَخرج بِالْمَاءِ الْقَلِيل الْكثير فَلَا يكره فِيهِ كَمَا قَالَه النَّوَوِيّ فِي دقائقه.

﴿دونوں ہتھیلیوں کو دھونا﴾

(اور) (ان میں سے) دوسری (سنت) **(دونوں ہتھیلیوں کو دھونا)** اپنے دونوں پہنچوں تک مضمضہ سے قبل اگرچہ ان دونوں کی پاکی کا یقین ہو یا وضوء کرے جگ جیسی چیز سے، حدیث کی اتباع میں جس کو امام بخاریؒ اور مسلمؒ نے روایت کیا ہے، اگر دونوں ہتھیلیوں کی پاکی میں شک ہو تو ان دونوں کو دھوئے (ان کو) اس **(برتن میں داخل کرنے سے پہلے)** جس میں تھوڑا پانی ہو یا سیال چیز ہو اگرچہ زیادہ، **(تین مرتبہ)** اگر دھونے سے قبل ان کو (برتن میں) داخل کرے تو مکروہ ہو گا آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے فرمان کی بناء پر "اذا الخ" جب تم میں سے کوئی شخص اپنی نیند سے بیدار ہو تو وہ اپنے ہاتھ کو برتن میں نہ ڈبوئے یہاں تک کہ اس کو تین مرتبہ دھولے اس لئے کہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے ہاتھ نے کہاں رات گزاری۔ اس حدیث پر بخاریؒ اور مسلمؒ کا اتفاق ہے سوائے لفظِ ثلاثاً کے، یہ لفظ صرف مسلم میں ہے، حدیث میں جو علت بیان کی ہے اس سے نیند میں ہاتھ کے نجس ہونے کے احتمال کی طرف اشارہ کیا ہے جیسے کہ پتھر سے استنجاء کرنے کی جگہ پر ہاتھ لگ جائے اس لئے کہ اہل عرب پتھر سے استنجاء کرتے تھے لہذا ان کو تردد پیش آتا تھا، حدیث کو اس پر محمول

کیا گیا ہے نہ کہ مطلق نوم پر جیسا کہ مسلم شریف کی شرح میں امام نوویؒ نے اس کو ذکر کیا ہے اور جب یہی مراد ہے تو وہ شخص جو سویا نہ ہو اور اس کے ہاتھ کے نجس ہونے کا احتمال ہو تو وہ نائم کے معنی میں ہوگا اور یہ تین مرتبہ کا دھونا وہی ہے جو اول وضوء میں مستحب ہے لیکن شک کی صورت میں اس کی تقدیم مستحب ہے اپنے ہاتھ کے ڈبونے پر اور دونوں ہاتھوں کو تین مرتبہ دھونے سے ہی کراہت زائل ہوگی، اس لئے کہ شارع جب کسی حکم کے لئے کسی چیز کو غایت بنادے (یہاں کراہت غمس حکم ہے اور **حتی یغسلها ثلاثا** غایت ہے) تو اب اس کو پورا کرنے سے ہی وہ اپنی ذمہ داری سے نکل سکتا ہے، پس ساقط ہو گیا وہ اعتراض جو کیا گیا ہے کہ مناسب ہے کہ کراہت زائل ہو جائے ایک مرتبہ دھونے سے، ایک مرتبہ دھونے سے طہارت کا یقین ہو جانے کی وجہ سے جیسا کہ (غمس ید میں) کراہت نہیں ہوتی جبکہ طہارت کا یقین ہو ابتداء میں، اور یہاں سے (**یعنی لان الشارع اذا غیا الخ۔** سے) اخذ کی جائے گی وہ بات جس پر اذرعیؒ نے بحث کی ہے کہ عدم کراہت کا محل ان دونوں ہاتھوں کے پاکی کے یقین کے وقت ہے جبکہ وہ یقین ان دونوں کو یقیناً تین مرتبہ دھونے کا سہارا لئے ہوئے ہو، اگر کسی نے گزری ہوئی چیز میں یعنی نجاست متیقنہ یا مشکوکہ میں دونوں ہاتھوں کو ایک مرتبہ دھویا یا دو مرتبہ تو ان دونوں کو ڈبونا مکروہ ہوگا تین کا عدد پورا کرنے سے پہلے، اور اس بارے میں (**یعنی فی کراهة الغمس قبل غسلهما ثلاثا عند الشك فی طهرهما**) (حاشیۃ البجیرمی: ۱/ ۲۳۵) سیال چیز کے مانند (حکم) ہے ہر تر ماکول چیز کا جیسا کہ عباب میں ہے۔ اگر متوضی پر برتن کے بڑا ہونے کی بناء پر پانی ڈالنا دشوار ہو اور کوئی ایسی چیز بھی موجود نہ ہو جس کے سہارے بھرے ہوئے برتن سے پانی نکال سکے تو دوسرے سے مدد حاصل کرے یا پاک کپڑے کے کنارے یا اپنے منہ سے پانی نکالے یا اس کے مانند کسی چیز سے، رہا دونوں ہاتھوں کی ناپاکی کے یقین کا حال تو متوضی پر حرام ہوگا ان کو برتن میں داخل کرنا دھونے سے پہلے اس لئے کہ اس میں نجاست کے ساتھ آلودگی

ہے۔ ماء قلیل (کی قید) سے کثیر نکل گیا لہذا اس میں کراہت نہ ہوگی جیسا کہ امام نوویؒ نے اس کو اپنے دقائق میں بیان کیا ہے۔

﴿الْمَضْمَضَةِ وَالِاسْتِنْشَاقِ﴾

(و) الثَّالِثَة (**الْمَضْمَضَة**) وَهِي جعل المَاء فِي الْفَم وَلَو من غير إدارة فِيهِ وَمَج مِنْهُ.

(و) الرَّابِعَة (**الِاسْتِنْشَاق**) بعد الْمَضْمَضَة وَهُوَ جعل المَاء فِي الْأنف وَإِن لم يصل إِلَى الخيشوم وَذَلِك لِلِاتِّبَاعِ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ وَأما خبر: تمضمضوا واستنشقوا. فضعيف.

﴿مضمضہ اور استنشاق﴾

(**اور**) (ان میں سے) تیسری (سنت) (**مضمضہ**) یعنی منہ میں پانی ڈالنا اگرچہ منہ میں گھمائے بغیر اور بغیر تھوکے (**اور**) (ان میں سے) چوتھی (سنت) مضمضہ کے بعد (**استنشاق**) یعنی ناک میں پانی ڈالنا اگرچہ خیشوم تک نہ پہنچے، اور یہ حدیث کی اتباع میں ہے جس کو بخاریؒ اور مسلمؒ نے روایت کیا ہے، اور بہر حال حدیث "تمضمضوا الخ" "تم مضمضہ اور استنشاق کرو۔ یہ ضعیف ہے۔

﴿تَقْدِيمهَا على الْوَجْه مُسْتَحق﴾

تَنْبِيه تَقْدِيم غسل الْيَدَيْنِ على الْمَضْمَضَة وَهِي على الِاسْتِنْشَاق مُسْتَحق لَا مُسْتَحبّ عكس تَقْدِيم الْيُمْنَى على الْيُسْرَى وَفرق الرَّوْيَانِيّ بِأَن الْيَدَيْنِ مثلا عضوان متفقان اسما وَصُورَة بِخِلَاف الْفَم وَالْأنف فَوَجَبَ التَّرْتِيب بَينهمَا كَالْيَدِ وَالْوَجْه فَلَو أَتَى بالاستنشاق مَعَ الْمَضْمَضَة حسبت دونه وَإِن قدمه عَلَيْهَا فقضية كَلَام الْمَجْمُوع أَن الْمُؤخر يحْسب.

وَقَالَ فِي الرَّوْضَة: لَو قدم الْمَضْمَضَة وَالِاسْتِنْشَاق على غسل الْكَفّ لم يحْسب الْكَفّ على الْأَصَح قَالَ الْإِسْنَوِيّ وَصَوَابه ليُوَافق مَا فِي الْمَجْمُوع لم تحسب الْمَضْمَضَة وَالِاسْتِنْشَاق على الْأَصَح وَالْمُعْتَمد مَا فِي الرَّوْضَة لقَوْلهم فِي

الصَّلَاة الثَّالِث عشر تَرْتِيب الْأَركان خرج السّنَن فيحسب مِنْهَا مَا أوقعه أَو لا فَكَأَنَّهُ ترك غَيره فَلَا يعْتد بِفِعْلِهِ بعد ذَلِك كَمَا لَو تعوذ ثمَّ أَتَى بِدُعَاء الِافْتِتَاح.

وَمن فَوَائِد غسل الْكَفَّيْنِ والمضمضة وَالِاسْتِنْشَاق أَولا معرفَة أَوْصَاف المَاء وَهِي اللَّوْن والطعم والرائحة هَل تغَيّرت أَو لَا.

وَيسن أَخذ المَاء بِالْيَدِ الْيُمْنَى وَيسن أَن يُبَالغ فيهمَا غير الصَّائِم لقَوْله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم فِي رِوَايَة صحّح ابْن الْقطَّان إسنادها: إِذا تَوَضَّأت فأبلغ فِي الْمَضْمَضَة وَالِاسْتِنْشَاق مَا لم تكن صَائِما وَالْمُبَالغَة فِي الْمَضْمَضَة أَن يبلغ المَاء إِلَى أقْصَى الحنك ووجهي الْأَسْنَان واللثات وَيسن إدارة المَاء فِي الْفَم ومجه وإمرار أصْبع يَده الْيُسْرَى على ذَلِك وَفى الِاسْتِنْشَاق أَن يصعد المَاء بِالنَّفسِ إِلَى الخيشوم وَيسن الاستنثار لِلْأَمْرِ بِهِ فِي خبر الصَّحِيحَيْنِ وَهُوَ أَن يخرج بعد الِاسْتِنْشَاق مَا فِي أَنفه من مَاء وأذى بخنصر يَده الْيُسْرَى وَإِذا بَالغ فِي الِاسْتِنْشَاق فَلَا يستقصي فَيصير سعوطا لَا استنشاقا قَالَه فِي الْمَجْمُوع أما الصَّائِم فَلَا تسن لَهُ الْمُبَالغَة بل تكره لخوف الافطار كَمَا فِي الْمَجْمُوع.

فَإِن قيل: لم لم يحرم ذَلِك كَمَا قَالُوا بِتَحْرِيم الْقبْلَة إِذا خشِي الْإِنْزَال مَعَ أَن الْعلَّة فِي كل مِنْهُمَا خوف الْفساد؟

أُجِيب: بِأَن الْقبْلَة غير مَطْلُوبَة بل دَاعِيَة لما يضاد الصَّوْم من الْإِنْزَال بِخِلَاف الْمُبَالغَة فِيمَا ذكر وَبِأَنَّهُ هُنَا يُمكنهُ إطباق الْحلق وَمج المَاء وَهُنَاكَ لَا يُمكنهُ رد الْمَنِيّ إِذا خرج لِأَنَّهُ مَاء دافق وَبِأَنَّهُ رُبمَا كَانَ فِي الْقبْلَة إِفْسَاد لعبادة اثْنَيْنِ.

﴿ان کی تقدیم چہرہ پر مستحق ولازم ہے﴾

تنبیہ: دونوں ہاتھوں کے دھونے کی تقدیم مضمضہ پر اور مضمضہ کی استنشاق پر یہ مستحق (یعنی لازم و واجب) ہے نہ کہ مستحب، تقدیم یمنی علی الیسری کے برعکس، اور امام رویانیؒ نے فرق بیان کیا ہے کہ مثال کے طور پر دونوں ہاتھ ایسے دو عضو ہیں جو نام اور صورت کے اعتبار سے متفق ہیں بر خلاف منہ اور ناک کے، لہذا منہ (مضمضہ) اور ناک (استنشاق) کے درمیان ہاتھ اور چہرے کی طرح ترتیب واجب ہے لہذا اگر کوئی مضمضہ کے

ساتھ استنشاق کرے تو مضمضہ کو شمار کیا جائے گا نہ کہ استنشاق کو اور اگر کوئی استنشاق کو مقدم کرے مضمضہ پر تو کلامِ مجموع کا قضیہ یہ ہے کہ مؤخر کو شمار کیا جائے گا۔

روضہ میں کہا ہے: اگر کوئی مضمضہ اور استنشاق کو مقدم کرے ہتھیلی کے دھونے پر تو اصح قول کے مطابق غسل کف شمار نہیں کیا جائے گا، اسنویؒ نے کہا: اس میں صواب و درست بات تا کہ وہ کلام مجموع کے موافق ہو جائے یہ ہے کہ مضمضہ اور استنشاق کو اصح قول کے مطابق شمار نہیں کیا جائے گا اور معتمد قول وہ ہے جو روضہ میں ہے: فقہاء کے قول کی وجہ سے جو نماز میں ہے تیرھویں چیز ارکان کی ترتیب ہے لہذا سنتیں خارج ہوئیں تو ان میں سے جس کو پہلے کیا جائے وہ شمار کی جائے گی گویا کہ متوضی نے اس کے علاوہ کو ترک کر دیا لہذا پہلے کے بعد والے متوضی کے فعل کو شمار نہیں کیا جائے گا جیسا کہ اگر مصلی تعوذ پڑھ لے پھر دعاء افتتاح پڑھے (تو تعوذ حاصل ہو گا نہ کہ افتتاح اسی طرح اوپر کے کلام میں مضمضہ اور استنشاق حاصل ہو گا نہ کہ غسل کف)

غسل کفین اور مضمضہ اور استنشاق کے فوائد میں سے سب سے پہلا فائدہ ہے پانی کے اوصاف کو پہچاننا اور وہ رنگ، مزہ اور بو ہیں کیا (ان میں) تغیر ہوا ہے یا نہیں...؟...

دائیں ہاتھ سے پانی لینا سنت ہے اور سنت ہے کہ مضمضہ اور استنشاق میں مبالغہ کرے صائم کے علاوہ، آپ ﷺ کے فرمان کی بناء پر اس روایت میں جس کی سند کو ابن القطان نے صحیح قرار دیا ہے کہ "اذا توضات الخ" جب تو وضوء کرے تو مضمضہ اور استنشاق میں مبالغہ کر جبکہ تو صائم نہ ہو۔ اور مضمضہ میں مبالغہ یہ ہے کہ پانی تالو کی انتہاء تک اور دانتوں اور مسوڑھوں کی دونوں جانب پہنچے، اور منہ میں پانی کو گھمانا اور اس کو تھوکنا سنت ہے اور اس پر بائیں ہاتھ (کے شہادت) کی انگلی کو پھیرنا، اور استنشاق میں (مبالغہ) یہ ہے کہ سانس کے ذریعہ ناک کے بانسے تک پانی کو کھینچا جائے، اور استنثار سنت ہے حدیث صحیحین میں اس کا حکم وارد ہونے کی بناء پر، اور استنثار یہ ہے کہ استنشاق کے بعد متوضی اپنے

ناک کے پانی اور گندگی کو نکالے اپنے بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے، اور جب استنشاق میں مبالغہ کرے تو انتہاء تک نہ پہنچے ورنہ سعوط ہو گا نہ کہ استنشاق اس کو مجموع میں کہا ہے، رہا روزہ دار تو اس کے لئے مبالغہ سنت نہیں ہے بلکہ مکروہ ہے خوفِ افطار کی بناء پر جیسا کہ مجموع میں ہے۔

اگر یہ اشکال کیا جائے: مبالغہ کیوں حرام نہیں جیسا کہ فقہاء نے (بحالت روزہ) بوسہ لینے کو حرام قرار دیا ہے جبکہ انزال کا خوف ہو باوجود یہ کہ علت دونوں میں سے ہر ایک میں خوفِ فساد ہے...؟ (مطلب یہ ہے کہ دونوں کی علت ایک ہی ہے اور حکم کا مدار علت پر ہوتا ہے جیسا کہ اصول فقہ میں آپ پڑھ چکے ہوں)

جواب دیا گیا: کہ بوسہ مطلوب نہیں ہے بلکہ روزہ کی ضد یعنی انزال کا داعی اور سبب ہے، بر خلاف مبالغہ کے ذکر کئے ہوئے افعال میں (یعنی مضمضہ اور استنشاق میں وہ مطلوب ہے) اور اس وجہ سے بھی کہ یہاں حلق کو بند کرنا اور پانی کو تھوکنا ممکن ہوتا ہے اور قبلہ کے وقت جب انزال ہو تو منی کو لوٹانا ممکن نہیں ہوتا، اس لئے کہ وہ اچھلنے والا پانی ہے، اور اس لئے بھی کہ بسا اوقات بوسہ لینے میں دو افراد کی عبادت کا افساد ہوتا ہے۔

﴿الْجمع و الفصل فِي الْمَضْمَضَة وَ الِاسْتِنْشَاق﴾

وَ الْأَظْهَر تَفْضِيل الْجمع بَين الْمَضْمَضَة وَ الِاسْتِنْشَاق على الْفَصْل بَينهمَا لصِحَّة الْأَحَادِيث الصَّرِيحَة فِي ذَلِك وَ لم يثبت فِي الْفَصْل شَيْء كَمَا قَالَه النَّوَوِيّ فِي مَجْمُوعه وَ كَون الْجمع بِثَلَاث غرف يتمضمض من كل ثمَّ يستنشق أفضل من الْجمع بغرفة يتمضمض مِنْهَا ثَلَاثًا ثمَّ يستنشق ثَلَاثًا أَو يتمضمض مِنْهَا ثمَّ يستنشق مرّة ثمَّ كَذَلِك ثَانِيَة و ثالثة للأخبار الصَّحِيحَة فِي ذَلِك وَ فِي الْفَصْل كيفيتان أفضلهما يتمضمض بغرفة ثَلَاثًا ثمَّ يستنشق بِأُخْرَى ثَلَاثًا وَ الثَّانِيَة أَن يتمضمض بِثَلَاث غرفات ثمَّ يستنشق بِثَلَاث غرفات وَ هَذِه أنظف الكيفيات و أضعفها وَ السّنة تتأدى بِوَاحِدَة من هَذِه الكيفيات لما علم أَن الْخلاف فِي الْأَفْضَل مِنْهَا

فَائِدَة: فِي الغرفة لُغَتَانِ الْفَتْح وَالضَّم فَإِن جمعت على لُغَة الْفَتْح تعين فتح الرَّاء وَإِن جمعت على لُغَة الضَّم جَازَ إسكان الرَّاء وَضمّهَا وَفتحهَا فتلخص فِي غرفات أَربع لُغَات.

﴿مضمضہ اور استنشاق میں جمع اور فصل کرنا﴾

اظہر قول کے مطابق مضمضہ اور استنشاق کے درمیان جمع کرنا افضل ہے، بہ نسبت دونوں کے مابین فصل کرنے کے، اس بارے میں احادیث صریحہ کے صحیح ہونے کی بناء پر، اور فصل کرنے میں کوئی چیز ثابت نہیں ہے جیسا کہ امام نوویؒ نے اس کو اپنی مجموع میں بیان فرمایا ہے، اور جمع کرنا تین چلو سے جن میں سے ہر ایک سے مضمضہ کرے پھر استنشاق کرے یہ افضل ہے اس طرح جمع کرنے سے کہ ایک ہی چلو سے تین مرتبہ مضمضہ کرے پھر تین مرتبہ استنشاق کرے یا ایک چلو سے مضمضہ کرے پھر استنشاق کرے ایک مرتبہ، پھر اسی طرح دوسری اور تیسری مرتبہ، اس بارے میں احادیث صحیحہ کے وارد ہونے کی بناء پر، اور فصل کرنے میں دو طریقے ہیں جن میں افضل طریقہ یہ ہے کہ ایک چلو سے تین مرتبہ مضمضہ کرے پھر دوسرے چلو سے تین مرتبہ استنشاق کرے اور دوسرا (طریقہ) یہ ہے کہ تین چلو سے مضمضہ کرے پھر تین چلو سے استنشاق کرے، یہ طریقہ تمام طریقوں میں زیادہ صفائی والا اور سب سے زیادہ ضعیف و کمزور ہے (تیسرا طریقہ یہ ہیکہ ایک چلو سے مضمضہ کرے اور دوسرے چلو سے استنشاق کرے) ان طریقوں میں سے کسی ایک طریقہ سے بھی سنت ادا ہو جائے گی چونکہ یہ معلوم ہے کہ اختلاف ان میں سے افضلیت کے بارے میں ہے۔

فائدہ: لفظِ غُرفۃ (کے حرف غین) میں دو لغت ہے فتح اور ضمہ، اگر حرف غین کی فتح والی لغت کے مطابق جمع لائی جائے تو راء کا فتح متعین ہے اور اگر ضمہ والی لغت کے مطابق جمع لائی جائے تو راء کو ساکن کرنا اور اس پر ضمہ اور فتح بھی جائز ہے لہذا لفظ غرفات میں چار لغتیں حاصل ہوئیں۔

﴿مسح جَمِيع الرَّأس﴾

(و) الْخَامِسَة (مسح جَمِيع الرَّأس) لِلاتِّبَاع رَوَاهُ الشَّيْخَانِ وخروجا من خلاف من أوجبه وَالسّنة فِي كيفيته أَن يضع يَده على مقدم رَأسه ويلصق سبابته بِالْأُخْرَى وإبهاميه على صدغيه ثمَّ يذهب بهما إِلَى قَفاهُ ثمَّ يردهما إِلَى الْمَكَان الَّذِي ذهب مِنْهُ إِن كَانَ لَهُ شعر يَنْقَلِب وَحِينَئِذٍ يكون الذّهاب وَالرَّدّ مسحة وَاحِدَة لعدم تَمام المسحة بالذهاب فَإِن لم يَنْقَلِب شعره لضفره أَو لقصره أَو عَدمه لم يرد لعدم الْفَائِدَة فَإِن ردهما لم تحسب ثَانِيَة لِأَن المَاء صَار مُسْتَعْملا.

فَإِن قيل هَذَا مُشكل بِمن انغمس فِي مَاء قَلِيل نَاوِيا رفع الْحَدث ثمَّ أحدث وَهُوَ منغمس ثمَّ نوى رفع الْحَدث فِي حَال انغماسه فَإِن حَدثهُ يرْتَفع ثَانِيًا.

أُجِيب بِأَن مَاء الْمسْح تافه فَلَيْسَ لَهُ قُوَّة كقوة هَذَا وَلذَلِك لَو أعَاد مَاء غسل الذِّرَاع مثلا ثَانِيًا لم يحْسب لَهُ غسلة أُخْرَى لِأَنَّهُ تافه بِالنِّسْبَةِ إِلَى مَاء الانغماس.

تَنْبِيه: إِذا مسح كل رَأسه هَل يَقع كُله فرضا أَو مَا يَقع عَلَيْهِ الِاسْم وَالْبَاقِي سنة وَجْهَان كنظيره من تَطْوِيل الرُّكُوع وَالسُّجُود وَالْقِيَام وَإِخْرَاج الْبَعِير عَن خمس فِي الزَّكَاة وَاخْتلف كَلَام الشَّيْخَيْنِ فِي كتبهما فِي التَّرْجِيح فِي ذَلِك وَرجح صَاحب الْعباب أَن مَا يَقع عَلَيْهِ الِاسْم فِي الرَّأْس فرض وَالْبَاقِي تطوع وَمثله فِي ذَلِك مَا أمكن فِيهِ التجزي كالركوع بِخِلَاف مَا لم يُمكن كبعير الزَّكَاة وَهُوَ تَفْصِيل حسن.

﴿پورے سر کا مسح کرنا﴾

(اور) (ان میں سے) پانچویں (سنت) **(پورے سر کا مسح کرنا)** حدیث کی اتباع میں، اس کو بخاریؒ اور مسلمؒ نے روایت کیا ہے اور ان لوگوں کے اختلاف سے خروج کے لئے جو اس کو واجب قرار دیتے ہیں، اور مسح رأس کے طریقہ میں سنت یہ ہیکہ اپنے ہاتھ کو اپنے سر کے اگلے حصہ کے اوپر رکھے اور اپنی شہادت کی انگلی کو دوسری (شہادت کی انگلی) سے ملائے اور اپنے دونوں انگوٹھوں کو اپنی دونوں کنپٹیوں پر رکھے پھر ان دونوں کو اپنی

گدی تک لے جائے پھر ان کو واپس اس جگہ کی طرف لے آئے جہاں سے لے گیا اگر متوضی کے پلٹنے والے بال ہوں، لیجانا اور لے آنا اس صورت میں ایک ہی مسح شمار ہو گا (صرف) لیجانے سے مسح مکمل نہ ہونے کی بناء پر، اگر اس کے پلٹنے والے بال نہ ہوں چوٹی یا چھوٹے یا بالکل نہ ہونے کی بناء پر تو واپس نہ لائے (اس جگہ کی طرف جہاں سے لے گیا تھا) فائدہ نہ ہونے کی وجہ سے، پھر بھی اگر ان کو واپس لے آئے تو دوسرا مسح شمار نہ ہو گا اس لئے کہ پانی مستعمل ہو چکا۔

اگر اعتراض کیا جائے: یہ مسئلہ (یعنی مسح سے متعلق جو بیان ہوا) مشکل ہے (ہم شکل و ہم جنس ہے) اس شخص کے مسئلہ سے جو ماء قلیل میں رفع حدث کی نیت کرتے ہوئے غوطہ لگائے پھر اسے حدث لاحق ہو جائے غوطہ کے دوران پھر نیت کرے رفع حدث کی غوطہ کی حالت میں تو یقیناً اس کا حدث دوسری مرتبہ دور ہو جاتا ہے...؟...(یعنی وہ اس مسئلہ جیسا ہے پھر حکم ایک ہونا چاہیئے تھا، حکم میں فرق کیوں ہے...؟...)

جواب دیا گیا: کہ مسح کا پانی قلیل ہے اس لئے اس میں قوت نہیں ہے اس پانی کی قوت جیسی (یعنی جس میں غوطہ لگایا گیا) اسی لئے اگر کسی نے مثلاً ہاتھ دھونے کے پانی کو دوبارہ لوٹایا تو اس کے حق میں دوسرا غسل شمار نہ ہو گا اس لئے کہ یہ پانی قلیل ہے بہ نسبت اس پانی کے جس میں غوطہ لگایا۔

تنبیہ: جب متوضی اپنے پورے سر کا مسح کرے تو کیا پورا مسح فرض واقع ہو گا یا اس حصہ کا مسح (فرض واقع ہو گا) جس پر اسم مسح صادق آتا ہے اور بقیہ (حصہ کا مسح) سنت ہو گا...؟...(اس میں) دو وجہ ہے: اس کی نظیر کے مانند ہے یعنی رکوع، سجود اور قیام کو طویل کرنے کی اور زکات میں پانچ کی طرف سے ایک اونٹ نکالنے کی طرح ہے، اس بارے میں ترجیح کے سلسلہ میں شیخین کا کلام اپنی اپنی کتابوں میں مختلف ہے، اور صاحب عبابؒ نے اس بات کو ترجیح دی ہے کہ سر میں جس حصہ پر اسمِ مسح کا وقوع ہو وہ فرض ہو گا

اور باقی تطوع، اور اس کے مانند ہے وہ افعال جن میں تجزی (اجزاء میں بٹنا) ممکن ہو جیسے رکوع بر خلاف اس کے جس میں تجزی ممکن نہ ہو جیسے زکات کا اونٹ، یہ عمدہ تفصیل ہے۔

﴿الْمسح على الْعِمَامَة﴾

فَإِذا كَانَ على رَأسه نَحو عِمَامَة كخمار وقلنسوة وَلم يرد رفع ذَلِك كمل بِالْمَسْحِ عَلَيْهَا وَإِن لبسهَا على حدث لخبر مُسلم أَنه صلى الله عَلَيْهِ وَسلم تَوَضَّأ فَمسح بناصيته وعَلى عمَامَته. وَسَوَاء أعْسر تنحيتها أم لَا وَيفهم من قَوْلهم كمل أَنه لَا يَكْفِي الِاقْتِصَار على الْعِمَامَة وَنَحْوهَا وَهُوَ كَذَلِك.

﴿عمامہ پر مسح کرنا﴾

اگر متوضی کے سر پر عمامہ کے مانند کوئی چیز ہو جیسے اوڑھنی اور ٹوپی اور متوضی کا ارادہ نکالنے کا نہ ہو تو (واجب مقدار میں سر کا مسح کرنے کے بعد ہی۔ وان كان على رأسه عمامة او قلنسوة تمم عليها بعد مسح الناصية) (فتح المعین فی ترشیح: ص:۲۱) (قوله تمم عليها بعد مسح الناصية) اى فيشترط ان يمسح الواجب من الرأس قبل مسح ماعليها من نحو العمامة (ترشیح: ص:۲۱) اس پر مکمل طور پر مسح کرے (مسح مکمل ہونے سے پہلے ہاتھ نہ اٹھائے اگر اٹھائے تو نیا پانی لینا شرط ہے) (ترشیح: ص:۲۱) اگرچہ اس کو حدث کی حالت میں پہنا ہو، حدیث مسلم کی بناء پر کہ "انه صلی ﷺ الخ" آپ ﷺ نے وضوء فرمایا تو اپنی ناصیہ اور عمامہ پر مسح کیا۔ (ناصیہ سے مراد: سر کا اگلا حصہ) خواہ عمامہ کو علیحدہ کرنا دشوار ہو یا نہ ہو۔ اور فقہاء کے قول کمل سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ عمامہ یا اس کے مانند چیز پر اکتفاء کر لینا کافی نہ ہو گا (یعنی سر کا مسح نہ کرتے ہوئے صرف عمامہ یا اس کے مانند چیز پر مسح کر لینا کافی نہ ہو گا) یہ مسئلہ اسی طرح ہے۔

﴿مسح الْأُذُنَيْنِ وكيفيته﴾

(و) السَّادِسَة (مسح) جَمِيع (أُذُنَيْهِ ظاهرهما وباطنهما بِمَاء جَدِيد) لِأَنَّهُ صلى اللهعَلَيْهِ وَسلم مسح فِي وضوئِهِ بِرَأْسِهِ وَأُذُنَيْهِ ظاهرهما وباطنهما وَأدْخل

أصبعيه فِي صماخي أُذُنَيْهِ وَيَأْخُذ لصماخيه أَيْضا مَاء جَدِيدا وَكَيْفِيَّة الْمسْح أَن يدْخل مسبحتيه فِي صماخيه ويديرهما فِي المعاطف ويمر إبهاميه على ظَاهر أُذُنَيْهِ ثمَّ يلصق كفيه وهما مبلولتان بالأذنين استظهارا.

والصماخ بِكَسْر الصَّاد وَيُقَال بِالسِّين هُوَ خرق الْأذن وَتَأْخِير مسح الْأُذُنَيْنِ عَن الرَّأْس مُسْتَحق كَمَا هُوَ الْأَصَح فِي الرَّوْضَة وَلَو أَخذ بأصابعه مَاء لرأسه فَلم يمسحه بِمَاء بَعْضهَا وَمسح بِهِ الْأُذُنَيْنِ كفى لِأَنَّهُ مَاء جَدِيد.

فَائِدَة: روى الدَّارَقُطْنِيّ وَغَيره عَن عَائِشَة رَضِي الله تَعَالَى عَنْهَا أَنَّهَا قَالَت قَالَ رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم إِن الله أَعْطَانِي نَهرا يُقَال لَهُ الْكَوْثَر فِي الْجنَّة لَا يدْخل أحدكُم أصبعيه فِي أُذُنَيْهِ إِلَّا سمع خرير ذَلِك النَّهر قَالَت فَقلت يَا رَسُول الله وَكَيف ذَلِك قَالَ أدخلي أصبعيك فِي أذنيك وسدي فَالَّذِي تسمعين فيهمَا من خرير الْكَوْثَر. وَهَذَا النَّهر يتشعب مِنْهُ أَنهَار الْجنَّة وَهُوَ مُخْتَص بنبينا صلى الله عَلَيْهِ وَسلم نسْأَل الله تَعَالَى من فَضله وَكَرمه أَن يمن علينا وعَلى محبينا بالشرب مِنْهُ فَإِن من شرب مِنْهُ شربة لَا يظمأ بعْدهَا أبدا.

﴿دونوں کانوں کا مسح اور اس کا طریقہ﴾

(اور) (ان میں سے) چھٹی (سنت) **(اپنے)** پورے **(دونوں کانوں کا یعنی ان دونوں کے ظاہر اور باطن کا مسح کرنا نئے پانی سے)** اس لئے کہ آپ ﷺ نے اپنے وضوء میں اپنے سر اور دونوں کانوں کے ظاہر اور باطن کا مسح فرمایا اور اپنے دونوں کانوں کے دونوں سوراخوں میں اپنی دونوں انگلیاں داخل فرمائی۔ اور متوضی اپنے دونوں سوراخوں کے لئے بھی نیا پانی لے۔ اور مسح کا طریقہ یہ ہیکہ متوضی اپنی شہادت کی دونوں انگلیوں کو اپنے (کانوں کے) دونوں سوراخوں میں داخل کرے اور ان دونوں کو پوشیدہ جگہوں میں گھمائے اور اپنے دونوں انگوٹھوں کو اپنے دونوں کانوں کے ظاہری حصہ پر گھمائے پھر اپنی دونوں ہتھیلیوں کو درانحالیکہ وہ تر ہوں تکمیل مسح کے طور پر دونوں کانوں سے چپکا دے۔

لفظ صماخ صاد کے کسرہ کے ساتھ ہے اور سین کے ساتھ کہا گیا ہے اور اس کا معنی ہے: کان کا سوراخ۔ دونوں کانوں کے مسح کو مؤخر کرنا سر سے حق ولازم ہے جیسا کہ روضہ میں یہی اصح ہے، اور اگر متوضی اپنی انگلیوں سے اپنے مسح رأس کے لئے پانی لے لیکن بعض انگلیوں کے پانی سے مسح رأس نہ کرے اور ان سے (یعنی جن سے مسح رأس نہیں کیا) دونوں کانوں کا مسح کرے تو کافی ہو گا اس لئے کہ وہ نیا پانی ہے۔

فائدہ: دار قطنی وغیرہ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے، وہ فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ان اللہ الخ" بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے جنت میں نہر عطا فرمائی ہے جسے کوثر کہا جاتا ہے تم میں سے کوئی جب اپنی دو انگلیوں کو دو کانوں میں داخل کرے تو وہ ضرور اس نہر کے بہنے کی آواز سنے گا، حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ یہ کیسے ہو سکتا ہے...؟... تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو اپنی دو انگلیاں اپنے دو کانوں میں داخل کر اور (سوراخ) بند کر دے پھر جو آواز تو دونوں سے سنے گی وہ کوثر کے بہنے کی ہو گی۔ اور یہ وہ نہر ہے جس سے جنت کی دوسری نہریں نکلتیں ہیں اور یہ ہمارے نبی ﷺ کے ساتھ خاص ہے، ہم اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل وکرم کے طفیل سوال کرتے ہیں کہ وہ ہم پر اور ہمارے محبین پر احسان کرے آب کوثر پینے سے، بیشک جو اس میں سے ایک گھونٹ پیئے گا وہ اس کے بعد کبھی پیاسا نہ ہو گا۔

﴿الْكَلَام على تَخْلِيل اللِّحيَة﴾

(و) السَّابِعَة **(تَخْلِيل اللِّحْيَة الكثة)** وكل شعر يَكْفِي غسل ظَاهره بالأصابع من أَسْفَله لما روى التِّرْمِذِيّ وَصَححهُ أَنه صلى الله عَلَيْهِ وَسلم كَانَ يخلل لحيته الْكَرِيمَة. وَلما روى أَبُو دَاوُد أَنه صلى الله عَلَيْهِ وَسلم كَانَ إِذا تَوَضَّأ أَخذ كفا من مَاء فَأدْخلهُ تَحت حنكه فخلل بِهِ لحيته وَقَالَ هَكَذَا أَمرنِي رَبِّي. أما مَا يجب غسله من ذَلِك كالخفيف والكثيف الَّذِي فِي حد الْوَجْه من لحية غير الرجل وعارضيه فَيجب إِيصَال المَاء إِلَى ظَاهره وباطنه ومنابته بتخليل أَو غَيره.

تَنۡبِيه: ظَاهر كَلَام الۡمُصَنّف فِي سنّ التَّخۡلِيل أَنه لَا فرق بَين الۡمحرم وَغَيره وَهُوَ الۡمُعۡتَمد كَمَا اعۡتَمدهُ الزَّرۡكَشِيّ فِي خادمه خلافًا لِابۡنِ الۡمقري فِي رَوۡضَه تبعا للمتولي لَكِن الۡمحرم يخلل بِرِفۡق لِئَلَّا يتساقط مِنۡهُ شعر كَمَا قَالُوهُ فِي تَخۡلِيل شعر الۡمَيِّت.

﴿داڑھی کے خلال پر کلام﴾

(اور) (ان میں سے) ساتویں (سنت) **(گھنی داڑھی کا خلال کرنا)** ہر بال جس کے ظاہری حصہ کا دھونا کافی ہوتا ہے ان کا انگلیوں سے خلال کرنا نیچے سے، اس حدیث کے پیش نظر جس کو ترمذیؒ نے بیان کیا ہے اور صحیح قرار دیا ہے کہ "انه صلى الله عليه وسلم الخ" آپ ﷺ اپنی داڑھی مبارک کا خلال کرتے تھے۔ اور اس حدیث کی بناء پر جس کو ابوداؤدؒ نے بیان کیا ہے کہ "انه صلى الله عليه وسلم الخ" آپ ﷺ جب وضوء فرماتے تو ہتھیلی میں پانی لیتے اور اس کو اپنی تھوڑی کے نیچے داخل کرتے پھر اس سے اپنی داڑھی مبارک کا خلال کرتے اور آپ ﷺ فرماتے اسی طرح میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے۔ بہر حال وہ بال جس کا دھونا ضروری ہے جیسے خفیف اور وہ کثیف جو چہرے کی حد میں ہو مرد کی داڑھی اور اس کے دونوں رخساروں کے کثیف بال کے علاوہ تو اس کے ظاہر اور باطن اور بال اگنے کی جگہ تک پانی کا پہنچانا واجب ہے خلال کے یا اس کے علاوہ کے ذریعہ۔

تنبیہ: خلال کے سنت ہونے میں مصنفؒ کے کلام کا ظاہر یہ ہیکہ محرم اور غیر محرم کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے، اور یہی معتمد ہے جیسا کہ علامہ زرکشیؒ نے اپنی (کتاب) خادم میں اس کو معتمد قرار دیا ہے ابن مقریؒ کے خلاف جو انہوں نے اپنی (کتاب) روض میں بیان کیا ہے متولی کی اتباع کرتے ہوئے، لیکن محرم نرمی سے خلال کرے تاکہ داڑھی کا کوئی بال نہ گرے جیسا کہ فقہاء نے اس کو بیان کیا ہے میت کے بال کا خلال کرنے کے بارے میں۔

(ابن مقری کا مکمل نام اس طرح ہے: اسماعیل ابن ابی بکر ابن عبد اللہ، المقری، شرف الدین ابو محمد)

﴿تَخْلِيل الْأَصَابِع﴾

(و) من السَّابِعَة **(تَخْلِيل أَصَابِع الرجلَيْن وَالْيَدَيْنِ)** أَيْضا لخبر لَقِيط بن صبرَة أَسْبغ الْوضُوء وخلل بَين الْأَصَابِع رَوَاهُ التِّرْمِذِيّ وَغَيره وصححوه والتخليل فِي أَصَابِع الْيَدَيْنِ بالتشبيك بَينهمَا فِي أَصَابِع الرجلَيْن يبْدَأ بخنصر الرجل الْيُمْنَى وَيخْتم بخنصر الرجل الْيُسْرَى ويخلل بخنصر يَده الْيُسْرَى أَو الْيُمْنَى كَمَا رَجحه فِي الْمَجْمُوع من أَسْفَل الرجلَيْن وإيصال المَاء إِلَى مَا بَين الْأَصَابِع وَاجِب بتخليل أَو غَيره إِذا كَانَت ملتفة لَا يصل المَاء إِلَيْهَا إِلَّا بالتخليل أَو نَحوه فَإِن كَانَت ملتحمة لم يجز فتقها قَالَ الْإِسْنَوِيّ وَلم يتَعَرَّض النَّوَوِيّ وَلَا غَيره إِلَى تثليث التَّخْلِيل وَقد روى الْبَيْهَقِيّ بِإِسْنَاد جيد كَمَا قَالَه فِي شرح الْمُهَذّب عَن عُثْمَان رَضِي الله تَعَالَى عَنهُ أَنه تَوَضَّأ فخلل بَين أَصَابِع قَدَمَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا وَقَالَ رَأَيْت رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم فعل كَمَا فعلت. وَمُقْتَضى هَذَا اسْتِحْبَاب تثليث التَّخْلِيل اهـ وَهَذَا ظَاهر.

﴿انگلیوں کا خلال کرنا﴾

(اور) (ان دس سنتوں میں سے) ساتویں (سنت) میں سے **(دونوں پاؤں اور ہاتھوں کی انگلیوں کا خلال کرنا)** بھی ہے (مصنفؒ نے تخلیل لحیہ اور اصابع کو ایک ہی شمار کیا ہے) لقیط بن صبرۃ کی روایت کی بناء پر "اسبغ الوضوء الخ" (آپ ﷺ نے ان سے فرمایا) اچھی طرح وضوء کر اور انگلیوں کے درمیان خلال کر۔ ترمذیؒ وغیرہ نے اس کو بیان کیا ہے اور صحیح قرار دیا ہے۔ دونوں ہاتھوں کی انگلیوں میں خلال کرنا ان دونوں کے درمیان تشبیک کرنے سے ہوگا (تشبیک یعنی دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں داخل کرنا) اور دونوں پاؤں کی انگلیوں میں (خلال کی) ابتداء کرے دائیں پاؤں کی خنصر (یعنی سب سے چھوٹی انگلی) سے اور بائیں پاؤں کی خنصر پر ختم کرے، اور اپنے بائیں یا دائیں ہاتھ کی خنصر سے خلال کرے جیسا کہ مجموع میں اس کو راجح قرار دیا ہے، دونوں پاؤں کے نچلی

جانب سے، اور انگلیوں کے درمیانی حصہ میں پانی پہنچانا واجب ہے خلال سے یا کسی اور طریقہ سے جبکہ انگلیاں اس طور پر ملی ہوئی ہوں کہ خلال یا اس کے مانند طریقہ سے ہی وہاں تک پانی پہنچ سکتا ہو، اگر انگلیاں جڑ کر ایک ہو گئیں ہوں تو ان کو علیحدہ کرنا جائز نہیں، اسنویؒ نے فرمایا: خلال کی تثلیث کے بارے میں نہ امام نوویؒ نے بحث کی اور نہ کسی دوسرے نے، اور بیہقیؒ نے بسند جید روایت کیا ہے جیسا کہ اس کو شرح مہذب میں بیان کیا ہے حضرت عثمانؓ کے حوالہ سے کہ انہوں نے وضوء فرمایا تو اپنے دونوں پیروں کی انگلیوں میں تین تین مرتبہ خلال کیا اور فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو کرتے ہوئے دیکھا جیسا میں نے کیا۔ اس حدیث کا مقتضی خلال کی تثلیث کا استحباب ہے، اور یہ ظاہر ہے۔

﴿تَقْدِيم الْيُمْنَى على الْيُسْرَى﴾

(و) الثَّامِنَة **(تَقْدِيم)** غسل **(الْيُمْنَى على)** غسل **(الْيُسْرَى)** من كل عضوين لَا يسن غسلهمَا مَعًا كاليدين وَالرجلَيْنِ لخبر وَإِذا توضأتم فابدأوا بميامنكم رَوَاهُ ابْنا خُزَيْمَة وحبان فِي صَحِيحَيْهِمَا وَلِأَنَّهُ صلى الله عَلَيْهِ وَسلم كَانَ يحب التَّيَامُن فِي شَأْنه كُله. أَي مِمَّا هُوَ للتكريم كالغسل واللبس والاكتحال والتقليم وقص الشَّارِب ونتف الْإِبِط وَحلق الرَّأْس والسواك وَدخُول الْمَسْجِد وَتَحْلِيل الصَّلَاة ومفارقة الْخَلَاء وَالْأكل وَالشرب والمصافحة واستلام الْحجر الْأسود والركن الْيَمَانِيّ وَالْأَخْذ والإعطاء والتياسر فِي ضِدّه كدخول الْخَلَاء والاستنجاء والامتخاط وخلع اللبَاس وَإِزَالَة القذر وَكره عَكسه أما مَا يسن غسلهمَا مَعًا كالخدين وَالْكَفَّيْنِ والأذنين فَلَا يسن تَقْدِيم الْيُمْنَى فيهمَا نعم من بِهِ عِلّة لَا يُمكنهُ مَعهَا ذَلِك كَأَن قطعت إِحْدَى يَدَيْهِ فَيسنّ لَهُ تَقْدِيم الْيُمْنَى.

﴿دائیں کو بائیں پر مقدم کرنا﴾

(اور) (ان میں سے) آٹھویں (سنت) **(دائیں)** کے دھونے **(کو مقدم کرنا بائیں)** کے دھونے **(پر)** ہر ایسے دو عضو میں سے جن کا ایک ساتھ دھونا سنت نہیں ہے جیسے دو ہاتھ اور دو پاؤں، حدیث کی بناء پر "واذا الخ" جب تم وضوء کرو تو اپنے دائیں اعضاء سے

ابتداء کرو۔ اس کو ابن حبان اور ابن خزیمہ نے اپنی اپنی صحیح میں بیان کیا ہے، اور اس لئے کہ آپ ﷺ اپنے تمام امور میں تیامن کو پسند فرماتے تھے۔ یعنی ان امور میں جو تکریمی ہوں جیسے نہانا، پہننا، سرمہ لگانا، ناخن تراشنا، مونچھ کتروانا، بغل کے بال اکھاڑنا، سر کا حلق کرنا، مسواک کرنا، مسجد میں داخل ہونا، نماز کا سلام پھیرنا، بیت الخلاء سے نکلنا، کھانا، پینا، مصافحہ کرنا، حجر اسود اور رکن یمانی کو استلام کرنا، لینا اور دینا، اور ان کے برعکس امور میں بائیں کو مقدم کرنا جیسے بیت الخلاء میں داخل ہونا، استنجاء کرنا، ناک صاف کرنا، لباس اتارنا (لباس یعنی: جو کپڑا پہنا جائے) (مصباح اللغات: ص:۷۶۵) اور گندگی کو دور کرنا، اور ان کے برعکس کرنا مکروہ ہے۔ بہر حال وہ دو چیزیں جن کو ایک ساتھ دھونا سنت ہے جیسے دو رخسار، دو ہتھیلیاں اور دو کان، ان میں دائیں کو مقدم کرنا سنت نہیں ہے، ہاں وہ شخص جس کو ایسا سبب لاحق ہو جس کے ہوتے ہوئے اس کے حق میں یہ ممکن نہ ہو جیسے کہ اس کے دو ہاتھوں میں سے ایک کٹ جائے تو اس کے لئے دائیں کو مقدم کرنا سنت ہے۔

﴿التّثْلِيث فِي الطّهَارَة﴾

(و) التَّاسِعَة (الطَّهَارَة ثَلَاثًا ثَلَاثًا) وَيَسْتَوِي فِي ذَلِك المغسول والممسوح والتخليل المفروض والْمَنْدُوب لِلِاتِّبَاعِ رَوَاهُ مُسلم وَغَيره وَإِنَّمَا لم يجب التَّثْلِيث لِأَنَّهُ صلى الله عَلَيْهِ وَسلم تَوَضَّأ مرّة مرّة وَتَوَضَّأ مرّتَيْنِ مرّتَيْنِ.

تَنْبِيه سكت الْمُصَنّف عَن تثليث القَوْل كالتسمية وَالتَّشَهُّد آخر الْوضُوء مَعَ أَن ذَلِك سنة فقد روى التَّثْلِيث فِي القَوْل فِي التَّشَهُّد أَحْمد وَابْن ماجة وَصرح بِهِ الرَّوْيَانِيّ وَظَاهر أَن غير التَّشَهُّد مِمَّا فِي مَعْنَاهُ كالتسمية مثله وَسَيَأْتِي إِن شَاءَ الله تَعَالَى أَنه يكره تثليث مسح الْخُف قَالَ الزَّرْكَشِيّ وَالظَّاهِر إِلْحَاق الْجَبِيرَة والعمامة إِذا كمل بِالْمَسْحِ عَلَيْهِمَا بالخف وَتكره الزِّيَادَة على الثَّلَاث وَالنَّقْص عَنْهَا إِلَّا لعذر كَمَا سَيَأْتِي إِن شَاءَ الله لِأَنَّهُ صلى الله عَلَيْهِ وَسلم تَوَضَّأ ثَلَاثًا ثَلَاثًا ثمَّ قَالَ هَكَذَا الْوضُوء فَمن زَاد على هَذَا أَو نقص فقد أَسَاءَ وظلم رَوَاهُ أَبُو دَاوُد وَغَيره وَقَالَ فِي الْمَجْمُوع إِنَّه صَحِيح قَالَ نقلا عَن الْأَصْحَاب وَغَيرهم فَمن زَاد على الثَّلَاث أَو نقص عَنْهَا فقد

أَسَاءَ وظلم فِي كل من الزِّيَادَة وَ النَّقْص.

فَإِن قيل كَيفَ يكون إساءة وظلما وَقد ثَبت أَنه صلى الله عَلَيْهِ وَسلم تَوَضَّأ مرّة مرّة ومرتين مرَّتَيْنِ.

أُجِيب بِأَن ذَلِك كَانَ لبَيَان الْجَوَاز فَكَانَ فِي ذَلِك الْحَال أفضل لِأَن الْبَيَان فِي حَقه صلى الله عَلَيْهِ وَسلم وَاجِب قَالَ ابْن دَقِيق الْعِيد وَمحل الْكَرَاهَة فِي الزِّيَادَة إِذا أَتَى بهَا على قصد نِيَّة الْوضُوء أَي أَو أطلق فَلَو زَاد عَلَيْهَا بنية التبرد أَو مَعَ قطع نِيَّة الْوضُوء عَنْهَا لم يكره.

وَقَالَ الزَّرْكَشِيّ يَنْبَغِي أَن يكون مَوضِع الْخلاف فِيمَا إِذا تَوَضَّأ من مَاء مُبَاح أَو مَمْلُوك لَهُ فَإِن تَوَضَّأ بِمَاء مَوْقُوف على من يتَطَهَّر مِنْهُ أَو يتَوَضَّأ مِنْهُ كالمدارس والربط حرمت عَلَيْهِ الزِّيَادَة بِلَا خلاف لِأَنَّهَا غير مَأْذُون فِيهَا انْتهى.

﴿طہارت میں تثلیث﴾

(اور) (ان میں سے) نویں (سنت) **(تین تین مرتبہ طہارت ہے)** اور برابر ہے اس میں مغسول (یعنی دھوئے جانے والا عضو) اور ممسوح (یعنی مسح کئے جانے والا عضو) اور (برابر ہے اس میں) مفروض اور مندوب خلال، حدیث کی اتباع میں، اس کو مسلم وغیرہ نے بیان کیا ہے، البتہ تثلیث واجب نہیں ہے اس لئے کہ آپ ﷺ نے وضوء فرمایا ایک ایک مرتبہ اور وضوء فرمایا دو دو مرتبہ۔

تنبیہ: مصنفؒ نے سکوت اختیار کیا ہے قول کی تثلیث سے جیسے کہ تسمیہ اور وضوء کے آخر میں تشہد ان کے سنت ہونے کے باوجود بیشک امام احمدؒ اور ابن ماجہؒ نے تثلیث کو بیان کیا ہے قول: تشہد میں، اور رویانیؒ نے اس کی صراحت کی ہے، اور ظاہر ہیکہ تشہد کے علاوہ جو تشہد کے معنی میں ہو گا جیسے تسمیہ وہ (حکم میں) تشہد کے مانند ہو گا اور عنقریب ان شاء اللہ تعالیٰ آئے گا کہ مسح خف میں تثلیث مکروہ ہے، زرکشیؒ نے فرمایا: اور ظاہر یہ ہیکہ جبیرہ اور عمامہ کو خف سے ملا دیا جائے (حکم میں) جبکہ ان پر مسح کے ذریعہ تکمیل کرے، مکروہ ہے تین مرتبہ سے زیادہ کرنا اور تین مرتبہ سے کم کرنا مگر عذر کی بناء پر

(کرے تو مکروہ نہیں ہے) جیسا کہ عنقریب ان شاء اللہ تعالیٰ آئے گا، اس لئے کہ آپ ﷺ نے تین تین مرتبہ وضوء فرمایا پھر کہا: اسی طرح وضوء ہے لہذا جو شخص اس سے زیادہ کرے یا کم کرے تو اس نے برا کیا اور حد تجاوزی کی۔ ابوداؤد وغیرہ نے اس کو بیان کیا ہے اور مجموع میں کہا ہے: یہ حدیث صحیح ہے، اصحاب اور ان کے علاوہ سے نقل کرتے ہوئے کہا ہے: جو شخص تین مرتبہ سے زیادہ یا کم کرے تو اس نے برا کیا اور حد تجاوزی کی ہر ایک میں یعنی زیادتی میں اور کمی میں۔

اگر اشکال کیا جائے: اساء اور ظلم کیسے ہو گا حالانکہ یہ ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے ایک ایک مرتبہ اور دو دو مرتبہ وضوء فرمایا ہیں...؟...

جواب دیا گیا: کہ یہ (توضأ مرۃ اور توضأ مرتین) دونوں بیان جواز کے لئے تھے اور وہ دونوں اس حالت میں افضل تھے، اس لئے کہ آپ ﷺ کے حق میں بیان کرنا واجب تھا۔

ابن دقیق العیدؒ نے فرمایا: کراہت کا محل (تین مرتبہ سے) زائد میں اس صورت میں ہے جبکہ زیادتی نیتِ وضوء کے قصد سے کرے یعنی یا مطلق (یعنی بلا قید کرے) اگر تین مرتبہ سے زائد مرتبہ کرے ٹھنڈک حاصل کرنے کی نیت سے یا نیتِ وضوء کو تثلیث کے بعد قطع کر کے (تین مرتبہ سے زائد مرتبہ) کرے تو مکروہ نہیں ہے۔

زرکشیؒ نے فرمایا: مناسب یہ ہیکہ موضع اختلاف اس صورت میں ہے جبکہ وضوء کرے مباح یا اپنے مملوک پانی سے، اگر وضوء کرے اس پانی سے جو موقوف ہو طہارت حاصل کرنے والے اور اس سے وضوء کرنے والوں پر جیسے مدارس، اور مسافر خانے تو بغیر کسی اختلاف کے (تین مرتبہ سے) زیادہ کرنا اس پر حرام ہو گا اس لئے کہ وہ زیادہ مرتبہ دھونے میں مأذون نہیں ہے، کلام ختم ہوا۔

﴿طلب ترك التَّثْلِيث﴾

تَنْبِيه: قد يطْلب ترك التَّثْلِيث كَأَن ضَاق الْوَقْت بِحَيْثُ لَو اشْتغل بِهِ لخرج الْوَقْت فَإِنَّهُ يحرم عَلَيْهِ التَّثْلِيث أَو قل المَاء بِحَيْثُ لَا يَكْفِيهِ إِلَّا للفرض فَتحرم الزِّيَادَة لِأَنَّهَا تحوجه إِلَى التَّيَمُّم مَعَ الْقُدْرَة على المَاء كَمَا ذكره الْبَغَوِيّ فِي فَتَاوِيهِ وَجرى عَلَيْهِ النَّوَوِيّ فِي التُّحْفَة أَو احْتَاجَ إِلَى الْفَاضِل عَنهُ لعطش بِأَن كَانَ مَعَه من المَاء مَا يَكْفِيهِ للشُّرْب لَو تَوَضَّأ بِهِ مرّة مرّة وَلَو ثلث لم يفضل للشُّرْب شَيْء فَإِنَّهُ يحرم عَلَيْهِ التَّثْلِيث كَمَا قَالَه الجيلي فِي الإعجاز وَإِدْرَاك الْجَمَاعَة أفضل من تثليث الْوضُوء وَسَائِر آدابه وَلَا يجزىء تعدد قبل إتْمَام الْعُضْو نعم لَو مسح بعض رَأسه ثَلَاثًا حصل التَّثْلِيث لِأَن قَوْلهم من سنَن الْوضُوء تثليث الْمَمْسُوح شَامِل لذَلِك وَأما مَا تقدم فمحله فِي عُضْو يجب استيعابه بالتطهير وَلَا بعد تَمام الْوضُوء فَلَو تَوَضَّأ مرّة مرّة ثمَّ تَوَضَّأ ثَانِيًا وثالثا كَذَلِك لم يحصل التَّثْلِيث كَمَا جزم بِهِ ابْن الْمقري فِي رَوْضه وَفِي فروق الْجُوَيْنِيّ مَا يَقْتَضِيهِ وَإِن أفهم كَلَام الإِمَام خِلَافه.

فَإِن قيل قدمر فِي الْمَضْمَضَة وَالِاسْتِنْشَاق أَن التَّثْلِيث يحصل بذلك.

أُجِيب بِأَن الْفَم وَالْأنف كعضو وَاحِد فَجَاز ذَلِك فيهمَا كاليدين بِخِلَاف الْوَجْه وَالْيَد مثلا لتباعدهما فَيَنْبَغِي أَن يفرغ من أَحدهمَا ثمَّ ينْتَقل إِلَى الآخر وَيَأْخُذ الشاك بِالْيَقِينِ فِي الْمَفْرُوض وجوبا وَفِي الْمَنْدُوب ندبا لِأَن الأَصْل عدم مَا زَاد كَمَا لَو شكّ فِي عدد الرَّكْعَات فَإِذا شكّ هَل غسل ثَلَاثًا أَو مرَّتَيْنِ أَخذ بِالْأَقَلِّ وَغسل أُخْرَى.

﴿ترک تثلیث کا مطالبہ﴾

تنبیہ: کبھی ترک تثلیث مطلوب ہوتا ہے جیسے کہ وقت تنگ ہو اتنا کہ اگر تثلیث میں مشغول ہو تو وقت نکل جائے تو متوضی پر تثلیث حرام ہو گی یا پانی کم ہو اتنا کہ وہ صرف فرض کے لئے کافی ہو تو زیادتی حرام ہو گی اس لئے کہ زیادتی متوضی کو پانی پر قدرت ہونے کے باوجود تیمم کی محتاج بنادے گی جیسا کہ اس کو امام بغویؒ نے اپنے فتاوی میں ذکر فرمایا ہے اور امام نوویؒ تحفہ میں اسی کے قائل ہیں (تحفہ سے مراد: امام نوویؒ کی شرح التنبیہ

ہے) یا پیاس کی بناء پر وہ اس قلیل پانی سے زیادہ کا محتاج ہو گا اس طور پر کہ اس کے پاس اس قدر پانی ہو جو اس کو پینے کے لئے کافی ہو اگر وہ اس سے ایک ایک مرتبہ وضوء کرے۔ اگر تین تین مرتبہ کرے تو پینے کے لئے کچھ بھی نہ بچے گا تو متوضی پر تثلیث حرام ہو گی جیسا کہ اس کو جیلیؒ نے اعجاز میں بیان کیا ہے، اعضاء وضوء کو تین تین مرتبہ دھونے (سے) اور وضوء کے تمام آداب کو بجالانے سے جماعت کو پانا افضل ہے، اور عضوء کے مکمل ہونے سے پہلے تعدد کافی نہ ہو گا (مطلب یہ ہے کہ عضوٗ کو مکمل دھونے سے پہلے دوسری اور تیسری مرتبہ کا دھونا شمار نہ ہو گا) ہاں اگر اپنے سر کے کچھ حصہ کا مسح کرے تین مرتبہ تو تثلیث حاصل ہو گی اس لئے کہ فقہاء کا یہ قول کہ: وضوء کی سنتوں میں سے ایک تثلیث ممسوح ہے (یعنی عضو ممسوح کی تثلیث) اس کو شامل ہے، بہر حال جو بات گزر چکی تو اس کا محل ایسے عضو میں ہے جس کو پاک کرنے میں استیعاب واجب ہو تا ہے اور نہ وضوء مکمل ہونے کے بعد تعدد کافی ہو گا، اگر متوضی ایک ایک مرتبہ وضوء کرے پھر دوسری مرتبہ اور تیسری مرتبہ کرے اسی طرح وضوء کرے تو تثلیث حاصل نہ ہو گی جیسا کہ ابن مقریؒ نے اپنی روض میں اس کو راجح قرار دیا ہے، اور امام جوینیؒ کی فروق میں ایسا کلام ہے جو اس کا تقاضا کرتا ہے اگر چہ امام کا کلام اس کے خلاف سمجھا رہا ہے۔ (یعنی آپ کے کلام میں حصول تثلیث ہے)

اگر اعتراض کیا جائے: مضمضہ اور استنشاق میں گزر گیا کہ تثلیث اس سے حاصل ہوتی ہے...؟... (یعنی وضوء مکمل ہونے کے بعد دھونے سے (حاشیۂ اقناع) (**قولہ یحصل بذلك**) **ای بالغسل بعد تمام الوضوء** (ایضا)

جواب دیا گیا: کہ منہ اور ناک ایک عضو کی طرح ہیں، لہذا وہ ان دونوں میں جائز ہو گا دونوں ہاتھوں کی طرح اس کے بر خلاف مثلاً چہرہ اور ہاتھ کے ان دونوں میں (ایک دوسرے سے) بعد ہونے کی بناء پر، لہذا (حصولِ تثلیث کے لئے) ضروری ہے کہ ان

دونوں (چہرہ اور ہاتھ) میں سے ایک سے فارغ ہو پھر دوسرے کی طرف منتقل ہو۔ فرض میں شک کرنے والا وجوبی طور پر یقین کو لے اور مندوب میں (شک کرنے والا) ندب کے طور پر (یقین کو لے) اس لئے کہ اصل زائد کا نہ ہونا ہے جیسا کہ اگر رکعات کی تعداد میں شک ہو، لہذا جب متوضی کو شک ہو کیا تین مرتبہ دھویا یا دو مرتبہ تو کم عدد کو لے اور دوسری مرتبہ دھولے۔ (یعنی کم کو لے اور تین مرتبہ کو مکمل کرے)

﴿الْمُوَالَاة وضابطها﴾

(و) الْعَاشِرَة **(الْمُوَالَاة)** بَين الْأَعْضَاء فِي التَّطْهِير بِحَيْثُ لَا يجِف الأول قبل الشُّرُوع فِي الثَّانِي مَعَ اعْتِدَال الْهَوَاء ومزاج الشَّخْص نَفسه وَالزَّمَان وَالْمَكَان وَيقدر الْمَمْسُوح مغسولا هَذَا فِي غير وضوء صَاحب الضَّرُورَة كَمَا تقدم وَمَا لم يضق الْوَقْت وَإِلَّا فَتجب وَالِاعْتِبَار بالغسلة الْأَخِيرَة وَلَا يحْتَاج التَّفْرِيق الْكثير إِلَى تَجْدِيد نِيَّة عِنْد عزوبها لِأَن حكمهَا بَاق.

﴿موالات اور اس کا ضابطہ﴾

(اور) (ان میں سے) دسویں (سنت) **(موالات کا ہونا)** اعضاء کے درمیان پاکی حاصل کرنے میں اس طرح کہ دوسرے عضو کو شروع کرنے سے پہلے پہلا عضو خشک نہ ہو (اس میں اعتبار ہو گا) ہواء کے، نفس آدمی کے مزاج کے اور زمان ومکان کے اعتدال کے ساتھ، اور عضو ممسوح کا عضو مغسول سے اندازہ لگایا جائے گا، یہ مسئلہ صاحب ضرورت کے وضوء کے علاوہ میں ہے جیسا کہ گزر گیا۔ اور جب تک وقت تنگ نہ ہو ورنہ موالات واجب ہو گا۔ اور آخری مرتبہ کے دھونے سے اعتبار ہو گا، اور زیادہ فاصلہ نیت کے مخفی ہونے کی صورت میں تجدید نیت کا محتاج نہ ہو گا اس لئے کہ نیت کا حکم باقی ہے۔

﴿السّنَن الزَّائِدَة على الْعشْر﴾

وَقد قدمنَا أَن الْمُصَنّف لم يحصر سنَن الْوضُوء فِيمَا ذكره فلنذكر. مِنْهَا شَيْئا مِمَّا تَركه فَمن السّنَن ترك الِاسْتِعَانَة بالصب عَلَيْهِ لغير عذر لِأَنَّهُ الْأَكْثَر من فعله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم وَلِأَنَّهَا نوع من التنعم والتكبر وَذَلِكَ لَا يَلِيق بالمتعبد

وَالْأَجْر على قدر النصب وَهِي خلاف الأولى أما إذا كَانَ ذَلِك لعذر كمَرَض أَو نَحوه فَلَا يكون خلاف الأولى دفعا للْمَشَقَّة بل قد تجب الِاسْتِعَانَة إِذا لم يُمكنهُ التَّطْهِير إِلَّا بهَا وَلَو ببذل أُجْرَة مثل وَالْمرَاد بترك الِاسْتِعَانَة الِاسْتِقْلَال بالأفعال لَا طلب الْإِعَانَة فَقَط حَتَّى لَو أَعَانَهُ غَيره وَهُوَ سَاكِت كَانَ الحكم كَذَلِك. وَمِنْهَا ترك نفض المَاء لِأَنَّهُ كالتبري من الْعِبَادَة فَهُوَ خلاف الأولى كَمَا جزم بِهِ النَّوَوِيّ فِي التَّحْقِيق وَإِن رجح فِي زِيَادَة الرَّوْضَة أَنه مُبَاح وَمِنْهَا ترك تنشيف الْأَعْضَاء بِلَا عذر لِأَنَّهُ يزِيل أثر الْعِبَادَة وَلِأَنَّهُ صلى الله عَلَيْهِ وَسلم بعد غسله من الْجَنَابَة أَتَتْهُ مَيْمُونَة بمنديل فَرده وَجعل يَقُول بِالْمَاءِ هَكَذَا ينفضه رَوَاهُ الشَّيْخَانِ وَلَا دَلِيل فِي ذَلِك لإباحة النفض فقد يكون فعله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم لبَيَان الْجَوَاز أما إِذا كَانَ هُنَاكَ عذر كحر أَو برد أَو التصاق نَجَاسَة فَلَا كَرَاهَة قطعا أَو كَانَ يتَيَمَّم عقب الْوضُوء لِئَلَّا يمْنَع البلل فِي وَجهه وَيَديه التَّيَمُّم وَإِذا نشف فَالْأولى أَن لَا يكون بذيله وطرف ثَوْبه وَنَحْوهمَا قَالَ فِي الذَّخَائِر فقد قيل إِن ذَلِك يُورث الْفقر وَمِنْهَا أَن يضع المتوضىء إِنَاء المَاء عَن يَمِينه إِن كَانَ يغترف مِنْهُ وَعَن يسَاره إِن كَانَ يصب مِنْهُ على يَدَيْهِ كإبريق لِأَن ذَلِك أمكن فيهمَا قَالَه فِي الْمَجْمُوع وَمِنْهَا تَقْدِيم النِّيَّة مَعَ أول السّنَن الْمُتَقَدّمَة على الْوَجْه ليحصل لَهُ ثَوَابهَا كَمَا مر. وَمِنْهَا التَّلَفُّظ بالمنوي قَالَ ابْن الْمقري سرا مَعَ النِّيَّة بِالْقَلْبِ فَإِن اقْتصر على الْقلب كفى أَو التَّلَفُّظ فَلَا أَو التَّلَفُّظ بِخِلَاف مَا نوى فَالْعِبْرَة بِالنِّيَّةِ. وَمِنْهَا استِصْحَاب النِّيَّة ذكرا إِلَى آخر الْوضُوء. وَمِنْهَا التَّوَجُّه للْقبْلَة. وَمِنْهَا دلك أَعْضَاء الْوضُوء ويبالغ فِي الْعقب خُصُوصا فِي الشتَاء فقد ورد ويل لِلْأَعْقَابِ من النَّار. وَمِنْهَا الْبدَاءَة بِأَعْلَى الْوَجْه وَأَن يَأْخُذ مَاءَهُ بكفيه مَعًا وَمِنْهَا أَن يبْدَأ فِي غسل يَدَيْهِ بأطراف أَصَابِعه وَإِن صب عَلَيْهِ غَيره كَمَا جرى عَلَيْهِ النَّوَوِيّ فِي تَحْقِيقه خلافًا لما قَالَه الصَّيْمَرِيّ من أَنه يبْدَأ بالمرفق إِذا صب عَلَيْهِ غَيره. وَمِنْهَا أَن يقتصد فِي المَاء فَيكْرَه السَّرف فِيهِ. وَمِنْهَا أَن لَا يتَكَلَّم بِلَا حَاجَة وَأَن لَا يلطم وَجهه بِالْمَاءِ وَمِنْهَا أَن يتعهد مؤقه وَهُوَ طرف الْعين الَّذِي يَلِي الْأنف بالسبابة الْأَيْمن باليمنى والأيسر باليسرى وَمثله اللحاظ وَهُوَ الطّرف الآخر وَمحل سنّ غسلهمَا إِذا لم يكن فيهمَا رمص يمْنَع وُصُول المَاء إِلَى مَحَله وَإِلَّا فغسلهما وَاجِب كَمَا ذكره فِي الْمَجْمُوع وَمَرَّتْ الْإِشَارَة إِلَيْهِ وَكَذَا كل مَا يخَاف إغفاله كالغضون. وَمِنْهَا أَن

يُحرك خَاتمًا يصل المَاءَ تَحْتَهُ وَمِنْهَا أَن يتوقى الرشاش. وَمِنْهَا أَن يَقُول بعد فرَاغ الْوضُوء وَهُوَ مُستَقْبل الْقبْلَة رَافعا يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاء كَمَا قَالَه فِي الْعباب أشهد أَن لَا إِلَه إِلَّا الله وَحده لَا شريك لَهُ وَأشْهد أَن مُحَمَّدًا عَبده وَرَسُوله لخَبر مُسلم من تَوَضَّأ فَقَالَ أشهد أَن لَا إِلَه إِلَّا الله إِلَى آخِره فتحت لَهُ أَبْوَاب الْجنَّة الثَّمَانِية يدْخل من أَيهَا شَاءَ اللَّهُمَّ اجْعَلنِي من التوابين واجعلني من المتطهرين زَاده التِّرْمِذِيّ على مُسلم سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِك أشهد أَن لَا إِلَه إِلَّا أَنْت استغفرك وَأَتُوب إِلَيْك لخَبر الْحَاكِم وَصَححهُ من تَوَضَّأ ثمَّ قَالَ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِك أشهد أَن لَا إِلَه إِلَّا أَنْت إِلَى آخرهَا كتب فِي رق ثمَّ طبع بِطَابع. وَهُوَ بِكَسْر الْبَاء وَفتحهَا الْخَاتم: فَلم يكسر إِلَى يَوْم الْقِيَامَة أَي لم يتطرق إِلَيْهِ إِبْطَال وَيسن أَن يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ عقب الْفَرَاغ من الْوضُوء.

﴿دس سے زائد سنتیں﴾

ہم پہلے بیان کر چکے کہ مصنفؒ نے ذکر کردہ عدد میں وضو کی تمام سنتوں کا حصر نہیں کیا ہے لہذا جو سنتیں مصنفؒ نے ترک کئے ہیں ہم ان میں سے کچھ ذکر کرتے ہیں چنانچہ سنن میں سے ہے: بغیر عذر کے عضو پر پانی ڈالنے کے ذریعہ مدد حاصل کرنے کو ترک کرنا اس لئے کہ یہی فعل آپ ﷺ کا اکثر رہا ہے اور اس لئے کہ یہ آسودہ حالی اور تکبر کی ایک نوع ہے اور یہ عبادت میں لگے بندے کے لئے مناسب نہیں اور اجر مشقت کے بقدر ملتا ہے اور یہ (یعنی استعانت) خلاف اولیٰ ہے، بہر حال جب یہ عذر کی بناء پر ہو جیسے بیماری یا اس کے مانند تو یہ خلاف اولیٰ نہ ہوگا دفع مشقت کے لئے بلکہ کبھی استعانت واجب ہوتی ہے جب اس کے لئے پاکی حاصل کرنا استعانت کے بغیر ممکن نہ ہو اگرچہ اجرتِ مثل کے بدلے میں۔ ترکِ استعانت سے مراد: افعال کو خود انجام دینا ہے نہ کہ صرف طلب اعانت کو ترک کرنا یہاں تک کہ اگر متوضی کی دوسرا مدد کرے اور وہ خاموش ہو تو بھی حکم ویسا ہی ہوگا، (یعنی پھر بھی خلاف اولی ہوگا) ان میں سے ہے: پانی جھٹکنے کو ترک کرنا اس لئے کہ یہ عبادت سے براءت ظاہر کرنے کی طرح ہے لہذا یہ خلاف

اولی ہے جیسا کہ امام نوویؒ نے تحقیق میں اس کو راجح قرار دیا ہے اگرچہ زیادۃ الروضہ میں اس بات کو راجح قرار دیا ہے کہ یہ مباح ہے، ان میں سے ہے: بلاعذر اعضاء پوچھنے کو ترک کرنا اس لئے کہ یہ عبادت کے اثر کو ختم کرتا ہے، اور اس لئے کہ آپ ﷺ کے غسلِ جنابت کے بعد حضرت میمونہؓ آپ ﷺ کے پاس تولیہ لے آئی تو آپ ﷺ نے اس کو واپس کر دیا اور پانی کو اس طرح جھٹکنے لگے۔ شیخین نے اس کو روایت کیا ہے اور اس میں جھٹکنے کی اباحت کے لئے دلیل نہیں ہے، ہو سکتا ہے آپ ﷺ کا فعل بیان جواز کے لئے ہو، بہر حال جب وہاں کوئی عذر ہو جیسے گرمی یا سردی یا نجاست کا لگنا تو بالکل کراہت نہ ہو گی یا جیسے کہ وضوء کے بعد تیمم کرے (تو کراہت نہ ہو گی) تاکہ چہرہ اور ہاتھوں کی تری تیمم کے لئے مانع نہ ہو، اور جب عضو کو پونچھنے کا ارادہ ہو تو اولیٰ یہ ہیکہ نہ پونچھے اپنے دامن سے اور اپنے کپڑے کے کنارے اور ان جیسی چیزوں (سے) ذخائر میں بیان کیا ہے: کہا گیا ہے کہ یہ فقر کو پیدا کرتا ہے، ان میں سے ایک یہ ہیکہ متوضی پانی کے برتن کو اپنے دائیں جانب رکھے اگر اس میں سے چلو کے ذریعہ پانی لینا ہو اور اپنے بائیں جانب (رکھے) اگر اس سے اپنے دونوں ہاتھوں پر پانی ڈالنا ہو جیسے جگ، اس لئے کہ پانی لینا ان دونوں صورتوں میں زیادہ سہل ہے اسی کو مجموع میں کہا ہے، ان میں سے ایک ہے: نیت کو مقدم کرنا چہرے سے سابقہ سنتوں میں سے پہلی سنت کے ساتھ تاکہ متوضی کو ان سنتوں کا ثواب حاصل ہو جائے جیسا کہ گزر چکا، ان میں سے ایک ہے: منوی کو زبان سے اداء کرنا، ابن مقریؒ نے فرمایا ہے: سری طور پر دل سے نیت کرنے کے ساتھ، اگر نیت قلبی پر اکتفاء کرے تو کافی ہو گی لیکن (صرف) زبان سے اداء کرنے پر (اکتفاء کرے تو) کافی نہ ہو گی، اگر تلفظ نیت قلبی کے خلاف ہو تو اعتبار نیت قلبی کا ہو گا، اور ان میں سے ایک ہے: وضوء کے آخر تک نیت کو باقی رکھنا استحضار کے طور پر اور ان میں سے ایک ہے: قبلہ کی طرف رخ کرنا اور ان میں سے ایک ہے: اعضاء وضوء کو ملنا اور مبالغہ کرنا ایڑی میں خصوصا سرد موسم میں، چنانچہ

وارد ہے: ہلاکت ہے آگ کی ایڑیوں کے لئے۔ اور ان میں سے ایک ہے: چہرے کے بالائی حصہ سے ابتداء کرنا اور یہ کہ اس کا پانی اپنی دونوں ہتھیلیوں سے ایک ساتھ لے، اور ان میں سے ایک یہ ہے: کہ اپنے دونوں ہاتھوں کو دھونے کی ابتداء کرے اپنی انگلیوں کے کناروں سے اگرچہ متوضی پر کوئی دوسرا پانی ڈالے جیسا کہ امام نوویؒ اپنی تحقیق میں اسی پر چلے ہیں بر خلاف اس بات کے جس کو صیمریؒ نے بیان کیا ہے کہ جب متوضی پر دوسرا پانی ڈالے تو کہنی سے ابتداء کرے، اور ان میں سے ایک یہ ہے: کہ پانی کے استعمال میں میانہ روی اختیار کرے لہذا اس میں اسراف مکروہ ہے، اور ان میں سے ایک یہ ہے: کہ بنا ضرورت بات نہ کرے اور یہ کہ پانی کو اپنے چہرے پر نہ مارے، اور ان میں سے ایک یہ ہے: کہ اپنے دائیں مؤق کو دائیں شہادت کی انگلی سے صاف کرے اور مؤق کہتے ہیں: آنکھ کا وہ کنارہ جو ناک سے ملا ہوا ہے، اور بائیں مؤق کو بائیں (شہادت کی انگلی) سے (صاف کرے) اور اسی کے مانند ہے کنپٹی سے ملا ہوا آنکھ کا حصہ اور یہ دوسرا کنارہ ہے (یعنی گوشہ) اور ان دونوں کو دھونا سنت اس صورت میں ہے جبکہ ان میں ایسا میل نہ ہو جو اس جگہ تک پانی پہنچنے کے لئے مانع ہو ورنہ ان دونوں کو دھونا واجب ہو گا جیسا کہ اس کو ذکر کیا ہے مجموع میں، اور اس کی طرف اشارہ گزر چکا اسی طرح ہر وہ چیز جس سے بے توجہی کا خوف ہو جیسے: شکنیں، ان میں سے ایک یہ ہے: کہ انگوٹھی کو حرکت دے تا کہ پانی اس کے نیچے پہنچے، ان میں سے ایک یہ ہے: کہ چھینٹوں سے بچے، ان میں سے ایک یہ ہے: کہ وضوء سے فارغ ہونے کے بعد اپنے دونوں ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھاتے ہوئے یہ پڑھے درانحالیکہ متوضی قبلہ رخ ہو جیسا کہ اس کو عباب میں کہا ہے: "اشھد الخ" میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسولؐ ہیں، حدیث مسلم کی بناء پر "من توضأ الخ" جو شخص وضوء کرتا ہے پھر کہتا ہے: اشھد ان لا الہ الا اللہ اس کے آخر تک۔ تو اس کے لئے

جنت کے آٹھوں دروازے کھول دئے جاتے ہیں ان میں سے جس سے چاہے داخل ہو جائے، اے اللہ !آپ مجھے تائبین اور پاکیزہ دلوں کے گروہ میں شامل کیجئے۔ اس کو ترمذیؒ نے زیادہ کیا ہے روایت مسلم پر، (پھر یہ بھی پڑھے) "**سبحانك**" اے اللہ تو پاک ہے اور میں تیری تعریف کرتا ہوں، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ہی معبود ہیں، میں آپ سے مغفرت چاہتا ہوں اور آپ کے سامنے توبہ کرتا ہوں۔ حدیث حاکم کی بناء پر اور آپ نے اس کو صحیح قرار دیا ہے کہ "من توضأ" جو شخص وضوء کرتا ہے پھر کہتا ہے "**سبحانك** الخ" اس کے آخر تک تو یہ باریک چمڑے میں لکھدیا جاتا ہے پھر مہر سے اس کو بند کر دیا جاتا ہے۔ لفظ طابع: باء کے کسرہ اور فتح کے ساتھ ہے (اس کا معنی ہے) مہرٌ لہٰذا قیامت کے دن تک اس کو توڑا نہیں جائے گا، یعنی ابطال اس تک نہیں پہنچے گا، (یعنی ان مبارک کلمات کے پڑھنے والے کو ایسے عمل سے بچایا جائے گا جو اس کو باطل کر دے یعنی ردت سے بچایا جائے گا) اور سنت ہیکہ وضوء سے فراغت کے بعد دو رکعت نماز پڑھے۔

﴿تَتِمَّة﴾

يُنْدب إدامة الْوضُوء وَيسن لِقِرَاءَة الْقُرْآن أَو سَمَاعه أَو الحَدِيث أَو سَمَاعه أَو رِوَايَته أَو حمل كتب التَّفْسِير إِذا كَانَ التَّفْسِير أَكثر أَو الحَدِيث أَو الْفِقْه وكتابتهما ولقراءة علم شَرْعِي أَو إقرائه وَلأَذان وجلوس فِي الْمَسْجِد أَو دُخُوله وللوقوف بِعَرَفَة وللسعي ولزيارة قَبره عَلَيْهِ الصَّلَاة وَالسَّلَام أَو غَيره ولنوم أَو يقظة وَيسن من حمل ميت ومسه وَمن فصد وحجم وقيء وَأكل لحم جزور وقهقهة مصل وَمن لمس الرجل أَو الْمَرْأَة بدن الْخُنْثَى أَو أحد قبليه وَعند الْغَضَب وكل كلمة قبيحة وَلمن قصّ شَاربه أَو حلق رَأسه ولخطبة غير الْجُمُعَة وَالْمرَاد بِالْوضُوءِ الْوضُوء الشَّرْعِيّ لَا اللّغَوِيّ وَلَا يندب للبس ثوب وَصَوْم وَعقد نِكَاح وَخُرُوج لسفر ولقاء قادم وزيارة وَالِد وصديق وعيادة مَرِيض وتشييع جَنَازَة وَلَا لدُخُول سوق وَلَا لدُخُول على نَحْو أَمِير.

﴿تتمہ﴾

یعنی: وہ چیز جس سے کوئی شی مکمل ہو جائے (القاموس الوحید: ١ / ٢٠٤) لہذا اس عبارت سے وضوء کی فصل کو پورا کر دیا گیا۔

مستحب ہے ہمیشہ باوضوء رہنا، اور وضوء مسنون ہے قرآن پڑھنے یا سننے کے لئے یا حدیث پڑھنے یا سننے کے لئے یا حدیث کی روایت بیان کرنے کے لئے یا کتب تفسیر اٹھانے کے لئے جبکہ تفسیر زیادہ ہو یا کتب حدیث یا فقہ اٹھانے اور ان دونوں کی کتابت کے لئے اور علم شرعی پڑھنے یا پڑھانے کے لئے اور اذان اور مسجد میں بیٹھنے یا داخل ہونے کے لئے اور عرفہ میں ٹھہرنے کے لئے اور سعی کے لئے، آپ ﷺ اور دوسرے نبی ﷺ کے روضۂ مبارکہ کی زیارت کے لئے اور سونے کے لئے یا بیدار ہونے پر، اور (وضوء) سنت ہے میت کو اٹھانے اور چھونے کی وجہ سے، اور فصد، پچھنا لگوانے، قئ کرنے، اونٹ کا گوشت کھانے اور نماز پڑھنے والے کی زور کی ہنسی کی وجہ سے، اور مرد یا عورت کا خنثی کے بدن کو یا اس کی اگلی دونوں شرمگاہوں میں سے کسی ایک کو چھونے کی وجہ سے اور غصہ کے وقت اور ہر بری بات کی وجہ سے اور اس شخص کے لئے (وضوء سنت ہے) جو اپنی مونچھ کترے یا اپنے سر کا حلق کرے اور غیرِ جمعہ کے خطبہ کے لئے، وضوء سے مراد: وضوء شرعی ہے نہ کہ لغوی، وضوء مستحب نہیں ہے کپڑے پہننے، روزہ رکھنے، عقد نکاح (کے لئے) اور سفر کی بناء پر نکلنے کے لئے اور آنے والے کی ملاقات، والد اور دوست کی زیارت، مریض کی عیادت، اور جنازہ کے ساتھ چلنے کے لئے اور نہ بازار میں داخل ہونے کے لئے اور نہ حاکم جیسے شخص کے پاس جانے کے لئے۔

﴿فصل فِي الِاسْتِنْجَاء﴾

وَهُوَ طَهَارَة مُسْتَقِلَّة على الْأَصَح وأخره المُصَنّف عَن الْوضُوء إعلاما بِجَوَاز تَقْدِيم الْوضُوء عَلَيْهِ وَهُوَ كَذَلِك بِخِلَاف التَّيَمُّم لِأَن الْوضُوء يرفع الْحَدث وارتفاعه يحصل مَعَ قيام الْمَانِع وَمُقْتَضَاهُ كَمَا قَالَ الأسنوي عدم صِحَة وضوء دَائِم الْحَدث قبل الِاسْتِنْجَاء لكَونه لَا يرفع الْحَدث وَهُوَ الظَّاهِر وَإِن قَالَ بعض الْمُتَأَخِّرين إِن المَاء أصل فِي رفع الْحَدث فَكَانَ أقوى من التُّرَاب الَّذِي لَا يرفعهُ أصلا.

﴿فصل: استنجاء کے بیان میں﴾

اصح قول کے مطابق استنجاء مستقل طہارت ہے، مصنفؒ نے اس کو وضوء سے مؤخر فرمایا اس پر وضوء کی تقدیم کے جواز کو بتانے کے لئے اور یہ اسی طرح ہے، برخلاف تیمم کے اس لئے کہ وضوء حدث کو رفع کرتا ہے اور حدث کا رفع ہونا حاصل ہوتا ہے مانع کے موجود ہوتے ہوئے اور اس کا مقتضی جیسا کہ اسنویؒ نے فرمایا: قبل الاستنجاء اس آدمی کے وضوء کی عدم صحت ہے جو دائم الحدث ہو، اس لئے کہ اس کا وضوء حدث کو رفع نہیں کرتا اور یہ ظاہر ہے، اگرچہ بعض متاخرین نے فرمایا کہ: پانی حدث کو رفع کرنے میں اصل ہے لہذا پانی اقوی ہے اس مٹی سے جو حدث کو بالکل رفع نہیں کرتی۔

﴿حكم الِاسْتِنْجَاء﴾

(والاستنجاء) استفعال من طلب النَّجَاء وَهُوَ الْخَلَاص من الشَّيْء وَهُوَ مَأْخُوذ من نجوت الشَّجَرَة وأنجيتها إِذا قطعتها لِأَن المستنجي يقطع بِهِ الْأَذَى عَن نَفسه وَقد يترجم هَذَا الْفَصْل بالاستطابة وَلَا شكّ أَن الاستطابة طلب الطّيب فَكَأَن قَاضِي الْحَاجة يطْلب طيب نَفسه بِإِخْرَاج الْأَذَى وَقد يعبر عَنهُ بالاستجمار من الْجمار وَهُوَ الْحَصَى الصغار وَتطلق الثَّلَاثَة على إِزَالَة مَا على المنفذ لَكِن الْأَوَّلَانِ يعمان الْحجر وَالْمَاء وَالثَّالِث يخْتَص بِالْحجرِ **(وَاجِب من)** خُرُوج **(الْبَوْل وَالْغَائِط)** وَغَيرهمَا من كل خَارج ملوث وَلَو نَادرا كَدم وودي إِزَالَة للنَّجَاسَة لَا على الْفَوْر بل عِنْد الْحَاجة إِلَيْهِ.

﴿استنجاء کا حکم﴾

(استنجاء) باب استفعال کا مصدر ہے یعنی طلبِ نجاء، اس کا معنی ہے: کسی چیز سے چھٹکارا پانا، اور یہ لفظ ماخوذ ہے: نجوت الشجرة و أنجيتها سے جبکہ تو درخت کو کاٹ دے (یعنی نجوت الشجرة و أنجيتها کہتے ہیں جب درخت کو کاٹ دے) اس لئے کہ استنجاء کرنے والا اس کے ذریعہ اپنی ذات سے تکلیف دہ چیز کو دور کرتا ہے، اور کبھی اس فصل کے لئے عنوان الاستطابة سے قائم کیا جاتا ہے، اور کوئی شک نہیں ہے (اس بات میں) کہ استطابہ نام ہے پاکیزگی طلب کرنے کا تو گویا کہ حاجت پوری کرنے والا اپنی ذات کی پاکیزگی کو طلب کرتا ہے تکلیف دہ چیز کو نکالکر، اور کبھی اس کو استجمار سے تعبیر کیا جاتا ہے جو جمار سے ماخوذ ہے اور اس کا معنی ہے: چھوٹی کنکریاں۔ اور تینوں کا اطلاق کیا جاتا ہے منفذ پر لگی گندگی کے زائل کرنے پر لیکن پہلے دو عام ہے حجر اور ماء کو اور تیسرا حجر کے ساتھ خاص ہے۔ **(واجب ہے پیشاب اور پاخانہ)** کے نکلنے **(کی وجہ سے)** اور ان دونوں کے علاوہ ہر نکلنے والی آلودہ کرنے والی چیز کی وجہ سے اگرچہ وہ نادر ہو جیسے خون اور ودی۔ نجاست کا ازالہ کرنے کے لئے (استنجاء) فی الفور (واجب) نہیں بلکہ اس کی حاجت کے وقت۔

﴿الافضل فِي الِاسْتِنْجَاء﴾

(وَالْأَفْضَل أَن يستنجي بالأحجار) أَو مَا فِي مَعْنَاهَا **(ثمَّ يتبعهَا بِالْمَاءِ)** لِأَن الْعين تَزُول بِالْحجرِ أَو مَا فِي مَعْنَاهُ والأثر يَزُول بِالْمَاءِ من غير حَاجَة إِلَى مخامرة النَّجَاسَة وَقَضِيَّة التَّعْلِيل أَنه لَا يشْتَرط فِي حُصُول فَضِيلَة الْجمع طَهَارَة الْحجر وَأَنه يَكْتَفِي بِدُونِ الثَّلَاث مَعَ الإنقاء وبالأول صرح الجيلي نقلا عَن الْغَزالِيّ وَقَالَ الأسنوي فِي الثَّانِي الْمَعْنى وَسِيَاق كَلَامهم يدلان عَلَيْهِ انْتهى وَالظَّاهِر أَن بِهَذَا يحصل أصل فَضِيلَة الْجمع وَأما كمالها فَلَا بُد من بَقِيَّة شُرُوط الِاسْتِنْجَاء بِالْحجرِ وَقَضِيَّة كَلَامهم أَن فضيلة الْجمع لَا فرق فِيهَا بَين الْبَوْل وَالْغَائِط وَبِه صرح سليم وَغَيره وَهُوَ الْمُعْتَمد وَإِن جزم الْقفال باختصاصه بالغائط وَصَوَّبَهُ الأسنوي وَشَمل إِطْلَاقه حِجَارَة الذَّهَب وَالْفِضَّة إِذا كَانَ كل مِنْهُمَا قالعا وحجارة الْحرم فَيجوز

الِاسْتِنْجَاء بهَا وَهُوَ الْأَصَح (وَيجوز) لَهُ (أَن يقْتَصر) فِيهِ (على المَاء) فَقَط لِأَنَّهُ الأَصْل فِي إِزَالَة النَّجَاسَة (أَو) يقْتَصر (على ثَلَاثَة أَحْجَار) لِأَنَّهُ صلى الله عَلَيْهِ وَسلم جوزه بهَا حَيْثُ فعله كَمَا رَوَاهُ البُخَارِيّ وَأمر بِفِعْلِهِ بقوله فِيمَا رَوَاهُ الشَّافِعِي وليستنج بِثَلَاثَة أَحْجَار. الْمُوَافق لَهُ مَا رَوَاهُ مُسلم وَغَيره من نَهْيه صلى الله عَلَيْهِ وَسلم عَن الِاسْتِنْجَاء بِأَقَلّ من ثَلَاثَة أَحْجَار.

﴿استنجاء کرنے میں افضل چیز﴾

(اور افضل یہ ہیکہ استنجاء ڈھیلوں سے کرے) یا جو ڈھیلوں کے معنی میں ہو **(پھر ڈھیلوں کے بعد پانی سے کرے)** اس لئے کہ عین نجاست ڈھیلہ سے زائل ہوتی ہے یا جو اس کے معنی میں ہو (اس سے زائل ہوتی ہے) اور اثر پانی سے ختم ہوتا ہے اس میں نجاست سے اختلاط اور تلوث کی حاجت نہیں رہتی (تلوثِ نجاست کی حاجت کے بغیر) علت کا تقاضا یہ ہیکہ فضلیت جمع کے حصول میں ڈھیلہ کا پاک ہونا شرط نہ ہو اور نجاست صاف ہونے کی صورت میں تین ڈھیلوں سے کم پر اکتفاء ہو پہلے قول **(لایشتر فی حصول الخ)** کی امام جیلیؒ نے صراحت کی ہے امام غزالیؒ کے حوالہ سے نقل کرتے ہوئے، اور امام اسنویؒ نے دوسرے قول **(وانہ یکتفی بدون الخ)** کے بارے میں فرمایا ہے: فقہاء کے کلام کا سیاق و مفہوم دونوں اس پر دلالت کرتے ہیں۔ انتہی۔ ظاہر یہ ہیکہ اس سے اصل فضیلت جمع حاصل ہو جائے گی، رہی بات کمال فضلیت کی تو استنجاء بالحجر کی بقیہ شرطیں ضروری ہوں گی، اور فقہاء کے کلام کا تقاضا یہ ہیکہ جمع کی فضلیت میں بول وغائط کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے (دونوں میں جمع افضل ہے) سلیمؒ وغیرہ نے اس کی صراحت کی ہے اور یہی معتمد ہے اگرچہ امام قفالؒ نے غائط کے ساتھ خاص ہونے کو یقینی اور قطعی قرار دیا ہے اور امام اسنویؒ نے اس کو درست قرار دیا ہے (قفال کا مکمل نام اس طرح ہے: عبد اللہ ابن احمد ابن عبد اللہ، ابو بکر۔ مشہور ہے قفال مَروَزی سے) مصنفؒ کا مطلق فرمانا شامل ہے سونے اور

چاندی کے ڈھیلہ کو جبکہ ان دونوں میں سے ہر ایک نجاست کو زائل کرنے والا ہو، اور (شامل ہے) حرم کے ڈھیلہ کو، لہذا ان سے استنجاء جائز ہو گا اور یہ اصح ہے **(اور جائز ہے)** مستنجی کے لئے **(کہ اقتصار کرے)** استنجاء میں صرف **(پانی پر)** اس لئے کہ پانی ازالۂ نجاست میں اصل ہے **(یا)** اقتصار کرے **(تین ڈھیلوں پر)** اس لئے کہ آپ ﷺ نے اس کو جاری فرمایا کہ آپ ﷺ نے تین حجر سے استنجاء فرمایا جیسا کہ امام بخاریؒ نے اس کو بیان کیا ہے اور اپنے قول سے اس کو کرنے کا حکم دیا ہے اس روایت میں جس کو امام شافعیؒ نے نقل کیا ہے: چاہیئے کہ تین ڈھیلوں سے استنجاء کرے۔ اس کے موافق ہے وہ روایت جس کو امام مسلمؒ وغیرہ نے بیان کیا ہے اور وہ آپ ﷺ کا تین ڈھیلوں سے کم عدد میں استنجاء کرنے سے منع فرمانا ہے۔

﴿شُرُوط الِاسْتِنْجَاء بِالْحجرِ﴾

وَيجب فِي الِاسْتِنْجَاء بِالْحجرِ أَمْرَانِ أَحدهمَا ثَلَاث مسحات بِأَن يعم بِكُل مسحة الْمحل وَلَو كَانَت بأطراف حجر لخبر مُسلم عَن سلمَان نَهَانَا رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم أَن نستنجي بِأَقَلّ من ثَلَاثَة أَحْجَار. وَفِي مَعْنَاهَا ثَلَاثَة أَطْرَاف حجر وَاحِد بِخِلَاف رمي الْجمار فَلَا يَكْفِي حجر لَهُ ثَلَاثَة أَطْرَاف عَن ثَلَاث رميات لِأَن الْقَصْد ثمَّ عدد الرَّمْي وَهنا عدد المسحات وَلَو غسل الْحجر وجف جَازَ لَهُ استِعْمَاله ثَانِيًا كدواء دبغ بِهِ ثَانِيهمَا نقاء الْمحل كَمَا قَالَ **(ينقي بِهن)** أَي بالأحجار أَو مَا فِي مَعْنَاهَا **(الْمحل)** فَإِن لم ينق بِالثلَاثِ وَجب الإنقاء برابع فَأكْثر إِلَى أَن لَا يبْقى إِلَّا أثر لَا يُزِيلهُ إِلَّا المَاء أَو صغَار الخزف وَيسن بعد الإنقاء إِن لم يحصل بِوتْر الإيتار بِوَاحِدَة كَأَن حصل برابعة فَيَأْتِي بخامسة لما رَوَى الشَّيْخَانِ عَن أبي هُرَيْرَة رَضِي الله عَنهُ أَن النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم قَالَ إِذا استجمر أحدكُم فليستجمر وترا. وَصَرفه عَن الْوُجُوب رِوَايَة أبي دَاوُد وَهِي قَوْله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم من استجمر فليوتر من فعل فقد أحسن وَمن لَا فَلَا حرج.

﴿ڈھیلہ سے استنجاء کی شرطیں﴾

ڈھیلہ سے استنجاء کرنے کی صورت میں دو امر واجب ہوتے ہیں ان میں سے ایک: تین مسحات اس طرح کہ (ان میں سے) ہر ایک مسح (یعنی ایک مرتبہ کا پھیرنا) محل نجاست کو عام ہو اگرچہ ایک ڈھیلہ کے تین مختلف کناروں سے ہو (یعنی ایک ڈھیلہ کے تین مختلف کناروں سے بھی تین مسحات کی تکمیل حاصل ہوتی ہے) حدیث مسلم کی بناء پر جو حضرت سلمانؓ کے حوالہ سے مروی ہے: (فرماتے ہیں) رسول اللہ ﷺ نے ہمیں منع فرمایا کہ ہم تین ڈھیلوں سے کم میں استنجاء کریں۔ اور اسی کے معنی میں ہے: ایک ڈھیلہ کے تین کنارے برخلاف رمی جمار کے، لہذا ایک ایسا پتھر جس کو تین کنارے ہوں وہ تین مرتبہ رمی کی طرف سے کافی نہ ہوگا اس لئے کہ قصد وہاں رمی کی تعداد ہے اور یہاں مسحات کی تعداد ہے، اگر کسی نے ڈھیلہ کو دھویا اور وہ خشک ہوگیا تو دوسری مرتبہ اس کا استعمال مستنجی کے لئے جائز ہوگا جیسے وہ دواء جس سے دباغت دی گئی ہو، ان میں سے دوسرا امر: جگہ کا صاف ہونا ہے جیسا کہ مصنفؒ نے فرمایا **(ان سے صاف کرے نجاست کی جگہ کو)** یعنی ڈھیلوں سے یا جو ڈھیلہ کے معنی میں ہو (اس سے صاف کرے) اگر تین مرتبہ میں صاف نہ ہو تو چوتھے سے یا زائد سے صاف کرنا واجب ہے یہاں تک کہ باقی نہ رہے سوائے اس اثر کے جس کو پانی ہی زائل کرتا ہے یا چھوٹی ٹھیکری (مطلب یہ ہیکہ اس صورت میں اثر کا بقاء معاف ہے لہذا اس کو زائل کرنے کے لئے پانی یا چھوٹی ٹھیکری کا استعمال واجب نہیں ہے) سنت ہے صفائی کے بعد اگر طاق عدد حاصل نہ ہو تو ایک سے طاق عدد بنانا جیسے کہ چوتھے میں صفائی حاصل ہو تو پانچویں کو استعمال کرے اس کی بناء پر جس کو شیخین نے حضرت ابوہریرہؓ کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی ڈھیلہ سے استنجاء کرے تو اس کو چاہیئے کہ وہ طاق عدد میں ڈھیلے استعمال کرے۔ ابوداؤدؒ کی روایت نے اس روایت کو وجوب سے پھیر دیا، اور وہ ابوداؤد کی روایت

آپ ﷺ کا فرمان ہے: جو ڈھیلہ سے استنجاء کرے اس کو چاہیئے کہ طاق عدد میں استعمال کرے، جس نے ایسا کیا اس نے بہت اچھا کیا اور جس نے نہیں کیا اس پر کوئی حرج نہیں۔

﴿شُرُوطُ الْحجر﴾

وَفِي معنى الْحجر الْوَارِد كل جامد طَاهِر قالع غير مُحْتَرم كخشب وخزف لحُصُول الْغَرَض بِهِ كالحجر فَخرج بالجامد الْمَائِع غير المَاء الطّهُور كَمَاء الْورْد والخل وبالطاهر النَّجس كالبعر والمتنجس كَالْمَاءِ الْقَلِيل الَّذِي وَقعت فِيهِ نَجَاسَة وبالقالع نَحْو الزّجاج والقصب الأملس وَبِغير مُحْتَرم الْمُحْتَرَم كمطعوم آدَمِيّ كالخبز أَو جني كالعظم لما روى مُسلم أَنه صلى الله عَلَيْهِ وَسلم نهى عَن الِاسْتِنْجَاء بالعظم وَقَالَ إِنَّه زَاد إخْوَانكُمْ أَي من الْجِنّ فمطعوم الْآدَمِيّ أولى وَلِأَن الْاستنجاء بِالْحجرِ رخصَة وَهِي لَا تناط بِالْمَعَاصِي.

وَأما مطعوم الْبَهَائِم كالحشيش فَيجوز والمطعوم لَهَا وللآدمي يعْتَبر فِيهِ الْأَغْلَب فَإِن اسْتَويَا فَوَجْهَانِ بِنَاء على ثُبُوت الرِّبَا فِيهِ وَالْأَصَح الثُّبُوت قَالَه الْمَاوَرْدِيّ وَالرُّويَانِيّ وَإِنَّمَا جَازَ بِالْمَاءِ مَعَ أَنه مطعوم لِأَنَّهُ يدْفع النَّجس عَن نَفسه بِخِلَاف غَيره.

وَأما الثِّمَار والفواكه فَفِيهَا تَفْصِيل ذكرته فِي شرح الْمِنْهَاج وَغَيره وَمن الْمُحْتَرَم مَا كتب عَلَيْهِ اسْم مُعظم أَو علم كَحَدِيث أَو فقه.

قَالَ فِي الْمُهِمّات وَلَا بُد من تَقْيِيد الْعلم بالمحترم سَوَاء أَكَانَ شَرْعِيًّا كَمَا مر أم لَا كحساب وَنَحْو وطب وعروض فَإِنَّهَا تَنْفَع فِي الْعُلُوم الشَّرْعِيَّة أما غير الْمُحْتَرَم كفلسفة ومنطق مُشْتَمل عَلَيْهَا فَلَا كَمَا قَالَه بعض الْمُتَأَخِّرين أما غير الْمُشْتَمل عَلَيْهَا فَلَا يجوز وعَلى هَذَا التَّفْصِيل يحمل إِطْلَاق من جوزه وَجوزهُ القَاضِي بورق التَّوْرَاة وَالْإِنْجِيل وَهُوَ مَحْمُول على مَا علم تبديله مِنْهُمَا وخلا عَن اسْم الله تَعَالَى أَو نَحوه وَأُلْحق بِمَا بِهِ علم مُحْتَرم جلده الْمُتَّصِل بِهِ دون الْمُنْفَصِل عَنهُ بِخِلَاف جلد الْمُصحف فَإِنَّهُ يمْتَنع الِاسْتِنْجَاء بِهِ مُطلقًا.

﴿ڈھیلہ کی شرطیں﴾

(حدیث میں) وارد حجر کے معنی میں ہے: ہر جامد، پاک، نجاست کو زائل کرنے والی، غیر محترم چیز جیسے لکڑی اور خزف (اس کا معنی ہے: ٹھیکرا، پکی ہوئی مٹی، مٹی کے پکے

ہوئے برتن)(القاموس الوحید ص:٤٣٤)اس سے مقصد حاصل ہونے کی بناء پر، یہ حجر کی طرح ہے، جامد کی قید سے نکل گئی سیال چیز جو ماء طہور کے علاوہ ہو جیسے گلاب کا پانی اور سرکہ، اور طاہر کی قید سے (نکل گئی) نجس چیز (مراد وہ جو اپنی ذات ہی کے اعتبار سے نجس ہو) جیسے مینگنی، اور ناپاک ہونے والی چیز جیسے وہ ماء قلیل جس میں نجاست گر گئی ہو، اور قالع کی قید سے (خارج ہو گئی) شیشہ اور قصب املس جیسی چیز، (قصب املس کا معنی ہے: زمین سے اگنے والی وہ چیز جو چکنی ہو، پیشاب کو جذب نہ کرتی ہو) اور غیر محترم کی قید سے (خارج ہو گئی) محترم چیز جیسے آدمی کی کھائی جانے والی چیز جیسے روٹی یا جنی کی (کھائی جانے والی چیز) جیسے ہڈی (یہ واحد مذکر ہے، جنية: واحد مؤنث ہے، جن یعنی انسان کے بالمقابل پوشیدہ مخلوق)(القاموس الوحید: ص٢٨٨)اس حدیث کی بناء پر جس کو مسلم نے بیان کیا ہے: کہ آپ ﷺ نے ہڈی کے ذریعہ استنجاء کرنے سے منع فرمایا، اور فرمایا: یہ تمہارے بھائیوں کا توشہ ہے۔ یعنی جن، تو آدمی کی کھانے کی چیز بدرجۂ اولی ممنوع ہو گی اور اس لئے کہ استنجاء بالحجر رخصت ہے اور رخصت معاصی کے ساتھ متعلق نہیں ہوتی۔

بہر حال چوپایوں کی مطعوم چیز جیسے سوکھی گھاس تو اس سے جائز ہے، اور جو چیز بہائم اور آدمی (دونوں) کی مطعوم ہو تو اس میں اغلب کا اعتبار کیا جائے گا، اگر دونوں برابر ہوں تو دو وجہ ہے جن کی بنیاد اس مطعوم میں رباء کے ثابت ہونے (اور نہ ہونے) پر ہے، اور اصح ثبوت ہے (ثبوت کو مدار قرار دیتے ہوئے اس سے استنجاء کافی نہ ہو گا، اگر ثبوت نہ ہو تو عدم ثبوت کو مدار قرار دیتے ہوئے استنجاء کافی ہو گا، قوله: (بناءعلى ثبوت الربا فيه) اى وعدمه، فالثبوت يبنى عليه عدم الاجزاء، وعدمه يبنى عليه الاجزاء) (حاشية البجيرمي: ١/١٧٢)اسی کو ماوردیؒ اور رویانیؒ نے بیان کیا ہے، البتہ پانی سے جائز ہے باوجود یہ کہ وہ مطعوم ہے اس لئے کہ پانی نجاست کو اپنی ذات سے دفع کرتا ہے برخلاف اس کے علاوہ کے۔

بہر حال پھلوں اور میوؤں میں تفصیل ہے جس کو میں نے شرح منہاج وغیرہ میں ذکر کیا ہے، محترم چیز وہ ہے جس پر اسم معظم لکھا گیا ہو یا علم (لکھا گیا ہو) جیسے حدیث یا فقہ۔

مہمات میں فرمایا: علم کو محترم کے ساتھ مقید کرنا ضروری ہے خواہ وہ علم شرعی ہو جیسا کہ گزرا یا شرعی نہ ہو جیسے حساب (کا علم)، نحو، طب اور عروض (کا علم) اس لئے کہ یہ علوم علوم شرعیہ میں فائدہ دیتے ہیں، اور رہے غیر محترم جیسے فلسفہ اور منطق جو فلسفہ پر مشتمل ہو تو (اس سے استنجاء) حرام نہیں جیسا کہ بعض متاخرین نے اسی کو بیان کیا ہے، بہر حال جو فلسفہ پر مشتمل نہ ہو تو (اس سے استنجاء) جائز نہیں، اس تفصیل پر محمول کیا جائے گا ان لوگوں کے اطلاق کو جنہوں نے (بلا تفصیل) اس کو جائز قرار دیا ہے، قاضی نے تورات اور انجیل کے ورق سے استنجاء کو جائز قرار دیا ہے اور یہ محمول ہے ان دونوں کے اس ورق پر جس کی تبدیلی کا علم ہو، اور وہ اللہ تعالیٰ کے نام سے خالی ہو یا اس کے مانند، اور جس میں علم محترم ہو اس کی متصل جلد کو اسی کے ساتھ لاحق کیا گیا ہے نہ کہ اس سے منفصل جلد کو، بر خلاف قرآن کی جلد کے چونکہ اس سے مطلقا استنجاء ممنوع ہے۔

﴿بَقِيَّة شُرُوط الِاسْتِنْجَاء بِالْحجرِ﴾

وَشرط الِاسْتِنْجَاء بِالْحجرِ وَمَا ألحق بِهِ لِأَن يجزىء أَن لَا يجِف النَّجس الْخَارِج فَإِن جف تعين المَاء نعم لَو بَال ثَانِيًا بعد جفاف بَوْله الأول وَوصل إِلَى مَا وصل إِلَيْهِ الأول كفى فِيهِ الْحجر وَحكم الْغَائِط الْمَائِع كالبول فِي ذَلِك وَأَن لَا ينْتَقل عَن الْمحل الَّذِي أَصَابَهُ عِنْد خُرُوجه وَاسْتقر فِيهِ وَأَن لَا يطْرَأ عَلَيْهِ أَجْنَبِي نجسا كَانَ أَو طَاهِرا رطبا وَلَو ببلل الْحجر أما الجاف الطَّاهِر فَلَا يُؤثر فَإِن طَرَأَ عَلَيْهِ مَا ذكر تعين المَاء نعم البلل بعرق الْمحل لَا يضر لِأَنَّهُ ضَرُورِيّ وَأَن يكون الْخَارِج الْمَذْكُور من فرج مُعْتَاد فَلَا يجزىء فِي الْخَارِج من غَيره كالخارج بالفصد وَلَا فِي منفتح تَحت الْمعدة وَلَو كَانَ الْأَصْلِيّ منسدا لِأَن الِاسْتِنْجَاء بِهِ على خلاف الْقيَاس.

وَلَا فِي بَوْل خُنْثَى مُشكل وَإِن كَانَ الْخَارِج من أحد قبليه لاحْتِمَال زِيَادَته نعم إِن كَانَ لَهُ آلَة فَقَط لَا تشبه آلَة الرِّجَال وَلَا آلَة النِّسَاء أَجْزَأَ الْحجر فِيهَا وَلَا فِي بَوْل ثيب تيقنته دخل مدْخل الذّكر لانتشاره عَن مخرجه بِخِلَاف الْبكر لِأَن الْبكارَة تمنع دُخُول الْبَوْل مدْخل الذّكر وَلَا فِي بَوْل الأقلف إِذا وصل الْبَوْل إِلَى الْجلْدَة ويجزىء فِي دم حيض أَو نِفَاس وَفَائِدَته فِيمَن انْقَطع دَمهَا وعجزت عَن اسْتِعْمَال المَاء فاستنجت بِالْحجرِ ثمَّ تيممت لنَحْو مرض فَإِنَّهَا تصلي وَلَا إِعَادَة عَلَيْهَا وَلَو ندر الْخَارِج كَالدَّمِ والودي والمذي أَو انْتَشَر فَوق عَادَة النَّاس وَقيل عَادَة نَفسه وَلم يُجَاوز فِي الْغَائِط صفحته وَهِي مَا انْضَمَّ من الأليين عِنْد الْقيام وَفِي الْبَوْل حشفته وَهِي مَا فَوق الْخِتَان أَو قدرهَا من مقطوعها كَمَا قَالَه الأسنوي جَازَ الْحجر وَمَا فِي مَعْنَاهُ أما النَّادِر فَلِأَن انقسام الْخَارِج إِلَى مُعْتَاد ونادر مِمَّا يتَكَرَّر ويعسر الْبَحْث عَنهُ فنيط الحكم بالمخرج وَأما الْمُنْتَشِر فَوق الْعَادة فلعسر الِاحْتِرَاز عَنهُ وَلما صَحَّ أَن الْمُهَاجِرين أكلُوا التَّمْر لما هَاجرُوا وَلم يكن ذَلِك عَادَتهم وَهُوَ مِمَّا يرق الْبُطُون وَمن رق بَطْنه انْتَشَر مَا يخرج مِنْهُ وَمَعَ ذَلِك لم يؤمروا بالاستنجاء بِالْمَاءِ وَلِأَن ذَلِك يتَعَذَّر ضَبطه فنيط الحكم بالصفحة والحشفة أَو مَا يقوم مقامها فَإِن جَاوز الْخَارِج مَا ذكر مَعَ الِاتِّصَال لم يجز الْحجر لَا فِي الْمُجَاوز وَلَا فِي غَيره لِخُرُوجِهِ عَمَّا تعم بِهِ الْبلوى وَلَا يجب الِاسْتِنْجَاء لدود وبعر بِلَا لوث لفَوَات مَقْصُود الِاسْتِنْجَاء من إِزَالَة النَّجَاسَة أَو تخفيفها وَلَكِن يسن خُرُوجًا من الْخلاف وَالْوَاجِب فِي الِاسْتِنْجَاء أَن يغلب على ظَنّه زَوَال النَّجَاسَة وَلَا يضر شم رِيحهَا بِيَدِهِ فَلَا يدل على بَقَائِهَا على الْمحل وَإِن حكمنَا على يَده بِالنَّجَاسَةِ لأَنا لم نتحقق أَن مَحل الرّيح بَاطِن الْأصْبع الَّذِي كَانَ ملاصقا للمحل لاحْتِمَال أَنه من جوانبه فَلَا ننجس بِالشَّكِّ وَلِأَن هَذَا الْمحل خفف فِيهِ بالاستنجاء بِالْحجرِ فخفف فِيهِ هُنَا فَاكْتفى فِيهِ بغلبة ظن زَوَال النَّجَاسَة.

(**فَإِذا أَرَادَ**) المستنجي (**الِاقْتِصَار على أَحدهمَا**) أَي المَاء وَالْحجر (**فالماء أفضل**) من الِاقْتِصَار على الْحجر لِأَنَّهُ يزِيل الْعين والأثر بِخِلَاف الْحجر وَلَا استنجاء من غير مَا ذكر فقد نقل الْمَاوَرْدِيّ وَغَيره الْإِجْمَاع على أَنه لَا يجب

الِاسْتِنْجَاء من النّوم وَالرِّيح قَالَ ابْن الرِّفْعَة وَلم يفرق الْأَصْحَاب بَين أَن يكون الْمحل رطبا أَو يَابسا وَلَو قيل بِوُجُوبِهِ إِذا كَانَ الْمحل رطبا لم يبعد كَمَا قيل بِهِ فِي دُخان النَّجَاسَة وَهَذَا مَرْدُود فقد قَالَ الْجِرْجَانِيّ إِن ذَلِك مَكْرُوه وَصرح الشَّيْخ نصر الدّين الْمَقْدِسِي بتأثيم فَاعله وَالظَّاهِر كَلَام الْجِرْجَانِيّ وَقَالَ فِي الْإِحْيَاء يَقُول بعد فَرَاغه من الِاسْتِنْجَاء اللَّهُمَّ طهر قلبِي من النِّفَاق وحصن فَرجي من الْفَوَاحِش.

﴿استنجاء بالحجر کی بقیہ شرطیں﴾

حجر اور حجر کے ساتھ لاحق کی گئی چیزوں سے استنجاء کے کافی ہونے کی شرط یہ ہیکہ نکلنے والی نجاست خشک نہ ہوگئی ہو اگر خشک ہوگئی ہو تو پانی متعین ہو جاتا ہے، ہاں اگر پہلا پیشاب خشک ہونے کے بعد دوسری مرتبہ پیشاب کرے اور یہ اس جگہ تک پہنچ جائے جہاں پہلا پیشاب لگ چکا تھا تو ایسی صورت میں ڈھیلہ کافی ہوگا۔ سیال پاخانہ کا حکم اس بارے میں پیشاب کی طرح ہے، اور یہ (شرط ہے) کہ نکلنے والی نجاست اس جگہ سے منتقل نہ ہو جہاں وہ نکلتے وقت لگی ہے اور اس جگہ میں ٹھہری رہے، اور یہ (شرط ہے) کہ نکلنے والی نجاست پر کوئی دوسری تر چیز طاری نہ ہو خواہ وہ پاک ہو یا ناپاک اگرچہ حجر کی تری، بہر حال خشک پاک چیز تو وہ اثر نہیں کرے گی، اگر اس پر ذکر کردہ چیز طاری ہو تو پانی متعین ہوگا، ہاں محل نجاست کے پسینہ کی تری مضر نہ ہوگی اس لئے کہ وہ لازمی چیز ہے، اور یہ (شرط ہے) کہ نکلنے والی نجاست فرج معتاد سے ہو، لہذا فرج معتاد کے علاوہ سے خارج ہونے والی نجاست میں ڈھیلہ کافی نہ ہوگا جیسے فصد سے خارج ہونے والی نجاست، اور کافی نہ ہوگا معدہ کے نیچے بنائے ہوئے منفذ مصنوعی سے خارج ہونے والی نجاست میں اگرچہ منفذ اصلی بند ہو اس لئے کہ اس سے استنجاء خلاف قیاس ہے۔

اور کافی نہ ہوگا خنثیٰ مشکل کے پیشاب میں اگرچہ نکلنے والی نجاست اس کی اگلی دونوں شرمگاہوں میں سے کسی ایک سے ہو اس کی زیادتی کے احتمال کی بناء پر، ہاں اگر خنثیٰ مشکل کو صرف ایک ہی عضو ہو جو نہ آلۂ رجال کے مشابہ ہو اور نہ آلۂ نساء کے تو اس

صورت میں ڈھیلہ کافی ہو گا، اور کافی نہ ہو گا ثیبہ کی پیشاب میں جس کو یقین ہو ذکر کے داخل ہونے کی جگہ میں پیشاب کے داخل ہونے کا پیشاب کے اپنے مخرج سے پھیل جانے کی بناء پر، بر خلاف باکرہ عورت کے، اس لئے کہ بکارت مدخل ذکر میں پیشاب کے دخول کو مانع ہوتی ہے، اور (ڈھیلہ کافی) نہ ہو گا غیر مختون کی پیشاب میں جبکہ پیشاب چمڑی تک پہنچ جائے، حیض یا نفاس کے خون میں ڈھیلہ کافی ہو گا، اس کا فائدہ اس حائضہ یا نفاس والی عورت کے حق میں ہے جس کا خون بند ہو چکا ہو اور وہ پانی استعمال کرنے سے عاجز ہو تو وہ ڈھیلہ سے استنجاء کرے پھر تیمم کرے مرض جیسے چیز کی بناء پر پھر نماز پڑھے اور اس کے ذمہ اس نماز کا اعادہ نہیں ہے، اگر نکلنے والی نجاست نادر ہو جیسے خون، ودی اور مذی یا نجاست لوگوں کی عادت سے زیادہ پھیل جائے اور بعضوں نے کہا خود اپنی عادت سے زیادہ (پھیل جائے) پاخانہ کی صورت میں مستنجی کے صفحہ سے تجاوز نہ کرے، صفحہ یعنی: دونوں سرینوں کا وہ حصہ جو کھڑا ہونے کے وقت مل جاتا ہے، اور پیشاب کی صورت میں مستنجی کا حشفہ ہے (یعنی حشفہ سے تجاوز نہ کرے) حشفہ یعنی: وہ حصہ جو ختنہ کے اوپر ہے یا کٹی ہوئی شرمگاہ کا حشفہ کی مقدار حصہ جیسا کہ اس کو اسنویؒ نے کہا ہے تو حجر اور جو اس کے معنی میں ہے وہ جائز ہو گا (ولو ندر سے لیکر وفی البول تک کی تمام صورتوں میں) رہی بات نادر کی تو چونکہ نکلنے والی نجاست کا معتاد اور نادر میں منقسم ہونا ان چیزوں میں سے ہے جو بار بار واقع ہوتی ہیں اور ان کے متعلق بحث کرنا دشوار ہے، لہذا حکم کو مخرج کے ساتھ متعلق کر دیا گیا، اور بہر حال عادت سے زیادہ پھیلنے والی تو اس سے بچنا دشوار ہونے کی بناء پر اور اس روایت کی وجہ سے جو ثابت ہے کہ مہاجرین نے جب ہجرت کی تو انہوں نے کھجور کھائی حالانکہ یہ ان کی عادت نہیں تھی اور یہ ان اسباب میں سے ہے جو پیٹ کو (یعنی پیٹ کے فضلہ کو) پتلا کر دیتا ہے اور جس شخص کا پیٹ پتلا ہو گا تو اس سے نکلنے والی چیز پھیلتی ہے، اس کے باوجود مہاجرین کو استنجاء بالماء کا حکم نہیں دیا گیا اور اس لئے کہ

اس کا ضبط کرنا دشوار ہوتا ہے لہذا حکم کو صفحہ اور حشفہ اور حشفہ کے قائم مقام کے ساتھ وابستہ کردیا گیا اگر نکلنے والی نجاست ذکر کردہ حصہ سے اتصال کے ساتھ تجاوز کرجائے تو ڈھیلہ کافی نہ ہوگا نہ تجاوز کرجانے والی میں اور نہ اس کے علاوہ میں، اس کا عموم بلوی سے خروج کرنے کی بناء پر۔ استنجاء واجب نہیں ہے کیڑے اور مینگنی کی وجہ سے جبکہ محل آلودہ نہ ہو، مقصدِ استنجاء یعنی ازلۂ نجاست کا یا اس کی تخفیف کے فوت ہونے کی بناء پر، لیکن سنت ہے اختلاف سے نکلنے کے لئے، استنجاء میں واجب ہے کہ مستنجی کو زوال نجاست کا غالب گمان ہو، اور اپنے ہاتھ سے نجاست کی بو آنا مضر نہیں اور یہ محل نجاست پر نجاست کے باقی رہنے پر دلالت نہیں کرتا، اگرچہ ہم نے اس کے ہاتھ پر نجاست کا حکم لگایا ہے، اس لئے کہ ہمیں یقین نہیں ہے کہ بو کا محل اس انگلی کا باطنی حصہ ہو جو محل نجاست سے متصل ہوتا ہے اس احتمال کی بناء پر کہ بو انگلیوں کے کناروں سے ہو لہذا شک کی وجہ سے محل استنجاء ناپاک نہ ہوگا اور اسلئے کہ اس محل میں استنجاء بالحجر کے ذریعہ تخفیف کی گئی تو یہاں تخفیف ہوگی اس لئے مذکورہ مسئلہ میں زوالِ نجاست کے غالب گمان کو کافی سمجھا گیا ہے۔

(جب) مستنجی **(ارادہ کرے دونوں)** یعنی پانی اور ڈھیلہ **(میں سے کسی ایک پر اقتصار کا تو پانی افضل ہے)** ڈھیلہ پر اقتصار کرنے سے اسلئے کہ پانی عین اور اثر دونوں کو ختم کرتا ہے، برخلاف ڈھیلہ کے، ذکر کردہ وجوہات کے علاوہ سے استنجاء نہیں ہے، ماوردیؒ وغیرہ نے اجماع نقل کیا ہے اس بات پر کہ نیند اور ریح کی وجہ سے استنجاء واجب نہیں ہوتا، ابن رفعہؒ نے فرمایا: اصحاب نے کوئی فرق بیان نہیں کیا ہے اس درمیان کہ محل نجاست تر ہو یا خشک اگر وجوب کا قول اختیار کیا جائے جبکہ محل تر ہو تو بعید نہیں ہے جیسا کہ دھویں کی نجاست کے بارے میں یہ بات کہی گئی، یہ قول مردود ہے، جرجانیؒ نے کہا: یہ مکروہ ہے، اور شیخ نصر الدین مقدسیؒ نے اس کو کرنے والے کے گنہگار ہونے کی صراحت کی ہے، اور ظاہر جرجانی کا کلام ہے اور احیاء میں بیان فرمایا ہے کہ: مستنجی اپنے استنجاء سے

فارغ ہونے کے بعد پڑھے: "اللهم الخ" اے اللہ! میرے قلب کو نفاق سے پاک فرما اور میری شرمگاہ کو فواحش سے محفوظ فرما۔ (فواحش جمع ہے: فاحش کی، اس کا معنی ہے: برا اور قابل نفرت قول یا فعل، گندی بات، گندا کام، بدکاری) (القاموس الوحید: ص:۱۲۰۸)

﴿آدَاب قَاضِي الْحَاجة﴾

(ويجتنب) قَاضِي الْحَاجة **(اسْتِقْبَال الْقبْلَة واستدبارها)** ندبا إِذا كَانَ فِي غير الْمعد لذَلِك مَعَ سَاتِر مُرْتَفع ثُلثي ذِرَاع تَقْرِيبًا فَأكْثر بَينه وَبينه ثَلَاثَة أَذْرع فَأَقل بِذِرَاع الْآدَمِيّ وإرخاء ذيله كَاف فِي ذَلِك فهما حِينَئِذٍ خلاف الأولى ويحرمان فِي الْبناء غير الْمعد لقَضَاء الْحَاجة و **(فِي الصَّحرَاء)** بِدُونِ السَّاتِر الْمُتَقَدّم وَالْأَصْل فِي ذَلِك مَا فِي الصَّحِيحَيْنِ أَنه صلى الله عَلَيْهِ وَسلم قَالَ إِذا أتيتم الْغَائِط فَلَا تستقبلوا الْقبْلَة وَلَا تستدبروها ببول وَلَا غَائِط وَلَكِن شرقوا أَو غربوا. وَفِيهِمَا أَنه صلى الله عَلَيْهِ وَسلم قضى حَاجته فِي بَيت حَفْصَة مُسْتَقْبل الشَّام مستدبر الْكَعْبَة. وَقَالَ جَابر نهى النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم أَن تسْتَقْبل الْقبْلَة ببول فرأيته صلى الله عَلَيْهِ وَسلم قبل أَن يقبض بعام يستقبلها رَوَاهُ التِّرْمِذِيّ وَحسنه فحملوا الْخَبَر الأول الْمُفِيد للْحُرْمَة على الْقَضَاء وَمَا ألحق بِهِ لسهولة اجْتِنَاب الْمُحَاذَاة فِيهِ بِخِلَاف الْبناء غير الْمَذْكُور مَعَ الصَّحرَاء فَيجوز فِيهِ ذَلِك كَمَا فعله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم بَيَانا للْجَوَاز وَإِن كَانَ الأولى لنا تَركه كَمَا مر وَأما فِي الْمعد لذَلِك فَلَا حُرْمَة فِيهِ وَلَا كَرَاهَة وَلَا خلاف الأولى قَالَه فِي الْمَجْمُوع وَيسْتَثْنى من الْحُرْمَة مَا لَو كَانَت الرّيح تهب عَن يَمِين الْقبْلَة وشمالها فَإِنَّهُمَا لَا يحرمان للضَّرُورَة كَمَا سَيَأْتِي وَإِذا تعَارض الِاسْتِقْبَال والاستدبار تعين الاستدبار وَلَا يحرم وَلَا يكره اسْتِقْبَال الْقبْلَة واستدبارها حَال الِاسْتِنْجَاء أَو الْجِمَاع أَو إِخْرَاج الرّيح إِذْ النَّهْي عَن استقبالها واستدبارها مُقَيّد بِحَالَة الْبَوْل وَالْغَائِط وَذَلِك مُنْتَفٍ فِي الثَّلَاثَة.

﴿قضاء حاجت کرنے والے کے آداب﴾

قضاء حاجت کرنے والا **(اجتناب کرے قبلہ کی طرف رخ اور پشت کرنے سے)** (یہ اجتناب) بطور ندب ہے جبکہ مستنجی قضاء حاجت کے لئے بیت الخلاء کے علاوہ میں ہو

ساتر کے ساتھ جو تقریبا ایک ذراع کے دو ثلث یا زیادہ لمبا ہو، مستنجی اور ساتر کے درمیان آدمی کے ذراع کے اعتبار سے تین ذراع کی مقدار یا اس سے کم فاصلہ ہو، مستنجی کا اپنے دامن کو لٹکانا کافی ہو گا ساتر کے لئے، لیکن اس وقت دونوں (استقبال اور استدبار) خلاف اولی ہوں گے، اور یہ دونوں حرام ہوں گے قضاء حاجت کے لئے بنائی ہوئی جگہ کے (یعنی بیت الخلاء کے) علاوہ عمارت میں اور **(جنگل میں)** ذکر کردہ ساتر کی غیر موجودگی میں، اسکی دلیل صحیحین کی حدیث ہیکہ آپ ﷺ نے فرمایا "اذا الخ" جب تم قضاء حاجت کے لئے آؤ تو پیشاب اور پاخانہ کے وقت قبلہ کی طرف نہ رخ کرو اور نہ پشت لیکن مشرق یا مغرب کی طرف کرو۔ اور صحیحین میں ہیکہ: آپ ﷺ نے حضرت حفصہؓ کے گھر میں قضاء حاجت کی شام کی طرف رخ اور کعبہ کی طرف پشت کرتے ہوئے۔ اور حضرت جابرؓ نے فرمایا: آپ ﷺ نے منع فرمایا کہ ہم پیشاب کے وقت قبلہ کی طرف رخ کریں (راوی فرماتے ہیں) پھر میں نے آپ ﷺ کو وفات سے ایک سال قبل دیکھا کہ آپ ﷺ قبلہ کی طرف رخ کئے ہوئے ہیں۔ اس کو امام ترمذیؒ نے روایت کیا ہے اور حسن قرار دیا ہے، فقہاء نے پہلی حدیث کو جو حرمت کا فائدہ دیتی ہے کھلی جگہ اور اس کے ساتھ ملحق پر محمول کیا ہے، اس میں محاذات (یعنی بالمقابل ہونے) سے بچنا آسان ہونے کی بناء پر، بر خلاف اس عمارت کے جو صحراء کے ساتھ ذکر نہیں کی گئی، لہذا اس میں استقبال یا استدبار جائز ہو گا جیسا کہ آپ ﷺ نے بیان جواز کے لئے کیا ہے، اگر چہ ہمارے لئے اس کو ترک کرنا اولی ہے جیسا کہ گزر گیا، بہر حال قضاء حاجت کے لئے بنائی ہوئی جگہ (یعنی بیت الخلاء) کے بارے میں تو اس میں نہ حرمت ہے نہ کراہت ہے اور نہ خلاف اولی ہے، اسی کو مجموع میں کہا ہے، اور حرمت سے مستثنی ہے وہ صورت کہ اگر ہوا قبلہ کے دائیں اور بائیں جانب سے چل رہی ہو تو دونوں سمتیں (استقبال اور استدبار) ضرورت کی بناء پر حرام نہ ہوں گی جیسا کہ عنقریب آئے گا، جب استقبال اور استدبار میں تعارض ہو جائے تو استدبار

متعین ہو گا، استنجاء کی یا جماع کی یا ہوا خارج کرنے کی حالت میں قبلہ کی طرف رخ اور پشت کرنا نہ حرام ہے اور نہ مکروہ اس لئے کہ استقبالِ و استدبارِ قبلہ سے متعلق جو نہی وارد ہے وہ بول وغائط کی حالت کے ساتھ مقید ہے اور یہ قید مذکورہ تینوں صورتوں میں منتفی ہے۔

﴿آدَاب قَاضِي الْحَاجة﴾

(ويجتنب) ندبا **(الْبَوْل)** وَالْغَائِط **(فِي المَاء الراكد)** للنَّهْي عَن الْبَوْل فِيهِ فِي حَدِيث مُسلم وَمثله الْغَائِط بل أولى وَالنَّهْي فِي ذَلِك للكراهة وَإِن كَانَ المَاء قَلِيلا لإِمْكَان طهره بِالْكَثْرَةِ وَفِي اللَّيْل أَشد كَرَاهَة لِأَن المَاء بِاللَّيْلِ مأوى الْجِنّ أما الْجَارِي فَفِي الْمَجْمُوع عَن جمَاعَة الْكَرَاهَة فِي الْقَلِيل مِنْهُ دون الْكثير وَلَكِن يكره فِي اللَّيْل لما مر ثمَّ قَالَ وَيَنْبَغِي أَن يحرم فِي الْقَلِيل مُطلقًا لِأَن فِيهِ إتلافا عَلَيْهِ وعَلى غَيره ورد بِمَا تقدم من التَّعْلِيل وَبِأَنَّهُ مُخَالف للنَّص وَسَائِر الْأَصْحَاب فَهُوَ كالاستنجاء بِخرقَة وَلم يقل أحد بِتَحْرِيمِهِ.

وَلَكِن يشكل بِمَا مر من أَنه يحرم اسْتِعْمَال الْإِنَاء النَّجس فِي المَاء الْقَلِيل.

وَأجِيب بِأَن هُنَاكَ اسْتِعْمَالا بِخِلَافِهِ هُنَا.

تَنْبِيه مَحل عدم التَّحْرِيم إِذا كَانَ المَاء لَهُ وَلم يتَعَيَّن عَلَيْهِ الطُّهْر بِهِ بِأَن وجد غَيره أما إِذا لم يكن لَهُ كمملوك لغيره أَو مُسبل أَو لَهُ وَتعين للطَّهَارَة بِأَن دخل الْوَقْت وَلم يجد غَيره فَإِنَّهُ يحرم عَلَيْهِ.

فَإِن قيل: المَاء العذب رِبَوِيّ لِأَنَّهُ مطعوم فَلَا يحل الْبَوْل فِيهِ.

أُجِيب بِمَا تقدم.

وَيكرهُ أَيْضا قَضَاء الْحَاجة بِقرب المَاء الَّذِي يكره قَضَاؤُهَا فِيهِ لعُمُوم النَّهْي عَن الْبَوْل فِي الْمَوَارِد وصب الْبَوْل فِي المَاء كالبول فِيهِ.

(و) يجْتَنب ذَلِك ندبا **(تَحت الشَّجَرَة المثمرة)** وَلَو كَانَ الثَّمر مُبَاحا وَفِي غير وَقت الثَّمَرَة صِيَانة لَهَا عَن التلويث عِنْد الْوُقُوع فتعافها النَّفس وَلم يحرموه لِأَن التَّنْجِيس غير مُتَيَقن نعم إِذا لم يكن عَلَيْهَا ثَمَر وَكَانَ يجْرِي عَلَيْهَا المَاء من مطر أَو غَيره قبل أَن تثمر لم يكره كَمَا لَو بَال تحتهَا ثمَّ أورد عَلَيْهِ مَاء طهُورا وَلَا فرق فِي هَذَا وَفِي غَيره مِمَّا تقدم بَين الْبَوْل وَالْغَائِط.

(و) يجْتَنب ذَلِک ندبا **(فِي الطَّرِيق)** المسلوک لقَوْله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم اتقو اللعانين. قَالُوا وَمَا اللعانان يَا رَسُول الله قَالَ الَّذِي يتخلى فِي طَرِيق النَّاس أَو فِي ظلهم. تسببا بذلک فِي لعن النَّاس لَهما كثيرا عَادَة فنسب إِلَيْهِمَا بِصِيغَة الْمُبَالغَة إِذْ أَصله اللاعنان فحول الْإِسْنَاد للْمُبَالغَة وَالْمعْنَى احْذَرُوا سَبَب اللَّعْن الْمَذْكُور وَلخَبَر أبي دَاوُد بِإِسْنَاد جيد اتَّقوا الْملَاعن الثَّلَاث البرَاز فِي الْمَوَارِد وقارعة الطَّرِيق والظل. والملاعن مَوَاضِع اللَّعْن والموارد طرق المَاء والتخلي التغوط وَكَذَا البرَاز وَهُوَ بِكَسْر الْبَاء على الْمُخْتَار وَقيس بالغائط الْبَوْل كَمَا صرح فِي الْمُهَذّب وَغَيره بِكَرَاهَة ذَلِک فِي الْمَوَاضِع الثَّلَاثَة وَفِي الْمَجْمُوع ظَاهر كَلَام الْأَصْحَاب كَرَاهَته وَيَنْبَغِي حرمته للْأَخْبَار الصَّحِيحَة ولإيذاء الْمُسلمين انْتهى وَالْمُعْتَمد ظَاهر كَلَام الْأَصْحَاب وقارعة الطَّرِيق أَعْلَاهُ وَقيل صدره وَقيل مَا برز مِنْهُ أما الطَّرِيق المهجور فَلَا كَرَاهَة فِيهِ.

(و) يتَجَنَّب ذَلِک ندبا فِي **(الظل)** للنَّهْي عَن التخلي فِي ظلهم أَي فِي الصَّيف وَمثله مَوَاضِع اجْتِمَاعهم فِي الشَّمْس فِي الشتَاء.

(و) فِي **(الثقب)** وَهُوَ بِضَم الْمُثَلَّثَة المستدير النَّازِل للنَّهْي عَنهُ فِي خبر أبي دَاوُد وَغَيره لما قيل إِنَّه مسكن الْجِنّ وَلِأَنَّهُ قد يكون فِيهِ حَيَوَان ضَعِيف فيتَأَذَّى أَو قوي فيؤذيه أَو يُنجسهُ وَمثله السرب وَهُوَ بِفَتْح السِّين وَالرَّاء الشق المستطيل قَالَ فِي الْمَجْمُوع يَنْبَغِي تَحْرِيم ذَلِک للنَّهْي عَنهُ إِلَّا أَن يعد لذَلِک أَي لقَضَاء الْحَاجة فَلَا تَحْرِيم وَلَا كَرَاهَة وَالْمُعْتَمد مَا مر من عدم التَّحْرِيم.

(وَلَا يتَكَلَّم على الْبَوْل وَالْغَائِط) أَي يسكت حَال قَضَاء الْحَاجة فَلَا يتَكَلَّم بِذكر وَلَا غَيره أَي يكره لَهُ ذَلِک إِلَّا لضَرُورَة كإنذار أعمى فَلَا يكره بل قد يجب لخَبر لَا يخرج الرجلَانِ يضربان الْغَائِط كاشفين عَن عورتهما يتحدثان فَإِن الله يمقت على ذَلِک رَوَاهُ الْحَاكِم وَصَححهُ وَمعنى يضربان يأتيان والمقت البغض وَهُوَ إِن كَانَ على الْمَجْمُوع فبعض موجباته مَكْرُوه فَلَو عطس حمد الله تَعَالَى بِقَلْبِه وَلَا يُحَرک لِسَانه أَي بِكَلَام يسمع بِهِ نَفسه إِذْ لَا يكره الهمس وَلَا التنحنح وَظَاهر كَلَامهم أَن الْقِرَاءَة لَا تحرم حِينَئِذٍ وَقَول ابْن كج إِنَّهَا لَا تجوز أَي جَوَازًا مستوي الطَّرفَيْنِ فتكره وَأَن قَالَ الْأَذْرَعِيّ اللَّائِق بالتعظيم الْمَنْع.

وَيسن أَن لَا ينظر إِلَى فرجه وَلَا إِلَى الْخَارِج مِنْهُ وَلَا إِلَى السَّمَاء وَلَا يعبث بِيَدِهِ وَلَا يلْتَفت يَمِينا وَلَا شمالا **(وَلَا يسْتَقْبل الشَّمْس و) لَا (الْقَمَر)** ببول وَلَا غَائِط أَي يكره لَهُ ذَلِك **(وَلَا يستدبرهما)** وَهَذَا مَا جرى عَلَيْهِ ابْن الْمقري فِي رَوْضه وَالَّذِي نَقله النَّوَوِيّ فِي أصل الرَّوْضَة عَن الْجُمْهُور أَنه يكره الِاسْتِقْبَال دون الاستدبار وَقَالَ فِي الْمَجْمُوع وَهُوَ الصَّحِيح الْمَشْهُور وَهَذَا هُوَ الْمُعْتَمد وَإِن قَالَ فِي التَّحْقِيق إِنَّه لَا أصل للكراهة فالمختار إِبَاحَته وَحكم اسْتِقْبَال بَيت الْمُقَدّس واستدباره حكم اسْتِقْبَال الشَّمْس وَالْقَمَر واستدبارهما وَيسن أَن يبعد عَن النَّاس فِي الصَّحرَاء أَو مَا أَلحق بهَا من الْبُنيان إِلَى حَيْثُ لَا يسمع للْخَارِج مِنْهُ صَوت وَلَا يشم لَهُ ريح فَإِن تعذر عَلَيْهِ الإبعاد عَنْهُم سنّ لَهُم الإبعاد عَنهُ كَذَلِك ويستتر عَن أَعينهم بمرتفع ثُلثي ذِرَاع فَأكْثر بَينه وَبَينه ثَلَاثَة أَذْرع فَأَقل لقَوْله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم من أَتَى الْغَائِط فليستتر فَإِن لم يجد إِلَّا أَن يجمع كثيبا من رمل فليستتر بِهِ فَإِن الشَّيْطَان يلْعَب بمقاعد بني آدم من فعل فقد أحسن وَمن لَا فَلَا حرج عَلَيْهِ. وَيحصل السّتْر براحلة أَو وهدة أَو إرخاء ذيله هَذَا إِذا كَانَ بصحراء أَو بُنيان لَا يُمكن تسقيفه كَأَن جلس فِي وسط مَكَان وَاسع فَإِن كَانَ فِي بِنَاء يُمكن تسقيفه أَي عَادَة كفى كَمَا فِي أصل الرَّوْضَة قَالَ فِي الْمَجْمُوع وَهَذَا الْأَدَب مُتَّفق على اسْتِحْبَابه وَمحله إِذا لم يكن ثمَّ من لَا يغض بَصَره عَن نظر عَوْرَته مِمَّن يحرم عَلَيْهِ نظرها وَإِلَّا وَجب الاستتار وَعَلِيهِ يحمل قَول النَّوَوِيّ فِي شرح مُسلم يجوز كشف الْعَوْرَة فِي مَحل الْحَاجة فِي الْخلْوَة كحالة الِاغْتِسَال وَالْبَوْل ومعاشرة الزَّوْجَة أما بِحَضْرَة النَّاس فَيحرم كشفها وَلَا يَبُول فِي مَوضِع هبوب الرّيح وَإِن لم تكن هابة إِذْ قد تهب بعد شُرُوعه فِي الْبَوْل فَترد عَلَيْهِ الرشاش وَلَا فِي مَكَان صلب لما ذكر وَلَا يَبُول قَائِما لخَبر التِّرْمِذِيّ وَغَيره بِإِسْنَاد جيد أَن عَائِشَة رَضِي الله عَنْهَا قَالَت من حَدثكُمْ أَن النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم كَانَ يَبُول قَائِما فَلَا تُصَدِّقُوهُ أَي يكره لَهُ ذَلِك إِلَّا لعذر فَلَا يكره وَلَا خلاف الأولى وَفِي الْإِحْيَاء عَن الْأَطِبَّاء أَن بولة فِي الْحمام فِي الشتَاء قَائِما خير من شربة دَوَاء وَلَا يدْخل الْخَلَاء حافيا وَلَا مَكْشُوف الرَّأْس لِلِاتِّبَاعِ.

ويعتمد فِي قَضَاء الْحَاجة على يسَاره لِأَن ذَلِك أسهل لخُرُوج الْخَارِج وَينْدب أَن يرفع لقَضَاء الْحَاجة ثَوْبه عَن عَوْرَته شَيْئا فَشَيْئًا إِلَّا أَن يخَاف تنجس ثَوْبه

فيرفع بِقدر حَاجته ويسبله شَيْئا فَشَيْئًا قبل انْقِضَاء قِيَامه وَلَا يستنجي بِمَاء فِي مَجْلِسه إِن لم يكن معدا لذَلِك أَي يكره لَهُ ذَلِك لِئَلَّا يعود عَلَيْهِ الرشاش فينجسه بِخِلَاف المستنجي بِالْحجرِ والمعد لذَلِك والمشقة فِي الْمعد لذَلِك ولفقد الْعلَّة فِي الِاسْتِنْجَاء بِالْحجرِ وَيكرهُ أَن يَبُول فِي المغتسل لقَوْله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم وَلَا يبولن أحدكُم فِي مستحمه ثمَّ يتَوَضَّأ فِيهِ فَإِن عَامَّة الوسواس مِنْهُ. وَمحله إِذا لم يكن ثمَّ منفذ ينفذ مِنْهُ الْبَوْل وَالْمَاء وَعند قبر مُحْتَرم احتراما لَهُ قَالَ الْأَذْرَعِيّ وَيَنْبَغِي أَن يحرم عِنْد قُبُور الْأَنْبِيَاء وتشتد الْكَرَاهَة عِنْد قُبُور الْأَوْلِيَاء وَالشُّهَدَاء قَالَ وَالظَّاهِر تَحْرِيمه بَين الْقُبُور المتكرر نبشها لاختلاط تربَتهَا بأجزاء الْمَيِّت انْتهى وَهُوَ حسن وَيحرم على الْقَبْر وَكَذَا فِي إِنَاء فِي الْمَسْجِد على الْأَصَح.

وَيسن أَن يستبرىء من الْبَوْل عِنْد انْقِطَاعه بِنَحْوِ تنحنح ونتر ذكر قَالَ فِي الْمَجْمُوع وَالْمُخْتَار أَن ذَلِك يخْتَلف باخْتلَاف النَّاس وَالْقَصْد أَن يظنّ أَنه لم يبْق بمجرى الْبَوْل شَيْء يخَاف خُرُوجه فَمنهمْ من يحصل هَذَا بِأَدْنَى عصر وَمِنْهُم من يحْتَاج إِلَى تكرره وَمِنْهُم من يحْتَاج إِلَى تنحنح وَمِنْهُم من لَا يحْتَاج إِلَى شَيْء من هَذَا وَيَنْبَغِي لكل أحد أَن لَا يَنْتَهِي إِلَى حد الوسوسة وَإِنَّمَا لم يجب الِاسْتِبْرَاء كَمَا قَالَ بِهِ القَاضِي وَالْبَغوِيّ وَجرى عَلَيْهِ النَّوَوِيّ فِي شرح مُسلم لقَوْله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم تنزهوا من الْبَوْل فَإِن عَامَّة عَذَاب الْقَبْر مِنْهُ. لِأَن الظَّاهِر من انْقِطَاع الْبَوْل عدم عوده وَيحمل الحَدِيث على مَا إِذا تحقق أَو غلب على ظَنّه بِمُقْتَضى عَادَته أَنه إِذا لم يستبرىء خرج مِنْهُ وَيكرهُ حَشْو مخرج الْبَوْل من الذّكر بِنَحْوِ الْقطن وإطالة الْمكْث فِي مَحل قَضَاء الْحَاجة لما رُوِيَ عَن لُقْمَان أَنه يُورث وجعا فِي الكبد.

وَينْدب أَن يَقُول عِنْد وُصُوله إِلَى مَكَان قَضَاء الْحَاجة باسم الله أَي أتحصن من الشَّيْطَان اللَّهُمَّ أَي يَا الله إِنِّي أعوذ بك أَي أَعْتَصِم بك من الْخبث بِضَم الْخَاء وَالْبَاء جمع خَبِيث والخبائث جمع خبيثة وَالْمرَاد ذُكُور الشَّيَاطِين وإناثهم وَذَلِكَ لِلِاتِّبَاعِ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ والاستعاذة مِنْهُم فِي الْبناء الْمعد لقَضَاء الْحَاجة لِأَنَّهُ مأواهم وَفِي غَيره لِأَنَّهُ سيصير مأوى لَهُم بِخُرُوج الْخَارِج وَيَقُول ندبا عقب انْصِرَافه: غفرانك الْحَمد لله الَّذِي أذهب عني الْأَذَى وعافاني. لِلِاتِّبَاعِ رَوَاهُ النَّسَائِيّ وَفِي

مُصَنف عبد الرَّزّاق وَابن أبي شيبَة أَن نوحًا عَلَيْهِ السَّلَام كَانَ يَقُول: الْحَمد لله الَّذِي أذاقني لذته وَأبقى فِي منفعَته وأذهب عني أَذَاهُ.

﴿رفع حاجت کرنے والے کے آداب﴾

(اجتناب کرے) بطور ندب **(پیشاب)** اور پاخانہ **(کرنے سے ٹھہرے ہوئے پانی میں)** حدیث مسلم میں ماء راکد میں پیشاب کرنے سے متعلق نہی وارد ہونے کی بناء پر، اس کے مانند پاخانہ کا حکم ہے بلکہ بدرجۂ اولی اور اس بارے میں نہی کراہت کے لئے ہے اگرچہ پانی قلیل ہو کثرت سے اس کے طہر کا امکان ہونے کی بناء پر، رات میں کراہت زیادہ سخت ہے اس لئے کہ پانی رات میں جن کا ٹھکانا ہوا کرتا ہے، بہر حال جاری پانی تو مجموع میں ایک جماعت کے حوالہ سے کراہت کو نقل کیا ہے قلیل جاری پانی میں نہ کہ کثیر میں، لیکن رات میں مکروہ ہے (کثیر جاری پانی میں) اس علت کی وجہ سے جو گزری (یعنی الماء بالليل مأوى الجن) پھر فرمایا: مناسب تو یہ ہے کہ قلیل میں مطلق (یعنی جاری ہو یا راکد) حرام قرار دیا جائے اس لئے کہ اس صورت میں پانی کو اپنے لئے اور دوسرے کے لئے ضائع کرنا ہے، اس حرمت والے مسئلہ کو رد کر دیا گیا ذکر دہ علت (امکان طهره بالكثرة) کی وجہ سے اور اس وجہ سے کہ وہ نص کے اور تمام اصحاب کے مخالف ہے، یہ کپڑے سے استنجاء کرنے کی طرح ہے اور کوئی بھی اس کی حرمت کا قائل نہیں ہے۔

لیکن اشکال کیا جاتا ہے اس گزرے ہوئے مسئلہ سے کہ قلیل پانی میں ناپاک برتن کا استعمال حرام ہے...؟...

جواب دیا گیا کہ وہاں استعمال ہے برخلاف یہاں کے کہ یہاں استعمال نہیں ہے۔

تنبیہ: عدم تحرم کا محل اس صورت میں ہے جبکہ پانی اس کا ہو اور اس سے پاکی حاصل کرنا متعین نہ ہو یعنی اس کے علاوہ پانی موجود ہو، بہر حال جب پانی اس کا نہ ہو جیسے

دوسرے کا مملوک ہو یا پانی وقف کیا گیا ہو یا پانی اس کا مملوک ہو اور طہارت حاصل کرنے کے لئے (اس کا استعمال) متعین ہو اس طرح کہ وقت کا دخول ہو اور اس کے علاوہ پانی موجود نہ ہو تو اس پر پیشاب کرنا حرام ہو گا۔

اگر اعتراض کیا جائے: میٹھا پانی ربوی ہے کیونکہ وہ مطعوم ہے لہذا اس میں پیشاب کرنا حلال نہیں ہونا چاہیئے...؟...

جواب دیا گیا: اس علت سے جو ذکر ہو چکی (یعنی **لامکان طهر القليل منه بالكثرة** کہ قلیل کی طہارت ممکن ہے کثرت سے)(ایضا)(اور پانی اپنی ذات سے نجاست کو دفع کرنے والا ہے)

اور اس پانی کے قریب بھی قضائے حاجت کرنا مکروہ ہے جس میں قضائے حاجت کرنا مکروہ ہے، موارد میں پیشاب کرنے کے متعلق نہی عام ہونے کی بناء پر، اور پانی میں پیشاب کا ڈالنا اس میں پیشاب کرنے کی طرح ہے (حکم میں)

(اور) اجتناب کرے بطور ندب پیشاب، پاخانہ کرنے سے **(پھلدار درخت کے نیچے)** اگرچہ پھل مباح ہوں اور غیر موسم میں ہوں، پھل کی حفاظت کرتے ہوئے گرنے کے بعد نجاست میں آلودہ ہونے سے کہ نفس انسانی کو اس سے گھن آئے، فقہاء نے اس کو حرام نہیں کہا ہے اس لئے کہ تنجیس (ناپاک کرنا) یقینی نہیں ہے، ہاں جب درخت پر پھل نہ ہوں اور پھل آنے سے قبل اس پر بارش یا اس کے علاوہ کا پانی بہتا ہو تو مکروہ نہ ہو گا جیسا کہ اگر درخت کے نیچے پیشاب کرے پھر اس پر ماء طہور بہادے، اس مسئلہ میں اور اس کے علاوہ میں ان مسائل میں سے جو گزرے بول وغائط کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔

(اور) اجتناب کرے بطور ندب پیشاب، پاخانہ کرنے سے **(راستہ میں)** یعنی وہ راستہ جس پر لوگ چلتے ہوں (یعنی آباد راستہ) آپ ﷺ کے فرمان کی بناء پر "اتقوا الخ" دو لعنت کی چیزوں سے بچو، صحابہؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ وہ دو لعنت کی چیز

یں کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جو لوگوں کے راستہ میں یا ان کے سایہ کی جگہ میں قضاء حاجت کرتا ہے۔ یہ دو جگہیں جن میں بول وغائط کرنے سے لوگوں کی کثرتِ لعنت کا سبب بنتے ہیں عادۃ (یعنی عادت یہ ہیکہ ان دو کاموں کے کرنے والوں پر کثرت سے لعنت کرتے ہیں) لہذا ان دونوں کی طرف صیغۂ مبالغہ سے نسبت کی گئی اس لئے کہ اس کی اصل لاعنان ہے، مبالغہ کی بناء پر اسناد کو بدلدیا گیا، معنی ہے: لعنت کے مذکورہ سبب سے بچو، اور باسناد جید حدیث ابو داؤد کی بناء پر: تین لعنت کی جگہوں سے بچو: پانی کے راستوں میں پاخانہ کرنا، راستہ کے اعلیٰ حصہ اور سایہ کی جگہ میں۔ ملاعن یعنی: لعنت کی جگہیں، موارد یعنی: پانی کے راستے (یہ مورد کی جمع ہے) (القاموس الوحید) اور تخلی یعنی: قضاء حاجت کرنا، اسی طرح براز، لفظ براز باء کے کسرہ کے ساتھ ہے مختار قول کے مطابق، اور غائط پر بول کو قیاس کیا گیا ہے جیسا کہ مہذب وغیرہ میں صراحت کی ہے ان تین جگہوں میں اس کی کراہت کی، اور مجموع میں ہیکہ اصحاب کے کلام کا ظاہر اس کی کراہت ہے، لیکن اس کا حرام ہونا مناسب معلوم ہوتا ہے اخبار صحیحہ کی اور ایذاء مسلمین کی بناء پر۔ انتہی۔ اور معتمد وہ ہے جو اصحاب کے کلام کا ظاہر ہے (یعنی کراہت) قارعۃ الطریق سے مراد: راستہ کا بالائی حصہ ہے، بعضوں نے کہا: ابتدائی حصہ ہے، اور بعضوں نے کہا: راستہ کا وہ حصہ ہے جو نمایا ہو، بہر حال متروک راستہ اس میں کراہت نہیں ہے۔

(اور) اجتناب کرے بطور ندب پیشاب، پاخانہ کرنے سے **(سایہ کی جگہ)** میں، لوگوں کے سایہ کی جگہ میں قضاء حاجت کرنے کے متعلق نہی وارد ہونے کی بناء پر، یعنی موسم گرما میں، اور اسی کے مانند (حکم) ہے موسم سرما میں لوگوں کے دھوپ میں جمع ہونے کی جگہوں کا۔

(اور) اجتناب کرے قضاء حاجت کرنے سے **(سوراخ)** میں لفظ ثقب ثاء کے ضمہ کے ساتھ ہے، یعنی: گول گہرا سوراخ، اس سے حدیث ابو داؤد وغیرہ میں منع کرنے کی

بناء پر، اس بات کی وجہ سے جو کہی گئی کہ یہ جن کا مسکن ہے اور اس لئے کہ اس میں کمزور حیوان ہو تو اس کو تکلیف پہنچے گی اگر قوی ہو تو وہ اسے تکلیف پہنچائے گا یا ناپاک کر دے گا۔ اور اسی کے مانند (حکم) ہے سرب کا، لفظ سرب، سین اور راء کے فتح کے ساتھ ہے (اس کا معنی ہے:) لمبی پھٹن (مراد نالا) مجموع میں کہا ہے: اس کی حرمت مناسب معلوم ہوتی ہے اس سے متعلق نہی وارد ہونے کی بناء پر مگر یہ کہ یہ اس کے لئے یعنی قضاء حاجت کے لئے بنایا گیا ہو تو نہ حرمت ہو گی اور نہ کراہت، اور معتمد وہ ہے جو گزرا یعنی عدم حرمت۔

(اور پیشاب اور پاخانہ کرتے وقت بات نہ کرے) یعنی قضاء حاجت کی حالت میں خاموش رہے کلام نہ کرے ذکر سے اور نہ غیر ذکر سے یعنی یہ اس کے لئے (قاضی الحاجۃ کے لئے) مکروہ ہے مگر ضرورت کی بناء پر ہو جیسے نابینا کو ڈرانا (یعنی گرنے کا اندیشہ ہونے کی وجہ سے) تو مکروہ نہیں ہے، بلکہ کبھی سکوت واجب ہو جاتا ہے حدیث کی بناء پر "لایخرج الخ" دو آدمی پاخانہ کی جگہ آنے کے لئے نہ نکلیں اس حال میں کہ ان دونوں کے ستر کھلے ہوں اور وہ آپس میں گفتگو کر رہے ہوں بیشک اللہ تعالیٰ اس بات پر غصہ ہوتے ہیں۔ (نفرت کرتے ہیں) اس حدیث کو حاکم نے بیان کیا ہے اور صحیح قرار دیا ہے، **یضربان کا معنی: یأتیان** ہے، اور **المقت** (کا معنی) بغض ہے، لفظ **المقت** کا استعمال اگر مجموعہ پر ہو تو اس کے بعض موجبات مکروہ ہوں گے (یعنی کراہت ایک کے لئے ہے مجموعہ کے لئے نہیں) اگر چھینک آئے تو وہ اپنے دل میں اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرے، اپنی زبان کو حرکت نہ دے ایسے کلام سے جس کو وہ خود سن سکے اس لئے کہ نہ ہمس مکروہ ہے اور نہ کھنکھارنا (ہمس کا معنی ہے: پڑھنے کی آہٹ) فقہاء کے کلام کا ظاہر یہ ہیکہ اس وقت پڑھنا حرام نہیں ہے اور ابن کجؒ کا قول ہے کہ قراءت جائز نہیں ہے یعنی ایسا جواز جو دونوں جانب برابر ہو، لہذا مکروہ ہے، اگرچہ امام اذرعیؒ نے فرمایا ہے کہ منع کرنا تعظیم کے لئے مناسب

ہے (لیکن یہ قول ضعیف ہے) (ابن کج کا مکمل نام ہے: یوسف ابن احمد ابن یوسف، ابوالقاسم دینوری، مشہور ہے ابن کج سے)

سنت ہے کہ قضاء حاجت کرنے والا نہ اپنی شرمگاہ کی طرف دیکھے اور نہ اس سے نکلنے والی نجاست کی طرف اور نہ آسمان کی طرف اور نہ اپنے ہاتھ سے لغو کام کرے اور نہ دائیں جانب متوجہ ہو اور نہ بائیں جانب **(اور نہ سورج کی طرف رخ کرے اور)** نہ **(چاند کی طرف)** پیشاب کے وقت اور نہ پاخانہ کے وقت یعنی قضاء حاجت کرنے والے کے لئے یہ مکروہ ہے **(اور نہ ان دونوں کی طرف پشت کرے)** یہ ایسا مسئلہ ہے کہ ابن مقریؒ اپنی روض میں جس کے قائل ہیں اور وہ مسئلہ جس کو امام نوویؒ نے اصل الروضہ میں جمہور کے حوالہ سے نقل کیا ہے وہ یہ ہیکہ استقبال مکروہ ہے نہ کہ استدبار، اور مجموع میں مذکور ہے: یہی صحیح اور مشہور ہے اور یہی معتمد ہے، اگرچہ تحقیق میں بیان کیا ہے کہ کراہتِ استقبال کی کوئی اصل نہیں ہے، لہذا مختار اباحت ہے، بیت المقدس کی طرف استقبال واستدبار کا حکم شمس و قمر کی طرف استقبال واستدبار کے حکم کی طرح ہے، اور سنت ہے کہ جنگل میں لوگوں سے دور جائے یا جو عمارت جنگل کے ساتھ لاحق کی گئی ہو اس میں اس جگہ تک (دور جائے) کہ شرمگاہ سے نکلنے والی نجاست کی وہاں سے نہ آواز سنی جائے اور نہ اس کی بدبو سونگھی جائے، اگر قضاء حاجت کرنے والے پر لوگوں سے دور جانا دشوار ہو تو ان لوگوں کے لئے اس سے اتنا دور جانا سنت ہے اور وہ لوگوں کی نگاہوں سے پردہ کرے ایک ذراع کے دو ثلث یا زیادہ مقدار بلند چیز سے (یعنی اتنی مقدار ساتر سے) ساتر اور قاضی الحاجہ کے درمیان تین ذراع یا اس سے کم فاصلہ ہو آپ ﷺ کے فرمان کی بناء پر "من أتی الخ" جو پاخانہ کے لئے آئے اسے چاہیئے کہ پردہ کرے، اگر وہ ساتر نہ پائے سوائے اس کے کہ وہ ریت کا ڈھیر جمع کرے تو اسے چاہیئے کہ وہ اس سے پردہ کرے اس لئے کہ شیطان انسان کی سرینوں سے کھیلتا ہے، جس شخص نے ایسا کیا اس نے بہت اچھا کیا اور جس نے نہیں کیا اس

پر کوئی حرج نہیں۔ اور ساتر حاصل ہو گا سواری سے یا گڑھے یا اپنے دامن کو لٹکانے سے، یہ اس صورت میں ہے جبکہ جنگل میں ہو یا ایسے بنیان (تعمیر) میں جس کا چھت والا ہونا ممکن نہ ہو جیسے کہ قاضی الحاجہ کشادہ تعمیر کے درمیان میں بیٹھے (اس کی مثال جیسے: باغ، قوله: (او ببنيان لا يمكن تسقيفه) کبستان (حاشیۃ البجیرمی ۱/۲۸۸) اگر ایسے مکان میں ہو جس کا عادۃ چھت والا ہونا ممکن ہو تو کافی ہو گا (یعنی بناء سے ساتر حاصل ہو گا) جیسا کہ اصل الروضہ میں ہے، مجموع میں ذکر کیا ہے: اس ادب کے استحباب پر اتفاق ہے، اور اس کا محل اس وقت ہے جبکہ وہاں وہ شخص نہ ہو جو قاضی الحاجہ کے ستر کو دیکھنے سے اپنی نگاہ نیچی نہ کرتا ہو ان لوگوں میں سے ہو جس پر اس کا ستر دیکھنا حرام ہو ورنہ (یعنی ایسا فرد ہو جس کا دیکھنا حرام ہو اور وہ دیکھتا ہو نظریں نیچی نہ کرتا ہو تو) پردہ کرنا واجب ہو گا اور اسی پر امام نوویؒ کا قول جو شرح مسلم میں ہے محمول کیا جائے گا کہ تنہائی میں حاجت کے وقت ستر کا کھولنا جائز ہے جیسے غسل کرنے، پیشاب کرنے اور زوجہ سے صحبت کرنے کے وقت، بہر حال لوگوں کی موجودگی میں تو ستر کا کھولنا حرام ہے اور ہوا چلنے کی جگہ میں پیشاب نہ کرے اگرچہ وہاں ہوا نہ چل رہی ہو اس لئے کہ ہو سکتا ہے اس کے پیشاب شروع کرنے کے بعد ہوا چل پڑے تو پھر چھینٹے اس پر اڑیں اور سخت جگہ میں (پیشاب) نہ کرے اس کی بناء پر جو ذکر کیا گیا اور کھڑا ہو کر پیشاب نہ کرے، حدیث ترمذی وغیرہ کی بناء پر جو بسند جید مروی ہے کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: من حدثکم الخ۔ جو تم سے بیان کرے کہ آپ ﷺ کھڑے ہو کر پیشاب کرتے تھے تو تم اس کی تصدیق نہ کرو۔ (یعنی جو شخص کہے کہ آپ ﷺ کی عادتِ مبارکہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی تھی تو تم اس کی تصدیق نہ کرو) یعنی پیشاب کرنے والے کے لئے یہ مکروہ ہے ہاں کسی عذر کی بناء پر ہو تو نہ مکروہ ہے اور نہ خلاف اولیٰ، احیاء میں اطباء کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ موسم سرما میں حمام میں

کھڑے ہو کر پیشاب کرنا دوا پینے سے بہتر ہے (فی الشتاء یہ قید نہیں ہے) اور بیت الخلاء میں ننگے پیر داخل نہ ہو اور نہ کھلے سر، حدیث کی اتباع میں۔

قاضی الحاجہ رفع حاجت کے وقت اپنے بائیں پاؤں پر بھار دے اس لئے کہ یہ طریقہ نکلنے والی نجاست کے نکلنے کے لئے بہت آسان ہے، اور مستحب ہے کہ قضاء حاجت کے لئے وہ اپنا کپڑا اپنے ستر سے آہستہ آہستہ اٹھائے مگر یہ کہ کپڑا ناپاک ہونے کا اندیشہ ہو تو اپنی حاجت کے بقدر اسے اٹھائے اور مکمل کھڑا ہونے سے پہلے آہستہ آہستہ اسے چھوڑ دے (آگے بیت الخلاء کے باہر استنجاء کرنے کے متعلق ذکر کر رہے ہیں) قضاء حاجت کے لئے بیٹھنے کی جگہ میں پانی سے استنجاء نہ کرے اگر وہ جگہ استنجاء کے لئے نہ بنائی گئی ہو یعنی یہ اس کے لئے مکروہ ہے تاکہ چھینٹے مستنجی پر نہ اڑیں کہ وہ ناپاک کر دے، بر خلاف ڈھیلہ سے استنجاء کرنے والے کے اور اس جگہ کے جو استنجاء کے لئے بنائی گئی ہو، استنجاء کے لئے بنائی ہوئی جگہ میں مشقت ہونے کی وجہ سے اور استنجاء بالحجر میں علت (یعنی خوف رشاش) کے مفقود ہونے کی بناء پر (مطلب یہ ہیکہ اس بناء پر استنجاء بالحجر مجلس قضاء حاجت میں مکروہ نہیں ہے) اور مکروہ ہے کہ غسل کرنے کی جگہ میں پیشاب کرے، آپ ﷺ کے فرمان کی بناء پر "ولا الخ" تم میں سے کوئی شخص اپنے غسل کرنے کی جگہ میں پیشاب نہ کرے پھر وہ اسی میں وضوء کرے چونکہ اکثر اسی سے وساوس پیدا ہوتے ہیں۔ اور اس کا محل اس وقت ہے جبکہ وہاں کوئی ایسا سوراخ نہ ہو جس سے پیشاب اور پانی چلا جائے، اور قابل احترام قبر کے پاس، اس کا احترام کرتے ہوئے، امام اذرعیؒ نے فرمایا: مناسب ہے کہ قبور انبیاء کے پاس حرام قرار دیا جائے (اگر پیشاب کرنے سے ان کی اہانت کا قصد ہو تو کفر ہو گا) اولیاء اور شہداء کی قبروں کے پاس (پیشاب کرنے کی) کراہت سخت ہے، امام اذرعیؒ نے فرمایا: اور ظاہر بار بار کھودی جانے والی قبروں کے درمیان پیشاب کرنے کی حرمت ہے، پیشاب سے مخلوط مٹی کے اجزاء میت کے ساتھ اختلاط ہونے کی بناء پر، انتہی۔ یہ قول

حسن ہے، اور قبر پر حرام ہے (اگرچہ قبر غیر نبی اور شہید کی ہو) اور اسی طرح (حرام ہے پیشاب کرنا) اصح قول کے مطابق اس برتن میں جو مسجد میں ہو۔

اور سنت ہے کہ پیشاب منقطع ہو جانے کے بعد پیشاب سے استبراء کرے (یعنی پیشاب کے قطروں سے صفائی کو طلب کرے) جیسے کھنکھارنے اور ذکر کو کھینچنے سے، مجموع میں کہاہے: مختار قول یہ ہیکہ استبراء مختلف ہوگا لوگوں کے اختلاف سے، اور مقصود استبراء سے یہ ہیکہ ظن (یعنی احتمال غالب) حاصل ہو جائے کہ مجریٔ بول (یعنی پیشاب نکلنے کے راستہ) میں ایسی کوئی چیز نہیں بچی جس کے نکلنے کا اندیشہ ہو، لہذا لوگوں میں بعضوں کو یہ حاصل ہو جاتا ہے معمولی دبانے سے اور بعضوں کو بار بار دبانے کی ضرورت پڑتی ہے اور بعضوں کو کھنکھارنے کی ضرورت پڑتی ہے اور بعضوں کو ان میں سے کسی بھی چیز کی ضرورت نہیں پڑتی، اور ہر ایک کے لئے مناسب ہے کہ وہ وسوسہ کی حد تک نہ پہنچے۔ اور استبراء واجب نہیں ہے جیسا کہ قاضی اور بغویؒ نے اس کو بیان کیا ہے اور امام نوویؒ شرح مسلم میں اسی کے قائل ہیں، آپ ﷺ کے فرمان کی بناء پر "تنزھوا الخ" تم پیشاب کی چھینٹوں سے پرہیز کرو اس لئے کہ قبر کا عذاب عموما اسی وجہ سے ہوتا ہے۔ اس لئے کہ پیشاب کے منقطع ہونے سے ظاہر اس کا عود نہ کرنا ہے (یہ وجوب کے نفی کی علت ہے) اور حدیث کو محمول کیا جائے گا اس صورت پر جب اس کو یقین یا غالب گمان ہو اپنی عادت کے تقاضہ کے مطابق کہ اگر اس نے استبراء نہ کیا تو پیشاب کا قطرہ خارج ہوگا، ذکر سے پیشاب کے نکلنے کی جگہ میں کوئی چیز رکھنا مکروہ ہے جیسے روئی، اور قضاء حاجت کی جگہ میں (بلا حاجت) زیادہ دیر ٹھہرنا (یعنی حاجت سے زائد مکروہ ہے) چونکہ حضرت لقمانؑ سے مروی ہے کہ یہ جگر میں درد پیدا کرتا ہے۔

اور مستحب ہے کہ مستنجی قضاء حاجت کی جگہ کے پاس پہنچنے پر کہے: بسم اللہ یعنی میں شیطان سے حفاظت میں آتا ہوں، **اللھم** یعنی اے اللہ، **انی اعوذبک** یعنی میں آپ کی

پناہ مانگتا ہوں، لفظِ خبث خاء اور باء کے ضمہ کے ساتھ ہے اور خبیث کی جمع ہے اور خبائث خبیثة کی جمع ہے، اور مراد (یعنی من الخبث و الخبائث کا معنی) مذکر و مؤنث شیاطین سے یہ اتباع حدیث کی بناء پر ہے، اس کو شیخین نے بیان کیا ہے، اور قضاء حاجت کے لئے بنائی ہوئی جگہ میں شیاطین سے پناہ مانگنا اس لئے ہے کہ وہ ان کا ٹھکانا ہے اور اس کے علاوہ جگہ میں اس لئے ہے کہ وہ عنقریب ان کا ٹھکانا بن جائے گا خارج ہونے والی نجاست کے خروج کی وجہ سے، مستنجی قضاء حاجت کی جگہ سے ہٹنے کے بعد استحباباً کہے " **غفرانك** الخ "اے اللہ میں آپ سے مغفرت چاہتا ہوں، تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھ سے تکلیف دہ چیزیں دور کی اور مجھے عافیت عطا کی، اتباع کی بناء پر، اس کو امام نسائیؒ نے بیان کیا ہے، عبد الرزاق اور ابن ابی شیبہ کی مصنف میں ہے: کہ نوح علیہ الصلاۃ والسلام یہ پڑھا کرتے تھے "الحمد للہ الخ" تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھے ماکول کا مزہ چکھایا اور اس کی منفعت کو مجھ میں باقی رکھا اور اس کی تکلیف کو مجھ سے دور کیا۔

﴿فصل فِي بَيَان مَا يَنْتَهِي بِهِ الْوضُوء﴾

(وَالَّذِي ينقض الْوضُوء) أَي يَنْتَهِي بِهِ **(خَمْسَة أَشْيَاء)** فَقَط وَلَا يُخَالف من جعلهَا أَرْبَعَة كالمنهاج لِأَنه مَفْهُوم قَول الْمِنْهَاج إِلَّا نوم مُمكن مَقْعَده هُوَ مَنْطُوق الثَّانِي هُنَا فتوافقا فَتَأَمّله وَعلة النَّقْض بهَا غير معقولة الْمَعْنى فَلَا يُقَاس عَلَيْهَا غَيرهَا فَلَا نقض بِالْبُلُوغِ بِالسِّنِّ وَلَا بِمَسّ الْأَمْرَد الْحسن وَلَا بِمَسّ فرج الْبَهِيمَة وَلَا بِأَكْل لحم الْجَزُور على الْمَذْهَب فِي الْأَرْبَعَة وَإِن صحّح النَّوَوِيّ الْأَخير مِنْهَا من جِهَة الدَّلِيل ثمَّ أجَاب من جِهَة الْمَذْهَب فَقَالَ أقرب مَا يستروح إِلَيْهِ فِي ذَلِك قَول الْخُلَفَاء الرَّاشِدين وجماهير الصَّحَابَة وَمِمَّا يضعف النَّقْض بِهِ أَن الْقَائِل بِهِ لَا يعديه إِلَى شحمه وسنامه مَعَ أَنه لَا فرق وَلَا بالقهقهة فِي الصَّلَاة وَإِلَّا لما اخْتصّ النَّقْض بهَا كسائر النواقض وَمَا رُوِيَ من أَنَّهَا تنقض فضعيف وَلَا بِالنَّجَاسَةِ الْخَارِجَة من غير الْفرج كالفصد والحجامة لما روى أَبُو دَاوُد بِإِسْنَاد صَحِيح أَن رجلَيْنِ من أَصْحَاب النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم حرسا الْمُسلمين فِي غَزْوَة ذَات الرّقاع فَقَامَ أَحدهمَا

يُصَلِّي فَرَمَاهُ رجل من الْكفَّار بِسَهْم فَنَزَعَهُ وَصلى وَدَمه يجْرِي وَعلم النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم بِهِ وَلم يُنكره وَأما صلَاته مَعَ الدَّم فلقلة مَا أَصَابَهُ مِنْهُ وَلَا بشفاء دَائِم الْحَدث لِأَن حَدثهُ لم يرْتَفع فَكيف يَصح عد الشِّفَاء سَببا للْحَدَث مَعَ أَنه لم يزل وَلَا بِنَزْع الْخُف لِأَن نَزعه يُوجب غسل الرجلَيْن فَقَط على الْأَصَح

أَحدهَا (مَا) أَي شَيْء (خرج من) أحد (السَّبِيلَيْنِ) أَي من قبل المتوضىء الْحَيّ الْوَاضِح وَلَو من مخرج الْوَلَد أَو أحد ذكرين يَبُول بهما أَو أحد فرجين تبول بِأَحَدِهِمَا وتحيض بِالْآخرِ فَإِن بَال بِأَحَدِهِمَا أَو حَاضَت بِهِ فقد اخْتصَّ الحكم بِهِ أما الْمُشكل فَإِن خرج الْخَارِج من فرجيه جَمِيعًا فَهُوَ مُحدث وَإِن خرج من أَحدهمَا فَلَا نقض أَو من دبر المتوضىء الْحَيّ سَوَاء أَكَانَ الْخَارِج عينا أم ريحًا طَاهِرا أم نجسا جافا أم رطبا مُعْتَادا كبول أَو نَادرا كدم انْفَصل أم لَا قَلِيلا أم كثيرا طَوْعًا أم كرها وَالْأَصْل فِي ذَلِك قَوْله تَعَالَى {أَو جَاءَ أحد مِنْكُم من الْغَائِط} الْآيَة وَالْغَائِط الْمَكَان المطمئن من الأَرْض تقضى فِيهِ الْحَاجة سمي بِهِ الْخَارِج للمجاورة وَحَدِيث الصَّحِيحَيْنِ أَنه صلى الله عَلَيْهِ وَسلم قَالَ فِي الْمَذْي يغسل ذكره وَيتَوَضَّأ وَفِيهِمَا اشْتَكَى إِلَى النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم الَّذِي يخيل إِلَيْهِ أَنه يجد الشَّيْء فِي الصَّلَاة قَالَ لَا ينْصَرف حَتَّى يسمع صَوتا أَو يجد ريحًا وَالْمرَاد الْعلم بِخُرُوجِهِ لَا سَمعه وَلَا شمه وَلَيْسَ المُرَاد حصر الناقض فِي الصَّوْت وَالرِّيح بل نفي وجوب الْوضُوء بِالشَّكِّ فِي خُرُوج الرّيح وَيُقَاس بِمَا فِي الْآيَة وَالْأَخْبَار كل خَارج مِمَّا ذكر وَإِن لم تَدْفَعهُ الطبيعة كعود خرج من الْفرج بعد أَن دخل فِيهِ.

تَنْبِيه التَّعْبِير بالسبيلين جرى على الْغَالِب إِذْ للْمَرْأَة ثَلَاثَة مخارج اثْنَان فى قبلهَا وَوَاحِد من دبرهَا وَلِأَنَّهُ لَو خلق للرجل ذكران فَإِنَّهُ ينْتَقض بالخارج من كل مِنْهُمَا كَمَا مر وَكَذَا لَو خلق للْمَرْأَة فرجان كَمَا ذكره فِي الْمَجْمُوع وَيسْتَثْنى من ذَلِك خُرُوج مني الشَّخْص نَفسه الْخَارِج مِنْهُ أَولا كَأَن أمنى بِمُجَرَّد نظر أَو احْتِلَام مُمكنا مَقْعَده فَلَا ينْتَقض وضوءه بذلك لِأَنَّهُ أوجب أعظم الْأَمريْنِ وَهُوَ الْغسْل بِخُصُوصِهِ فَلَا يُوجب أدونهما وَهُوَ الْوضُوء بِعُمُومِهِ كزنا الْمُحصن لما أوجب أعظم الحدين لكَونه زنا الْمُحصن فَلَا يُوجب أدونهما لكَونه زنا وَإِنَّمَا أوجبه الْحيض وَالنّفاس مَعَ إيجابهما الْغسْل لِأَنَّهُمَا يمنعان صِحَة الْوضُوء فَلَا يجامعانه

بِخِلَافِ خُرُوجِ الْمَنِيِّ يَصِحُّ مَعَهُ الْوُضُوءُ فِي صُورَةِ سَلَسِ الْمَنِيِّ فيجامعه أما مني غَيرِه أَو منيه إِذا عَادَ فينقض خُرُوجه لفقد الْعلَّة نعم لَو ولدت ولدا جافا انْتقض وضوءها لِأَن الْوَلَد مُنْعَقد من منيها ومني غَيرهَا وَأما خُرُوج بعض الْوَلَد فَالَّذِي يظْهر أَنَّهَا تخير بَين الْوضُوء وَالْغسْل لِأَنَّهُ يحْتَمل أَن يكون من منيها فَقَط أَو من منيه فَقَط.

﴿فصل: ان چیزوں کے بیان میں جن سے مدت وضوء کی انتہاء ہو جاتی ہے﴾

(جن سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے) یعنی جن سے مدت وضوء کی انتہاء ہو جاتی ہے **(وہ پانچ چیزیں ہیں)** فقط یہ ان کے خلاف نہیں ہے جنہوں نے نواقض وضوء کو چار بتلایا ہے جیسے کہ منہاج اس لئے کہ منہاج کے قول الا نوم ممکن مقعدہ "سوائے اس شخص کی نیند کے جس کے مقعد زمین سے ٹکے ہوئے ہوں" کا مفہومِ مخالف یہاں دوسرے کا منطوق ہے پس دونوں ایک دوسرے کے موافق ہیں لہذا غور کرلو، اور ان اشیاء سے نقضِ وضوء کی علت غیر معقول المعنی ہے (تعبدی ہے اس کا معنی سمجھ میں نہیں آتا) لہذا ان پر ان کے علاوہ اشیاء کو قیاس نہیں کیا جائے گا، چنانچہ عمر کے ذریعہ بالغ ہونے سے وضوء نہیں ٹوٹے گا اور نہ خوبصورت امرد کو چھونے سے (اس نوجوان کو امرد کہتے ہیں جس کو داڑھی نہ نکلی ہو۔ الامرد: هو الشاب الذى لم تنبت لحيته) (تعلیق علی الاقناع: ۱/ ۱۵۵) اور نہ جانور کی شرمگاہ کو چھونے سے اور نہ (وضوء ٹوٹے گا) اونٹ کا گوشت کھانے سے، مذہب میں معتمد قول کے مطابق ان چاروں صورتوں میں، اگرچہ امام نوویؒ نے ان چاروں میں سے اخیری صورت میں نقض وضوء کو دلیل کی رو سے صحیح قرار دیا ہے پھر مذہب کی طرف سے جواب دیتے ہوئے فرمایا: قریب ترین چیز جس پر اعتماد کیا جائے عدم نقض کے سلسلہ میں وہ خلفائے راشدین اور جمہور صحابہ کا قول ہے، اور ان امور میں سے ایک جن سے نقض کا ضعف ثابت ہوتا ہے یہ ہیکہ اس کا قائل نقض وضوء کو اونٹ کی چربی اور کوہان تک نہیں لے گیا باوجود یہ کہ اس میں کوئی فرق نہیں ہے (مطلب یہ ہیکہ چربی اور کوہان کھانے سے نقض وضوء نہ ہوگا، گوشت کھانے سے نقض ہوگا حالانکہ ان میں کوئی فرق نہیں ہے یعنی

گوشت، کوہان اور چربی میں کوئی فرق نہیں ہے (وممایضعف الخ۔ یہ شارح کا کلام کلام نووی کے لئے مقوی ہے۔ (قوله وممایضعف الخ) هذا من كلام الشارح تقوية لكلام النووى وليس هو مقول قول الخلفاء كماقد يتوهم) (حاشیۃ الاقناع:۱/۵۴) اور نہ (وضوء ٹوٹے گا) نماز میں زور کی ہنسی سے، ورنہ نماز کے ساتھ نقض خاص نہ ہوتا اور نواقض کی طرح (یعنی اگر قہقہہ نماز میں ناقض ہوتا تو خارج نماز بھی ناقض ہوتا) اور جو روایت مروی ہے کہ یہ وضوء کو توڑ دیتا ہے وہ ضعیف ہے، اور نہ (وضوء ٹوٹے گا) غیر شرمگاہ سے خارج ہونے والی نجاست سے جیسے فصد اور حجامہ، اس روایت کی بناء پر جس کو بسند صحیح امام ابو داؤد نے بیان کیا ہے: کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے دو صحابیوں نے غزوۂ ذات الرقاع میں مسلمانوں کا پہرہ دیا، ان میں سے ایک صحابی نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے تو کفار میں سے ایک شخص نے ان کو تیر مارا پھر انہوں نے اس تیر کو نکال دیا اور نماز پڑھتے رہے حالانکہ ان کا خون جاری تھا۔ آپ صلی اللہ کو اس کا علم ہوا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نکیر نہیں فرمائی۔ بہر حال ان صحابی کا نماز کو جاری رکھنا خون کے باجود لگنے والے خون کی قلت کی وجہ سے تھا اور نہ (وضوء ٹوٹے گا) دائم الحدث کا شفاء سے کیونکہ اس کا حدث رفع نہیں ہوا تھا وضوء کرنے سے تو کیسے صحیح ہو گا حدث کے لئے شفاء کو سبب شمار کرنا باوجود یہ کہ حدث برابر باقی تھا اور نہ (وضوء ٹوٹے گا) موزہ اتارنے سے اس لئے کہ اصح قول کے مطابق موزے کو اتارنا صرف دونوں پیروں کے دھونے کو واجب کرتا ہے۔

پانچ نواقض وضوء میں سے ایک **(جو)** یعنی چیز **(دونوں شرمگاہوں)** میں سے کسی ایک **(سے نکلے)** یعنی واضح طور پر زندہ باوضوء کی اگلی شرمگاہ سے (نکلے) اگر چہ بچہ کے نکلنے کی جگہ سے (یہ قبل میں عموم ہے) یا ایسے دو ذکر میں سے کسی ایک سے (نکلے) جن دونوں ذکروں سے وہ پیشاب کرتا ہو یا ایسی عورت کی دو شرمگاہوں میں سے کسی ایک سے (نکلے) جن دو میں سے کسی ایک سے وہ پیشاب کرتی ہو اور دوسری سے حیض آتا ہو، اگر کوئی شخص

دو ذکروں میں سے کسی ایک سے ہی پیشاب کرتا ہو یا کوئی عورت (دو شرمگاہوں میں سے) اسی سے ہی حائضہ ہوتی ہو تو حکم اسی کے ساتھ خاص ہوگا، رہی بات خنثیٰ مشکل کی تو اگر خارج ہونے والی نجاست اس کی دونوں شرمگاہوں سے نکلے تو وہ محدث ہے اور اگر ان دونوں میں سے کسی ایک سے نکلے تو نقض وضوء نہ ہوگا (جس کو آلۂ نساء ہو اور آلۂ رجال ذکر اور انثیین ہوں اسے خنثیٰ مشکل کہتے ہیں اگر ذکر اور انثیین ان دونوں میں سے کوئی ایک مفقود ہو تو وہ مؤنث شمار ہوگی) **قوله: (اماالمشکل) و هو من له آلة النساء و آلة الرجال من ذکر و انثیین، فان فقد احدهما فهو انثی** (تعلیق علی الاقناع) یا زندہ باوضوء کے دبر سے (نکلے) خواہ خارج ہونے والی چیز عین ہو یا ریح، پاک ہو یا ناپاک، خشک ہو یا تر، معتاد ہو جیسے پیشاب یا نادر ہو جیسے خون، خارج جدا ہو یا نہ ہو (مثلاً بچہ پورا نکل گیا اور ماں سے علیحدہ ہوگیا تب بھی ناقض ہے اور بعض نکلا اور بعض نہیں تو ماں سے علیحدہ نہیں ہوا پھر بھی ناقض ہے) قلیل ہو یا کثیر، چاہتے ہوئے نکلی ہو یا بے چاہے، اور اس بارے میں دلیل باری تعالیٰ کا فرمان ہے "اوجآء الخ" سورۂ مائدہ /۶ الآیۃ" یا آئے تم میں کا کوئی پاخانہ سے۔ غائط زمین کی نشیبی جگہ کو کہتے ہیں جس میں حاجت پوری کی جاتی ہے، خارج ہونے والی نجاست کو غائط سے موسوم کیا گیا (مکان مطمئن سے) قربت ہونے کی بناء پر، اور صحیحین کی حدیث ہے کہ آپ ﷺ نے مذی کے بارے میں فرمایا **"یغسل الخ"** اپنے ذکر کو دھوئے اور وضوء کرے۔ اور صحیحین میں ہے **"اشتکی الخ"** آپ ﷺ کے پاس شکایت کی اس شخص نے جس کو یہ خیال ہوتا تھا کہ وہ نماز میں کسی چیز کو محسوس کرتا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ نماز سے نہ ہٹے یہاں تک کہ آواز سنے یا بو پائے۔ اور مراد: ریح کے نکلنے کا علم ہے، نہ کہ اس کا سننا اور نہ سونگھنا اور صورت و ریح میں ناقض کا حصر مراد نہیں ہے (یعنی نبی کریم ﷺ کا ارادہ ناقض کو صورت و ریح میں منحصر کرنے کا نہیں ہے) بلکہ خروج ریح میں شک کی صورت میں وضوء کے وجوب کی نفی مراد ہے، اور آیت واحادیث میں جو وارد ہے

اس پر قیاس کیا جائے گا ذکر کردہ چیزوں میں سے ہر نکلنے والی شئ کو، اگرچہ طبیعت اس کو دور نہ کرے جیسے وہ لکڑی جو فرج میں داخل ہونے کے بعد فرج سے نکلے (یہ قید نہیں ہے لہذا یہ بھی ہوسکتا ہے: کہ منہ سے داخل ہو جائے اور شرمگاہ سے نکل جائے)

تنبیہ: لفظ سبیلین سے تعبیر کرنا غالب کی رعایت میں ہے اس لئے کہ عورت کے لئے تین مخارج ہیں دو اس کی اگلی شرمگاہ میں اور ایک اس کی پچھلی شرمگاہ میں، اور اس لئے کہ اگر کسی مرد کو پیدائشی دو ذکر ہوں تو ان دونوں میں سے ہر ایک سے خارج ہونے والی شئ سے وضوء ٹوٹ جائے گا جیسا کہ گزرا، اور اسی طرح (حکم ہوگا) اگر کسی عورت کو پیدائشی دو فرج ہوں جیسا کہ مجموع میں اس کو ذکر کیا ہے۔ اور اس سے (یعنی سبیلین میں سے کسی ایک سے جو خارج ہو اس سے) مستثنی کیا جائے گا اس شخص کی ذاتی منی کے خروج کو جو اس سے اولا خارج ہو (یعنی اس صورت میں خارج ہو جس میں اس پر غسل واجب ہوتا ہے۔ اس سے نکل گئی وہ صورت جس میں اس پر غسل واجب نہیں ہوتا جیسے وہ منی کو داخل کرے اور پھر وہ نکل جائے تو وضوء ٹوٹ جائے گا) قولہ: (الخارج منہ اولا) **فخرج بہ منیہ الذی لا یوجب الغسل کان استدخلہ ثم خرج فینقض** (حاشیۃ البجیرمی) جیسے کہ محض دیکھنے سے منی نکل آئے یا احتلام سے اس حال میں کہ اس کے مقعد ٹکے ہوئے ہوں تو اس سے اس کا وضوء نہیں ٹوٹے گا اس لئے کہ منی نے دو امر میں سے بڑے امر یعنی غسل کو خاص منی ہونے کی وجہ سے واجب کیا ہے لہذا ان دو میں ادنی امر یعنی وضوء کو اپنے عموم سے (یعنی عام خارج من السبیلین کا فرد ہونے کی وجہ سے) واجب نہیں کرے گی جیسے محصن کا زنا جب اس نے دو حد میں سے بڑے حد (یعنی رجم) کو (خاص) محصن کا زنا ہونے کی بناء پر واجب کیا ہے لہذا ان دو میں ادنی حد کو واجب نہیں کرے گا عام زنا کا فرد ہونے کی بناء پر البتہ وضوء کو حیض ونفاس واجب کرتے ہیں ان دونوں کے غسل کو واجب کرنے کے باوجود اس لئے کہ یہ دونوں وضوء کی صحت کو مانع ہوتے ہیں لہذا یہ دونوں وضوء کے ساتھ

جمع نہیں ہوں گے برخلاف خروج منی کے اس کے ساتھ وضوء صحیح ہو گا مسلسل خروج منی کی صورت میں لہذا خروج منی وضوء کے ساتھ باقی رہے گا، بہر حال دوسرے کی یا اپنی منی جب واپس لوٹ جائے تو اس کا خروج ناقض وضوء ہو گا علت (یعنی انه اوجب اعظم الامرین) (حاشیۃ البجیرمی: ۱/۲۰۳) کے مفقود ہونے کی بناء پر (قوله: لفقد العلة) ای انه اوجب اعظم الامرین) (ایضاً) ہاں اگر کوئی عورت خشک بچہ جنے تو اس کا وضوء ٹوٹے گا اس لئے کہ ولد اس کی اور دوسرے کی منی سے منعقد ہوا ہے، بہر حال بعض ولد کا خروج ہو تو ظاہر یہ ہیکہ عورت کو وضوء اور غسل کے درمیان اختیار دیا جائے گا اس لئے کہ احتمال ہے کہ وہ ولد بعض صرف عورت کی منی سے ہو یا صرف مرد کی منی سے (ہو)۔

﴿حكم الْخَارِج من الثقب﴾

وَلَو انسد مخرجه الْأَصْلِيّ من قبل أَو دبر بِأَن لم يخرج مِنْهُ شَيْء وَإِن لم يلتحم وَانْفَتح مخرج بدله تَحت معدته وَهِي بِفَتْح الْمِيم وَكسر الْعين على الْأَفْصَح مُسْتَقر الطَّعَام وَهِي من السُّرَّة إِلَى الصَّدْر كَمَا قَالَه الْأَطِبَّاء وَالْفُقَهَاء واللغويون هَذَا حَقِيقَتهَا وَالْمرَاد بهَا هُنَا السُّرَّة فَخرج مِنْهُ الْمُعْتَاد خُرُوجه كبول أَو النَّادِر كدود وَدم نقض لقِيَامه مقَام الْأَصْلِيّ فَكَمَا ينْقض الْخَارِج مِنْهُ الْمُعْتَاد والنادر فَكَذَلِك هَذَا أَيْضا وَإِن انْفَتح فِي السُّرَّة أَو فَوْقهَا والأصلي منسد أَو تحتهَا والأصلي منفتح فَلَا ينْقض الْخَارِج مِنْهُ أما فِي الأولى فَلِأَن مَا يخرج من الْمعدة أَو فَوْقهَا لَا يكون مِمَّا أحالته الطبيعة لِأَن مَا تحيله تلقيه إِلَى أَسْفَل فَهُوَ بالقيء أشبه وَأما فِي الثَّانِيَة فَلَا ضَرُورَة إِلَى جعل الْحَادِث مخرجا مَعَ انفتاح الْأَصْلِيّ وَحَيْثُ أَقَمْنَا المنفتح كالأصلي إِنَّمَا هُوَ بِالنِّسْبَةِ للنقض بالخارج مِنْهُ فَلَا يجزىء فِيهِ الْحجر وَلَا ينْتَقض الْوضُوء بمسه وَلَا يجب الْغسْل وَلَا غَيره من أَحْكَام الْوَطْء بالإيلاج فِيهِ وَلَا يحرم النّظر إِلَيْهِ حَيْثُ كَانَ فَوق الْعَوْرَة قَالَ الْمَاوَرْدِيّ هَذَا فِي الانسداد الْعَارِض أما الخلقي فينقض مَعَه الْخَارِج من المنفتح مُطلقًا والمنسد حِينَئِذٍ كعضو زَائِد من

الْخُنْثَى لَا وضوء بمسه وَلَا غسل بإيلاجه والإيلاج فِيهِ قَالَ النَّوَوِيّ فِي نكته على التَّنْبِيه أَن تعبيرهم بالانسداد يشْعر بِمَا قَالَه الْمَاوَرْدِيّ وَخرج بالمنفتح مَا لَو خرج شَيْء من المنافذ الْأَصْلِيَّة كالفم وَالْأُذن فَإِنَّهُ لَا ينْقض بذلك كَمَا هُوَ ظَاهر كَلَامهم

(و) الثَّانِي من نواقض الْوضُوء (النّوم) وَهُوَ استرخاء أعصاب الدِّمَاغ بِسَبَب رطوبات الأبخرة الصاعدة من الْمعدة وَإِنَّمَا ينْقض إِذا كَانَ (على غير هَيئَة المتمكن) من الأَرْض مَقْعَده أَي أليبه وَذَلِكَ لقَوْله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم العينان وكاء السه فَمن نَام فَليَتَوَضَّأ رَوَاهُ أَبُو دَاوُد وَغَيره والسه بسين مُهْملَة مُشَدّدَة مَفْتُوحَة وهاء حَلقَة الدبر والوكاء بِكَسْر الْوَاو وَالْمدّ الْخَيط الَّذِي يرْبط بِهِ الشَّيْء وَالْمعْنَى فِيهِ أَن الْيَقَظَة هِيَ الْحَافِظ لما يخرج والنائم قد يخرج مِنْهُ شَيْء وَلَا يشْعر بِهِ

فَإِن قيل الأَصْل عدم خُرُوج شَيْء فَكيف عدل عَنهُ وَقيل بِالنَّقْضِ

أُجِيب بِأَنَّهُ لما جعل مَظَنَّة لِخُرُوجِهِ من غير شُعُور بِهِ أقيم مقَام الْيَقِين كَمَا أُقِيمَت الشَّهَادَة المفيدة للظن مقَام الْيَقِين فِي شغل الذِّمَّة أما إِذا نَام وَهُوَ مُمكن أليبه من مقره من أَرض أَو غَيرهَا فَلَا ينْتَقض وضوءه وَلَو كَانَ مُسْتَندا إِلَى مَا لَو زَالَ لسقط لأمن من خُرُوج شَيْء حِينَئِذٍ من دبره وَلَا عِبْرَة بِاحْتِمَال خُرُوج ريح من قبله لِأَنَّهُ نَادِر وَلقَوْل أنس رَضِي الله عَنهُ كَانَ أَصْحَاب رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم ينامون ثمَّ يصلونَ وَلَا يتوضؤون رَوَاهُ مُسلم وَفِي رِوَايَة لأبي دَاوُد ينامون حَتَّى تخفق رؤوسهم الأَرْض فَحمل على نوم الْمُمكن جمعا بَين الْحَدِيثين فَدخل فِي ذَلِك مَا لَو نَام مُحْتَبِيًا وَأَنه لَا فرق بَين النحيف وَغَيره وَهُوَ مَا صرح بِهِ فِي الرَّوْضَة وَغَيرهَا نعم إِن كَانَ بَين مَقْعَده ومقره تجاف نقض كَمَا نَقله فِي الشَّرْح الصَّغِير عَن الرَّوْيَانِيّ وَأقرهُ وَلَا تَمْكِين لمن نَام على قَفاهُ مُلْصقًا مَقْعَده بمقره وَمن خَصَائِصه صلى الله عَلَيْهِ وَسلم أَنه لَا ينْتَقض وضوءه بنومه مُضْطَجعا. وَيسن الْوضُوء من النّوم مُمكنا خُرُوجًا من الْخلاف.

(و) الثَّالِث من نواقض الْوضُوء (زَوَال الْعقل) الغريزي بجنون أَو (بسكر) وَإِن لم يَأْثَم بِهِ (أَو) بعارض (مرض) كإغماء أَو بتناول دَوَاء لِأَن ذَلِك أبلغ من النّوم وَلَا فرق بَين أَن يكون مُتَمَكنًا أم لَا.

فَائِدَة: قَالَ الْغَزالِيّ الْجُنُون يزِيل الْعقل وَالْإِغْمَاء يغمره وَالنَّوْم يستره.

تَنْبِيه: علم من كَلَام الْمُصَنّف أَن أَوَائِل السكر الَّذِي لَا يزُول بِهِ الشُّعُور لَا ينْقض وَهُوَ كَذَلِك.

﴿سوراخ سے خارج ہونے والی چیز کا حکم﴾

اگر کسی کے قبل یا دبر کا اصلی مخرج (یعنی پیشاب، پاخانہ نکلنے کی جگہ) بند ہو جائے اس طور پر کہ اس سے کوئی چیز خارج نہ ہو اگرچہ وہ سوراخ بند نہ ہوا ہو اور اس کے بدل میں اس کے معدہ کے نیچے مخرج کھل جائے، لفظ معدہ میم کے فتح اور عین کے کسرہ کے ساتھ ہے زیادہ فصیح لغت کے مطابق (اس کا معنی ہے) کھانے کے ٹھہرنے کی جگہ، اور معدہ ناف سے سینے تک ہے جیسا کہ اطباء، فقہاء اور اہل لغت حضرات نے کہا ہے یہ اس کی حقیقت ہے اور یہاں اس سے مراد ناف ہے، لہذا اس سے ایسی چیز نکلے جس کا نکلنا معتاد ہو جیسے پیشاب یا نادر ہو جیسے کیڑا اور خون تو وضوء ٹوٹ جائے گا، ناف کے نیچے کھل جانے والے مخرج کا اصلی مخرج کے قائم مقام ہونے کی بناء پر، جس طرح مخرج اصلی سے معتاد اور نادر چیز کا خروج وضوء کو توڑ دیتا ہے اسی طرح اس میں بھی، اور اگر ناف میں یا اس کے اوپر مخرج کھل جائے اور مخرج اصلی بند ہو یا ناف کے نیچے (کھل جائے) اور اصلی بند نہ ہو تو (ایسی صورت میں) اس مخرج سے خارج ہونے والی چیز ناقض وضوء نہ ہو گی، بہر حال پہلی صورت میں اس لئے کہ جو کچھ معدہ سے یا اس کے اوپر سے نکلتا ہے وہ ان چیزوں میں سے نہیں ہوتا جس کو طبیعت (فطرت انسانی) بدل دے اس لئے کہ جس کو طبیعت بدل دے وہ اس کو نیچے کی جانب پھینک دیتی ہے تو وہ قئی کے زیادہ مشابہ ہوتی ہے، اور بہر حال دوسری صورت میں تو مخرج انفتاح اصلی کے ہوتے ہوئے حادث (نئے سوراخ) کو مخرج بنانے کی ضرورت نہیں، اور جہاں ہم نے کھلنے والے مخرج کو اصلی کے قائم مقام بنایا ہے وہ اس سے نکلنے والی چیز کے ذریعہ نقض واقع ہونے کی نسبت سے ہے، اس میں ڈھیلہ کافی نہ ہو گا اور اس کو مس کرنے

سے وضوء نہیں ٹوٹے گا اور اس میں شرمگاہ داخل کرنے سے نہ غسل واجب ہو گا اور نہ غسل کے علاوہ احکام وطی میں سے کچھ (واجب ہو گا) اور اس کی طرف دیکھنا حرام نہ ہو گا جب کہ وہ ستر کے اوپر ہو، امام ماوردیؒ نے فرمایا: یہ تفصیل عارضی طور پر بند ہو جانے کے بارے میں ہے، بہر حال وہ انسداد جو پیدائشی ہو تو اس کے ہوتے ہوئے کھل جانے والے مخرج سے خارج ہونے والی چیز مطلقا ناقض ہو گی (یعنی اس کی طرف تمام احکام اصلی منتقل ہوں گے) اور اس صورت میں بند مخرج خنثی کے عضو زائد کی طرح ہو گا، نہ اس کو چھونے سے وضوء ہے اور نہ اس کو داخل کرنے سے غسل ہے اور نہ اس میں داخل کرنے سے (غسل ہے) امام نوویؒ نے اپنی نکت میں فرمایا جو تنبیہ پر ہے کہ فقہاء کا انسداد سے تعبیر کرنا اس بات کی اطلاع دیتا ہے جس کو ماوردیؒ نے کہا ہے۔ منقطع سے خارج ہونے والی چیز کی قید سے وہ صورت نکل گئی کہ اگر کوئی چیز منافذ اصلیہ سے خارج ہو جیسے منہ اور کان تو اس سے نقض وضوء نہ ہو گا جیسا کہ یہی فقہاء کے کلام کا ظاہر ہے۔

(اور) (پانچ) نواقض وضوء میں سے دوسری چیز **(سونا)** اور یہ دماغ کے پٹھوں کا ڈھیلہ پڑ جانا ہے، معدہ سے اوپر اٹھنے والے تر بخارات کے سبب۔ نقض وضوء ہو گا جبکہ سویا ہو **(ھیئۃ متمکن)** یعنی زمین سے اس کے مقعد یعنی کولہے ٹکے ہوئے **(نہ ہونے کی حالت میں)** اور یہ آپ ﷺ کے فرمان کی بناء پر ہے **"العینان الخ"** حلقۂ دبر کا بند دونوں آنکھیں ہیں لہذا جو سوئے اسے چاہیئے کہ وضوء کرے۔ اس کو امام ابو داؤد وغیرہ نے روایت کیا ہے، ''السہ'' سین مہملہ، مشددہ مفتوحہ اور ھاء کے ساتھ ہے (اس کا معنی ہے:) دبر کا حلقہ، اور الوکاء، واو کے کسرہ اور مد کے ساتھ ہے (اس کا معنی ہے) وہ دھاگا جس سے کوئی چیز باندھی جائے، اور اس حدیث میں معنیٔ مراد یہ ہے کہ یقظہ (بیداری) ہی اس چیز کی محافظ ہے جو (حلقۂ دبر سے) نکلتی ہے، اور سونے والے سے کبھی کوئی چیز نکلتی ہے لیکن اسے اس کا احساس نہیں ہوتا۔

اگر اعتراض کیا جائے: اصل تو کسی چیز کا عدم خروج ہے پھر کیسے اس سے اعراض کیا اور نقض کو کہا گیا۔۔؟۔۔

جواب دیا گیا: کہ نوم (نیند) کو جب غیر شعوری طور پر کسی چیز کے خروج کا مظنہ قرار دیا گیا تو اسے یقین کے قائم مقام بنا دیا گیا جیسا کہ ظن کا فائدہ دینے والی گواہی کو یقین کے قائم مقام مانا گیا ہے شغل ذمہ میں (یعنی اگر دو گواہ گواہی دے کہ زید کے ذمہ -/۵۰۰ روپے ہیں تو لازم ہوں گے)

بہر حال جب کوئی شخص سو جائے اس حال میں کہ وہ اپنی جائے نشت زمین یا اس کے علاوہ سے اپنی مقعد ٹیکے ہوئے ہو تو اس کا وضوء نہیں ٹوٹے گا اگرچہ وہ ایسی چیز کو ٹیک لگائے ہوئے ہو کہ اگر وہ چیز ہٹ جائے تو وہ گر جائے اس وقت اس کے دبر سے کسی چیز کے نکلنے سے مامون ہونے کی بناء پر، اس کے قبل سے خروج ریح کے احتمال کا کوئی اعتبار نہیں ہے اس لئے کہ یہ نادر ہے، اور حضرت انسؓ کے قول کی بناء پر: (یہ عطف ہے شارح کے قول لامن پر) کان اصحاب الخ۔ آپ ﷺ کے اصحاب سوتے تھے پھر نماز پڑھتے تھے اور وہ وضوء نہیں کرتے تھے۔ اس حدیث کو امام مسلمؒ نے بیان کیا ہے، اور ابو داؤد شریف کی روایت میں ہے کہ: صحابہ سوتے تھے یہاں تک کہ ان کے رؤوس زمین سے قریب ہو جاتے۔ اور (حضرت انسؓ والی روایت کو) ممکن کی نیند پر محمول کیا گیا ہے دونوں حدیثوں کے مابین جمع کرتے ہوئے (ایک حدیث حضرت انسؓ والی اور دوسری حدیث نوم سے نقض وضوء پر دلالت کرنے والی) اس میں داخل ہے وہ صورت کہ اگر کوئی شخص حبوہ باندھ کر سوئے (یعنی سرین کے بل بیٹھ کر گھٹنے کھڑے کر کے ان کے گرد سہارا لینے کے لئے دونوں ہاتھ باندھ لینا یا کمر اور گھٹنوں کے گرد کپڑا باندھنا) (عرب لوگ اکثر اس طرح بیٹھا کرتے تھے) (القاموس الوحید: ۱/۳۰۹) اور یہ کہ لاغر اور غیر لاغر کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے (اس کا عطف ہے شارح کے قول فدخل پر) اور یہ وہ مسئلہ ہے جس کی

روضہ وغیرہ میں صراحت کی ہے، ہاں اگر کسی کے مقعد اور جائے نشست کے درمیان خالی جگہ ہو تو وضوء ٹوٹ جائے گا جیسا کہ رویانیؒ کے حوالہ سے شرح صغیر میں اس کو نقل کیا ہے اور برقرار رکھا ہے، جو شخص اپنے مقعد کو اپنی جائے نشست سے چسپاں کئے ہوئے گدی کے بل سو جائے اس کے حق میں ہیئت متمکن کا حکم نہ ہو گا۔ آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی خصوصیات میں سے ہے: کہ آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے پہلو کے بل سونے سے آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا وضوء نہیں ٹوٹتا تھا نوم ممکن کی وجہ سے وضوء کرنا سنت ہے اختلاف سے نکلتے ہوئے۔

(اور) (پانچ) نواقض وضوء میں سے تیسری چیز: فطری **(عقل کا زائل ہونا)** جنون سے یا **(نشہ سے)** اگرچہ اس نشہ سے وہ گنہگار نہ ہو **(یا)** عارضی **(مرض)** سے جیسے بیہوش ہو جانا یا دوا کھانے سے اس لئے کہ یہ چیزیں بہ نسبت نوم کے (زوال عقل کے لئے) زیادہ مؤثر ہوتی ہے، اور اس درمیان کوئی فرق نہیں کہ وہ متمکن ہو یا نہ ہو۔

فائدہ: امام غزالیؒ نے فرمایا: جنون عقل کو زائل کرتا ہے، بیہوشی عقل کو ڈھانپ لیتی ہے اور نیند اس کو چھپا لیتی ہے۔

تنبیہ: مصنفؒ کے کلام (زوال القعل) سے معلوم ہوا کہ نشہ کی ابتداء جس سے شعور زائل نہیں ہوتا ناقض وضوء نہ ہو گی، اور یہ مسئلہ اسی طرح ہے۔

﴿النَّقْض باللمس وشروطه﴾

(و) الرَّابِع من نواقض الْوضُوء **(لمس الرجل)** ببشرته **(الْمَرْأَة الْأَجْنَبِيَّة)** أَي بَشرَتهَا **(من غير حَائِل)** لقَوْله تَعَالَى {أَو لامستم النِّسَاء} أَي لمستم كَمَا قرىء بِهِ فعطف اللَّمس على الْمَجِيء من الْغَائِط ورتب عَلَيْهِمَا الْأَمر بِالتَّيَمُّمِ عِنْد فقد المَاء فَدلَّ على أَنه حدث لَا جامعتم لِأَنَّهُ خلاف الظَّاهِر إِذْ اللَّمس لَا يخْتَص بِالْجِمَاعِ قَالَ تَعَالَى {فلمسوه بِأَيْدِيهِم} وَقَالَ صلى الله عَلَيْهِ وَسلم لَعَلَّك لمست. وَلَا فرق فِي ذَلِك بَين أَن يكون بِشَهْوَة أَو إِكْرَاها أَو نِسْيَان أَو يكون الرجل ممسوحا أَو خصيا أَو عنينا أَو الْمَرْأَة عجوزا شوهاء أَو كَافِرَة بتمجس أَو غَيره أَو حرَّة أَو رقيقَة أَو أَحدهمَا

مَيتا لكِن لَا ينْتَقض وضوء الْمَيِّت واللمس الجس بِالْيَدِ وَالْمعْنَى فِيهِ أَنه مَظَنَّة ثوران الشَّهْوَة وَمثله فِي ذَلِك بَاقِي صُورَة الالتقاء فَأَلْحق بِهِ بِخِلَاف النَّقْض بِمَسّ الْفرج كَمَا سَيَأْتِي فَإِنَّهُ مُخْتَصّ بِبَطن الْكَفّ لِأَن الْمس إِنَّمَا يثير الشَّهْوَة بِبَطن الْكَف واللمس يثيرها بِهِ وَبِغَيْرِهِ والبشرة ظَاهر الْجلد وَفِي مَعْنَاهَا اللَّحْم كلحم الْأَسْنَان وَاللِّسَان واللثة وباطن الْعين وَخرج مَا إِذا كَانَ على الْبشرَة حَائِل وَلَو رَقِيقا نعم لَو كثر الْوَسخ على الْبشرَة من الْعرق فَإِن لمسه ينْقض لِأَنَّهُ صَار كالجزء من الْبدن بِخِلَاف مَا إِذا كَانَ من غُبَار وَالسّن وَالشعر وَالظفر كَمَا سَيَأْتِي وَبِالرجلِ وَالْمَرْأَة الرجلَانِ والمرأتان والخنثيان وَالْخُنْثَى مَعَ الرجل أَو الْمَرْأَة وَلَو بِشَهْوَة لانْتِفَاء مظنتها ولاحتمال التوافق فِي صُورَة الْخُنْثَى وَالْمرَاد بِالرجلِ الذّكر إِذا بلغ حدا يشتهى لَا الْبَالِغ وبالمرأة الْأُنْثَى إِذا بلغت حدا يشتهى كَذَلِك لَا الْبَالِغَة.

تَنْبِيه لَو لمست الْمَرْأَة رجلا جنيا أَو الرجل مرأة جنيَّة هَل ينْتَقض وضوء الْآدَمِيّ أم لَا يَنْبَغِي أَن يبْنى ذَلِك على صِحَة مناكحتهم وَفِي ذَلِك خلاف يَأْتِي فِي النِّكَاح إِن شَاءَ الله تَعَالَى.

وَلَا ينْقض لمس محرم لَهُ بِنسَب أَو رضَاع أَو مصاهرة وَلَو بِشَهْوَة لِأَنَّهَا لَيست مَظَنَّة للشهوة بِالنِّسْبَةِ إِلَيْهِ كَرجل وَلَو شكّ فِي الْمَحْرَمِيَّة لم ينْتَقض وضوءه كذلك لِأَن الأَصْل الطَّهَارَة وَظَاهر كَلَامهم أَن الحكم كَذَلِك وَإِن اخْتلطت محرمه بأجنبيات غير محصورات وَهُوَ كَذَلِك لِأَن الطُّهْر لَا يرفع بِالشَّكِّ نعم إِن تزوج بِوَاحِدَة مِنْهُنَّ انْتقض وضوءه بلمسها لِأَن الحكم لَا يَتَبَعَّض وإن قَالَ بعض الْمُتَأَخِّرين يَنْبَغِي عدم النَّقْض كَمَا لَو تزوج بصغيرة لَا تشْتَهى وَمثل ذَلِك مَا لَو تزوج بامْرَأَة مَجْهُولَة النّسَب واستلحقها أَبوهُ وَلم يصدقهُ فَإِن النّسَب يثبت وَتصير أُخْتا لَهُ وَلَا يَنْفَسِخ نِكَاحه وينتقض وضوءه بلمسها لما تقدم قَالَ بَعضهم وَلَيْسَ لنا من ينْكح أُخْته فِي الْإِسْلَام إِلَّا هَذَا وَلَا تنقض صَغِيرَة السن وَلَا صَغِير لم يبلغ كل مِنْهُمَا حدا يشتهى عرفا لانْتِفَاء مَظَنَّة الشَّهْوَة بِخِلَاف مَا إِذا بلغاها وَإِن انْتَفَت بعد ذَلِك لنَحْو هرم كَمَا تقدّمت الْإِشَارَة إِلَيْهِ وَلَا شعر وَسن وظفر وَعظم لِأَن مُعظم الالتذاذ فِي هَذَا إِنَّمَا هُوَ بِالنّظرِ دون اللَّمْس وَلَا ينْقض الْعُضْو المبان غير الْفرج وَلَو قطعت

الْمَرْأَة نِصْفَيْنِ هَل ينْقض كل مِنْهُمَا أَو لَا وَجْهَان وَالْأَقْرَب عدم الانتقاض قَالَ النَّاشِرِيّ وَلَو كَانَ أحد الجزأين أعظم نقض دون غَيره انْتهى.

وَالَّذِي يظْهر أَنه إِن كَانَ بِحَيْثُ يُطلق عَلَيْهِ اسْم امْرَأَة نقض وَإِلَّا فَلَا وَتقدم أَنه ينْتَقض الْوضُوء بلمس الْمَيِّت و الْميتَة وَوَقع للنووي فِي رُؤُوس الْمسَائِل أَنه رجح عدم النَّقْض بلمس الْميتَة وَالْمَيِّت وعد من السَّهْو.

﴿چھونے سے وضوء کا ٹوٹنا اور اس کی شرطیں﴾

(اور) (پانچ) نواقض وضوء میں سے چوتھی چیز **(مرد کا چھونا)** اپنی ظاہری جلد سے **(اجنبیہ عورت کو)** یعنی اس کی ظاہری جلد کو **(بغیر کسی حائل کے)** اللہ تعالیٰ کے فرمان کی بناء پر" اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ الخ" (سورۂ مائدہ:٦) یا تم عورتوں کو چھوؤ۔ یعنی تم نے چھویا جیسا کہ ایک قراءت میں یہ لفظ پڑھا گیا ہے، لمس کا عطف کیا ہے مجئ من الغائط (یعنی پاخانہ سے آنے والے) پر اور ان دونوں پر تیمم کا حکم مرتب کیا ہے پانی نہ ہونے کی صورت میں، لہذا یہ تفصیل دال ہے اس بات پر کہ یہ (یعنی لمس) حدث ہے نہ کہ مجامعت (ہمبستری) کیونکہ یہ ظاہر کے خلاف ہے اس لئے کہ لمس جماع کے ساتھ خاص نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ" (سورۂ انعام:۷) پھر اس کو یہ لوگ اپنے ہاتھوں سے چھو بھی لیتے۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا: شاید تو نے چھولیا۔ اور اس بارے میں کوئی فرق نہیں ہے اس درمیان کہ چھونا شہوت سے ہو یا زبردستی یا بھولے (سے) یا یہ کہ مرد ممسوح ہو، یعنی ذکر و خصیتین دونوں نہ ہوں، یا خصی یا عنین ہو، (انثیین یا ذکر ان دونوں میں سے کسی ایک کے مقطوع ہونے پر فقہاء خصی کا اطلاق کرتے ہیں۔ الخصی: قال ابن عرفة: قال القاضی عیاض: زوال الانثیین قطعا او سلا و یطلقه الفقهاء علی مقطوع احدهما الخ۔ (تعلیق علی الاقناع:۱/۱٦۱) (جو وطی سے عاجز ہو اسے عنین کہتے ہیں) یا عورت بوڑھی بدصورت ہو، یا کافرہ ہو مجوسیہ ہونے کی وجہ سے یا اس کے علاوہ کسی اور وجہ سے یا عورت آزاد ہو یا باندی یا ان دونوں میں سے کوئی ایک میت ہو لیکن میت کا وضوء

نہیں ٹوٹے گا، اور لمس (یعنی) ہاتھ سے ٹٹولنا، اس میں وضوء ٹوٹنے کی وجہ یہ ہیکہ یہ شہوت کے ابھرنے کا مظنہ ہے، اور اس بارے میں التقاء کی باقی صورتیں اسی کے مانند ہیں لہذا ان کو اس سے لاحق کیا گیا بر خلاف مس فرج سے وضوء ٹوٹنے کے جیسا کہ عنقریب (ان شاء اللہ تعالیٰ) آئے گا۔ یہ (یعنی مس فرج) ہاتھ کے اندرونی حصہ کے ساتھ خاص ہے اس لئے کہ بطن کف سے (فرج کو) چھونا شہوت کو ابھارتا ہے اور بطن کف سے اور اس کے علاوہ سے عورت کے بدن کا لمس شہوت کو ابھارتا ہے، اور بشرہ (کا معنی) ظاہری جلد ہے (اس سے دانت، ناخن اور بال نکل گئے) اور اسی کے معنی میں ہے گوشت، جیسے دانتوں کا گوشت اور زبان اور مسوڑھا اور آنکھ کا اندرونی حصہ، اور وہ صورت نکل گئی جبکہ ظاہری جلد پر کوئی چیز حائل ہو اگرچہ پتلی، ہاں اگر پسینہ کی وجہ سے ظاہری جلد پر میل زیادہ ہو پھر اگر اس کو چھوئے تو وضوء ٹوٹ جائے گا اس لئے کہ وہ بدن کے جزء کی طرح ہو گیا، بر خلاف اس کے جبکہ اس پر دھول ہو، اور (نکل گئے) دانت، بال اور ناخن جیسا کہ عنقریب (ان شاء اللہ تعالیٰ) آئے گا، اور رجل و مرأۃ (کی قید) سے (نکل گئے) (یعنی لامس وملموس مرد اور عورت ہو اس قید سے لمس کی یہ صورتیں نکل گئیں کہ) لامس وملموس دونوں مرد ہوں یا دونوں عورتیں ہوں یا دونوں خنثیٰ ہوں یا خنثیٰ مرد کے ساتھ ہو یا خنثیٰ عوت کے ساتھ ہو اگرچہ یہ لمس شہوت سے ہو، مظنۂ شہوت نہ ہونے کی وجہ سے اور خنثیٰ کی صورت میں زوائد کے احتمال کی وجہ سے (یعنی عضو زائد ہونے کا احتمال) اور رجل سے مراد مذکر ہے جبکہ وہ شہوت کی حد کو پہنچا ہو نہ کہ بالغ، اور اسی طرح مرأۃ سے (مراد) مؤنث ہے جبکہ وہ شہوت کی حد کو پہنچی ہو نہ کہ بالغہ۔

﴿موجودہ دور میں بلوغ شہوت کا مدار﴾

آجکل عریانیت کے دور میں مذکر یا مؤنث عادۃ و عرفا جس عمر میں شہوت کو پہنچتی ہو اس کا اعتبار ہو گا کیونکہ بلوغ شہوت کا مدار عادت وعرف پر ہے، جیسا کہ انوار

السنیہ میں ہے "فالمعتبر بلوغ الشھوۃ عادۃ وعرفا (ص:۱۷) اعتبار کیا جائے گا بلوغ شہوت کا عادت وعرف سے۔

تنبیہ: اگر عورت جنی مرد کو چھوئے یا مرد جنیہ عورت کو (چھوئے) تو کیا آدمی (اور جنی) کا وضوء ٹوٹے گا یا نہیں۔۔؟۔۔

مناسب ہے کہ نقض اور عدم نقض کی بناء ان سے نکاح کی صحت (اور عدم صحت) پر ہو اور اس میں اختلاف ہے ان شاء اللہ تعالیٰ مسائل نکاح میں آئے گا۔

اپنے نسبی یا رضاعی یا سسرالی محرم کو چھونا ناقض وضوء نہ ہو گا اگرچہ شہوت سے ہو اس لئے کہ یہ شہوت کے مظنہ نہیں ہے اس کی طرف نسبت کرتے ہوئے مرد کی طرح، (یعنی جیسے مرد مرد کے لئے اصل میں مظنہ عدم شہوت کا ہے) اور اگر محرم ہونے میں شک ہو تو اسی طرح لامس کا وضوء نہیں ٹوٹے گا اس لئے کہ اصل طہارت ہے اور فقہاء کے کلام کا ظاہر یہ ہیکہ حکم اسی طرح ہے، اور اگر اپنی محرمہ غیر محصور (ان گنت) اجنبیات کے ساتھ مخلوط ہو جائے (اور کس کو چھولیا) تو حکم اسی طرح ہے (یعنی وضوء نہیں ٹوٹے گا) (غیر محصورات یہ قید نہیں ہے عدم نقض کے لئے بلکہ اگر محصورات ہوں یعنی جن کی تعداد کا علم ہو تب بھی وضوء نہیں ٹوٹے گا) اس لئے کہ پاکی شک سے رفع نہیں ہوتی، ہاں اگر ان اجنبیات میں سے کسی ایک سے نکاح کر لیا تو اس کو چھونے سے لامس کا وضوء ٹوٹ جائے گا (لیکن یہ ضعیف ہے اور عدم نقض کا قول معتمد ہے) اس لئے کہ (ایک ہی) حکم متفرق نہیں ہو گا (مطلب یہ ہیکہ چھونا ناقض نہ ہو تو حکم کی تفریق لازم آئے گی اس وجہ سے کہ جب اس سے نکاح حلال ہے تو چھونا ناقض کیوں نہ ہو جبکہ حل نکاح تقاضا کرتا ہے چھونے سے نقض کا لہذا نقض وضوء کو قرار دیا گیا تا کہ حکم کی تفریق نہ ہو) اگرچہ بعض متأخرین نے عدم نقض کو مناسب کہا ہے جیسا کہ اگر کوئی اتنی چھوٹی لڑکی سے نکاح کرے جو حد شہوت کو نہ پہنچی ہو، اور اسی کے مثل ہے وہ صورت کہ اگر کوئی آدمی ایسی

عورت سے نکاح کرے جس کا نسب معلوم نہ ہو اور اس نلکح کا باپ اس منکوحہ عورت کو (نسبا اپنی طرف) ملحق کرے اور وہ نلکح اپنے باپ کی تصدیق نہ کرے تو نسب یقینا ثابت ہو گا اور وہ منکوحہ اس کی بہن ہو گی لیکن اس کا نکاح فسخ نہ ہو گا اور اس کو چھونے سے وضوء ٹوٹ جائے گا اس کی بناء پر جو گزر گیا (یعنی ان الحکم لایتبعض) بعض فقہاء نے فرمایا: اسلام میں ہمارے لئے جواز نہیں ہے کہ کوئی اپنی بہن سے نکاح کرے سوائے اس صورت کے، اور کم سن لڑکی اور لڑکا جن دونوں میں سے ہر ایک عرفا حد شہوت کو نہ پہنچا ہو (ان کو چھونے سے) نقض وضوء نہ ہو گا مظنۂ شہوت کے منتفی ہونے کی بناء پر (مظنہ: محل، وہ جگہ جہاں کسی چیز کے وجود کا گمان ہو) بر خلاف اس کے جب وہ دونوں حد شہوت کو پہنچے ہوں (یعنی پھر وضوء ٹوٹ جائے گا) اگرچہ حد شہوت میں پہنچنے کے بعد شہوت بڑھاپے جیسے عمر کی بناء پر منتفی ہو جائے جیسا کہ اس کی طرف اشارہ گزر چکا (یعنی عجوزِ شوہاء کی مثال میں) اور بال، دانت، ناخن اور ہڈی (کو چھونے) سے (نقض وضوء) نہ ہو گا اس لئے کہ ان سے زیادہ تر لطف اٹھانا دیکھنے سے حاصل ہوتا ہے نہ کہ چھونے سے، شرمگاہ کے علاوہ عضو مبان (کو چھونا) ناقض وضوء نہ ہو گا، (عضو مبان یعنی علیحدہ عضو مثلا کٹ کر علیحدہ ہونے والا ہاتھ، پیر وغیرہ) اگر عورت دو نصف نصف حصوں میں کٹ جائے تو کیا ان میں سے ہر ایک نصف حصہ (کو چھونا) ناقض وضوء ہو گا یا نہیں۔۔؟۔۔ دو وجہ ہے (جن میں) اقرب وضوء کا نہ ٹوٹنا ہے، ناشریؒ نے فرمایا: اگر ان دو حصوں میں ایک حصہ بڑا ہو تو (اس کے لمس سے) وضوء ٹوٹے گا نہ کہ اس کے علاوہ سے۔ انتہی۔

جو بات ظاہر ہوتی ہے وہ یہ ہیکہ اگر وہ حصہ اس طور پر ہو کہ اس پر عورت کا نام صادق آئے تو وضوء ٹوٹے گا ورنہ نہیں، اور یہ بات گرز چکی کہ میت اور میتۃ کو چھونے سے وضوء ٹوٹ جائے گا، اور امام نوویؒ کے رؤس مسائل میں واقع ہوا ہے کہ آپ نے میتۃ اور

میت کو چھونے سے عدم نقض کو راجح قرار دیا ہے لیکن یہ آپ کا سہو شمار کیا گیا ہے۔(رؤس مسائل یہ امام نوویؒ کے فتاوی کا نام ہے)

﴿النَقْض باللمس وشروطه﴾

(و) الْخَامِس وَهُوَ آخر النواقض (مس) شَيْء من (فرج الْآدَمِيّ) من نَفسه أَو غَيره ذكرا كَانَ أَو أُنْثَى مُتَّصِلا أَو مُنْفَصِلا (بِبَطن الْكَفّ) من غير حَائِل لخَبر من مس فرجه فَلْيَتَوَضَّأ رَوَاهُ التِّرْمِذِيّ وَصَححهُ وَلخَبَر ابْن حبَان إِذا أفْضى أحدكُم بِيَدِهِ إِلَى فرجه وَلَيْسَ بَينهمَا ستر وَلَا حجاب فَلْيَتَوَضَّأ. والإفضاء لُغَة الْمس بِبَطن الْكَفّ فَثَبت النَّقْض فِي فرج نَفسه بِالنَّصِّ فَيكون فِي فرج غَيره أولى لِأَنَّهُ أفحش لهتك حُرْمَة غَيره بل ثَبت أَيْضا فِي رِوَايَة من مس ذكرا فَلْيَتَوَضَّأ. وَهُوَ شَامِل لنَفسِهِ وَلغيره وَأما خبر عدم النَّقْض بِمَسّ الْفرج فَقَالَ ابْن حبَان وَغَيره إِنَّه مَنْسُوخ وَالْمرَاد بِبَطن الْكَفّ الرَّاحَة مَعَ بطُون الْأَصَابِع والْأصبع الزَّائِدَة إِن كَانَت على سنَن الْأَصَابِع انْتقض الْوضُوء بالمس بهَا وَإِلَّا فَلَا وَسميت كفا لِأَنَّهَا تكف الْأَذَى عَن الْبدن وبفرج الْمَرْأَة ملتقى الشفرين على المنفذ فَلَا نقض بِمَسّ الْأُنْثَيَيْنِ وَلَا الأليين وَلَا بِمَا بَين الْقبل والدبر وَلَا بالعانة.

(و) ينْقض (مس حَلقَة دبره) أَي الْآدَمِيّ (على الْجَدِيد) لِأَنَّهُ فرج وَقِيَاسًا على الْقبل بِجَامِع النَّقْض بالخارج مِنْهُمَا وَالْمرَاد بهَا ملتقى المنفذ لَا مَا وَرَاءه وَلَام حَلقَة سَاكِنة وَحكي فتحهَا وينقض مس بعض الذّكر المبان كمس كُله إِلَّا مَا قطع فِي الْخِتَان إِذْ لَا يَقع عَلَيْهِ اسْم الذّكر قَالَه الْمَاوَرْدِيّ وَأما قبل الْمَرْأَة والدبر فَالْمُتَّجه إِن بَقِي اسمهما بعد قطعهمَا نقض مسهما وَإِلَّا فَلَا لِأَن الحكم مَنُوط بِالِاسْمِ وَمن لَهُ ذكران نقض الْمس بِكُل مِنْهُمَا سَوَاء كَانَا عاملين أم غير عاملين لَا زَائِد مَعَ عَامل وَمحله كَمَا قَالَ الْإِسْنَوِيّ نقلا عَن الفوراني إِذا لم يكن مسامتا لِلْعَامِلِ وَإِلَّا فَهُوَ كأصبع زَائِدَة مسامتة للبقية فينقض وَمن لَهُ كفان نقضتا بالمس سَوَاء أكانتا عاملتين أم غير عاملتين لَا زَائِدَة مَعَ عاملة فَلَا نقض إِذا كَانَ الكفان على معصمين بِخِلَاف مَا إِذا كَانَتَا على معصم وَاحِد وَكَانَت على سمت الْأَصْلِيَّة كالأصبع الزَّائِدَة فَإِنَّهَا ينْقض الْمس بهَا وينقض فرج الْمَيِّت وَالصَّغِير وَمحل الْجب وَالذكر الأشل وباليد الشلاء.

وَخرج بِبَطن الْكَفّ رُؤُوس الْأَصَابِع وَمَا بَينهَا وحرفها وحرف الْكَفّ فَلَا نقض بذلك لخروجها عَن سمت الْكَفّ وَضَابِط مَا ينْقض مَا يسْتَتر عِنْد وضع إِحْدَى الْيَدَيْنِ على الْأُخْرَى مَعَ تحامل يسير وبفرج الْآدَمِيّ فرج بَهِيمَة أَو طير فَلَا نقض بمسه قِيَاسا على عدم وجوب ستره وَعدم تَحْرِيم النّظر إِلَيْهِ.

﴿چھونے سے وضوء کا نقض اور اس کی شرطیں﴾

(اور) (پانچ نواقض وضوء میں سے) پانچویں چیز، یہ نواقض کی آخری چیز ہے **(آدمی کی شرگاہ)** کے کسی حصہ **(کو چھونا)** خود اپنی یا دوسرے کی، مذکر ہو یا مؤنث، متصل ہو یا منفصل (یعنی جدا ہونے کے بعد اسی طرح ہو جسے ذکر یا فرج کہا جائے) **(ہاتھ کے اندرونی حصہ سے)** بغیر حائل کے، حدیث کی بناء پر: جو اپنی شرمگاہ کو چھوئے اسے چاہیئے کہ وضوء کرے۔ اس کو امام ترمذیؒ نے بیان کیا ہے اور صحیح قرار دیا ہے اور حدیث ابن حبان کی بناء پر: جب تم میں سے کوئی اپنے ہاتھ سے اپنی شرمگاہ کو چھوئے درانحالیکہ دونوں کے درمیان نہ کوئی چیز آڑ ہو اور نہ حائل تو اسے چاہیئے کہ وضوء کرے۔ اور افضاء لغت میں کہتے ہیں: بطن کف سے چھونا، لہٰذا اپنی شرمگاہ کے بارے میں نص سے نقض ثابت ہوا، معلوم ہوا دوسرے کی شرمگاہ (چھونے) میں بدرجۂ اولی نقض ثابت ہوا اس لئے کہ یہ زیادہ فحش ہے دوسرے کی بے حرمتی ہونے کی بناء پر بلکہ ایک روایت میں بھی ثابت ہے "من الخ" "جو ذکر کو چھوئے اسے چاہیئے کہ وضوء کرے۔ (اس میں ضمیر "ہ" نہیں ہے، عموم ہے) یہ اپنے اور دوسرے کے ذکر کو شامل ہے، بہرحال شرمگاہ چھونے سے عدم نقض والی حدیث تو ابن حبان وغیرہ نے فرمایا: کہ وہ منسوخ ہے۔ بطن کف سے مراد: ہتھیلی انگلیوں کے اندرونی حصہ کے ساتھ۔ زائد انگلی اگر سب انگلیوں کے طرز پر ہو تو اس کو چھونے سے وضوء ٹوٹے گا ورنہ نہیں، کف کہا گیا: اسلئے کہ یہ بدن سے تکلیف کو روکتی ہے اور عورت کی شرمگاہ سے (مراد) دونوں کناروں کے ملنے کی جگہ ہے منفذ پر، اور خصیتین کو چھونے سے

وضوء نہیں ٹوٹتا اور نہ سرین کو (چھونے سے) اور نہ اس حصہ کو (مس کرنے سے) جو قبل اور دبر کے درمیان ہے اور نہ عانہ کو (چھونے سے، عانہ سے مراد: بالوں کی جگہ)

(اور اس کی) یعنی آدمی کی **(پچھلی شرمگاہ کے حلقہ کو چھونا)** وضوء کو توڑ دیتا ہے **(جدید قول کے مطابق)** اس لئے کہ یہ شرمگاہ ہے اور قبل پر قیاس کرتے ہوئے اور علت جامعہ قبل اور دبر سے خارج ہونے والی چیز کا نقض ہے (یعنی علت نقض وضوء ہے خارج من السبیلین یعنی جیسے خارج من القبل ناقض ہے ویسی ہی خارج من الدبر بھی ناقض ہے) حلقۂ دبر سے مراد: سوراخ کے ملنے کی جگہ نہ کہ وہ جو اس کے سوا ہے، اور لفظ حلقہ کا لام ساکن ہے اور اس کا فتح بھی نقل کیا گیا ہے ذکر کے علیحدہ حصہ کو چھونا وضوء کو توڑ دیتا ہے جیسے اس کے کل کو چھونا مگر جو حصہ ختنہ میں قطع کیا جائے (یعنی جو ختنہ میں قطع کیا جاتا ہے اس کو چھونے سے وضوء نہیں ٹوٹے گا) اس لئے کہ اس پر اسمِ ذکر واقع نہیں ہوتا، ماوردیؒ نے اسی کو کہا ہے، بہر حال عورت کی اگلی اور پچھلی شرمگاہ تو متجہ یہ ہیکہ اگر ان دونوں کا نام ان کے قطع ہونے کے بعد باقی رہتا ہو تو ان کو چھونا نقض وضوء کرے گا ورنہ نہیں اس لئے کہ حکم اسم سے متعلق ہے۔ کسی کو دو ذکر ہوں تو ان دونوں میں سے ہر ایک کو چھونا ناقض وضوء ہو گا خواہ دونوں عامل ہوں (یعنی کام کی صلاحیت رکھنے والے ہوں) یا غیر عامل، نہ کہ ایک عامل کے ساتھ ایک زائد ہو اور اس کا محل جیسا کہ اسنویؒ نے فورانی کے حوالہ سے نقل کرتے ہوئے فرمایا: جبکہ وہ زائد عامل کے بالمقابل نہ ہو (لہذا پھر زائد کو چھونا ناقض وضوء نہ ہو گا) ورنہ وہ اس زائد انگلی کی طرح ہو گا جو بقیہ انگلیوں کے مقابل ہو لہذا (پھر اس زائد ذکر کو چھونے سے) وضوء ٹوٹ جائے گا۔ کسی کو دو ہتھیلیاں ہوں تو دونوں ہتھیلیاں ناقض وضوء ہوں گی چھونے سے خواہ وہ دونوں عامل ہوں یا غیر عامل، نہ کہ ایک عاملہ کے ساتھ ایک زائدہ ہو (یعنی جب زائدہ عاملہ کے بالمقابل نہ ہو تو اس زائدہ کف کو چھونے سے وضوء نہیں ٹوٹے گا ورنہ ٹوٹے گا) ناقض وضوء نہ ہوں گی جبکہ دو ہتھیلیاں دو کلائیوں پر

ہوں بر خلاف اس کے جبکہ دونوں ہتھیلیاں ایک ہی کلائی پر ہوں اور زائد ہتھیلی زائد انگلی کی طرح اصلی ہتھیلی کے رخ پر ہو تو اس زائد ہتھیلی کو چھونا وضوء کو توڑ دے گا، اور توڑ دے گا میت اور چھوٹے کی شرمگاہ (کو چھونا) اور محل جب اور شل ذکر (کو چھونا) اور (مذکورہ چیزوں کو) شل ہاتھ سے (چھونا بھی ناقض وضوء ہے) (محل جب سے مراد: عضو تناسل کے کٹنے کی جگہ یعنی کٹنے کے بعد ذکر کے مقابل کی جگہ۔ الجب: وهو قطع العضو التناسلي من الذكر) (تعلیق علی الاقناع: ۱/ ۱۶۵) (شل اس عضو کو کہتے ہیں: جو کام کرنا چھوڑ دیتا ہے)

بطن کف (کی قید) سے نکل گئے انگلیوں کے سرے اور ان کا درمیانی حصہ اور کنارہ اور ہتھیلی کا کنارہ لہذا ان سے نقض وضوء نہ ہو گا ان کے کف کی سمت سے خارج ہونے کی بناء پر، اور ضابطہ جو وضوء کو توڑ دیتا ہے وہ دو ہاتھوں میں سے ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر ہلکا بھار دیکر رکھنے کے وقت پوشیدہ رہنے والا حصہ ہے۔ آدمی کی شرمگاہ (کی قید) سے (نکل گئی) جانور کی شرمگاہ یا پرندہ کی (شرمگاہ) لہذا اس کو چھونے سے نقض وضوء نہ ہو گا اس کو چھپانے کے عدم وجوب پر قیاس کرتے ہوئے اور اس کی طرف نظر کرنے کی عدم حرمت پر (قیاس کرتے ہوئے)

﴿قَاعِدَة فقهية يَنْبَنِي عَلَيْهَا كثير من الْأَحْكَام﴾

تَتِمَّة: من الْقَوَاعِد المقررة الَّتِي يَنْبَنِي عَلَيْهَا كثير من الْأَحْكَام الشَّرْعِيَّة "اسْتِصْحَاب الأَصْل وَطرح الشَّك وإبقاء مَا كَانَ على مَا كَانَ" وَقد أجمع النَّاس على أَن الشَّخْص لَو شكّ هَل طلق زَوجته أم لَا أَنه يجوز لَهُ وَطْؤُهَا وَأَنه لَو شكّ فِي امْرَأَة هَل تزَوجهَا أم لَا لَا يجوز لَهُ وَطْؤُهَا وَمن ذَلِك أَنه لَا يرْتَفع يَقِين طهر أَو حدث بِظَنّ ضِدّه فَلَو تَيَقّن الطُّهْر وَالْحَدَث كَأَن وجدا مِنْهُ بعد الْفجْر وَجَهل السَّابِق مِنْهُمَا أَخذ بضد مَا قبلهمَا فَإِن كَانَ قبلهمَا مُحدثا فَهُوَ الْآن متطهر سَوَاء اعْتَادَ تَجْدِيد الطُّهْر أم لَا لِأَنَّهُ تَيَقّن الطُّهْر وَشك فِي رافعه وَالْأَصْل عَدمه أَو متطهرا فَهُوَ الْآن مُحدث إِن

اعْتَادَ التَّجْدِيد لِأَنَّهُ تَيَقَّن الْحَدث وَشك فِي رافعه وَالْأَصْل عدمه بِخِلَاف مَا إِذا لم يعتده فَلَا يَأْخُذ بِهِ بل يَأْخُذ بِالطُّهْرِ لِأَن الظَّاهِر تَأَخّر طهره عَن حَدثهُ بِخِلَاف من اعتاده فَإِن لم يتَذَكَّر مَا قبلهمَا فَإِن اعْتَادَ التَّجْدِيد لزمَه الْوضُوء لتعارض الِاحْتِمَالَيْنِ بِلَا مُرَجّح وَلَا سَبِيل إِلَى الصَّلَاة مَعَ التَّرَدُّد الْمَحْض فِي الطُّهْر وَإِلَّا أَخذ بِالطُّهْرِ وَمن هَذِه الْقَاعِدَة مَا إِذا شكّ من نَام قَاعِدا مُتَمَكنًا ثمَّ مَال وانتبه وَشك فِي أَيهمَا أسبق أَو شكّ هَل مَا رَآهُ رُؤْيا أَو حَدِيث نفس أَو هَل
لمس الشّعْر أَو الْبشرَة فَلَا نقض بِشَيْء من ذَلِك.

﴿ایسا فقہی قاعدہ جس پر بہت سے احکام مبنی ہیں﴾

تتمہ: ان مقررہ قواعد میں سے جس پر بہت سے احکام شرعیہ مبنی ہیں ایک یہ ہے: استصحاب الاصل وطرح الشک، وابقاء ماکان علی ماکان (یعنی) اصل کو باقی رکھنا اور شک کو چھوڑ دینا اور جو چیز جس حالت پر ہو اس کو اسی حالت پر باقی رکھنا۔ علماء شوافع کا اس مسئلہ پر اجماع ہے کہ کسی شخص کو اگر شک ہو کیا اپنی زوجہ کو طلاق دی یا نہیں۔۔؟۔۔ تو اس کے لئے اس سے وطی جائز ہو گی اور (علماء شوافع کے اجماع میں سے) یہ ہیکہ اگر کسی کو شک ہو کسی عورت کے بارے میں کہ کیا اس نے اس سے نکاح کیا یا نہیں۔۔؟ تو اس کے لئے اس سے وطی جائز نہ ہو گی، اور اسی (قاعدہ) میں سے ہیکہ طہر یا حدث کا یقین اس کی ضد کے گمان سے رفع نہیں ہو گا، اگر کسی کو طہر اور حدث کا یقین ہو جیسے کہ وہ دونوں اس سے فجر کے بعد پائیں گئے (یعنی اس کو فجر کے بعد دونوں کا یقین ہو) اور ان دونوں میں سے پہلے والے کا علم نہ ہو (یعنی پہلے طہر تھا یا حدث اس کا علم نہ ہو) تو ان دونوں سے پہلے والی حالت کی ضد کو اختیار کرلے، لہٰذا اگر وہ ان دونوں سے پہلے محدث تھا تو ابھی پاک شمار ہو گا چاہے وہ تجدید طہر کا عادی ہو یا نہ ہو اس لئے کہ اس کو طہر کا یقین ہے اس کے رافع میں شک ہے اور اصل اس کا نہ ہونا ہے، یا وہ (ان دونوں سے پہلے) متطہر ہو تو ابھی محدث شمار ہو گا اگر وہ تجدید طہر کا عادی ہو کیونکہ اس کو حدث کا یقین ہے اور اس کے رافع میں شک ہے اور

اصل اور اس کا نہ ہونا ہے بر خلاف اس کے جب وہ تجدید طہر کا عادی نہ ہو تو اس کو نہ لے بلکہ طہر کو لے اس لئے کہ ظاہر اس کے حدث سے اس کے طہر کا مؤخر ہونا ہے بر خلاف اس شخص کے جس کو تجدید کی عادت ہو، اگر اسے ان دونوں سے پہلے کی حالت یاد نہ ہو پھر اگر وہ تجدید کا عادی ہو تو اس پر وضوء لازم ہو گا دو احتمالوں کے بلا مرجح تعارض کی بناء پر (یعنی دو احتمالوں میں تعارض ہے اور مرجح نہیں ہے، احتمالین سے مراد: طہر اور حدث) طہر کے بارے میں محض تردد کے ہوتے ہوئے نماز کی گنجائش نہیں ورنہ (یعنی اگر وہ تجدید کا عادی نہ ہو تو) طہر کو لے لے، اور اسی قاعدہ میں سے ہے جب اس شخص کو شک ہو جو بیٹھکر متمکن ہو کر سویا ہو پھر وہ ایک طرف جھک جائے اور بیدار ہو جائے اور شک ہو جائے ان دونوں میں پہلے کے بارے میں (کہ پہلے جھک گیا یا بیدار ہو گیا) یا شک ہو جو اس نے دیکھا کیا وہ خواب ہے یا نفسی بات یا (شک ہو) کیا بال کو چھویا یا ظاہری جلد کو۔؟۔ تو ان مذکورہ چیزوں میں سے کسی بھی چیز سے نقض وضوء نہ ہو گا۔

﴿فصل في موجب الغسل﴾

وَهُوَ بِفَتْحِ الْغَيْن وَضمّهَا لُغَة سيلان المَاء على الشَّيْء مُطلقًا وَالْفَتْح أشهر كَمَا قَالَه النَّوَوِيّ فِي التَّهْذِيب وَلَكِن الْفُقَهَاء أَو أَكْثَرهم إِنَّمَا تستعمله بِالضَّمِّ وَشرعا سيلانه على جَمِيع الْبدن مَعَ النِّيَّة وَالْغسْل بِالْكَسْرِ مَا يغسل بِهِ الرَّأْس من نَحْو سدر وخطمي.

﴿فصل: غسل کو واجب کرنے والی چیزوں کے بیان میں﴾

لفظ غسل غین کے فتح اور اس کے ضمہ کے ساتھ ہے، لغت میں کہتے ہیں: مطلقا کسی چیز پر پانی کا بہنا، فتح زیادہ مشہور ہے جیسا کہ تہذیب میں امام نوویؒ نے اس کو بیان کیا ہے لیکن فقہاء کرام یا ان میں اکثر حضرات اس کو ضمہ کے ساتھ استعمال کرتے ہیں، شرعا (کہتے ہیں): نیت کے ساتھ پورے بدن پر پانی کا بہنا، کسرہ کے ساتھ غسل (اس کا معنی ہے:) وہ چیز جس سے سر کو دھویا جائے (یعنی) بیری کے پتوں اور خطمی جیسی چیز سے۔ (خطمی یعنی

ایک نفع بخش بوٹی جو دوا کے طور پر استعمال ہوتی ہے (اس کے خشک پتوں کو کوٹ کر ان کے پانی سے سر دھویا جاتا ہے اس سے سر بالکل صاف ہو جاتا ہے)(القاموس الوحید:۱/۴۵۶)

﴿مَا يشْتَرك فِيهِ الرِّجَال وَالنِّسَاء﴾

(وَالَّذِي يُوجب الْغسْل سِتَّة أَشْيَاء) مِنْهَا **(ثَلَاثَة تشترك فِيهَا الرِّجَال وَالنِّسَاء) مَعًا (وَهِي)** أَي الأولى **(التقاء الختانين)** بِإِدْخَال الْحَشَفَة وَلَو بِلَا قصد أَو كَانَ الذّكر أشل أَو غير منتشر أَو قدرهَا من مقطوعها فرجا من امْرَأَة وَلَو ميتَة أَو كَانَ على الذّكر خرقَة ملفوفة وَلَو غَلِيظَة لقَوْله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم إِذا التقى الختانان فقد وَجب الْغسْل وَإِن لم ينزل رَوَاهُ مُسلم وَأما الْأَخْبَار الدَّالَّة على اعْتِبَار الْإِنْزَال كَخَبَر إِنَّمَا المَاء من المَاء فمنسوخة وَأجَاب ابْن عَبَّاس بِأَن مَعْنَاهُ أَنه لَا يجب الْغسْل بالاحتلام إِلَّا أَن ينزل وَذكر الختانين جري على الْغَالِب فَلَو أَدخل حشفته أَو قدرهَا من مقطوعها فِي فرج بَهِيمَة أَو فِي دبر كَانَ الحكم كَذَلِك لِأَنَّهُ جماع فِي فرج وَلَيْسَ المُرَاد بالتقاء الختانين انضمامهما لعدم إِيجَابه الْغسْل بِالْإِجْمَاع بل تحاذيهما يُقَال التقى الفارسان إِذا تحاذيا وَإِن لم ينضما وَذَلِكَ إِنَّمَا يحصل بِإِدْخَال الْحَشَفَة فِي الْفرج إِذْ الْخِتَان مَحل الْقطع فِي الْخِتَان وختان الْمَرْأَة فَوق مخرج الْبَوْل ومخرج الْبَوْل فَوق مدْخل الذّكر وَلَو أولج حَيَوَان قردا أَو غَيره فِي آدَمِيّ وَلَا حَشَفَة لَهُ فَهَل يعْتَبر إيلاج كل ذكره أَو إيلاج قدر حَشَفَة معتدلة قَالَ الإِمَام فِيهِ نظر موكول إِلَى رَأْي الْفَقِيه انْتهى وَيَنْبَغِي اعْتِمَاد الثَّانِي وَيجنب صبي وَمَجْنُون أولجا أَو أولج فيهمَا وَيجب عَلَيْهِمَا الْغسْل بعد الْكَمَال وَصَحَّ من مُمَيّز ويجزيه وَيُؤمر بِهِ كَالْوضُوءِ وإيلاج الْخُنْثَى وَمَا دون الْحَشَفَة لَا أثر لَهُ فِي الْغسْل وَأما الْوضُوء فَيجب على المولج فِيهِ بالنزع من دبره وَمن قبل انثى وإيلاج الْحَشَفَة بالحائل جَار فِي سَائِر الْأَحْكَام كإفساد الصَّوْم وَالْحج.

﴿وہ چیز جس میں مرد اور عورتیں مشترک ہیں﴾

(جو چیزیں غسل کو واجب کرتی ہیں وہ چھ ہیں) ان میں سے **(تین ایسی ہیں جن میں مرد اور عورتیں شریک ہیں وہ یہ)** یعنی پہلی چیز: **(دوختنہ کا ملنا)** ادخال حشفہ کی صورت میں اگرچہ بغیر قصد کے ہو یا ذکر شل ہو یا غیر استادہ ہو یا حشفہ کی مقدار کٹی ہوئی شرمگاہ کا

عورت کی شرمگاہ میں (داخل کرنا) اگرچہ میتہ ہو یا ذکر پر کپڑا لپیٹا ہوا ہو اگرچہ موٹا، آپ ﷺ کے فرمان کی بناء پر "اذا الخ" جب دو ختنہ مل جائیں تو غسل واجب ہوتا ہے اگرچہ انزال نہ ہو۔ اس کو امام مسلم نے بیان کیا ہے، اور رہی وہ احادیث جو انزال کے اعتبار پر دلالت کرتی ہیں جیسے یہ حدیث: غسل منی سے ہے۔ تو وہ منسوخ ہے اور ابن عباسؓ نے جواب دیا اس کا معنی یہ ہیکہ غسل احتلام سے واجب نہیں ہوتا مگر یہ کہ انزال ہو، اور ختانین کا ذکر کرنا غالب عادت کے مطابق جاری ہے۔ اگر کوئی اپنے حشفہ کو داخل کرے یا حشفہ کی مقدار کٹی ہوئی شرمگاہ کو (داخل کرے) جانور کی شرمگاہ میں یا پچھلی شرمگاہ میں تو حکم اسی طرح ہوگا اسلئے کہ یہ شرمگاہ میں جماع کرنا ہے۔ التقاء ختانین سے مراد: دو ختنہ کا ملنا نہیں ہے، بالاجماع اس کا غسل کو واجب نہ کرنے کی بناء پر بلکہ (مراد) ان دونوں کا ایک دوسرے کے مقابل ہونا ہے، کہا جاتا ہے: التقی الخ دو گھوڑ سواروں کا التقاء ہو گیا جبکہ وہ دونوں ایک دوسرے کے مقابل ہوں اگرچہ وہ دونوں آپس میں نہ ملیں، اور التقاء حاصل ہوتا ہے شرمگاہ میں ادخال حشفہ کی صورت میں اس لئے کہ ختان ختنہ میں کٹنے کی جگہ ہے، اور عورت کی ختان پیشاب کے خارج ہونے کی جگہ کے اوپر ہے اور مخرج بول ذکر کے داخل ہونے کی جگہ کے اوپر ہے۔ اگر کوئی حیوان چاہے وہ بندر ہو یا اس کے علاوہ ذکر کو آدمی میں داخل کرے اور اس کو حشفہ نہ ہو تو کیا اس کے پورے ذکر کے دخول کا اعتبار کیا جائے گا یا معتدل حشفہ کی مقدار کے دخول کا (اعتبار کیا جائے گا) امامؒ نے فرمایا: اس میں اختلاف ہے جس کو فقیہ (یعنی: مجتہد) کی رائے کے حوالہ کیا گیا ہے۔ انتہی۔ لیکن ثانی پر اعتماد کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ (محشی فرماتے ہیں: ثانی معتمد ہے) (حاشیۂ اقناع: ۱/۵۹)

بچہ (اگرچہ غیر ممیز ہو) اور مجنون دونوں داخل کرے یا ان دونوں میں داخل کیا جائے تو وہ دونوں جنبی ہوں گے کمال کے بعد ان پر غسل واجب ہوگا (کمال کے بعد یعنی بچہ پر بالغ ہونے کے بعد اور مجنون پر افاقہ ہونے کے بعد) لیکن ممیز بچہ کا (غسل اگر کرے تو) صحیح

ہو گا اور اس کو کافی ہو گا (پھر بالغ ہونے کے بعد اعادہ واجب نہ ہو گا) اور اس کا اس کو حکم دیا جائے گا وضوء کی طرح۔ خنثیٰ کا (کسی مرد کے دبر میں یا عورت کے قبل میں) داخل کرنے کا وجوب غسل میں اثر نہ ہو گا اور حشفہ سے کم (داخل کرنے کا وجوب غسل میں اثر نہ ہو گا) بہر حال وضوء تو جس میں داخل کیا گیا اس پر واجب ہو گا، ذکر کو اس کے دبر سے اور مؤنث کے قبل سے نکالنے کی بناء پر، اور کسی حائل کے ساتھ حشفہ کو داخل کرنا تمام احکام میں جاری ہو گا جیسے روزہ اور حج کو فاسد کرنا۔

﴿حكم الْخُنْثَى﴾

وَيُخَير الْخُنْثَى بَين الْوضُوء وَالْغسْل بإيلاجه فِي دبر ذكر لَا مَانع من النَّقْض بلمسه أَو فِي دبر خُنْثَى أولج ذكره فِي قبل المولج لِأَنَّهُ إِمَّا جنب بِتَقْدِير ذكورته فيهمَا أَو أنوثته وذكورة الآخر فِي الثَّانِيَة أَو مُحدث بِتَقْدِير أنوثته فيهمَا مَعَ أنوثة الآخر فِي الثَّانِيَة فَيُخَير بينهمَا لمَا سَيَأْتِي فِيمَن اشْتبهَ عَلَيْهِ الْمَنِيّ بِغَيْرِهِ وَكَذَا يُخَيّر الذّكر إِذا أولج الْخُنْثَى فِي دبره وَلَا مَانع من النَّقْض كَمَا هُوَ مُقْتَضى كَلَام الشَّيْخَيْنِ فِي بَاب الْوضُوء.

أما إيلاجه فِي قبل خُنْثَى أَو فِي دبره وَلم يولج الآخر فِي قبله فَلَا يُوجب عَلَيْهِ شَيْئا وَلَو أولج رجل فِي قبل خُنْثَى فَلَا يجب عَلَيْهِمَا غسل وَلَا وضوء لاحْتِمَال أَنه رجل فَإِن أولج ذَلِك الْخُنْثَى فِي وَاضح آخر أجنب يَقِينا وَحده لِأَنَّهُ جَامع أَو جومع بِخِلَاف الآخرين لَا جَنَابَة عَلَيْهِمَا وأحدث الْوَاضِح الآخر بالنزع مِنْهُ أما إِذا أولج الْخُنْثَى فِي الرجل المولج فَإِن كلا مِنْهُمَا يجنب وَمن أولج أحد ذكريه أجنب إِن كَانَ يَبُول بِهِ وَحده وَلَا أثر للآخر فِي نقض الطَّهَارَة إِذا لم يكن على سنَنه فَإِن كَانَ على سنَنه أَو كَانَ يَبُول بِكُل مِنْهُمَا أَو لَا يَبُول بِوَاحِد مِنْهُمَا أَو كَانَ الانسداد عارضا أجنب بِكُل مِنْهُمَا.

(و) الثَّانِيَة (**إِنْزَال**) أَي خُرُوج (**الْمَنِيّ**) بتَشْديد الْيَاء وَسمع تخفيفها أَي مني الشَّخْص نَفسه الْخَارِج مِنْهُ أول مرّة وَإِن لم يُجَاوز فرج الثّيّب بل وصل إِلَى مَا يجب غسله فِي الِاسْتِنْجَاء أما الْبكر فَلَا بُد من بروزه إِلَى الظَّاهِر كَمَا أَنه فِي حق

الرجل لَا بُدمن بروزه عَن الْحَشَفَةِ وَ الْأَصْل فِي ذَلِك خبر مُسلم إِنَّمَا المَاء من المَاء وَخبر الصَّحِيحَيْنِ عَن أم سَلمَة قَالَت جَاءَت أم سليم إِلَى رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم فَقَالَت إِن الله لَا يستحيي من الْحق هَل على الْمَرْأَة من غسل إِذا هِيَ احْتَلَمت. قَالَ: نعم إِذا رَأَتْ المَاء. أما الْخُنْثَى الْمُشكل إِذا خرج الْمَنِيّ من أحد فرجيه فَلَا غسل عَلَيْهِ لاحْتِمَال أَن يكون زَائِدا مَعَ انفتاح الْأَصْلِيّ فَإِن أمنى مِنْهُمَا أَو من أَحدهمَا وحاض من الآخر وَجب عَلَيْهِ الْغسْل.

﴿خنثیٰ کا حکم﴾

خنثیٰ کو وضوء اور غسل کے درمیان اختیار دیا جائے گا اس کے مرد کے دبر میں داخل کرنے سے جبکہ نقض باللمس سے کوئی چیز مانع نہ ہو (یعنی وہاں محرمیت نہ ہو یا ذکر پر کوئی چیز حائل نہ ہو ورنہ کچھ واجب نہ ہو گا) یا (اختیار دیا جائے گا خنثیٰ کو) ایسے خنثیٰ کے دبر میں (داخل کرنے سے) جو اپنے ذکر کو دبر میں داخل کرنے والے خنثیٰ کی اگلی شرمگاہ میں داخل کرے اس لئے کہ وہ خنثیٰ یا تو جنبی ہو گا دونوں صورتوں میں اس کو مذکر فرض کر لینے سے یا خنثیٰ کو مؤنث اور دوسرے کو مذکر (فرض کر لینے سے) دوسری صورت میں، یا تو وہ محدث ہو گا اس کو دونوں صورتوں میں مؤنث فرض کر لینے سے، دوسری صورت میں دوسرے کو مؤنث فرض کرنے کے ساتھ لہذا اس کو وضوء اور غسل کے درمیان اختیار دیا جائے گا اس کی بناء پر جو عنقریب آئے گا اس شخص کے بارے میں جس پر منی مشتبہ ہو جائے اس کے علاوہ سے، اور اسی طرح اختیار دیا جائے گا مذکر کو جبکہ خنثیٰ اس کے دبر میں داخل کرے اور نقض کو کوئی مانع نہ ہو جیسا کہ وضوء کے باب میں شیخین کے کلام کا مقتضی ہے۔

بہر حال خنثیٰ کا خنثیٰ کے قبل میں یا اس کے دبر میں داخل کرنا اور دوسرا اس کے قبل میں داخل نہ کرے تو اس پر کوئی چیز واجب نہ ہو گی اور اگر کوئی آدمی خنثیٰ کے قبل میں

داخل کرے تو دونوں پر نہ غسل واجب ہو گا اور نہ وضوء اس احتمال کی بناء پر کہ وہ مرد ہو، اگر خنثی مشکل داخل کرے دوسرے واضح خنثی میں تو وہ تنہا یقینا جنبی ہو گا اس لئے کہ وہ (اس صورت میں) جماع کرنے والا ہے یا اس سے جماع کیا گیا ہے بر خلاف دوسرے دو کے ان پر جنابت نہیں، اور دوسرا واضح خنثی محدث ہو گا اس سے نکالنے کی وجہ سے، بہر حال جب خنثی داخل کرے داخل کرنے والے مرد میں تو ان دونوں میں سے ہر ایک جنبی ہو گا، اور جو اپنے دو ذکر میں سے ایک کو داخل کرے تو جنبی ہو گا اگر وہ صرف اسی سے پیشاب کرتا ہو اور نقض طہارت میں دوسرے کا اثر نہ ہو گا جبکہ وہ پہلے کے طرز پر نہ ہو اگر وہ دوسرا اس کے طرز پر ہو یا وہ دونوں میں سے ہر ایک ذکر سے پیشاب کرتا ہو یا دونوں میں سے کسی ایک سے بھی پیشاب نہ کرتا ہو یا منفذ اصلی عارضی طور پر بند ہو تو ان دونوں میں سے ہر ایک سے جنبی ہو گا۔

(اور) دوسری چیز **(منی کا انزال)** یعنی نکلنا، یاء کی تشدید کے ساتھ اور اس کی تخفیف بھی سنی گئی ہے (یعنی بلا تشدید) یعنی اس شخص کی ذاتی منی جو اس سے پہلی مرتبہ میں خارج ہو اگرچہ وہ ثیبہ کی شرمگاہ سے متجاوز نہ ہو بلکہ اس جگہ تک پہنچ جائے جس کا استنجاء میں دھونا واجب ہوتا ہے، اور رہی باکرہ تو اس کے ظاہری حصہ تک نکلنا ضروری ہے جیسا کہ مرد کے حق میں ہے کہ اس کے حشفہ سے باہر نکلنا ضروری ہے اور اس بارے میں دلیل مسلم کی حدیث ہے "انما الخ" غسل منی سے ہے اور صحیحین کی حدیث حضرت ام سلمہ ؓ سے مروی ہے وہ فرماتی ہیں "جاءت الخ" ام سلیم ؓ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا بیشک اللہ تعالیٰ حق بات سے شرماتے نہیں، کیا عورت پر غسل واجب ہے جبکہ اس کو احتلام ہو جائے۔۔؟۔۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں جب وہ منی دیکھے۔ بہر حال خنثی مشکل جب اس کی دو شرمگاہوں میں سے کسی ایک فرج سے منی نکلے تو اس پر غسل نہیں ہے، اس احتمال کی بناء پر کہ اصلی منفذ مفتوح ہونے کے ساتھ وہ زائد ہو، (یعنی جس شرمگاہ

سے منی خارج ہوئی وہ زائد ہو) اگر دونوں سے منی خارج ہو یا ان میں سے کسی ایک سے اور دوسری شرمگاہ سے حیض آئے تو اس پر غسل واجب ہو گا۔

﴿خُرُوج الْمَنِيّ من غير طَرِيقة الْمُعْتَاد﴾

وَلَا فرق فِي وجوب الْغسْل بِخُرُوج الْمَنِيّ بَين أَن يخرج من طَرِيقه الْمُعْتَاد وَإِن لم يكن مستحكما أَو من غَيره إِذا كَانَ مستحكما مَعَ انسداد الْأَصْلِيّ وَخرج من تَحت الصلب فالصلب هُنَا كالمعدة فِي فصل الْحَدث فَيفرق بَين الانسداد الْعَارِض والخلقي كَمَا فرق هُنَاكَ كَمَا صَوبه فِي الْمَجْمُوع والصلب إِنَّمَا يعْتَبر للرجل كَمَا قَالَه فِي الْمُهِمَّات أما الْمَرْأَة فَمَا بَين ترائبها والصلب عِظَام الظّهْر كُله والترائب عِظَام الصَّدْر قَالَ تَعَالَى {يخرج من بَين الصلب والترائب} أَي صلب الرجل وترائب الْمَرْأَة فَإِن خرج غير المستحكم من غير الْمُعْتَاد كَأَن خرج لمَرض فَلَا يجب الْغسْل بِهِ بِلَا خلاف كَمَا قَالَه فِي الْمَجْمُوع عَن الْأَصْحَاب وَلَا يجب بِخُرُوج مني غَيره مِنْهُ وَلَا بِخُرُوج منيه مِنْهُ بعد استدخاله وَيعرف الْمَنِيّ بتدفقه بِأَن يخرج بدفعات قَالَ تَعَالَى {من مَاء دافق} وَسمي منيا لِأَنَّهُ يمنى أَي يصب أَو لَذَّة بِخُرُوجِهِ مَعَ فتور الذّكر وانكسار الشَّهْوَة عقبه وَإِن لم يتدفق لقلته أَو خرج على لون الدَّم أَو ريح عجين حِنْطَة أَو نَحْوهَا أَو ريح طلع رطبا أَو ريح بَيَاض بيض دَجَاج أَو نَحوه جافا وَإِن لم يتلذذ بِهِ وَلم يتدفق لقلته كَأَن خرج بَاقِي منيه بعد غسله أما إِذا خرج من قبل الْمَرْأَة مني جِمَاعهَا بعد غسلهَا فَلَا تعيد الْغسْل إِلَّا إِن قَضَت شهوتها فَإِن لم يكن لَهَا شَهْوَة كصغيرة أَو كَانَت وَلم تقض كنائمة لَا إِعَادَة عَلَيْهَا.

فَإِن قيل إِذا قَضَت شهوتها لم تتيقن خُرُوج منيها وَيَقِين الطَّهَارَة لَا يرفع بِظَنّ الْحَدث أى إِذْ حدثها وَهُوَ خُرُوج منيها غير مُتَيَقن وَقَضَاء شهوتها لَا يَسْتَدْعِي خُرُوج شَيْء من منيها كَمَا قَالَه فِي التوشيح.

أُجِيب بِأَن قَضَاء شهوتها منزل منزلَة نومها فِي خُرُوج الْحَدث فنزلوا المظنة منزلَة المئنة وَخرج بقبل الْمَرْأَة مَا لَو وطِئت فِي دبرهَا فاغتسلت ثمَّ خرج مِنْهَا مني الرجل لم يجب عَلَيْهَا إِعَادَة الْغسْل كَمَا علم مِمَّا مر فَإِن فقدت الصِّفَات الْمَذْكُورَة فِي الْخَارِج فَلَا غسل عَلَيْهِ لِأَنَّهُ لَيْسَ بمني.

﴿منی کا نکلنا غیر معتاد طریقہ سے﴾

خروج منی سے وجوب غسل میں کوئی فرق نہیں ہے اس درمیان کہ وہ اس کے معتاد طریقہ سے نکلے اگرچہ مستحکم نہ ہو، (یعنی خروج منی کسی علت کی بناء پر نہ ہو اگر علت کی بناء پر ہو جیسے مرض تو وہ غیر مستحکم ہو گی) یا غیر معتاد طریقہ سے (نکلے) جبکہ وہ مستحکم ہو منفذ اصلی کے بند ہوتے ہوئے، منی صلب کے نیچے سے نکلتی ہے، صلب یہاں (یعنی اس فصل میں) معدہ کی طرح ہے جو حدث کی فصل میں ہے (یعنی جس کا تذکرہ حدث کی فصل میں گزر چکا) لہذا انسداد عارضی اور خلقی کے درمیان فرق کیا جائے گا جس طرح وہاں (فصل حدث میں) فرق کیا ہے جیسا کہ اس کو مجموع میں درست قرار دیا ہے، صلب کا اعتبار کیا جائے گا مرد کے حق میں جیسا کہ اس کو مہمات میں کہا ہے، بہر حال عورت تو اس کے لئے ترائب کے درمیانی حصہ کا (اعتبار کیا جائے گا) اور صلب (کا معنی) پشت کی تمام ہڈیاں ہیں اور ترائب (کا معنی) سینہ کی ہڈیاں ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: [يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ الصُّلْبِ وَ التَّرَائِبِ] (سورۂ طارق: ۷) جو نکلتا ہے پیٹھ کے بیچ سے اور چھاتی کے بیچ سے (ترجمۂ قرآن)

یعنی مرد کی صلب اور عورت کے ترائب سے۔ اگر غیر مستحکم غیر معتاد طریقہ سے نکلے جیسے کہ خارج ہو مرض کی بناء پر تو اس کی وجہ سے بغیر کسی اختلاف کے غسل واجب نہ ہو گا، جیسا کہ اصحاب کے حوالہ سے مجموع میں اس کو بیان کیا ہے، اور دوسرے کی منی اس سے نکلنے کی وجہ سے غسل واجب نہ ہو گا اور نہ اپنی منی کے نکلنے کی وجہ سے (غسل واجب) ہو گا اس کو داخل کرنے کے بعد۔ منی پہچانی جاتی ہے اس کے تدفق سے (تدفق یعنی: وہ پانی جو زور سے یکبارگی نکلے) اس طرح کہ وہ چند دفعات میں نکلے، اللہ تعالی نے فرمایا: [مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ] (سورۂ طارق: ٦) ایک اچھلتے ہوئے پانی سے۔ اور اس کو منی کہا گیا ہے اس لئے کہ وہ ٹپکایا جاتا ہے یعنی ڈالا جاتا ہے، یا (منی پہچانی جاتی ہے) لذت سے جو لذت حاصل ہوتی ہے

خروج سے ذکر کے ڈھیلا پڑ جانے کے ساتھ اور خروج کے بعد شہوت کے ختم ہونے سے اگرچہ قلت منی کی بناء پر تدفق نہ ہو، یا منی (پہچانی جاتی ہے) خون کے رنگ میں خارج ہونے سے یا گیہوں کے یا اس جیسی چیز کے گوندھے ہوئے آٹے کے مانند بو آنے سے یا کھجور کے گابھے جیسی بو آنے سے جبکہ منی تر ہو یا مرغی کے یا اس کے مانند کے انڈے کی سفیدی کی طرح بو آنے سے جبکہ منی خشک ہو اگرچہ اس سے لذت حاصل نہ ہو اور قلیل ہونے کی بناء پر تدفق نہ ہو جیسے کہ اس کی باقی منی خارج ہو اس کے غسل کر لینے کے بعد، بہر حال جب عورت کی اگلی شرمگاہ سے اس سے جماع کی منی نکلے اس کے غسل کر لینے کے بعد تو وہ غسل کو نہ لوٹائے ہاں اگر وہ اپنی شہوت پوری کر لے (تو غسل کو لوٹائے) اگر اس کو شہوت نہ ہو جیسے صغیرہ یا (شہوت) ہو لیکن پوری نہ کرے جیسے سوئی ہوئی تو اس پر اعادہ نہ ہو گا۔

اگر اعتراض کیا جائے: اگر عورت اپنی شہوت پوری کرتی ہے تو اس کو اپنی منی کے خروج کا یقین نہیں ہوتا اور طہارت کا یقین حدث کے گمان سے رفع نہیں ہوتا، یعنی اس لئے کہ اس کا حدث (وہ اس کی منی کا خروج ہے) غیر متیقن ہے اور اس کی شہوت کا پورا ہونا اس کی منی کے خروج کو داعی نہیں ہے جیسا کہ اس کو توشیح میں کہا ہے۔۔؟۔۔

جواب دیا گیا: کہ عورت کی شہوت کا پورا ہونا اس کی نیند کے قائم مقام ہے خروج حدث میں لہذا فقہاء کرام نے مظنہ (گمان) کو یقین کے قائم مقام کر دیا۔

قبل مرأۃ کی قید سے وہ صورت نکل گئی کہ اگر عورت کے دبر میں وطی کی گئی اور اس نے غسل کیا پھر اس سے مرد کی منی نکلی تو عورت پر غسل کا اعادہ واجب نہ ہو گا جیسا کہ جانا گیا اس سے جو گزر گیا۔ اگر منی کے نکلنے کی ذکر کی ہوئیں صفات مفقود ہوں تو اس پر غسل واجب نہ ہو گا اس لئے کہ اب وہ خارج ہونے والی چیز منی نہیں ہے۔

﴿إذا شك هَل هُوَ مني أَو غيره؟﴾

فَإِن احْتمل كَون الْخَارِج منيا أَو غَيره كودي أَو مذي تخير بَينهمَا على الْمُعْتَمد فَإِن جعله منيا اغْتسل أَو غَيره تَوَضَّأ وَغسل مَا أَصَابَهُ لِأَنَّهُ إِذا أَتَى بِمُقْتَضى أَحدهمَا برىء مِنْهُ يَقِينا وَالْأَصْل بَرَاءَته من الآخر وَلَا معَارض لَهُ بِخِلَاف من نسي صَلَاة من صَلَاتَيْنِ حَيْثُ يلْزمه فعلهمَا لاشتغال ذمَّته بهما جَمِيعًا وَالْأَصْل بَقَاء كل مِنْهُمَا وَإِذا اخْتَار أَحدهمَا وَفعله اعْتد بِهِ فَإِن لم يَفْعَله كَانَ لَهُ الرُّجُوع عَنهُ وَفعل الآخر إِذْ لَا يتَعَيَّن عَلَيْهِ شَيْء بِاخْتِيَارِهِ وَلَو استدخلت الْمَرْأَة ذكرا مَقْطُوعًا أَو قدر الْحَشَفَة مِنْهُ لَزِمَهَا الْغسْل كَمَا فِي الرَّوْضَة وَمُقْتَضَاهُ أَنه لَا فرق بَين استدخاله من رَأسه أَو أَصله أَو وَسطه بِجمع طَرفَيْهِ قَالَ الْإِسْنَوِيّ وَفِي ذَلِك نظر انْتهى وَالظَّاهِر أَن الْمعول عَلَيْهِ الْحَشَفَة حَيْثُ وجدت.

وَظَاهر كَلَام الْمِنْهَاج أَن مني الْمَرْأَة يعرف بالخواص الْمَذْكُورَة وَهُوَ قَول الْأَكْثَر وَقَالَ الإِمَام الْغَزالِيّ لَا يعرف إِلَّا بالتلذذ وَقَالَ ابْن صَلَاح لَا يعرف إِلَّا بالتلذذ وَالرِّيح وَجزم بِهِ النَّوَوِيّ فِي شرح مُسلم وَالْأول هُوَ الظَّاهِر وَيُؤَيِّدهُ كَمَا قَالَ ابْن الرّفْعَة قَول الْمُخْتَصر وَإِذا رَأَتْ الْمَرْأَة المَاء الدافق.

فرع: لَو رأى فِي فرَاشه أَو ثَوْبه وَلَو بِظَاهِرِهِ منيا لَا يحْتَمل أَنه من غَيره لزمَه الْغسْل وَإِعَادَة كل صَلَاة لَا يحْتَمل خلوها عَنهُ وَيسن إِعَادَة كل صَلَاة احْتمل خلوها عَنهُ وَإِن احْتمل كَونه من آخر نَام مَعَه فِي فرَاشه مثلا فَإِنَّهُ يسن لَهما الْغسْل وَالإِعَادَة وَلَو أحس بنزول الْمَنِيّ فَأمْسك ذكره فَلم يخرج مِنْهُ شَيْء فَلَا غسل عَلَيْهِ كَمَا علم مِمَّا مر وَصرح بِهِ فِي الرَّوْضَة.

(و) الثَّالِثَة (**الْمَوْت**) لمُسلم غير شَهِيد كَمَا سَيَأْتِي إِن شَاءَ الله تَعَالَى فِي الْجَنَائِز لحَدِيث الْمحرم الَّذِي وقصته نَاقَته فَقَالَ اغسلوه بِمَاء وَسدر رَوَاهُ الشَّيْخَانِ وَظَاهره الْوُجُوب وَهُوَ من فروض الْكِفَايَة والوقص كسر الْعُنُق.

اگر شک ہو کیا خارج منی ہے یا کچھ اور

اگر خارج ہونے والی چیز کے منی (ہونے کا) یا اس کے علاوہ جیسے ودی یا مذی ہونے کا احتمال ہو تو معتمد قول کے مطابق ان دونوں کے درمیان اختیار ہے، اگر وہ اس کو منی قرار دے تو غسل کرلے یا اس کے علاوہ (قرار دے) تو وضوء کرلے اور جس حصہ کو وہ لگی ہے اسے دھولے اس لئے کہ وہ جب ان دونوں میں سے ایک مقتضی کو لے آیا تو اب اس سے وہ یقینی طور پر بری ہو گیا اور اصل اس کا دوسرے سے بری ہونا ہے اور اس کا (اصل کا) کوئی معارض نہیں ہے، بر خلاف اس شخص کے جو دو نمازوں میں سے کسی ایک نماز کو بھول جائے تو اس وجہ سے اس پر ان دونوں کو اداء کرنا لازم ہوتا ہے ان دونوں میں سے ہر ایک کے ساتھ اس کا ذمہ لگا ہوا ہونے کی وجہ سے اور اصل ان دونوں میں سے ہر ایک کا باقی رہنا ہے، اور جب اس نے ان دونوں میں سے کسی ایک کو اختیار کیا اور اسے کرلیا تو اس کو شمار کیا جائے گا (یعنی صحیح سمجھا جائے گا) اور اگر اسے نہ کیا ہو تو اس کے لئے اس سے رجوع اور دوسرے کو کرنا جائز ہو گا اس لئے کہ اس پر اس کے اختیار سے کوئی چیز متعین نہیں ہوتی۔ اگر عورت مقطوع ذکر کو داخل کرے یا مقطوع ذکر کے حشفہ کی مقدار کو تو اس پر غسل لازم ہو گا جیسا کہ روضہ میں ہے اور اس کا مقتضی یہ ہیکہ کوئی فرق نہیں ہے اس درمیان کہ اس کا داخل کرنا مقطوع ذکر کے سرے سے ہو یا اس کی جڑ (سے) یا اس کے دونوں کناروں کو جمع کر کے اس کے درمیانی حصہ سے (ہو) اسنویؒ نے فرمایا: اس میں نظر ہے، انتہی۔ اور ظاہر بات یہ ہیکہ معول علیہ حشفہ ہے (یعنی حکم کا مدار حشفہ پر ہے) جہاں وہ پایا جائے۔

منہاج کے کلام کا ظاہر یہ ہیکہ عورت کی منی ذکر کی ہوئیں مخصوص چیزوں سے پہچانی جاتی ہے اور یہی اکثر فقہاء کا قول ہے، امامؒ اور غزالیؒ نے فرمایا: وہ حصول لذت سے ہی پہچانی جاتی ہے اور ابن صلاحؒ نے فرمایا: وہ حصول لذت اور بو سے ہی پہچانی جاتی ہے اور امام

نوویؒ نے شرح مسلم میں اس کو جزم کے ساتھ ذکر کیا ہے لیکن قول اول ہی ظاہر ہے اور اس قول کی تائید کرتا ہے مختصر کا قول جیسا کہ ابن رفعہؒ نے فرمایا: (مختصر کا قول) "واذا الخ" اور جب عورت ماء دافق دیکھے۔

فرع: اگر کوئی اپنے بستر یا اپنے کپڑے میں اگرچہ اس کے ظاہری حصہ پر ایسی منی دیکھے کہ وہ دوسرے کی ہونے کا احتمال نہ ہو تو اس پر غسل لازم ہو گا اور ہر اس نماز کا اعادہ (لازم ہو گا) جس کے خالی ہونے کا احتمال نہ ہو منی سے، اور ہر اس نماز کا اعادہ سنت ہو گا جس کے خالی ہونے کا احتمال ہو منی سے، اور اگر منی کے دوسرے کی ہونے کا احتمال ہو جو اس کے ساتھ بستر میں سویا تھا مثلاً تو ایسی صورت میں دونوں کے لئے غسل اور اعادۂ نماز سنت ہو گا۔ اگر کوئی خروج منی کو محسوس کرے پھر اپنے ذکر کو دبائے اور اس میں سے کچھ نہ نکلے تو اس پر غسل واجب نہ ہو گا، جیسا کہ جانا گیا اس سے جو گزر گیا اور روضہ میں اس کی صراحت کی ہے۔

(اور) تیسری چیز شہید کے علاوہ مسلمان کی **(موت)** جیسا کہ عنقریب ان شاء اللہ تعالیٰ آئے گا مسائل جنائز میں، حدیث کی بناء پر "المحرم الخ" وہ محرم جس کی اونٹنی نے اس کو اس طرح گرایا کہ اس کی گردن ٹوٹ گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو۔ اس کو شیخین نے بیان کیا ہے اور اس کا ظاہر وجوب ہے اور وہ فروض کفایہ میں سے ہے، اور الوقص (کا معنی ہے) گردن کا توڑنا۔

﴿مَا يَختَص بِهِ النِّسَاء﴾

(وَثَلَاثَة) مِنهَا **(تخُتَص بهَا النِّسَاء وَهِي)** أَي الأولى **(الْحيض)** لقَوْله تَعَالَى {فاعتزلوا النِّسَاء فِي الْمَحِيض} أَي الْحيض وَلخَبر البُخَارِيّ أَنه صلى الله عَلَيْهِ وَسلم قَالَ لفاطمة بنت أبي حُبَيْش إِذا أَقبلت الْحَيْضَة فدعي الصَّلَاة وَإِذا أَدبرت فاغتسلي وَصلي.

(و) الثَّانِيَة (**النّفاس**) لِأَنَّهُ دم حيض مُجْتَمع وَيعْتَبر مَعَ خُرُوج كل مِنْهُمَا وانقطاعه الْقيام إِلَى الصَّلَاة أَو نَحْوهَا كَمَا فِي الرَّافِعِيّ وَالتَّحْقِيق وَإِن صحّح فِي الْمَجْمُوع أَن مُوجبه الِانْقِطَاع فَقَط (و) الثَّالِثَة (**الْوِلَادَة**) وَلَو علقَة أَو مُضْغَة وَلَو بِلَا بَلل لِأَنَّهُ مني مُنْعَقد وَلِأَنَّهُ لَا يَخْلُو عَن بَلل غَالِبا فأقيم مقَامه كالنوم مَعَ الْخَارِج وتفطر بِهِ الْمَرْأَة على الْأَصَح فِي التَّحْقِيق وَغَيره.

﴿وہ چیزیں جو عورتوں کے ساتھ خاص ہیں﴾

(**اور تین چیزیں**) ان میں سے (یعنی موجب غسل میں سے) (**ایسی ہیں جو عورتوں کے ساتھ خاص ہیں اور یہ**) یعنی پہلی چیز: (**حیض**) اللہ تعالیٰ کے فرمان کی بناء پر "فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ" (سورۂ بقرۃ:۲۲۲) سو تم الگ رہو عورتوں سے محیض کے وقت (ترجمۂ قرآن) یعنی حیض اور حدیثِ بخاری کی بناء پر کہ آپ ﷺ نے فاطمہؓ بنت ابی حبیش سے فرمایا: جب حیض آئے تو نماز کو چھوڑ دے اور جب بند ہو جائے تو غسل کر اور نماز پڑھ۔

(**اور**) دوسری چیز (**نفاس**) اسلئے کہ یہ حیض کا جمع شدہ خون ہے، اور حیض ونفاس میں سے ہر ایک کے خروج و منقطع ہونے کے ساتھ اعتبار کیا جائے گا قیام الی الصلوۃ یا نماز کے مانند چیز (کے قیام) کا جیسا کہ رافعی اور تحقیق میں ہے اگرچہ مجموع میں صحیح قرار دیا ہے کہ موجب غسل صرف حیض کا منقطع ہونا ہے (**اور**) تیسری چیز (**ولادت**) اگرچہ خون کا لوتھڑا یا گوشت کا ٹکڑا ہو خواہ تری کے بغیر ہو اسلئے کہ یہ منی منعقد ہے (یعنی ولد منعقد منی ہے) (قولہ لانہ الخ) ای الولد (حاشیۂ اقناع:۱/۶۱) اور اسلئے کہ یہ (یعنی ولد) غالباتری سے خالی نہیں ہوتا (وقولہ: ولانہ ای الولد (ایضا) لہذا ولد کو بلل کے قائم مقام کر دیا گیا (قولہ: فاقیم) ای الولد مقامہ ای للبلل (ایضا) (شارحؒ آگے کی عبارت سے قیاسا سمجھا رہے ہیں) جیسے نیند خارج ہونے والی شئ کے ساتھ (یعنی نیند خروج شئ سے خالی نہیں ہوتی لہذا نوم کو

خارج کے قائم مقام کر دیا گیا، معلوم ہوا نیند میں خروج شئ یقینی ہے) (ایضا) اور تحقیق وغیرہ میں مذکور اصح قول کے مطابق عورت اس کی وجہ سے افطار کرے گی۔ (یعنی روزہ باطل ہو گا)

﴿مَا يحرم على الْحَائِض وَ الْجنب﴾

تَتِمَّة يحرم على الْجنب وَالْحَائِض وَالنُّفَسَاء مَا حرم بِالْحَدَثِ الْأَصْغَر لِأَنَّهَا أغْلظ مِنْهُ وشيئان آخرَانِ أَحدهمَا الْمكْث لمُسلم غير النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم بِالْمَسْجِدِ أَو التَّرَدُّد فِيهِ لغير عذر لقَوْله تَعَالَى {لَا تقربُوا الصَّلَاة وَأَنْتُم سكارى حَتَّى تعلمُوا مَا تَقولُونَ وَلَا جنبا إِلَّا عابري سَبِيل حَتَّى تغتسلوا} قَالَ ابْن عَبَّاس وَغَيره لَا تقربُوا مَوَاضِع الصَّلَاة لِأَنَّهُ لَيْسَ فِيهَا عبور سَبِيل بل موَاضعهَا وَهُوَ الْمَسْجِد وَنَظِيره قَوْله تَعَالَى {لهدمت صوامع وَبيع وصلوات ومساجد} وَلقَوْله عَلَيْهِ الصَّلَاة وَالسَّلَام لَا أحل الْمَسْجِد لحائض وَلَا جنب رَوَاهُ أَبُو دَاوُد عَن عَائِشَة رَضِي الله عَنْهَا وَعَن أَبَوَيْهَا وَقَالَ ابْن الْقطَّان إِنَّه حسن.

وَخرج بالمكث والتردد العبور لِلْآيَةِ الْمَذْكُورَة وكما لَا يحرم لَا يكره إِن كَانَ لَهُ فِيهِ غَرَض مثل أَن يكون الْمَسْجِد أقرب طريقيه فَإِن لم يكن لَهُ غَرَض كره كَمَا فِي الرَّوْضَة وَأَصلهَا وَحَيْثُ عبر لَا يُكَلف الْإِسْرَاع فِي الْمَشْي بل يمشي على الْعَادة وبالمسلم الْكَافِر فَإِنَّهُ يُمكن من الْمكْث فِي الْمَسْجِد على الْأَصَح فِي الرَّوْضَة وَأَصلهَا وَبِغير النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم هُوَ فَلَا يحرم عَلَيْهِ قَالَ صَاحب التَّلْخِيص ذكر من خَصَائِصه صلى الله عَلَيْهِ وَسلم دُخُوله الْمَسْجِد جنبا وبالمسجد الْمدَارِس والربط ومصلى الْعِيد وَنَحْو ذَلِك وبلا عذر مَا إِذا حصل لَهُ عذر كَأَن احْتَلَمَ فِي الْمَسْجِد وتعذر عَلَيْهِ الْخُرُوج لإغلاق بَابه أَو خوف على نَفسه أَو عضوه أَو مَنْفَعَة ذَلِك أَو على مَاله فَلَا يحرم عَلَيْهِ الْمكْث وَلَكِن يجب عَلَيْهِ كَمَا فِي الرَّوْضَة أَن يتَيَمَّم إِن وجد غير تُرَاب الْمَسْجِد فَإِن لم يجد غَيره لَا يجوز لَهُ أَن يتَيَمَّم بِهِ فَلَو خَالف وَتيَمّم بِهِ صَحَّ تيَمّمه كالتيمم بِتُرَاب مَغْصُوب وَالْمرَاد بِتُرَاب الْمَسْجِد الدَّاخِل فِي وَقفه لَا الْمَجْمُوع من ريح وَنَحْوه.

وَثَانِيهِمَا يحرم على من ذكر قِرَاءَة الْقُرْآن بِاللَّفْظِ فِي حق النَّاطِق وبالإشارة فِي حق الْأَخْرَس كَمَا قَالَه الْقَاضِي فِي فَتَاوِيهِ فَإِنَّهَا منزلَة النُّطْق هُنَا وَذَلِك لحَدِيث التِّرْمِذِيّ وَغَيره لَا يقْرَأ الْجنب وَلَا الْحَائِض شَيْئا من الْقُرْآن. وَيجوز لمن بِهِ حدث أكبر إِجْرَاء الْقُرْآن على قلبه وَنظر فِي الْمُصحف وَقِرَاءَة مَا نسخت تِلَاوَته وتحريك لِسَانه وهمسه بِحَيْثُ لَا يسمع نَفسه لِأَنَّهَا لَيست بِقِرَاءَة قُرْآن وفاقد الطهُورَيْنِ يقْرَأ الْفَاتِحَة وجوبا فَقَط للصَّلَاة لِأَنَّهُ مُضْطَر إِلَيْهَا أما خَارج الصَّلَاة فَلَا يجوز لَهُ أَن يقْرَأ شَيْئا وَلَا أَن توطأ الْحَائِض أَو النُّفَسَاء إِذا انْقَطع دمهَا وَيحل لمن ذكر أذكار الْقُرْآن وَغَيرهَا كمواعظه وأخباره وَأَحْكَامه لَا بِقصد قُرْآن كَقَوْلِه عِنْد الرّكُوب {سُبْحَانَ الَّذِي سخر لنا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقرنين} أَي مطيقين وَعند الْمُصِيبَة {إِنَّا لله وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُون} فَإِن قصد الْقُرْآن وَحده أَو مَعَ الذّكر حرم وَإِن أطلق فَلَا كَمَا نبه عَلَيْهِ فِي الدقائق لعدم الْإِخْلَال بحرمته لِأَنَّهُ لَا يكون قُرْآنًا إِلَّا بِالْقَصْدِ قَالَه النَّوَوِيّ وَغَيره وَيسن للْجنب غسل الْفرج وَالْوُضُوء للْأَكْل وَالشرب وَالنَّوْم وَالْجِمَاع وللحائض وَالنُّفَسَاء بعد انْقِطَاع دمهما.

﴿وہ چیزیں جو حائضہ (نفساء) اور جنبی پر حرام ہیں﴾

تتمہ: جنبی، حائضہ اور نفاس والی عورت پر وہ حرام ہے جو حدث اصغر کی وجہ سے حرام ہے اس لئے کہ یہ (یعنی حدث اکبر) حدث اصغر سے زیادہ سخت ہے (نُفَسَاء۔ نُفَسَاء۔ اس کی جمع ہے: نفس نوافس۔ نفساوات) (بیان اللسان ص:۸۳۸) اور دوسری دو چیزیں (حرام) ہیں ان میں سے ایک: آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے علاوہ مسلمان کا مسجد میں ٹھہرنا یا اس میں عذر کے بغیر آمد ورفت کرنا (برخلاف عبور کے) اللہ تعالیٰ کے فرمان کی بناء پر: يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَ لَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا (سورۂ نساء:۴۳) اے ایمان والو تم موضع نماز کے پاس بھی ایسی حالت میں مت جاؤ کہ تم نشہ میں ہو یہاں تک کہ تم سمجھنے لگو کہ منہ سے کیا کہتے ہو اور حالت جنابت میں بھی باستثناء عبور کے یہاں تک کہ غسل کرلو۔ حضرت ابن عباسؓ وغیرہ نے فرمایا: صلوۃ

سے مراد مواضع صلوۃ ہیں اس لئے کہ عبور نماز میں سے نہیں ہوتا بلکہ مواضع نماز سے ہوتا ہے اور موضع صلاۃ مسجد ہے اور اس کی نظیر ہے اللہ تعالی کا فرمان: لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَ بِيَعٌ وَّ صَلَوٰتٌ وَّ مَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيرًا (سورۂ حج: ۴۰) تو (اپنے اپنے زمانہ میں) نصاری کے خلوت خانے اور عبادت خانے اور یہود کے عبادت خانے اور (مسلمانوں کی) مسجدیں جن میں اللہ کا نام بکثرت لیا جاتا ہے سب منہدم ہو گئے ہوتے۔ (ترجمۂ قرآن) اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے فرمان کی بناء پر: "لا احل الخ" میں مسجد کو حلال نہیں قرار دیتا حائضہ کے لئے اور نہ جنبی کے لئے۔ اس روایت کو ابو داؤد نے حضرت عائشہؓ اور ان کے والدینؓ کے حوالہ سے نقل کیا ہے اور ابن قطانؒ نے فرمایا: کہ یہ حدیث حسن ہے۔

مکث اور تردد کی قید سے عبور خارج ہو گیا آیت مذکورہ کی بناء پر، اور (عبور) حرام نہ ہونے کی طرح مکروہ نہیں، اگر مسجد میں گزرنے کے لئے کوئی غرض ہو مثلا یہ کہ اس کے دو راستوں میں زیادہ قریب مسجد والا راستہ ہو اگر اس کے لئے کوئی غرض نہ ہو تو مکروہ ہے جیسا کہ روضہ اور اس کی اصل میں ہے (عبور یعنی گزرنا اس کی صورت یہ ہے کہ اگر مسجد کے لئے دو دروازے ہوں تو کسی ایک سے داخل ہو کر دوسرے دروازہ سے نکل جانا اور اگر مسجد کے لئے ایک ہی دروازہ ہو تو اس سے دخول وخروج ممنوع ہو گا چونکہ یہ تردد کے مشابہ ہو گا۔ **بخلاف ما اذا کان له باب واحد فیمتنع کما قاله ابن العماد۔ ولو دخل علی عزم انه متی وصل للباب الآخر رجع قبل مجاوزته لم یجز لانه یشبه التردد** (حاشیۃ البجیرمی: ۱/ ۳۴۵) اور جب عبور کرے تو چلنے میں جلدی کرنے کا مکلف نہ بنایا جائے گا بلکہ وہ عادت کے مطابق چلے۔ مسلم کی قید سے کافر خارج ہو گیا، کافر کو مسجد میں ٹھہرنے کا موقع دیا جائے گا اصح قول کے مطابق جو روضہ اور اس کی اصل میں ہے (لیکن علامہ بجیرمیؒ فرماتے ہیں: کافر کے لئے یہ جائز نہیں ہے مگر حاجت کی بناء پر ہو تو بالغ مسلمان کی اجازت سے جواز ہو گا) اور غیر نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم (کی قید) سے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم (خارج ہوئے) لہذا

آپ ﷺ پر حرام نہیں ہے، صاحب تلخیصؒ نے فرمایا: آپ ﷺ کی خصوصیات میں ذکر کیا گیا ہے: آپ ﷺ کا بحالت جنبی مسجد میں داخل ہونا، اور مسجد (کی قید) سے (خارج ہوگئے) مدارس، اسلامی سرحد کی چوکیاں، عید گاہ اور اس کے مانند (جیسے موجودہ دور کے اعتبار سے جماعت کا روم جو دوسرے گاؤں میں ہو اور اس جماعت کے مسافر وہاں قیام کریں) اور بغیر عذر (کی قید) سے (خارج ہوئی) وہ صورت جب اس کو عذر پیش آئے جیسے کہ مسجد میں احتلام ہو اور مسجد کا دروازہ بند ہونے کی بناء پر اس کے لئے نکلنا دشوار ہو یا اسے اپنی جان یا عضو (کا خوف ہو) یا عضو کے منفعت یا اپنے مال کا خوف ہو تو اس کے لئے ٹھہرنا حرام نہ ہوگا لیکن اس پر واجب ہے جیسا کہ روضہ میں ہے کہ تیمم کرے اگر مسجد کی مٹی کے علاوہ دوسری مٹی پائے تو اگر اس کے علاوہ دوسری نہ پائے تو اس کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ تیمم کرے مسجد کی مٹی سے اگر مخالفت کرے کہ اس سے تیمم کرے تو اس کا تیمم صحیح ہوگا جیسے مغصوب مٹی سے کیا ہوا تیمم (صحیح ہوتا ہے) اور تراب مسجد سے مراد: وہ مٹی ہے جو مسجد کے موقوفہ حصہ میں ہے نہ کہ ہوا اور اس کے مانند سے جمع شدہ مٹی۔

اور (دوسری دو چیزیں جو حرام ہیں) ان دو میں دوسری چیز: حرام ہے ان لوگوں پر جن کا ذکر کیا گیا (مراد: جنبی، حائضہ اور نفساء) قرآن کا پڑھنا لفظ سے بولنے والے کے حق میں اور اشارہ سے گونگے کے حق میں جیسا کہ اس کو قاضی نے اپنے فتاوی میں کہا ہے، اشارہ یہاں نطق کے درجہ میں اتار دیا گیا ہے اور یہ حدیث ترمذیؒ وغیرہ کی بناء پر ہے: جنبی اور حائضہ قرآن کے کسی حصہ میں سے کچھ بھی تلاوت نہ کرے۔ جس شخص کو حدث اکبر لاحق ہو اس کو اپنے دل میں قرآن کا اجراء کرنا (پڑھنا) اور قرآن میں دیکھنا (جائز ہے) اور جس کی تلاوت منسوخ ہو چکی ہے اس کو پڑھنا اور اپنی زبان کو حرکت دینا اور اس کو ہلکی آواز میں پڑھنا اس طرح کہ وہ خود نہ سن سکے (یہ سب) جائز ہے، اس لئے کہ یہ قرآن کا پڑھنا نہیں ہے۔ پانی اور مٹی دونوں نہ پانے والا شخص نماز کے لئے صرف وجوبی طور پر

سورۂ فاتحہ پڑھے گا اس لئے کہ فاتحہ پڑھنے پر وہ مجبور ہے، بہر حال نماز کے باہر تو اس کے لئے جائز نہیں ہے کہ کچھ پڑھے اور نہ حائضہ اور نفساء سے وطی کرنا جائز ہے جب اس کا خون بند ہو جائے اور ان کے لئے جن کا ذکر کیا گیا (یعنی جنبی، حائضہ اور نفساء کے لئے) حلال ہے قرآن کی آیاتِ اذکار (کا پڑھنا) اور ان کے علاوہ جیسے قرآن کی آیات مواعظ، واقعات اور احکام (کا پڑھنا) بلا قصد قرآن کے جیسے اس کا پڑھنا سوار ہونے کے وقت: سُبۡحٰنَ الَّذِيۡ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَ مَا كُنَّا لَهٗ مُقۡرِنِيۡنَ (سورۂ زخرف:۱۳) اس کی ذات پاک ہے جس نے ان چیزوں کو ہمارے بس میں کر دیا اور ہم تو ایسے نہ تھے جو ان کو قابو میں کر لیتے (ترجمۂ قرآن) یعنی قدرت رکھنے والے، اور مصیبت کے وقت: اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيۡهِ رٰجِعُوۡنَ (سورۂ بقرۃ:۱۵٦) ہم تو اللہ ہی کا مال ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانیوالے ہیں۔ اگر (آیات اذکار وغیر ہم سے) صرف قرآن (کی تلاوت) کا قصد ہو یا ذکر کے ساتھ (قرآن کا قصد ہو) تو (پڑھنا) حرام ہو گا اور اگر مطلق ہو (یعنی پڑھنے سے کوئی قصد نہ ہو) تو حرام نہ ہو گا جیسا کہ دقائق میں اس پر متنبہ کیا ہے، قرآن کے ادب میں خلل نہ ڈالنے کی بناء پر اسلئے کہ قرآن نہیں ہو گا مگر قصد سے اس کو نوویؒ وغیرہ نے کہا ہے۔ اور سنت ہے جنبی کے لئے شرمگاہ دھونا اور وضوء کرنا کھانے، پینے، سونے اور جماع کرنے کے لئے، اور حائضہ اور نفساء کے لئے انکا خون بند ہو جانے کے بعد (مذکورہ چیزوں کے لئے شرمگاہ دھونا اور وضوء کرنا سنت ہے)

﴿فصل فِي أَحۡكَامِ الۡغسۡل﴾

(وفرائض الۡغسۡل) وَلَو مسنونا **(ثَلَاثَة أَشۡيَاء)** على مَا صَححهُ الرَّافِعِيّ من عدم الِاكۡتِفَاء بغسلة عَن الۡحَدث والخبث وفرضان على مَا صَححهُ النَّوَوِيّ فِي كتبه من الِاكۡتِفَاء لَهما بغسلة وَهُوَ الۡمَذۡهَب.

الأول **(النِّيَّة)** لحَدِيث إِنَّمَا الۡأَعۡمَال بِالنِّيَّاتِ. فينوي رفع الۡجَنَابَة أَي رفع حكمهَا إِن كَانَ جنبا وَرفع حدث الۡحيض إِن كَانَت حَائِضًا أَو لتوطأ كَمَا فِي الرَّوۡضَة وَأَصلهَا أَو

الْغسْل من الْحيض كَمَا قَالَه ابْن الْمقري فَلَو نوى شخص رفع الْجَنَابَة وحدثه الْحيض أَو عَكسه أَو نوى رفع جَنَابَة الْجِمَاع وجنابته باحتلام أَو عَكسه صَحَّ مَعَ الْغَلَط دون الْعمد كَنَظِيرِهِ فِي الْوضُوء ذكر ذَلِك فِي الْمَجْمُوع.

وَقَضِيَّة تَعْلِيلهم إِيجَاب الْغسْل فِي النّفاس بِكَوْنِهِ دم حيض مُجْتَمع أَنه يَصح أَحدهمَا بِالْآخرِ وَبِه جزم فِي الْبَيَان وَيَكْفِي نِيَّة رفع الْحَدث عَن كل الْبدن وَكَذَا مُطلقًا فِي الْأَصَح لاستلزام رفع الْمُطلق رفع الْمُقيد وَلِأَنَّهُ صرف إِلَى حَدثهُ لوُجُود الْقَرِينَة الحالية فَلَو نوى الْأَكْبَر كَانَ تَأْكِيدًا أَو لَو نوى رفع الْحَدث الْأَصْغَر عمدا لم ترْتَفع جنابته لتلاعبه أَو غَلطا ارْتَفَعت جنابته عَن أَعْضَاء الْأَصْغَر لِأَن غسلهَا وَاجِب فِي الحدثين وَقد غسلهَا بنيته إِلَّا الرَّأْس فَلَا ترْتَفع عَنهُ لِأَن غسله وَقع عَن مَسحه الَّذِي هُوَ فرض فِي الْأَصْغَر وَهُوَ إِنَّمَا نوى الْمسْح وَهُوَ لَا يُغني عَن الْغسْل بِخِلَاف بَاطِن لحية الرجل الكثيفة فَإِنَّهُ يَكْفِي لِأَن غسل الْوَجْه هُوَ الأَصْل فَإِذا غسله فقد أَتَى بالأَصْل أما غير أَعْضَاء الْأَصْغَر فَلَا ترْتَفع جنابته لِأَنَّهُ لم يُنَوّه قَالَ فِي الْمَجْمُوع وَلَو اجْتمع على الْمَرْأَة غسل حيض وجنابة كفت نِيَّة أَحدهمَا قطعا أَو يَنْوِي اسْتِبَاحَة مفتقر إِلَى غسل كَأَن يَنْوِي اسْتِبَاحَة الصَّلَاة أَو الطّواف مِمَّا يتَوَقَّف على غسل.

فَإِن نوى مَا لَا يفْتَقر إِلَيْهِ كالغسل ليَوْم الْعِيد لم يَصح أَو نوى أَدَاء فرض الْغسْل أَو فرض الْغسْل أَو الْغسْل الْمَفْرُوض أَو أَدَاء الْغسْل وَكَذَلِكَ الطَّهَارَة للصَّلَاة أما إِذا نوى الْغسْل فَقَط فَإِنَّهُ لَا يَكْفِي وَتقدم الْفرق بَينه وَبَين الْوضُوء فِي فَصله وَتَكون النِّيَّة مقرونة بِأول مَا يغسل من الْبدن سَوَاء أَكَانَ من أَعْلَاهُ أم من أَسْفَله إِذْ لَا تَرْتِيب فِيهِ.

فَلَو نوى بعد غسل جُزْء مِنْهُ وَجب إِعَادَة غسله قَالَ فِي الْمَجْمُوع وَإِذا اغْتسل من إِنَاء كإبريق يَنْبَغِي لَهُ أَن يَنْوِي عِنْد غسل مَحل الِاسْتِنْجَاء بعد فَرَاغه مِنْهُ لِأَنَّهُ قد يغْفل عَنهُ أَو يحْتَاج إِلَى الْمس فينتقض وضوءه أَو إِلَى كلفة فِي لف خرقة على يَده.

﴿فصل: احکامِ غسل کے بیان میں﴾

(**غسل کے فرائض**) خواہ غسل مسنون ہو (**تین چیزیں ہیں**) اس قول کے مطابق جس کو امام رافعیؒ نے صحیح قرار دیا ہے یعنی حدث اور خبث کے لئے ایک مرتبہ میں

دھونا کافی نہ ہونا (یعنی ایک غسلہ کا دونوں کے لئے کافی نہ ہونا۔ غسلہ: ایک مرتبہ دھونا) اور دو فرض ہیں: اس قول کے مطابق جس کو امام نوویؒ نے اپنی کتابوں میں صحیح قرار دیا ہے ان دونوں (یعنی حدث اور خبث) کے لئے ایک مرتبہ میں دھونا کافی ہونا اور یہی مذہب ہے۔

پہلی چیز: **(نیت کرنا)** حدیث کی بناء پر: اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ غسل کرنے والا جنابت کو دور کرنے کی نیت کرے یعنی جنابت کے حکم کو دور کرنے کی اگر وہ جبنی ہو اور حدثِ حیض کو رفع کرنے کی (نیت کرے) اگر وہ حائضہ ہو یا جماع کے لئے غسل کی (یعنی نیت کرے: غسل کرتی ہوں جماع کرانے کے لئے) جیسا کہ روضہ اور اس کی اصل میں ہے، یا (وہ نیت کرے) حیض سے غسل کی جیسا کہ ابن مقریؒ نے اس کو بیان کیا ہے، اگر کوئی شخص رفع جنابت کی نیت کرے درانحالیکہ اس کا حدث حیض ہو یا اس کے بر عکس کرے (یعنی رفع حدث حیض کی نیت کرے درانحالیکہ اس کا حدث جنابت ہو) یا جنابتِ جماع کو رفع کرنے کی نیت کرے درانحالیکہ اس کی جنابت احتلام سے ہو یا اس کے بر عکس ہو (یعنی رفع جنابت احتلام کی نیت کرے درانحالیکہ اس کی جنابت جماع ہو) تو غلطی کی صورت میں غسل صحیح ہوگا نہ کہ عمداً کرنے کی صورت میں جیسے اس کی نظیر وضوء میں ہے، اس کو مجموع میں ذکر کیا گیا ہے۔

نفاس حیض کا جمع شدہ خون ہونے کی وجہ سے نفاس سے غسل واجب ہونے کے بارے میں فقہاء کی علت کا قضیہ یہ ہیکہ ان دونوں میں سے ایک دوسرے سے صحیح ہوگا (اگرچہ عمداً ہو یعنی حیض کی نیت کرے درانحالیکہ نفاس ہو یا اس کے بر عکس ہو تو غسل صحیح ہوگا) اور بیان میں اسی کو قطعی اور یقینی قرار دیا ہے، اور پورے بدن سے رفع حدث کی نیت کافی ہوگی اور اسی طرح اصح قول کے مطابق مطلق (رفع حدث کی نیت کافی ہوگی) رفع مطلق کے مقید کو مستلزم ہونے کی بناء پر، اور اس لئے کہ مطلق نیت قرینۂ حالیہ پائے جانے کی بناء پر اس کے حدث کی طرف منصرف ہوگی اگر حدث اکبر کی نیت کرے تو یہ

تاکید ہوگی (اور یہ افضل ہے تو تین صورتیں ہوئیں (۱) یہ کہ رفع حدث کی نیت کرے (۲) یا حدث اکبر کی (۳) یا پورے بدن کی طرف سے) اور اگر حدث اصغر کو رفع کرنے کی نیت کرے عمداً تو اس کی جنابت رفع نہ ہوگی اس کے لغو کام کرنے کی بناء پر یا غلطی سے (نیت) کرے تو اعضاء حدث اصغر سے اس کی جنابت رفع ہوگی اس لئے کہ ان کو دھونا دونوں حدثوں میں واجب ہے اور ان کو حدث کی نیت سے دھویا ہے سوائے سر کے اس سے رفع نہ ہوگی اس لئے کہ اس کو دھونا سر کے اس مسح کی طرف سے واقع ہوا ہے جو حدث اصغر میں فرض ہے اور وہ مسح کی نیت ہے اور یہ دھونے کا کام نہ دے گا برخلاف مرد کی گھنی داڑھی کا اندرونی حصہ اس کو کافی ہوگا اس لئے کہ چہرہ کا دھونا ہی اصل ہے جب اس نے چہرہ کو دھویا تو اصل کو بجالایا، بہر حال اعضاء اصغر کے علاوہ تو اس کی جنابت رفع نہ ہوگی اس لئے کہ اس نے اس کی نیت نہیں کی۔ مجموع میں کہا ہے: اگر عورت پر حیض اور جنابت کا غسل جمع ہو جائے تو ان دونوں میں سے کوئی ایک نیت کافی ہوگی یقینا یا ایسی چیز کے مباح ہونے کی نیت کرے جو غسل کی محتاج ہو جیسے کہ نماز یا طواف کے مباح ہونے کی نیت کرے، یہ ان چیزوں میں سے ہے جو غسل پر موقوف ہے۔

اگر اس چیز کی نیت کرے جو غسل کی محتاج نہ ہو جیسے یوم عید کا غسل تو غسل صحیح نہ ہوگا یا نیت کرے فرض غسل کو ادا کرنے کی یا (نیت کرے) فرض غسل کی یا (نیت کرے) غسل مفروض کی یا (نیت کرے) غسل کو ادا کرنے کی اور اسی طرح (نیت کرے) نماز کے لئے طہارت حاصل کرنے کی (یہ سب نیتیں مذکورہ عورت کے لئے کافی ہوں گی) بہر حال جب نیت کرے صرف غسل کی تو کافی نہ ہوگی، غسل اور وضوء کے درمیان کا فرق فصلِ وضوء میں گزر چکا، نیت ملی ہوئی ہو بدن میں سے سب سے پہلے دھوئے جانے والے حصہ کے ساتھ (یعنی نیت پہلے حصہ کے دھونے کے ساتھ ہو) چاہے وہ بدن کا اعلی حصہ ہو یا نچلا حصہ اس لئے کہ غسل میں ترتیب نہیں ہے،

اگر کسی نے بدن کا کچھ حصہ دھونے کے بعد نیت کی تو اس حصہ کو دوبارہ دھونا واجب ہو گا۔ مجموع میں بیان کیا ہے: جب کوئی کسی برتن سے غسل کرے جیسے جگ (سے) تو اس کے لئے مستحب ہیکہ وہ محل استنجاء کو دھونے کے وقت نیت کرے اس کے استنجاء سے فارغ ہونے کے بعد اس لئے کہ ہو سکتا ہے کہ وہ اس سے غافل رہے یا اسے چھونے کی ضرورت پڑے تو اس کا وضوء ٹوٹ جائے گا یا (ضرورت پڑ سکتی ہے) اپنے ہاتھ پر کپڑا لپیٹنے میں مشقت اٹھانے کی۔

﴿حكم إزالة النّجاسة الّتي على بدن المغتسل﴾

(و) الثّاني (**إزالة النّجاسة إن كانت على**) شيء من (**بدنه**) على المُصحح عند الرّافعيّ وقد عرفت مما تقدم ضعفه وأن الأصح أنه يكفي لهما غسلة واحدة كما لو اغتسلت من جنابة وحيض ولأن واجبهما غسل العضو وقد حصل ومحل الخلاف إذا كان النّجس حكميا كما في المجموع ويرفعهما الماء معًا وللسابعة في المغلّظة حكم هذه الغسلة فإن كان النّجس عينيا ولم يزل بقي الحدث أما غير السّابعة في النّجاسة المغلّظة فلا يرتفع حدث ذلك المحل لبقاء نجاسته.

(و) الثّالث (**إيصال الماء إلى جميع**) أجزاء (**الشّعر**) ظاهرا وباطنا وإن كثف ويجب نقض الضفائر إن لم يصل الماء إلى باطنها إلّا بالنّقض لكن يعفى عن باطن الشّعر المعقود ولا يجب غسل الشّعر النّابت في العين أو الأنف وإن كان يجب غسله من النّجاسة لغلظها.

(و) إلى جميع أجزاء (**البشرة**) حتّى الأظفار وما يظهر من صماخي الأذنين ومن فرج المرأة عند قعودها لقضاء الحاجة وما تحت القلفة وموضع شعر نتفه قبل غسله قال البغويّ ومن باطن جدري اتّضح.

فائدة لو اتخذ له أنملة أو أنفا من ذهب أو فضّة وجب عليه غسله من حدث أصغر أو أكبر ومن نجاسة غير معفو عنها لأنّه وجب عليه غسل ما ظهر من الأصبع والأنف بالقطع وقد تعذر للعذر فصارت الأنملة والأنف كالأصليين ولا يجب في الغسل مضمضة ولا استنشاق بل يسن كما في الوضوء وغسل الميّت.

﴿اس نجاست کے ازالہ کا حکم جو غسل کرنے والے کے بدن پر ہو﴾

(اور) دوسری چیز: **(نجاست کو زائل کرنا اگر مغتسل کے بدن)** کے کسی حصہ **(پر ہو)** امام رافعیؒ کے نزدیک صحیح قرار دئے ہوئے قول کے مطابق اور (اے مخاطب) تو نے جان لیا گزشتہ عبارت سے اس قول کے ضعف کو اور یہ (جان لیا) کہ اصح یہ ہیکہ حدث اور خبث ان دونوں کے لئے ایک مرتبہ کا دھونا کافی ہو گا جیسا کہ اگر عورت جنابت اور حیض کا غسل کرے اور اس لئے کہ ان دونوں کا واجب عضو کو دھونا ہے، اور وہ حاصل ہو چکا، اور محل اختلاف اس صورت میں ہے جب نجاست حکمی ہو جیسا کہ مجموع میں ہے اور ان دونوں کو پانی ایک ساتھ رفع کرتا ہے اور نجاست مغلظہ میں اس غسلہ کا حکم ساتویں مرتبہ کے لئے ہے، اگر نجاست عینی ہو اور وہ زائل نہ ہو تو حدث باقی رہے گا، بہر حال نجاست مغلظہ میں ساتویں مرتبہ کے علاوہ میں اس محل کا حدث رفع نہیں ہو گا اس کی نجاست باقی رہنے کی بناء پر۔

(اور) تیسری چیز: **(پانی پہنچانا تمام بالوں)** کے اجزاء **(تک)** ظاہراً اور باطناً اگر چہ بال گھنے ہوں اور چوٹیاں کھولنا واجب ہے اگر پانی ان کے اندر تک کھولے بغیر نہ پہنچتا ہو لیکن گرہ بننے والے بالوں کے اندرون سے در گزر کیا گیا ہے، اور آنکھ یا ناک میں اگنے والے بال کو دھونا واجب نہیں ہے اگر چہ نجاست کے غلیظ ہونے کی بناء پر اس کا دھونا واجب ہو (غلیظ یعنی: گاڑھا پن، سخت ہونا اور موٹا ہونا)

(اور) (پانی پہنچانا) **(کھال)** کے تمام اجزاء تک یہاں تک کہ ناخنوں میں اور اس حصہ میں جو دونوں کانوں کے دونوں سوراخوں سے ظاہر ہوتا ہے اور جو عورت کی شرمگاہ سے اس کے قضائے حاجت کے لئے بیٹھنے کے وقت (ظاہر ہوتا ہے) اور ختنہ کی چمڑی کے نیچے (اگر ختنہ نہ ہوئی ہو) اور اس بال کی جگہ میں جس کو اس نے دھونے سے قبل اکھاڑ دیا

ہو، بغویؒ نے کہا: اور چیچک کے اندرونی حصہ میں سے جو ظاہر ہو۔ (یعنی سوراخ ہو جانے کے بعد جو حصہ ظاہر ہو گیا)

فائدہ: اگر کوئی پورا (انگلی کا سرا) یا ناک سونے یا چاندی کا بنائے تو اس پر واجب ہو گا اس کو دھونا حدث اصغر یا اکبر اور غیر معفو عنھا نجاست کی وجہ سے اس لئے کہ اس پر واجب ہے انگلی اور ناک کے اس حصہ کا دھونا جو کٹ جانے کی وجہ سے ظاہر ہو اور یہ عذر کی بناء پر دشوار ہے لہذا پورا اور ناک دونوں اصلی کی طرح ہوئے، اور غسل میں واجب نہیں ہے مضمضہ اور نہ استنشاق بلکہ سنت ہے جیسا کہ وضوء میں اور غسلِ میت (میں)۔

﴿سنَن الْغسْل﴾

(وسننه) أَي الْغسْل كَثِيرَة الْمَذْكُور مِنْهَا هُنَا (خَمْسَة أَشْيَاء) وَسَنذكر مِنْهَا أَشْيَاء بعد ذَلِک الأولى (التَّسْمِيَة) مقرونة بِالنِّيَّةِ كَمَا صرح بِهِ فِي الْمَجْمُوع هُنَا وَقد تقدم فِي الْوضُوء بَيَان أكملها.

(و) الثَّانِيَة (الْوضُوء) كَامِلا (قبله) لِلِاتِّبَاعِ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ قَالَ فِي الْمَجْمُوع نقلا عَن الْأَصْحَاب وَسَوَاء أقدم الْوضُوء كُله أَو بعضه أم أَخّرهُ أم فعله فِي أَثْنَاء الْغسْل فَهُوَ مُحَصل للسّنة لَكِن الْأَفْضَل تَقْدِيمه ثمَّ إِن تجردت الْجَنَابَة عَن الْحَدث الْأَصْغَر كَأَن احْتَلَمَ وَهُوَ جَالس مُتَمَكن نوى سنة الْغسْل وَإِلَّا نوى رفع الْحَدث الْأَصْغَر.

وَإِن قُلْنَا ينْدَرج خُرُوجًا من خلاف من أوجبه فَإِن ترک الْوضُوء أَو الْمَضْمَضَة أَو الِاسْتِنْشَاق كره لَهُ وَيسن لَهُ أَن يتدارک ذَلِک.

(و) الثَّالِثَة (إمرار الْيَد) فِي كل مرّة من الثَّلَاث (على) مَا أمكنه من (الْجَسَد) فيدلک مَا وصلت إِلَيْهِ يَده من بدنه احْتِيَاطًا وخروجا من خلاف من أوجبه وَإِنَّمَا لم يجب عندنَا لِأَن الْآيَة وَالْأَحَادِيث لَيْسَ فيهمَا تعرض لوُجُوبه ويتعهد معاطفه كَأَن يَأْخُذ المَاء بكفه فَيَجْعَلهُ على الْمَوَاضِع الَّتِي فِيهَا انعطاف والتواء كالإبط والأذنين وطبقات الْبَطن وداخل السُّرَّة لِأَنَّهُ أقرب إِلَى الثِّقَة بوصول المَاء ويتأكد فِي الْأُذن فَيَأْخُذ كفا من مَاء وَيَضَع الْأُذن عَلَيْهِ بِرِفْق ليصل المَاء إِلَى معاطفه وزواياه.

(و) الرَّابِعَة (الْمُوَالَاة) وَهِي غسل الْعُضْو قبل جفاف مَا قبله كَمَا مر فِي الْوضُوء.

(و) الْخَامِسَة (تَقْدِيم) غسل جِهَة (الْيُمْنَى) من جسده ظهرا وبطنا (على) غسل جِهَة (الْيُسْرَى) بِأَن يفِيض المَاء على شقه الْأَيمن ثمَّ الْأَيْسَر لِأَنَّهُ صلى الله عَلَيْهِ وَسلم كَانَ يحب التَّيَامُن فِي طهوره مُتَّفق عَلَيْهِ.

وَقدمنَا أَن سنَن الْغسْل كَثِيرَة فَمِنْهَا التَّثْلِيث تأسيا بِهِ صلى الله عَلَيْهِ وَسلم كَمَا فِي الْوضُوء وَكَيْفِيَّة ذَلِك أَن يتعهد مَا ذكر ثمَّ يغسل رَأسه ويدلكه ثَلَاثًا ثمَّ بَاقِي جسده كَذَلِك بِأَن يغسل ويدلك شقه الْأَيمن الْمُقدم ثمَّ الْمُؤخر ثمَّ الْأَيْسَر كَذَلِك مرّة ثمَّ ثَانِيَة ثمَّ ثَالِثَة كَذَلِك للْأَخْبَار الصَّحِيحَة الدَّالَّة على ذَلِك.

وَلَو انغمس فِي مَاء فَإِن كَانَ جَارِيا كفى فِي التَّثْلِيث أَن يمر عَلَيْهِ ثَلَاث جريات لَكِن قد يفوتهُ الدَّلْك لِأَنَّهُ لَا يتَمَكَّن مِنْهُ غَالِبا تَحت المَاء إِذْ رُبمَا يضيق نَفسه وَإِن كَانَ راكدا انغمس فِيهِ ثَلَاثًا بِأَن يرفع رَأسه مِنْهُ أَو ينْقل قَدَمَيْهِ أَو ينْتَقل فِيهِ من مقَامه إِلَى آخر ثَلَاثًا وَلَا يحْتَاج إِلَى انْفِصَال جملَته وَلَا رَأسه كَمَا فِي التسبيع من نَجَاسَة الْكَلْب فَإِن حركته تَحت المَاء كجري المَاء عَلَيْهِ وَلَا يسن تَجْدِيد الْغسْل لِأَنَّهُ لم ينْقل وَلما فِيهِ من الْمَشَقَّة بِخِلَاف الْوضُوء فَيسنّ تجديده إِذا صلى بِالْأولِ صَلَاة مَا كَمَا قَالَه النَّوَوِيّ فِي بَاب النّذر من زَوَائِد الرَّوْضَة لما روى أَبُو دَاوُد وَغَيره أَنه صلى الله عَلَيْهِ وَسلم قَالَ من تَوَضَّأ على طهر كتب الله لَهُ عشر حَسَنَات. وَلِأَنَّهُ كَانَ فِي أول الْإِسْلَام يجب الْوضُوء لكل صَلَاة فنسخ الْوُجُوب وَبَقِي أصل الطّلب وَيسن أَن تتبع الْمَرْأَة غير الْمُحرمَة والمحدة لحيض أَو نِفَاس أثر الدَّم مسكا فتجعله فِي قطنة وَتدْخلهَا الْفرج بعد غسلهَا وَهُوَ المُرَاد بالأثر وَيكرهُ تَركه بِلَا عذر كَمَا فِي التَّنْقِيح والمسك فَارسي مُعرب الطّيب الْمَعْرُوف فَإِن لم تَجِد الْمسك أَو لم تمسح بِهِ فنحوه مِمَّا فِيهِ حرارة كالقسط والأظفار فَإِن لم تَجِد طيبا فطينا فَإِن لم تجدهُ كفى المَاء أما الْمُحرمَة فَيحرم عَلَيْهَا الطّيب بأنواعه والمحدة تسْتَعْمل قَلِيل قسط أَو أظفار وَيسن أَن لَا ينقص مَاء الْوضُوء فِي معتدل الْجَسَد عَن مد تَقْرِيبًا وَهُوَ رَطْل وَثلث بغدادي وَالْغسْل عَن صَاع تَقْرِيبًا وَهُوَ أَرْبَعَة أَمْدَاد لحَدِيث مُسلم عَن سفينة أَنه صلى الله عَلَيْهِ وَسلم كَانَ يغسلهُ الصَّاع ويوضئه الْمَد.

وَیکرہُ أَن یغْتَسل فِي الْمَاء الراکد وَإِن کثر أَو بِئْر مُعینَة کَمَا فِي الْمَجْمُوع وَیَنْبَغِي أَن یکون ذَلِک فِي غیر المستبحر.

فَائِدَة قَالَ فِي الْإِحْیَاء لَا یَنْبَغِي أَن یحلق أَو یقلم أَو یستحد أَو یخرج دَمًا أَو یبین من نَفسه جُزْء اوَهُوَ جنب إِذْ ترد إِلَیْهِ سَائِر أَجْزَائِهِ فِي الْآخِرَة فَیَعُود جنبا وَیُقَال إِن کل شَعْرَة تطالب بجنابتها وَیجوز أَن ینْکَشف للْغسْل فِي خلْوَة أَو بِحَضْرَة من یجوز لَهُ نظره إِلَی عَوْرَته والستر أفضل.

﴿غسل کی سنتیں﴾

(اور اس کی سنتیں) یعنی غسل کی بہت ہیں ان میں سے یہاں ذکر کی ہوئیں **(پانچ چیزیں ہیں)** اور عنقریب ہم ان کے بعد سنن کثیرہ میں سے چند سنتیں ذکر کریں گے: پہلی سنت: **(بسم اللہ الخ پڑھنا)** جو ملی ہوئی ہو نیت کے ساتھ جیسا کہ مجموع میں اس کی صراحت کی ہے اسی مقام پر اور فصل وضوء میں اس کے اکمل طریقہ کا بیان گزر چکا (ناپاک ہو تو بسم اللہ پڑھنے سے ذکر کا قصد کرے چونکہ یہ قرآن کی آیت ہے)

(اور) دوسری سنت: **(غسل سے قبل)** مکمل **(وضو کرنا)** حدیث کی اتباع میں اس کو شیخین نے بیان کیا ہے، مجموع میں اصحاب کے حوالہ سے نقل کرتے ہوئے بیان کیا ہے: خواہ مکمل وضوء کو مقدم کیا ہو یا بعض کو یا وضوء کو مؤخر کیا ہو (غسل سے) یا اس کو دوران غسل کیا ہو تب بھی وہ سنت پر عمل کرنے والا شمار ہو گا لیکن افضل اس کو مقدم کرنا ہے، پھر اگر جنابت حدث اصغر سے خالی ہو جیسے احتلام ہو جائے اس حال میں کہ وہ متمکن بیٹھا ہو تو سنتِ غسل کی نیت کرے (یعنی کہے: میں وضوء کرتا ہوں سنتِ غسل کے لئے، یا کہے: مسنون وضوء کرتا ہوں غسل کے لئے، یا کہے: میں طہارت حاصل کرتا ہوں سنتِ غسل کے لئے) ورنہ رفع حدث اصغر کی نیت کرے اگرچہ ہم نے کہا ہے اندراج کو (کہ وضوء غسل کے تحت اداء ہو جاتا ہے) لیکن اس شخص کے اختلاف سے نکلتے ہوئے جس نے وضوء کو واجب قرار دیا ہے (مطلب یہ ہیکہ جب اندراج ہے تو نیت کی کیا ضرورت لہذا

شارح جوابا کہہ رہے ہیں کہ جو وجوب وضوء کا قائل ہے اس کے اختلاف سے خروج مقصود ہے اور یہ مقصود اسی وقت حاصل ہوگا جب وضوء میں رفع حدث کی نیت کرے اگرچہ وضوء کو غسل سے مؤخر کرے) اگر کوئی وضوء کو ترک کرے یا مضمضہ یا استنشاق کو تو اس کے لئے مکروہ ہے اور سنت ہے اس کے لئے کہ اس کا تدارک کرے (اگرچہ غسل سے فراغت کے بعد)

(اور) تیسری سنت: **(ہاتھ کا پھیرنا)** تینوں میں سے ہر ایک مرتبہ میں **(جسم پر)** جتنا ممکن ہو یعنی اپنا ہاتھ بدن کے جس حصہ تک پہنچے اس کو ملنا احتیاطا اور اس شخص کے اختلاف سے نکلتے ہوئے جس نے اس کو واجب قرار دیا ہے، یہ ہمارے نزدیک واجب نہیں ہے اس لئے کہ آیت اور احادیث ان دونوں میں اس کے وجوب کے لئے کوئی ثبوت نہیں ہے اور اپنے معاطف (یعنی پوشیدہ جگہوں) کا خیال رکھے جیسے کہ اپنی ہتھیلی میں پانی لے پھر اس کو ان جگہوں میں ڈالدے جن میں موڑ اور بل ہو (یعنی موڑ والے اور بل دار حصوں میں) جیسے بغل، دونوں کان، پیٹ کی سلوٹیں اور ناف کا اندرونی حصہ اس لئے کہ یہ طریقہ پانی کے پہنچنے میں اقرب الی الاعتماد ہے اور کان کے بارے میں تاکید ہے لہذا ہتھیلی میں پانی لے اور کان کو اس پر نرمی سے رکھے تاکہ پانی کان کے معاطف اور گوشوں میں پہنچے (الزاویہ۔ من البیت: گوشہ۔ جمع زوایا) (مصباح اللغات: ص ۳۵۳)

(اور) چوتھی سنت: **(موالات)** یہ کہتے ہیں: پہلے والے عضو کے خشک ہونے سے قبل دوسرے عضو کو دھونا جیسا کہ وضوء کے بیان میں گزر چکا۔

(اور) پانچویں سنت: اپنے جسم کے **(دائیں)** حصہ کے دھونے **(کو مقدم کرنا)** ظاہر اور باطن کے اعتبار سے **(بائیں)** حصہ کے دھونے **(پر)** اس طرح کہ پانی کو اپنے دائیں حصہ پر ڈالدے پھر بائیں حصہ پر اس لئے کہ آپ ﷺ اپنی طہور میں تیامن کو پسند فرماتے تھے۔ متفق علیہ۔

پہلے ہم نے بیان کیا کہ غسل کی سنتیں بہت ہیں: ان میں سے تثلیث ہے (تین مرتبہ دھونا) آپ ﷺ کی اتباع کرتے ہوئے جیسا کہ وضوء میں ہے، اور اس کا طریقہ یہ ہیکہ ذکر کردہ باتوں کا خیال رکھے پھر اپنے سر کو دھوئے اور تین مرتبہ اس کو ملے پھر اسی طرح اپنے جسم کے باقی حصہ کو یعنی اپنے اگلے دائیں حصہ کو دھوئے اور ملے پھر پچھلے حصہ کو پھر اسی طرح بائیں حصہ کو ایک مرتبہ پھر دوسری مرتبہ پھر تیسری مرتبہ اسی طرح، ان صحیح احادیث کی بناء پر جو اس پر دلالت کرتی ہیں۔

اگر کوئی پانی میں غوطہ لگائے تو اگر وہ پانی جاری ہو تو تثلیث کے لئے یہ بات کافی ہوگی کہ اس پر تین بہاؤ گزر جائے لیکن اس سے **دلك** (ملنا) فوت ہوگا اس لئے کہ وہ پانی کے نیچے غالبا اس پر قادر نہیں ہوگا چونکہ بسا اوقات (ایسی صورت میں) اس کی سانس تنگ ہو جاتی ہے اور اگر وہ پانی ٹھہرا ہوا ہو تو اس میں تین مرتبہ غوطہ لگائے اس طور پر کہ پانی سے اپنا سر اٹھائے یا اپنے دونوں قدموں کو ہٹائے یا پانی میں اپنی جگہ سے دوسری جگہ کی طرف منتقل ہو جائے تین مرتبہ، اس کا (پانی سے) پورا جدا ہونے کی ضرورت نہیں اور نہ سر پانی سے نکالنے کی ضرورت ہے (دوسری جگہ منتقل ہونے کی صورت میں) جیسا کہ کتے کی نجاست سے تسبیع کے بارے میں (برتن منتقل کرنے کی صورت میں پانی سے نکالنے کی ضرورت نہیں) پانی کے نیچے غوطہ لگانے والے کی حرکت اس پر پانی کے بہنے کی طرح ہے اور غسل کی تجدید سنت نہیں ہے اس لئے کہ یہ منقول نہیں ہے اور اس میں مشقت ہے برخلاف وضوء کے کہ اس کی تجدید سنت ہے جبکہ پہلے وضوء سے نماز پڑھ لی ہو جیسا کہ امام نوویؒ نے اس کو باب النذر میں زوائد الروضہ سے بیان کیا ہے اس حدیث کی بناء پر جس کو امام ابوداؤدؒ وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو طہر کی حالت میں وضوء کرے اللہ تعالیٰ اس کے لئے دس نیکیاں لکھ دیتے ہیں۔ اور اس لئے کہ شروع اسلام میں ہر نماز کے لئے وضوء واجب تھا پھر وجوب منسوخ ہوا اور اصل طلب باقی رہی۔ سنت ہے کہ

ایسی عورت جو محرمہ نہ ہو اور نہ سوگ منانے والی ہو وہ حیض یا نفاس کے خون کے اثر کے بعد مشک استعمال کرے لہذا اس کو روئی میں رکھے اور روئی کو شرمگاہ میں داخل کرے اس کے غسل کر لینے کے بعد اور یہی (یعنی غسل ہی) مراد ہے اثر سے (یعنی اثر الدم سے) اور بلا عذر اس کو ترک کرنا مکروہ ہے جیسا کہ تنقیح میں ہے اور مسک فارسی لفظ ہے جو عربی میں منتقل کیا گیا ہے (اس کا معنی ہے) مشہور خوشبو، اگر عورت مشک نہ پائے یا اس پر فیاضی نہ کی جائے (یعنی شوہر وغیرہ قیمت نہ دے) تو اس کے مانند وہ چیز (استعمال کرے) جس میں حرارت ہو جیسے قسط (ایک دوا کا نام جو دو قسم کی ہوتی ہے شیرین و تلخ) (بیان اللسان: ۶۴۹) (ہندوستان میں پیدا ہونے والی ایک خوشبودار لکڑی جو بطور دوا اور بطور بجور استعمال کی جاتی ہے) (القاموس الوحید: ۲ / ۱۳۱۰) اور اظفار (یعنی ناخنوں کی طرح خوشبودار سیاہ چیز) اگر وہ خوشبو نہ پائے تو مٹی کو لے پھر اگر مٹی نہ پائے تو پانی کافی ہو گا، بہر حال محرمہ تو اس پر خوشبو تمام انواع کے ساتھ حرام ہے اور محدۃ تھوڑا قسط اور اظفار استعمال کرے۔ سنت ہے کہ معتدل جسم والا وضوء کا پانی تقریبا ایک مد سے کم استمال نہ کرے اور ایک مد یعنی ایک رطل اور تہائی رطل بغدادی اعتبار سے اور غسل (کا پانی) تقریبا ایک صاع سے (کم استعمال نہ کرے) اور ایک صاع یعنی چار مد حدیث مسلم کی بناء پر جو حضرت سفینہؓ کے حوالہ سے منقول ہے کہ آپ ﷺ صاع سے غسل اور مد سے وضوء کرتے تھے۔

﴿موجودہ دور کے مطابق ایک مد اور صاع پانی کی مقدار﴾

ایک مد یعنی: نصف لیٹر اور تھوڑا (یعنی ۹۸ ملی لیٹر) زیادہ پانی۔

ایک صاع یعنی: دو لیٹر اور ۳۹۲ ملی لیٹر پانی (یعنی ڈھائی لیٹر سے تھوڑا کم پانی)

اور مکروہ ہے کہ ٹھہرے ہوئے پانی میں غسل کرے اگرچہ کثیر ہو یا جاری کنویں میں جیسا کہ مجموع میں ہے اور مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہ کراہت غیر کشادہ کنویں کے بارے میں ہو۔

فائدہ: احیاء میں فرمایا ہے: مناسب نہیں ہے کہ کوئی حلق کرے یا ناخن تراشے یا موئے زیر ناف صاف کرے یا خون نکالے یا اپنی ذات کا کوئی حصہ جدا کرے درانحالیکہ وہ جنبی ہو اس لئے کہ آخرت میں اس کے تمام اجزاء اسی کی طرف لوٹیں گے چنانچہ وہ جنبی ہونے کی حالت میں لوٹیں گے اور کہا گیا ہے کہ ہر بال اس کی جنابت کا حق طلب کرے گا۔ اور جائز ہے کہ ستر کھلا رکھے غسل کے لئے خلوت میں یا اس شخص کی موجودگی میں جس کے لئے اس کے ستر کو دیکھنا جائز ہے لیکن پھر بھی چھپانا افضل ہے۔

﴿حكم من اجْتمع عَلَيْهِ أغسال﴾

وَمن اغْتسل لجنابة وَنَحْوهَا كحيض وجمعة وَنَحْوهَا كعيد حصل غسلهمَا كَمَا لَو نوى الْفَرْض وتحية الْمَسْجِد أَو نوى أَحدهمَا حصل فَقَط اعْتِبَارا بِمَا نَوَاه وَإِنَّمَا لم ينْدَرج النَّفْل فِي الْفَرْض لِأَنَّهُ مَقْصُود فَأشبه سنة الظّهْر مَعَ فَرْضه.

فَإِن قيل لَو نوى بِصَلَاتِهِ الْفَرْض دون التَّحِيَّة حصلت التَّحِيَّة وَإِن لم ينوها

أُجِيب بِأَن الْقَصْد ثمَّ إشغال الْبقْعَة بِصَلَاة وَقد حصل وَلَيْسَ الْقَصْد هُنَا النَّظَافَة فَقَط بِدَلِيل أَنه يتَيَمَّم عِنْد عَجزه عَن المَاء.

وَمن وَجب عَلَيْهِ فرضان كغسلي جَنَابَة وحيض كَفاهُ الْغسْل لأَحدهمَا وَكَذَا لَو سنّ فِي حَقه سنتَانِ كغسلي عيد وجمعة وَلَا يضر التَّشْرِيك بِخِلَاف نَحْو الظّهْر مَعَ سنته لِأَن مبْنى الطهارات على التَّدَاخُل بِخِلَاف الصَّلَاة وَلَو أحدث ثمَّ أجنب أَو أجنب ثمَّ أحدث أَو أجنب وأحدث مَعًا كفى الْغسْل لاندراج الْوضُوء فِي الْغسْل.

تَتِمَّة يُبَاح للرِّجَال دُخُول الْحمام وَيجب عَلَيْهِم غض الْبَصَر عَمَّا لَا يحل لَهُم وصون عَوْرَاتهمْ عَن الْكَشْف بِحَضْرَة من لَا يحل لَهُم النّظر إِلَيْهَا وَقد رُوِيَ أَن الرجل إِذا دخل الْحمام عَارِيا لَعنه ملكاه رَوَاهُ الْقُرْطُبِيّ فِي تَفْسِيره عِنْد قَوْله تَعَالَى {كراما كاتبين يعلمُونَ مَا تَفْعَلُونَ} وروى الْحَاكِم عَن جَابر أَن النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم قَالَ حرَام على الرِّجَال دُخُول الْحمام إِلَّا بمئزر.

أما النِّسَاء فيكْرَه لهُنَّ بِلَاعذر لخَبر مَا من امْرَأَة تخلع ثِيَابهَا فِي غير بَيتهَا إِلَّا هتكت مَا بَينهَا وَبَين الله رَوَاهُ التِّرْمِذِيّ وَحسنه وَلِأَن أمرهن مَبْنِيّ على الْمُبَالغَة فِي السّتْر وَلما فِي خروجهن واجتماعهن من الْفِتْنَة وَالشَّر وَيَنْبَغِي أَن يكون الخناثى كالنساء وَيجب أَن لَا يزِيد فِي المَاء على قدر الْحَاجة وَلَا الْعَادة.

وآدابه: أَن يقْصد التَّطْهِير والتنظيف لَا الترفه والتنعم وَأَن يسلم الْأُجْرَة قبل دُخُوله وَأَن يُسَمِّي للدخول ثمَّ يتَعَوَّذ كَمَا فِي دُخُول الْخَلَاء وَأَن يذكر بحرارته حرارة نَار جَهَنَّم لشبهه بهَا قَالَ فِي الْمَجْمُوع وَلَا بَأْس بقوله لغيره عافاك الله وَلَا بالمصافحة وَيَنْبَغِي لمن يخالط النَّاس التَّنْظِيف والسواك وَإِزَالَة الشّعْر وَإِزَالَة ريح كريهة وَحسن الْأَدَب مَعَهم وَالله أعلم.

﴿اس شخص کا حکم جس پر ایک سے زائد غسل جمع ہو جائے﴾

جو شخص غسل کرے جنابت کا اور اس کے مانند جیسے حیض کا اور (غسل کرے) جمعہ کا اور اس کے مانند جیسے عید کا تو اسے دونوں غسل حاصل ہوں گے جیسا کہ اگر کوئی فرض اور تحیۃ المسجد کی نیت کرے، اور اگر ان دونوں میں سے کسی ایک کی نیت کرے تو صرف وہی حاصل ہو گا، اعتبار کرتے ہوئے اس چیز کا جس کی اس نے نیت کی اور نفل فرض میں داخل نہیں ہو گا اس لئے کہ نفل مقصود ہے اور نفل ظہر کی سنت کے مشابہ ہے اس کے فرض کے ساتھ۔

اگر اعتراض کیا جائے: کہ اگر کوئی اپنی فرض نماز کی نیت کرے بغیر تحیۃ المسجد کی نیت کے تو اسے نمازِ تحیۃ المسجد حاصل ہو گی اگرچہ وہ اس کی نیت نہ کرے۔؟

جواب دیا گیا: کہ تحیۃ المسجد سے مقصود جگہ کو نماز سے آباد کرنا ہے اور یہ آبادی حاصل ہو گئی۔ اور یہاں (یعنی جیسے غسل جمعہ میں) قصد صرف نظافت نہیں ہے اس دلیل کے پیش نظر کہ وہ پانی سے عاجز ہونے کی صورت میں تیمم کرتا ہے۔

جس پر دو فرض غسل واجب ہوں جیسے جنابت اور حیض کے دو غسل تو اسے ان دونوں میں سے کسی ایک کے لئے غسل کافی ہو گا، اور اسی طرح اگر کسی کے حق میں دو سنت غسل ہوں جیسے عید اور جمعہ کے دو غسل (یعنی اس میں بھی ایک غسل دوسرے کی طرف سے کافی ہو گا) اور تشریک (یعنی دونوں غسل کو شریک کرنا) مضر نہیں بر خلاف جیسے ظہر اس کی سنت کے ساتھ (یعنی ظہر کے ساتھ اس کی سنت کی نیت کرے تو صحیح نہ ہو گی اور اس میں تشریک مضر ہے) اس لئے کہ طہارتوں کی بنیاد تداخل پر ہے (جبکہ نوع ایک ہو) بر خلاف نماز کے۔ اگر کوئی محدث ہوا پھر جنبی ہوا یا جنبی ہوا پھر محدث ہوا یا ایک ساتھ جنبی اور محدث ہوا تو غسل کافی ہو گا غسل میں وضوء کے داخل ہونے کی بناء پر۔

تتمہ: مردوں کے لئے غسل خانہ میں داخل ہونا مباح ہے اور ان پر واجب ہے نگاہ نیچی رکھنا اس چیز سے جو ان کے لئے حلال نہیں ہے اور اپنے ستور کی حفاظت کرنا کھلنے سے ان لوگوں کی موجودگی میں جن کے لئے ستور کی طرف دیکھنا حلال نہیں ہے، اور مروی ہے: کہ مرد جب حمام میں برہنہ داخل ہوتا ہے تو اس کے دونوں فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں۔ اس کو امام قرطبی نے اپنی تفسیر میں باری تعالیٰ کے فرمان: كِرَامًا كَاتِبِينَ الخ۔ کے موقع پر بیان کیا ہے۔ (سورۂ انفطار: ۱۱) عزت والے عمل لکھنے والے جانتے ہیں جو کچھ تم کرتے ہو (ترجمۂ قرآن) اور حاکم نے حضرت جابرؓ کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: مردوں پر حمام میں داخل ہونا حرام ہے مگر ازار کے ساتھ۔ بہر حال عورتیں تو ان کے لئے بلا عذر مکروہ ہے (جبکہ کشف عورۃ نہ ہو) حدیث کی بناء پر: جو بھی عورت اپنے گھر کے علاوہ کسی جگہ میں اپنے کپڑے اتارتی ہے تو وہ اس پردہ کو جو اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہے کھول دیتی ہے۔ اس روایت کو امام ترمذیؒ نے نقل کیا ہے اور حسن قرار دیا ہے اور اس لئے کہ عورتوں کا معاملہ پردہ کے بارے میں مبالغہ پر مبنی ہے اور اسلئے کہ عورتوں کے نکلنے اور جمع ہونے میں فتنہ اور شر ہے، اور مناسب ہے کہ خنثی کا حکم

عورتوں کی طرح ہو (خناثی خنثی کی جمع ہے) اور واجب ہے کہ پانی میں حاجت اور عادت سے زیادہ نہ کرے (یعنی حاجت اور عادت سے زیادہ پانی استعمال نہ کرے)

﴿حمام میں داخل ہونے کے آداب﴾

اس کے آداب ہیکہ داخل ہونے والا پاکی اور صفائی کا قصد کرے نہ کہ آرام اور خوش عیشی کا اور یہ کہ حمام میں داخل ہونے سے قبل اجرت کو سپرد کرے (اگر کہیں اجرت پر دستیاب ہوتا ہو) اور یہ کہ داخل ہونے کے لئے تسمیہ پڑھے پھر تعوذ پڑھے جیسا کہ بیت الخلاء میں داخل ہونے کے بارے میں، اور یہ کہ اس کی گرمی و حرارت سے نارِ جہنم کی حرارت کو یاد کرے، اس کی حرارت کا نارِ جہنم کی حرارت کے مشابہ ہونے کی بناء پر۔ مجموع میں بیان کیا ہے۔ دوسرے کو یہ کہنے میں کوئی حرج نہیں: عَافَاكَ اللهُ: اللہ آپ کو عافیت عطا فرمائے۔ اور نہ (حرج ہے) مصافحہ کرنے میں۔ اور مناسب ہے اس شخص کے لئے جو لوگوں میں شامل ہو صفائی حاصل کرنا، مسواک کرنا، بالوں کا ازالہ کرنا، بدبو کا ازالہ کرنا اور ان کے ساتھ حسن ادب سے پیش آنا۔ واللہ اعلم۔

﴿فصل فِي الأغسال المسنونة﴾

(والاغتسالات المسنونة) كَثِيرَة الْمَذْكُور مِنْهَا هُنَا **(سَبعَة عشر غسلا)** بِتَقْدِيم السِّين على الْمُوَحدَة وسأذكر زِيَادَة على ذَلِك الأول من السَّبعَة عشر **(غسل الْجُمُعَة)** لمن يُرِيد حُضُورهَا وَإِن لم تجب عَلَيْهِ الْجُمُعَة لحَدِيث إِذا جَاءَ أحدكُم الْجُمُعَة فليغتسل وَلخَبَر الْبَيْهَقِيّ بِسَنَد صَحِيح من أَتَى الْجُمُعَة من الرِّجَال وَالنِّسَاء فليغتسل وَمن لم يأتها فَلَيْسَ عَلَيْهِ شَيْء وَرُوِيَ غسل الْجُمُعَة وَاجِب على كل محتلم أَي متأكد وَصرف هَذَا عَن الْوُجُوب خبر من تَوَضَّأ يَوْم الْجُمُعَة فبها ونعمت وَمن اغْتسل فالغسل أفضل رَوَاهُ التِّرْمِذِيّ وَحسنه.

وَوَقته من الْفجْر الصَّادِق لِأَن الْأَخْبَار علقته بِالْيَوْمِ كَقَوْلِه صلى الله عَلَيْهِ وَسلم من اغْتسل يَوْم الْجُمُعَة ثمَّ رَاح فِي السَّاعَة الأولى الحَدِيث وتقريبه من ذَهَابه إِلَى الْجُمُعَة أفضل لِأَنَّهُ أبلغ فِي الْمَقْصُود من انْتِفَاء الرَّائِحَة الكريهة وَلَو تعَارض

الْغسْل والتبكير فمراعاة الْغسْل أولى لِأَنَّهُ مُخْتَلف فِي وُجُوبه وَلَا يبطل غسل الْجُمُعَة بِالْحَدَثِ وَلَا بالجنابة فيغتسل وَيكرهُ تَركه بِلَا عذر على الْأَصَح.

(و) الثَّانِي وَالثَّالِث (**غسل الْعيدَيْنِ**) الْفطر والأضحى لكل أحد وَإِن لم يحضر الصَّلَاة لِأَنَّهُ يَوْم زِينَة فالغسل لَهُ بِخِلَاف الْجُمُعَة وَيدخل وَقت غسلهمَا بنصْف اللَّيْل وَإِن كَانَ الْمُسْتَحبّ فعله بعد الْفجْر لِأَن أهل السوَاد يبكرون إِلَيْهِمَا من قراهم فَلَو لم يكف الْغسْل لَهما قبل الْفجْر لشق عَلَيْهِم ذَلِك فعلق بِالنِّصْفِ الثَّانِي لقُرْبه من الْيَوْم كَمَا قيل فِي أَذَان الْفجْر.

(و) الرَّابِع غسل صَلَاة (**الاسْتِسْقَاء**) عِنْد الْخُرُوج لَهَا.

(و) الْخَامِس غسل صَلَاة (**الخسوف**) بِالْخَاءِ الْمُعْجَمَة. للقمر.

(و) السَّادِس غسل صَلَاة (**الْكُسُوف**) بِالْكَاف للشمس وَتَخْصِيص الخسوف بالقمر والكسوف بالشمس هُوَ الْأَفْصَح كَمَا فِي الصِّحَاح وَحكي عَكسه وَقيل الْكُسُوف بِالْكَاف أَوله فيهمَا والخسوف آخِره وَقيل غير ذَلِك.

(و) السَّابِع (**الْغسْل من غسل الْمَيِّت**) سَوَاء أَكَانَ الْمَيِّت مُسلما أم لَا وَسَوَاء أَكَانَ الْغَاسِل طَاهِرا أم لَا كحائض لقَوْله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم من غسل مَيتا فليغتسل وَمن حمله فَليَتَوَضَّأ رَوَاهُ التِّرْمِذِيّ وحسنه وَإِنَّمَا لم يجب لقَوْله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم لَيْسَ عَلَيْكُم فِي غسل ميتكم غسل إِذا غسلتموه رَوَاهُ الْحَاكِم وَيسن الْوضُوء من مَسّه.

(و) الثَّامِن (**غسل الْكَافِر**) وَلَو مُرْتَدا (**إِذا أسلم**) تَعْظِيمًا لِلْإِسْلَامِ وَقد أَمر صلى الله عَلَيْهِ وَسلم قيس بن عَاصِم بِهِ لما أسلم وَإِنَّمَا لم يجب لِأَن جمَاعَة أَسْلمُوا وَلم يَأْمُرهُم صلى الله عَلَيْهِ وَسلم بِالْغسْلِ هَذَا إِن لم يعرض لَهُ فِي كفره مَا يُوجب الْغسْل وَإِلَّا وَجب على الْأَصَح وَلَا عِبْرَة بالْغسْل فِي الْكفْر على الْأَصَح.

تَنْبِيه: قد علم من كَلَامه أَن وَقت الْغسْل بعد إِسْلَامه لتصح النِّيَّة وَلِأَنَّهُ لَا سَبِيل إِلَى تَأْخِير الْإِسْلَام بعده بل الْمُصَرّح بِهِ فِي كَلَامهم تَكْفِير من قَالَ لكَافِر جَاءَهُ ليسلم اذْهَبْ فاغتسل ثمَّ أسلم لرضاه بِبَقَائِهِ على الْكفْر تِلْكَ اللحظة.

(و) التَّاسِع غسل (**الْمَجْنُون**) وَإِن تقطع جُنُونه.

(و) الْعَاشِر غسل (**الْمغمى عَلَيْهِ**) وَلَو لَحْظَة (**إِذا أفاقا**) وَلم يتَحَقَّق مِنْهُمَا إِنْزَال لِلِاتِّبَاعِ فِي الْإِغْمَاء رَوَاهُ الشَّيْخَانِ وَفِي مَعْنَاهُ الْجُنُون بل أولى لِأَنَّهُ يُقَال كَمَا قَالَ الشَّافِعِي رَضِي الله عَنهُ قل من جن إِلَّا وَأنزل.

(و) الْحَادِي عشر (**الْغسْل عِنْد الْإِحْرَام**) بِحَجّ أَو عمْرَة أَو بهما وَلَو حَال حيض الْمَرْأَة ونفاسها.

(و) الثَّانِي عشر الْغسْل (**لدُخُول مَكَّة**) المشرفة وَلَو كَانَ حَلَالا على الْمَنْصُوص فِي الْأُم قَالَ السُّبْكِيّ وَحِينَئِذٍ لَا يكون هَذَا من أغسال الْحَج إِلَّا من جِهَة أَنه يَقع فِيهِ وَيسْتَثْنى من إِطْلَاق الْمُصَنّف مَا لَو أحرم الْمَكِّيّ بِعُمْرَة من مَحل قريب كالتنعيم واغتسل لم ينْدب لَهُ الْغسْل لدُخُول مَكَّة.

(و) الثَّالِث عشر الْغسْل (**للوقوف بِعَرَفَة**) وَالْأَفْضَل كَونه بنمرة وَيحصل أصل السّنة فِي غَيرهَا وَقبل الزَّوَال وَبعد الْفجْر لَكِن تقريبه للزوال أفضل كتقريبه من ذَهَابه فِي غسل الْجُمُعَة.

(و) الرَّابِع عشر الْغسْل (**للمبيت بِمُزْدَلِفَة**) على طَرِيقَة ضَعِيفَة لبَعض الْعِرَاقِيّين وَالْمذهب فِي الرَّوْضَة وَحَكَاهُ فِي الزَّوَائِد عَن الْجُمْهُور وَنَصّ الْأُم اسْتِحْبَابه للوقوف بِمُزْدَلِفَة بعد صبح يَوْم النَّحْر وَهُوَ الْوُقُوف بالمشعر الْحَرَام.

(و) الْخَامِس عشر الْغسْل (**لرمي الْجمار الثَّلَاث**) لكل يَوْم من أَيَّام التَّشْرِيق فَلَا غسل لرمي جَمْرَة الْعقبَة يَوْم النَّحْر قَالَ فِي الرَّوْضَة اكْتِفَاء بِغسْل الْعِيد وَلِأَن وقته متسع بِخِلَاف رمي أَيَّام التَّشْرِيق.

(و) السَّادِس عشر وَالسَّابِع عشر (**الْغسْل للطَّواف**) أَي لكل من طواف الْإِفَاضَة والوداع وَهَذَا مَا جرى عَلَيْهِ النَّوَوِيّ فِي منسكه الْكَبِير وَقَالَ فِيهِ أَيْضا إِن الِاغْتِسَال للحلق مسنون لكنه فِي الرَّوْضَة تبعا لكثير قَالَ وَزَاد فِي الْقَدِيم ثَلَاثَة أغسال لطواف الْإِفَاضَة والوداع وللحلق قَالَ فِي الْمُهِمَّات وَحَاصِله أَن الْجَدِيد عدم الِاسْتِحْبَاب لهَذِهِ الْأُمُور الثَّلَاثَة وَهُوَ مُقْتَضى كَلَام الْمِنْهَاج انْتهى وَهَذَا هُوَ الْمُعْتَمد.

وَقد قدمنَا أَن الأغسال المسنونة لَا تَنْحَصِر فِيمَا قَالَه الْمُصَنّف بل مِنْهَا الْغسْل من الْحجامَة وَمن الْخُرُوج من الْحمام عِنْد إِرَادَة الْخُرُوج وللاعتكاف وَلكُل لَيْلَة من رَمَضَان.

وَقيده الْأَذْرَعِيّ بِمن يحضر الْجَمَاعَة وَهُوَ ظَاهر ولدخول الْحرم ولحلق الْعَانَة ولبلوغ الصَّبِي بِالسِّنِّ ولدخول الْمَدِينَة المشرفة وَهِي مَوْجُودَة فِي بعض النّسخ فَيكون هُوَ السَّابِع عشر وَعند سيلان الْوَادي ولتغير رَائِحَة الْبدن وَعند كل اجْتِمَاع من مجامع الْخَيْر أما الْغسْل للصلوات الْخمس فَلَا يسن لَهَا لما فِي ذَلِك من الْمَشَقَّة وآكد هَذِه الاغتسالات غسل الْجُمُعَة ثمَّ غسل غاسل الْميِّت.

تَنْبِيه: قَالَ الزَّرْكَشِيّ قَالَ بَعضهم إِذا أَرَادَ الْغسْل للمسنونات نوى أَسبَابهَا إِلَّا الْغسْل من الْجُنُون فَإِنَّهُ يَنْوِي الْجَنَابَة وَكَذَا الْمغمى عَلَيْهِ ذكره صَاحب الْفُرُوع انْتهى وَمحل هَذَا إِذا جن أَو أُغمي عَلَيْهِ بعد بُلُوغه لقَوْل الشَّافِعِي قل من جن إِلَّا وَأنزل أما إِذا جن أَو أُغمي عَلَيْهِ قبل بُلُوغه ثمَّ أَفَاق قبله فَإِنَّهُ يَنْوِي السَّبَب كَغَيْرِهِ.

﴿فصل: اغسالِ مسنونہ کے بیان میں﴾

(اغتسالاتِ مسنونہ) بہت سے ہیں ان میں سے یہاں **(سترہ غسل)** ذکر کئے گئے **(ہیں)** لفظِ سبعہ باء موحدہ پر سین کی تقدیم کے ساتھ ہے۔ اور عنقریب میں ان سے زائد ذکر کروں گا (ان شاء اللہ تعالیٰ)

سترہ اغسال مسنونہ میں سے پہلا: **(جمعہ کا غسل)** اس شخص کے لئے جو جمعہ میں حضور کا ارادہ رکھتا ہو اگرچہ اس پر جمعہ واجب نہ ہو، حدیث کی بناء پر: جب تم میں سے کوئی جمعہ کو آئے تو اسے چاہیئے کہ غسل کرے۔ اور صحیح سند کے ساتھ روایت بیہقی کی وجہ سے کہ: مردوں اور عورتوں میں سے جو جمعہ کو آئے اسے چاہیئے کہ غسل کرے اور جو نہ آئے تو اس پر کچھ نہیں۔ اور مروی ہے: جمعہ کا غسل واجب ہے ہر بالغ پر۔ یعنی اس کی تاکید ہے، اور مذکورہ تینوں روایتوں کے مفہوم کو وجوب سے پھیر دیا اس حدیث نے: جو وضوء کرے

جمعہ کے دن تو عمدہ اور اچھا ہے اور جو غسل کرے تو غسل (وضوء کے ساتھ) افضل ہے۔
اس روایت کو امام ترمذیؒ نے بیان کیا ہے اور حسن قرار دیا ہے۔

﴿غسل جمعہ کا وقت﴾

اس کا وقت صبح صادق سے شروع ہوتا ہے اس لئے کہ احادیث نے اس کو یوم کے ساتھ معلق کیا ہے جیسے آپ ﷺ کا فرمان: "من الخ" جو جمعہ کے دن غسل کرے پھر اول وقت میں مسجد جائے، الحدیث۔ اور غسل کو ذھاب الی الجمعۃ (جمعہ کے لئے جانے) کے قریب کرنا افضل ہے اس لئے کہ یہی ابلغ فی المقصود ہے یعنی بدبو کے نہ ہونے میں (مسجد میں) (امام کے نمازِ جمعہ کا سلام پھیرنے سے غسل کا وقت ختم ہو جاتا ہے) اگر نماز کے لئے اول وقت جانے اور غسل کرنے میں تعارض ہو جائے تو غسل کی رعایت کرنا اولی ہے اس لئے کہ اس کے وجوب میں اختلاف ہوا ہے اور غسل جمعہ حدث سے باطل نہیں ہوتا اور نہ جنابت سے لہذا غسل کرے اور اصح قول کے مطابق بلا عذر اس کو ترک کرنا مکروہ ہے۔

(اور) دوسرا اور تیسرا **(عیدین کا غسل)** یعنی عید الفطر اور اضحی ہر ایک کا اگرچہ نماز کے لئے حاضر نہ ہو اس لئے کہ یہ زینت کا دن ہے لہذا غسل اس کے لئے ہے (یعنی دن کے لئے ہے) بر خلاف جمعہ کے۔

﴿غسل عیدین کا وقت﴾

اور ان کے غسل کا وقت نصف شب سے شروع ہوتا ہے اگرچہ فجر کے بعد غسل کرنا مستحب ہے اس لئے کہ گاؤں والے اپنے گاؤں سے عیدین کے لئے صبح جلدی نکلتے ہیں اگر عیدین کے لئے فجر سے قبل غسل کرنا کافی نہ ہوتا تو گاؤں والوں پر بعد الفجر غسل کرنا اور عید کے لئے آنا دشوار ہوتا لہذا اس کو نصف ثانی کے ساتھ معلق کیا گیا اس

کے یوم سے قرب ہونے کی بناء پر جیسا کہ فجر کی اذان کے بارے میں کہا گیا ہے۔ (عیدین کا سورج غروب ہونے سے غسل کا وقت نکل جاتا ہے)

(اور) چوتھا: نمازِ **(استسقاء)** کا غسل اس کے لئے نکلتے وقت۔

(اور) پانچواں: **(چاند گہن)** کی نماز کا غسل، خاء معجمہ کے ساتھ۔ خسوف: چاند گہن۔

(اور) چھٹا: **(سورج گہن)** کی نماز کا غسل، کاف کے ساتھ، کسوف: سورج گہن اور خسوف کی تخصیص قمر کے ساتھ اور کسوف کی شمس کے ساتھ یہ افصح ہے جیسا کہ صحاح میں ہے اور اس کے برعکس نقل کیا گیا ہے، اور بعضوں نے کہا کسوف کاف کے ساتھ سورج گہن اور چاند گہن دونوں کے اول وشروع کے لئے اور خسوف دونوں کے آخر کے لئے اور اسکے علاوہ بھی کہا گیا ہے۔

(اور) ساتواں: **(غسلِ میت سے غسل)** (یعنی غاسل میت کا غسل) خواہ میت مسلمان ہو یا نہ ہو اور چاہے غاسل پاک ہو یا نہ ہو جیسے حائضہ، آپ ﷺ کے فرمان کی بناء پر "من الخ" "جو شخص میت کو غسل دے اسے چاہیئے کہ غسل کرے اور جو میت کو اٹھائے اسے چاہیئے کہ وضوء کرے۔ اس کو امام ترمذیؒ نے بیان کیا ہے اور حسن قرار دیا ہے اور یہ واجب نہیں ہے آپ ﷺ کے فرمان کی بناء پر "لیس الخ" تمہارے میت کو غسل دینے میں تم پر غسل نہیں ہے جب تم اسے غسل دو۔ اس کو حاکم نے نقل کیا ہے اور اس کو چھونے کی وجہ سے وضوء کرنا سنت ہے۔

(اور) آٹھواں: **(کافر کا غسل)** اگرچہ مرتد ہو **(جب وہ اسلام لائے)** اسلام کی تعظیم کرتے ہوئے، اور آپ ﷺ نے قیس بن عاصم کو غسل کا حکم دیا جب وہ اسلام لے آئے، اور یہ واجب نہیں ہے اس لئے کہ ایک جماعت اسلام لائی اور آپ ﷺ نے انہیں غسل کا حکم نہیں دیا، یہ اس وقت ہے کہ اگر اس کو اس کے کفر کی حالت میں وہ چیز

پیش نہ آئی ہو جو غسل کو واجب کرتی ہو ورنہ اصح قول کے مطابق غسل واجب ہو گا اور اصح قول کے مطابق بحالت کفر غسل کا اعتبار نہیں ہے۔

تنبیہ: مصنفؒ کے کلام سے معلوم ہوا کہ غسل کا وقت کافر کے اسلام لانے کے بعد ہے تا کہ نیت صحیح ہو اور اس لئے کہ غسل کے بعد تک اسلام کی تاخیر کے لئے کوئی سبیل نہیں ہے بلکہ فقہاء کے کلام میں اس شخص کے تکفیر کی صراحت کی گئی ہے جو اپنے پاس اسلام لانے کے لئے آنے والے کافر کو کہے: تو جا پہلے غسل کر پھر اسلام قبول کر، اس لمحہ میں کافر کے کفر پر باقی رہنے پر اس کا راضی رہنے کی بناء پر۔

(اور) نواں: **(مجنون)** کا غسل اگرچہ اس کا جنون رک رک کر ہو۔

(اور) دسواں: **(مغمی علیہ)** کا غسل (مغمی علیہ یعنی جس پر بیہوشی طاری ہوئی ہو) اگرچہ ایک لحظہ **(جبکہ دونوں کو افاقہ ہو جائے)** اور دونوں سے انزال یقینی طور پر نہ ہو، اغماء میں اتباع کی وجہ سے، اس روایت کو شیخین نے بیان کیا ہے اور اسی کے معنی میں جنون ہے بلکہ بدرجۂ اولی، اس لئے کہ کہا جاتا ہے جیسا کہ امام شافعیؒ نے فرمایا: کسی شخص کو جنون نہیں ہوتا بلا انزال۔

(اور) گیارہواں: **(احرام کے وقت کا غسل)** حج کا یا عمرہ کا یا دونوں کا احرام ہو اگرچہ عورت بحالت حیض ونفاس ہو۔

(اور) بارہواں: **(دخول مکہؐ)** مکرمہ **(کے لئے)** غسل کرنا اگرچہ وہ حلال ہو، کتاب الام میں مذکور راجح قول کے مطابق، امام سبکیؒ نے فرمایا: اور اس وقت یہ غسل حج کے غسلوں میں سے نہیں ہو گا مگر اس جہت سے کہ یہ غسل ایام حج میں واقع ہوتا ہے اور مصنفؒ کے اطلاق سے اس صورت کو مستثنی کیا جائے گا کہ اگر مکی عمرہ کا احرام باندھے قریب جگہ سے جیسے تنعیم اور غسل کرے تو اس کے حق میں دخول مکہ کے لئے غسل کرنا مندوب نہ ہو گا۔

(اور) تیرھواں: (وقوف عرفہ کے لئے) غسل کرنا اور اس کے لئے افضل مسجد نمرہ میں ہونا ہے اور اصل سنت اس کے علاوہ میں حاصل ہو گی اور (باعتبار افضلیت مسجد نمرہ کے پاس غسل کب کرنا ہے اس کو بتلارہے ہیں) فجر کے بعد سے لیکر زوال سے پہلے لیکن اس کا زوال کے قریب ہونا افضل ہے جیسے غسل جمعہ کے بارے میں غاسل کا غسل کو جمعہ کے لئے جانے کے قریب کرنا۔

(اور) چودھواں: (مزدلفہ میں رات گزارنے کے لئے) غسل کرنا، بعض عراقی حضرات کے ضعیف طریقہ کے مطابق اور روضہ میں مذکور معتمد قول کے مطابق اور اس کو زوائد میں جمہور کے حوالہ سے بیان کیا ہے اور جس کی امام نے صراحت کی ہے، مزدلفہ میں ٹھہرنے کے لئے غسل کا استحباب ہے یوم نحر کی صبح کے بعد اور وہ مشعر حرام میں وقوف کرنا ہے۔

(اور) پندرھواں: (تینوں جمروں کی رمی کے لئے) غسل کرنا ایام تشریق کے ہر دن کے لئے، نحر کے دن جمرہ عقبہ کی رمی کے لئے غسل نہیں ہے، روضہ میں بیان کیا ہے: عید کے غسل پر اکتفاء کرتے ہوئے اور اس لئے کہ یوم نحر کا وقت موسّع ہے برخلاف ایام تشریق کی رمی کے۔

(اور) سولھواں اور سترھواں: **(طوف کے لئے)** غسل کرنا یعنی طواف افاضہ اور وداع ہر ایک کے لئے، اور یہ وہ مسئلہ ہے جس کے امام نوویؒ اپنی کتاب منسک کبیر میں قائل ہیں اور اس میں یہ بھی فرمایا ہے: کہ حلق کے لئے غسل کرنا مسنون ہے لیکن یہ قول روضہ میں کثیر فقہاء کی اتباع کرتے ہوئے ذکر کیا ہے، امام نوویؒ نے فرمایا: قول قدیم کے مطابق تین غسلوں کو زیادہ کیا ہے: طوافِ افاضہ اور وداع کے لئے اور حلق کے لئے، مہمات میں فرمایا ہے: کلام نوویؒ کا خلاصہ یہ ہیکہ قول جدید کے مطابق ان تینوں امور کے

لئے (غسل کا) استحباب نہیں ہے اور یہی منہاج کے کلام کا مقتضی ہے۔ انتہیٰ۔ اور یہی معتمد ہے۔

ہم نے پہلے ہی بیان کیا کہ اغسال مسنونہ اس تعداد میں منحصر نہیں ہیں جس کو مصنفؒ نے بیان کیا ہے بلکہ اغسال مسنونہ میں سے ہے: حجامت کی وجہ سے غسل کرنا اور حمام سے ارادۂ خروج کے وقت نکلنے کی وجہ سے (غسل کرنا) اور اعتکاف کے لئے اور رمضان المبارک کی ہر رات کے لئے۔ امام اذرعیؒ نے اس آخری غسل کو مقید کیا ہے اس شخص کے ساتھ جو نمازِ تراویح کی جماعت میں حاضر ہو اور یہی ظاہر ہے (لیکن معتمد قول یہ ہیکہ رمضان کی ہر رات کے لئے سنت ہے اگرچہ نمازِ تراویح کی جماعت میں حاضر نہ ہو) اور حرم میں داخل ہونے کے لئے اور عانہ کے بالوں کا حلق کرنے کے لئے اور عمر کی وجہ سے بچہ کے بالغ ہونے کے لئے (اس کا مطلب یہ ہیکہ موجودہ دور میں جو عمر بالغ ہونے کی ہے اس میں قبل الانزال غسل کرنا اور اگر وہ احتلام سے بالغ ہو جائے تو پھر اس سے دو غسل مطلوب ہوں گے واجب اور مندوب) اور مدینہ مشرفہ میں داخل ہونے کے لئے اور یہ مسنون غسل بعض نسخوں میں موجود ہے لہذا وہ سترھواں ہو گا، اور بارش کے پانی سے وادی کے بہنے کے وقت اور بدن کی بو متغیر ہونے کی بناء پر اور خیر کے اجتماعات میں سے ہر اجتماع کے وقت، بہرحال پانچ نمازوں کے لئے تو غسل کرنا سنت نہیں ہے اس میں مشقت ہونے کی بناء پر اور ان تمام اغتسالات میں غسل جمعہ مؤکد ہے پھر غاسلِ میت کا غسل۔

تنبیہ: امام زرکشیؒ نے فرمایا: بعض فقہاء فرماتے ہیں: جب مسنونات کے غسل کا ارادہ کرے تو ان کے اسباب کی نیت کرے (مثلا مدینہ مشرفہ میں داخل ہونے کے لئے غسل کرنا ہو تو اس طرح نیت کرے: سنت غسل کرتا ہوں مدینہ میں داخل ہونے کا) مگر

جنون کی وجہ سے غسل کرنے میں رفع جنابت کی نیت کرے، اور اسی طرح مغمی علیہ اس کو صاحب فروع نے ذکر کیا ہے۔ انتہیٰ۔

﴿صاحب فروع سے مراد﴾

اپنے مسلک کے اصول و قواعد پر تخریج و تفریع کرنے والے۔

اور اس کا محل اس وقت ہے جبکہ جنون یا بیہوشی اس پر طاری ہو اس کے بالغ ہونے کے بعد، قولِ شافعیؒ کی بناء پر: جنون طاری نہیں ہوتا بلا انزال، بہر حال جب جنون یا بیہوشی اس پر طاری ہو اس کے بلوغ سے پہلے پھر قبل البلوغ ہی اسے افاقہ ہو تو وہ (غسل کے وقت) سبب کی نیت کرے اور اسباب کی طرح (یعنی جنون و اغماء کی نیت کرے، رفع جنابت کی نہیں)

﴿فصل فِي الْمسح على الْخُفَّيْنِ﴾

وأخباره كَثِيرَة كَخَبَر ابْني خُزَيْمَة وحبان فِي صَحِيحهمَا عَن أبي بكرَة أَن النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم أرخص للْمُسَافِر ثَلَاثَة أَيَّام ولياليهن وللمقيم يوما وَلَيْلَة إِذا تطهر فَلبس خفيه أَن يمسح عَلَيْهِمَا وروى ابْن الْمُنْذر عَن الْحسن الْبَصْرِيّ أَنه قَالَ حَدثنِي سَبْعُونَ من الصَّحَابَة أَن النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم مسح على الْخُفَّيْنِ وَقَالَ بعض الْمُفَسّرين إِن قِرَاءَة الْجَرّ فِي قَوْله تَعَالَى {وأرجلكم} للمسح على الْخُفَّيْنِ.

﴿فصل: موزوں پر مسح کے بیان میں﴾

موزوں پر مسح سے متعلق حدیثیں بہت ہیں جیسے ابن خزیمہ اور ابن حبان کی حدیث ان کے صحیحین میں حضرت ابو بکرہؓ کے حوالہ سے موجود ہے: کہ آپ ﷺ نے مسافر کے لئے تین دن اور تین راتیں اور مقیم کے لئے ایک دن اور ایک رات جب وہ پاکی حاصل کرے پھر اپنے دونوں موزے پہنے تو اسے اجازت دی کہ وہ ان پر مسح کرے۔ اور ابن منذرؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: ستر صحابہ نے مجھے

یہ حدیث بیان کی کہ آپ ﷺ نے موزوں پر مسح فرمایا۔ اور بعض مفسرین نے فرمایا: کہ باری تعالیٰ کے فرمان: **وَاَرْجُلِكُمْ** میں لام کے جر کی قراءت موزوں پر مسح کے لئے ہے۔

﴿حكم الْمسْح﴾

(وَالْمسح على الْخُفَّيْنِ جَائِز) فِي الْوضُوء بَدَلا عَن غسل الرجلَيْن فَالْوَاجِب على لابسه الْغسْل أَو الْمسْح وَالْغسْل أفضل كَمَا قَالَ فِي الرَّوْضَة فِي آخر بَاب صَلَاة الْمُسَافِر نعم إِن ترك الْمسْح رَغْبَة عَن السّنة أَو شكا فِي جَوَازه أَي لم تطمئِن نَفسه إِلَيْهِ لَا أَنه شكّ هَل يجوز لَهُ فعله أَو لَا أَو خَافَ فَوت الْجَمَاعَة أَو عَرَفَة أَو إنقاذ أَسِير أَو نَحْو ذَلِك فالمسح أفضل بل يكره تَركه فِي الأولى وَكَذَا القَوْل فِي سَائِر الرُّخص واللائق فِي الْأَخِيرَتَيْنِ الْوُجُوب وَخرج بِالْوضُوءِ إِزَالَة النَّجَاسَة وَالْغسْل وَلَو مَنْدُوبًا فَلَا مسح فيهمَا وبالمسح على الْخُفَّيْنِ مسح خف رجل مَعَ غسل الْأُخْرَى فَلَا يجوز.

وللأقطع لبس خف فِي السالمة إِلَّا إِن بَقِي بعض المقطوعة فَلَا يَكْفِي ذَلِك حَتَّى يلبس ذَلِك الْبَعْض خفا وَلَو كَانَت إِحْدَى رجلَيْهِ عليلة لم يجز إلباس الْأُخْرَى الْخُف للمسح عَلَيْهِ إِذْ يجب التَّيَمُّم عَن العليلة فَهِيَ كالصحيحة.

﴿مسح کا حکم﴾

(دونوں موزوں پر مسح جائز ہے) وضوء میں غسل رجلین کا بدل قرار دیتے ہوئے لہذا موزہ پہننے والے پر واجب دھونا یا مسح کرنا ہے، لیکن دھونا افضل ہے جیسا کہ روضہ میں باب صلاۃ المسافر کے آخر میں بیان کیا ہے، ہاں اگر کوئی سنت سے اعراض کرتے ہوئے مسح کو ترک کر دے یا اس کے جواز میں شک کرتے ہوئے (ترک کر دے) یعنی اس کا نفس اس سے مطمئن نہ ہو نہ یہ کہ وہ شک کرے کیا اس کے لئے مسح کرنا جائز ہے یا نہیں۔۔؟ یا جماعت کے فوت ہونے کا خوف ہو یا عرفہ (کے فوت ہونے) کا (خوف ہو) یا قیدی کو رہائی دلانے (کے فوت ہونے) کا (خوف ہو) یا اس کے مانند چیز (کے فوت ہونے) کا (خوف ہو) تو مسح افضل ہو گا بلکہ پہلی صورت میں مسح کا ترک مکروہ ہو گا اور ایسا ہی قول

تمام رخصتوں میں ہے (قول سے مراد: امام شافعیؒ کا قول ہے) اور اخیری دو صورتوں میں وجوب مناسب ہے (لیکن علامہ بجیریؒ (فی الاولی) کی تشریح میں ذکر فرماتے ہیں: کہ پہلی کے ساتھ دوسری اور تیسری صورت میں بھی مسح کا ترک مکروہ ہو گا اور ان کے بعد والی صورتوں میں مسح کا وجوب ہو گا) وضوء کی قید سے ازالۂ نجاست اور غسل اگرچہ مندوب ہو نکل گئے لہذا ان میں مسح نہیں ہے، اور دونوں موزوں پر مسح (کی قید) سے (خارج ہو گیا) ایک پاؤں کے موزہ کا مسح دوسرے کو دھونے کے ساتھ کہ یہ جائز نہیں۔

مقطوع قدم والے کے لئے صحیح سالم قدم میں موزہ کا پہننا جائز ہے مگر یہ کہ اگر مقطوع قدم کا بعض حصہ باقی ہو تو وہ (یعنی صحیح سالم قدم میں موزہ کا پہننا) کافی نہ ہو گا یہاں تک کہ اس بقیہ بعض حصہ میں موزہ پہنے، اور اگر ماسح کے دو پاؤں میں سے ایک علیل ہو تو دوسرے پاؤں میں موزہ کا پہننا جائز نہیں اس پر مسح کرنے کے لئے اس لئے کہ علیل کی (صورت میں عجز کی) وجہ سے تیمم واجب ہوتا ہے اور علیل صحیح سالم کے مانند ہے (وجوب تطہیر میں یعنی جس طرح صحیح سالم عضو میں طہارت پانی سے حاصل کرنے کے بعد موزہ پہننا درست ہوتا ہے اسی طرح علیل کی صورت میں تیمم سے طہارت حاصل کرنے کے بعد درست ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہیکہ شارحؒ نے اذیجب التیمم عن العلیة ذکر فرمایا)

﴿شُروط الْمسح﴾

وَإِنَّمَا يَصح الْمسح **(بِثَلَاثَة شَرَائِط)** وَترك رَابِعا كَمَا ستعرفه الأول **(أَن يبتدىء)** مُرِيد الْمسح على الْخُفَّيْنِ (لبسهما بعد كَمَال) أَي تَمام **(الطَّهَارَة)** من الحدثين للْحَدِيث السَّابِق فَلَو لبسهما قبل غسل رجلَيْهِ وغسلهما فِي الْخُفَّيْنِ لم يجز الْمسح إِلَّا أَن ينزعهما من مَوضِع الْقدَم ثمَّ يدخلهما فِي الْخُفَّيْنِ وَلَو أَدخل إِحْدَاهمَا بعد غسلهَا ثمَّ غسل الْأُخْرَى وأدخلها لم يجز الْمسح إِلَّا أَن ينْزع الأولى من مَوضِع الْقدَم ثمَّ يدخلهَا فِي الْخُف وَلَو غسلهمَا فِي سَاق الْخُفَّيْنِ ثمَّ أدخلهما مَوضِع الْقدَم جَازَ الْمسح وَلَو ابْتَدَأَ اللّبْس بعد غسلهمَا ثمَّ أحدث قبل وصولهما إِلَى

مَوضِعِ الْقَدَم لم يجز الْمسْح وَلَو كَانَ عَلَيْهِ الْحدثَان فَغسل أَعْضَاء الْوضُوء عَنْهُمَا وَلبس الْخُف قبل غسل بَاقِي بدنه لم يمسح عَلَيْهِ لِأَنَّهُ لبسه قبل كَمَال الطَّهَارَة.

فَإِن قيل لَفْظَة كَمَال لَا حَاجَة إِلَيْهَا لِأَن حَقِيقَة الطُّهْر أَن يكون كَامِلا وَلذَلِك اعْترض الرَّافِعِيّ على الْوَجِيز بِأَنَّهُ لَا حَاجَة إِلَى قيد التَّمام لِأَن من لم يغسل رجلَيْهِ أَو إِحْدَاهمَا يَنْتَظِم أَن يُقَال إِنَّه لَيْسَ على طهر.

وَأجِيب بِأَن ذَلِك ذكر تَأْكِيدًا أَو لاحْتِمَال توهم إِرَادَة الْبَعْض.

﴿مسح کی شرطیں﴾

مسح صحیح ہوتا ہے **(تین شرطوں کے ساتھ)** مصنفؒ نے چوتھی شرط کو ترک کر دیا ہے جیسا کہ تو اس کو عنقریب جان لے گا، پہلی شرط: **(یہ کہ ابتداء کرے)** دونوں موزوں پر مسح کا ارادہ کرنے والا **(ان دونوں کو پہننے کی مکمل)** یعنی تام و کامل **(طہارت کے بعد)** دونوں حدث سے، سابقہ حدیث کی بناء پر، لہذا اگر کوئی اپنے دونوں قدموں کو دھونے سے قبل دونوں موزے پہن لے اور ان دونوں کو موزے پہننے کی حالت میں ہی دھولے تو مسح کافی نہ ہوگا مگر یہ کہ وہ دونوں پیروں کو قدم کی جگہ سے نکالے پھر دونوں پاؤں کو موزوں میں داخل کرے، اگر ان دونوں میں سے ایک کو دھونے کے بعد داخل کرے پھر دوسرے کو دھوئے اور اس کو داخل کرے تو مسح کافی نہ ہوگا مگر یہ کہ پہلے پیر کو قدم کی جگہ سے نکالے پھر اس کو موزہ میں داخل کرے، اگر دونوں پیروں کو دھوئے دونوں موزوں کے پنڈلی میں پھر ان کو قدم کی جگہ میں داخل کرے تو مسح جائز ہوگا اور اگر دونوں پیروں کو دھونے کے بعد موزے پہننے کی ابتداء کرے پھر حدث لاحق ہو جائے ان دونوں پیروں کے قدم کی جگہ پہنچنے سے قبل تو مسح کافی نہ ہوگا۔ اگر کسی کو دو حدث لاحق ہو اور وہ ان دونوں کی طرف سے اعضاء وضوء کو دھولے اور موزہ پہن لے اپنے بدن کے باقی حصہ کو دھونے سے قبل تو اب وہ اس پر مسح نہ کرے اس لئے کہ اس نے کمال طہارت سے قبل موزہ پہن لیا۔

اگر اعتراض کیا جائے: لفظِ کمال کو ذکر کرنے کی حاجت نہیں ہے اس لئے کہ طہر کی حقیقت ہی یہ ہیکہ وہ کامل ہو اسی بناء پر امام رافعیؒ نے وجیز پر اعتراض کیا کہ لفظِ تمام کے قید کی حاجت نہیں ہے اس لئے کہ جو اپنے دونوں قدموں کو یا ان میں سے کسی ایک کو نہ دھوئے تو یہ کہنا درست ہے کہ وہ شخص طہر کی حالت میں نہیں ہے۔۔؟

جواب دیا گیا: کہ وہ لفظ تاکیداً ذکر کیا گیا ہے یا وہم ارادۂ بعض (یعنی بعض طہارت) کے احتمال کی وجہ سے (یعنی لفظِ کمال ذکر نہ کرنے کی صورت میں وہم ہو سکتا تھا بعض طہارت کا تو اس احتمال کو دفع کرنے کے لئے کمال کی قید لگائی ہے)

﴿حَقِيقَة السّتْر فِي الْخُفَّيْنِ﴾

(و) الثَّانِي من الشُّرُوط **(أَن يَكُونَا)** أَي الخفان **(ساترين لمحل غسل الْفَرْض من الْقَدَمَيْنِ)** فِي الْوضُوء وَهُوَ الْقدَم بكعبيه من سَائِر الجوانب لَا من الْأَعْلَى فَلَو رئي الْقدَم من أَعْلَاهُ كَأَن كَانَ وَاسع الرَّأْس لم يضر عكس سَاتِر الْعَوْرَة فَإِنَّهُ من الْأَعْلَى والجوانب لَا من الْأَسْفَل لِأَن الْقَمِيص مثلا فِي ستر الْعَوْرَة يتَّخذ لستر أَعلَى الْبدن والخف يتَّخذ لستر أَسْفَل الرجل فَإِن قصر عَن مَحل الْفَرْض أَو كَانَ بِهِ تخرق فِي مَحل الْفَرْض ضرّ وَلَو تخرقت البطانة أَو الظِّهَارَة وَالْبَاقِي صفيق لم يضر وَإِلَّا ضرّ وَلَو تخرقتا من موضِعين غير متحاذيين لم يضر وَالْمرَاد بالستر هُنَا الْحَيْلُولَة لَا مَا يمْنَع الرُّؤْيَة فَيَكْفِي الشفاف عكس سَاتِر الْعَوْرَة لِأَن الْقَصْد هُنَا منع نُفُوذ المَاء وَثمّ منع الرُّؤْيَة وَقَالَ فِي الْمَجْمُوع إِن الْمُعْتَبر فِي الْخُف عسر غسل الرجل بِسَبَب السَّاتِر وَقد حصل وَالْمَقْصُود بستر الْعَوْرَة سترهَا بجرم عَن الْعُيُون وَلم يحصل وَلَا يجزىء منسوج لَا يمْنَع نُفُوذ المَاء إِلَى الرجل من غير مَحل الخرز لَو صب عَلَيْهِ لعدم صفاقته لِأَن الْغَالِب فى الْخفاف أَنَّهَا تمنع النّفُوذ فتنصرف إِلَيْهَا النُّصُوص الدَّالَّة على التَّرْخِيص فَيبقى الْغسْل وَاجِبا فِيمَا عَداهَا.

(و) الثَّالِث من الشُّرُوط **(أَن يَكُونَا)** مَعًا **(مِمَّا يُمكن تتَابع الْمَشْي عَلَيْهِمَا)** لتردد مُسَافر لِحَاجَتِهِ عِنْد الْحَط والترحال وَغَيرهمَا مِمَّا جرت بِهِ الْعَادة وَلَو كَانَ لابسه مُقْعدا.

وَاخْتلف فِي قدر الْمدّة المتردد فِيهَا فضبطه الْمحَامِلِي بِثَلَاث لَيَال فَصَاعِدا وَقَالَ فِي الْمُهِمَّات الْمُعْتَمد مَا ضَبطه الشَّيْخ أَبُو حَامِد بمسافة الْقصر تَقْرِيبًا انْتهى وَالْأَقْرَب إِلَى كَلَام الْأَكْثَرين كَمَا قَالَه ابْن الْعِمَاد أَن الْمُعْتَبر التَّرَدُّد فِيهِ لحوائج سفر يَوْم وَلَيْلَة للمقيم وَنَحْوه وسفر ثَلَاثَة أَيَّام ولياليهن لِلْمُسَافِرِ سفر قصر لِأَنَّهُ بعد انْقِضَاء الْمدّة يجب نَزعه فقوته تعْتَبر بِأَن يُمكن التَّرَدُّد فِيهِ لذَلِك وَسَوَاء فِي ذَلِك الْمُتَّخذ من جلد أَو غَيره كلبد وخرق مطبقة بِخِلَاف مَا لَا يُمكن الْمَشْي فِيهِ لما ذكر لثقله كالحديد أَو لتحديد رَأسه الْمَانِع لَهُ من الثُّبُوت أَو ضعفه كجورب الصُّوفِيَّة والمتخذ من جلد ضَعِيف أَو لغلظه كالخشبة الْعَظِيمَة أَو لفرط سعته أَو ضيقه أَو نَحْو ذَلِك فَلَا يَكْفِي الْمسْح عَلَيْهِ إِذْ لَا حَاجَة لمثل ذَلِك وَلَا فَائِدَة فِي إدامته قَالَ فِي الْمَجْمُوع إِلَّا أَن يكون الضّيق يَتَّسِع بِالْمَشْيِ فِيهِ وَقَالَ فِي الْكَافِي عَن قرب كفى الْمسْح عَلَيْهِ بِلَا خلاف.

وَالشّرط الرَّابِع الَّذِي أسْقطه المُصَنّف أَن يَكُونَا طاهرين فَلَا يَكْفِي الْمسْح على خف اتخذ من جلد ميتَة قبل الدّباغ لعدم إِمْكَان الصَّلَاة فِيهِ وفَائِدَة الْمسْح وَإِن لم تَنْحَصِر فِيهَا فالقصد الْأَصْلِيّ مِنْهُ الصَّلَاة وَغَيرهَا تبع لَهَا وَلِأَن الْخُف بدل عَن الرجل وَهُوَ نجس الْعين وَهِي لَا تطهر عَن الْحَدث مَا لم تزل نجاستها فَكيف يمسح عَن الْبَدَل وَهُوَ نجس الْعين والمتنجس كالنجس كَمَا فِي الْمَجْمُوع لِأَن الصَّلَاة هِيَ الْمَقْصُود الْأَصْلِيّ من الْمسْح وَمَا عَداهَا من مس الْمُصحف وَغَيره كالتابع لَهَا كَمَا مر نعم لَو كَانَ على الْخُف نَجَاسَة مَعْفُو عَنْهَا وَمسح من أَعْلَاهُ مَا لَا نَجَاسَة عَلَيْهِ صَحَّ مَسحه فَإِن مسح على النَّجَاسَة زَاد التلويث وَلَزِمَه حِينَئِذٍ غسله وَغسل يَده ذكره فِي الْمَجْمُوع.

فرع لَو خرز خفه بِشعر نجس والخف أَو الشّعْر رطب طهر بِالْغسْلِ ظَاهره دون مَحل الخرز ويعفى عَنهُ فَلَا ينجس الرجل المبتلة وَيُصلي فِيهِ الْفَرَائِض والنوافل لعُمُوم الْبلوى بِهِ كَمَا فِي الرَّوْضَة فِي الْأَطْعِمَة خلَافًا لما فِي التَّحْقِيق من أَنه لَا يُصَلِّي فِيهِ.

﴿دونوں موزوں میں ستر کی حقیقت﴾

(اور) شروط میں سے دوسری شرط: **(یہ کہ وہ دونوں)** یعنی دونوں موزے **(دونوں پاؤں کے دھونے کے فرض حصہ کو چھپانے والے ہوں)** وضوء میں (یعنی وضوء کے وقت جس حصہ کا دھونا فرض ہے اس کا اعتبار ہے) اور محل غسل فرض سے مراد قدم ہے، اس کے دونوں ٹخنوں کے ساتھ ہر طرف سے نہ کہ بالائی حصہ، اگر قدم موزہ کے بالائی حصہ سے دکھائی دے جیسے کہ موزہ کشادہ سر والا ہو تو مضر نہ ہوگا، ستر کو چھپانے والے کے برعکس اس لئے کہ اس کا اعتبار تو اوپر (سے) اور چاروں طرف سے ہے نہ کہ نیچے کی طرف سے اس لئے کہ ستر کو چھپانے کے سلسلہ میں مثلاً کرتہ بنایا جاتا ہے بدن کے اعلی حصہ کو چھپانے کے لئے اور موزہ بنایا جاتا ہے قدم کے اسفل حصہ کو چھپانے کے لئے، اگر موزہ محل فرض سے چھوٹا ہو یا موزہ محل فرض میں پھٹا ہوا ہو تو مضر ہوگا، اور اگر موزہ کا استر یا اس کے اوپر لگا ہوا دوسرا کپڑا پھٹا ہوا ہو اور باقی کپڑا دبیز اور موٹا بنا ہوا ہو تو مضر نہ ہوگا ورنہ مضر ہوگا۔ اور اگر دونوں موزے ایسی دو جگہوں سے پھٹے ہوئے ہوں جو ایک دوسرے کے مقابل نہ ہوں تو مضر نہ ہوگا، ستر سے یہاں مراد: حائل ہونا ہے نہ کہ وہ جو رؤیت کو مانع ہو لہذا شفاف کافی ہوگا (شفاف یعنی: شیشہ وغیرہ جس کے نیچے کی چیز دکھائی دے) ستر کو چھپانے والے کے برعکس اس لئے کہ یہاں مقصد پانی کے نفوذ کو روکنا ہے اور وہاں رؤیت کو روکنا ہے، مجموع میں (موزہ اور ساتر عورہ کے درمیان فرق) بیان کیا ہے کہ موزہ میں معتبر غسل رجل کی دشوری ہے ساتر کی وجہ سے اور یہ شفاف سے حاصل ہے اور ستر کو چھپانے سے مقصود جسم کو چھپانا ہے آنکھوں سے اور یہ شفاف سے حاصل نہیں ہوتا، ایسا بنا ہوا موزہ کافی نہ ہوگا جو پاؤں میں پانی کے نفوذ کو مانع نہ ہو سلائی کی جگہ کے علاوہ سے (الخرزۃ: سوراخ اور اس کا دھاگا۔ جمع: خرز۔) (مصباح اللغات: ۱۹۶) اگر اس پر پانی ڈالا جائے اس کے دبیز و موٹا نہ ہونے کی بناء پر اس لئے کہ موزوں کے بارے میں غالب یہ ہیکہ

وہ (پانی کے) نفوذ کو مانع ہوتے ہیں لہذا رخصت پر دلالت کرنے والے نصوص ایسے مانع نفوذ موزوں کی طرف لوٹیں گے لہذا اس کے علاوہ میں وجوبی طور پر غسل باقی رہے گا۔

(اور) شروط میں سے تیسری شرط: **(یہ کہ وہ دونوں موزے ایسے ہوں کہ)** ایک ساتھ **(ان کو پہنکر پے در پے چلنا ممکن ہو)** مسافر کی آمد ورفت کے لئے ٹھہرنے اور کوچ کرنے کی حاجت کی بناء پر اور ان کے علاوہ جن کی عادت جاری ہے اگرچہ موزہ پہننے والا اپاہج (چلنے، پھرنے سے معذور) ہو۔

مدة متردد فیها کی مقدار میں اختلاف ہے (یا اختلاف کیا گیا ہے) محاملی نے مقدار کو ضبط کیا ہے تین راتوں سے کچھ زائد سے اور مہمات میں فرمایا: معتمد وہ مقدار ہے جو ضبط کی ہے شیخ ابو حامد نے مسافت قصر سے تقریبا۔ انتہی۔ اکثر لوگوں کے کلام کے قریب ترین ابن عماد کے فرمانے کے مطابق یہ ہیکہ مقیم اور اس جیسے کے لئے ایک دن، رات کے حوائج کے لئے پیش آنے والے تردد کا اعتبار ہے اور تین دن اور تین راتوں کے حوائج کا تردد ہے سفر قصر کے مسافر کے لئے اس لئے کہ انقضاء مدت کے بعد اتارنا واجب ہے۔ موزہ کی قوت کا اعتبار کیا جائے گا اس طور پر کہ اس میں حاجت کی بناء پر آمد ورفت ممکن ہو اور برابر ہے اس میں موزہ چمڑے سے بنایا گیا ہو یا اس کے علاوہ (سے) جیسے نمدہ (یعنی اون سے بنایا گیا ہو) یا کپڑے کے تہ بتہ ٹکڑے (یعنی ان سے بنایا گیا ہو) برخلاف اس موزہ کے جس میں چلنا ممکن نہ ہو اس چیز کے لئے جو ذکر کی گئی موزہ کے بھاری ہونے کی بناء پر جیسے لوہا یا موزہ کے بالائی حصہ کا محیط ہونے کی بناء پر لابس کے لئے کھڑے ہونے سے مانع ہو یا اس کے کمزور ہونے کی بناء پر جیسے اون سے بنایا ہوا موزہ اور کمزور کھال سے بنایا ہوا موزہ یا اس کے سخت ہونے کی بناء پر جیسے موٹی لکڑی یا اس کی وسعت زیادہ یا تنگ ہونے کی بناء پر یا اس کے مانند (کسی وجہ سے) تو اس پر مسح کرنا کافی نہ ہوگا اس لئے کہ اس جیسے کی حاجت نہیں ہے اور اس کو باقی رکھنے میں فائدہ نہیں ہے، مجموع میں بیان کیا ہے: مگر یہ کہ

تنگ ایسا ہو جس میں چلنے سے کشادگی ہو اور کافی میں فرمایا: قرب وقت میں ہی (وسیع ہو جائے) تو ایسے موزہ پر بغیر کسی اختلاف کے مسح کرنا کافی ہو گا۔

اور چوتھی شرط جس کو مصنفؒ نے ساقط کر دیا ہے یہ ہیکہ دونوں موزے پاک ہوں لہذا مردار کی کھال سے دباغت سے پہلے بنائے ہوئے موزہ پر مسح کرنا کافی نہ ہو گا اس میں نماز کے ممکن نہ ہونے کی بناء پر، مسح کا فائدہ اگرچہ اس میں منحصر نہیں ہے پس اصلی مقصد مسح سے نماز ہے اور نماز کے علاوہ نماز کے تابع ہے اس لئے کہ موزہ پاؤں کا بدل ہے اور جلد میتہ قبل الدباغ نجس العین ہے اور یہ حدث سے پاک نہیں ہوتی جب تک اس کی نجاست زائل نہ کی جائے لہذا کیسے بدل کی جانب سے مسح کیا جائے گا حالانکہ وہ نجس العین ہے اور ناپاک چیز ناپاک کی طرح ہے جیسا کہ مجموع میں ہے اس لئے کہ نماز یہی مقصود اصلی ہے مسح سے اور اس کے علاوہ یعنی مس مصحف اور اس جیسے نماز کے تابع ہے جیسا کہ گزر گیا، ہاں اگر موزہ پر معفوعنہا نجاست ہو اور اس کے اعلی حصہ کا مسح کرے جس پر نجاست نہ ہو تو اس کا مسح صحیح ہو گا (اگرچہ تری بہہ کر نجاست تک پہنچ جائے ہاں اگر معفوعنہا نجاست پورے موزہ کو لگی ہو تو اس پر مسح کا جواز بعید نہیں) اگر نجاست پر مسح کرے گا تو آلودگی کو زیادہ کرے گا اور اس وقت اس پر اس کو دھونا اور اپنے ہاتھ کو دھونا لازم ہو گا، اس کو مجموع میں ذکر کیا ہے۔

فرع: اگر کوئی اپنے موزہ کو ناپاک بال سے سیئے اور موزہ یا بال تر ہو تو اس کا ظاہری حصہ پاک ہو گا دھونے سے نہ کہ سلائی کی جگہ اور وہ معفوعنہ ہے، موزہ تر پاؤں کو ناپاک نہیں کرے گا، اس میں فرائض اور نوافل پڑھی جائے گی اس کا عموم بلوی ہونے کی بناء پر جیسا کہ روضہ کے باب الاطعمہ میں ہے، یہ اس کے خلاف ہے جو تحقیق میں ہے کہ اس میں نماز نہیں پڑھی جائے گی۔

﴿مُدّة الْمسح﴾

(وَيمْسَح الْمُقِيم) وَلَو عَاصِيا بإقامته وَالْمُسَافر سفر اقَصِير أَو طَويلا وَهُوَ عَاص بِسَفَرِهِ وَكَذَا كل سفر يمْتَنع فِيهِ الْقصر **(يَوْمًا وَلَيْلَة)** كَامِلين فيستبيح بِالْمَسْحِ مَا يستبيحه بِالْوضُوءِ فِي هَذِه الْمدّة.

(و) يمسح **(الْمُسَافِر)** سفر قصر **(ثَلَاثَة أَيَّام ولياليهن)** فيستبيح بِالْمَسْحِ مَا يستبيحه بِالْوضُوءِ فِي هَذِه الْمدّة وَدَلِيل ذَلِك الْخَبَر السَّابِق أول الْفَصْل وَخبر مُسلم عَن شُرَيْح بن هانىء سَأَلَ عَليّ بن أبي طَالب عَن الْمسْح على الْخُفَّيْنِ فَقَالَ جعل رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم ثَلَاثَة أَيَّام ولياليهن للْمُسَافِر وَيَوْمًا وَلَيْلَة للمقيم.

وَالْمرَاد بلياليهن ثَلَاثَة لَيَال مُتَّصِلَة بهَا سَوَاء أسبق الْيَوْم الأول لَيْلَته أم لَا فَلَو أحدث فِي أثْنَاء اللَّيْل أَو الْيَوْم اعْتبر قدر الْمَاضِي مِنْهُ من اللَّيْلَة الرَّابِعَة أَو الْيَوْم الرَّابِع وعَلى قِيَاس ذَلِك يُقَال فِي مُدَّة الْمُقِيم وَمَا ألحق بِهِ.

﴿مسح کی مدت﴾

(مقیم مسح کرے گا) اگرچہ اپنی اقامت کی وجہ سے گنہگار ہو اور مسافر سفر چھوٹا ہو یا طویل درانحالیکہ وہ اپنے سفر میں عاصی ہو اور اسی طرح ہر سفر جس میں قصر ممنوع ہو، کامل **(ایک دن اور رات)** اس مدت میں مسح سے وہ امور مباح ہوں گے جو امور وضوء سے مباح ہوتے ہیں۔

(اور) سفر قصر کا **(مسافر)** مسح کرے گا **(تین دن اور راتیں)** اس مدت میں مسح سے وہ امور مباح ہوں گے جو امور وضوء سے مباح ہوتے ہیں، اس کی دلیل فصل کے شروع میں ذکر کی ہوئی حدیث ہے اور مسلم شریف کی حدیث ہے جو شریح ابن ہانی کے حوالہ سے مروی ہے: انہوں نے حضرت علی ابن ابو طالبؓ سے موزوں پر مسح کرنے کے متعلق دریافت فرمایا؟ تو آپ نے (جواب میں) فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مسافر کے لئے متعین کئے تین دن اور راتیں اور مقیم کے لئے ایک دن اور رات۔

لیالیھن سے مراد: وہ تین راتیں ہیں جو ان کے دنوں سے متصل ہوں خواہ پہلے دن پر اس کی رات مقدم ہو یا نہ ہو، اگر کسی کو رات یا دن کے دوران حدث پیش آئے تو اس

کی گزری ہوئی مقدار کا اعتبار کرے گا چوتھی رات یا چوتھے دن میں، اور اس پر قیاس کرتے ہوئے کہا جائے گا: مقیم کی مدت کے بارے میں اور جو اس کے ساتھ ملحق ہے۔

﴿مَا يستبيحه دَائِم الْحَدث بِالْمَسْح﴾

تَنْبِيه شَمل إِطْلَاقه دَائِم الْحَدث كالمستحاضة فَيجوز لَهُ الْمسْح على الْخُف على الصَّحِيح لِأَنَّهُ يحْتَاج إِلَى لبسه والارتفاق بِهِ كَغَيْرِهِ وَلِأَنَّهُ يَسْتَفِيد الصَّلَاة بِطَهَارَتِهِ فيستفيد الْمسْح أَيْضا لَكِن لَو أحدث بعد لبسه غير حَدثهُ الدَّائِم قبل أَن يُصَلِّي بِوضُوء اللّبْس فرضا مسح لفريضة فَقَط ولنوافل وَإِن أحدث وَقد صلى بِوضُوء اللّبْس فرضا لم يمسح إِلَّا لنفل فَقَط لِأَن مَسحه مُرَتّب على طهره وَهُوَ لَا يُفِيد أَكثر من ذَلِك فَإِن أَرَادَ فَرِيضَة أُخْرَى وَجب نزع الْخُف وَالطُّهْر الْكَامِل لِأَنَّهُ مُحدث بِالنِّسْبَةِ إِلَى مَا زَاد على فَرِيضَة ونوافل فَكَأَنَّهُ لبس على حدث حَقِيقَة فَإِن طهره لَا يرفع الْحَدث على الْمَذْهَب أما حَدثهُ الدَّائِم فَلَا يحْتَاج مَعَه إِلَى اسْتِئْنَاف طهر نعم إِن آخر الدُّخُول فِي الصَّلَاة بعد الطُّهْر لغير مصلحتها وحدثه يجْرِي بَطل طهره.

﴿وہ امور جو دائمی محدث کے لئے مسح سے مباح ہوتے ہیں﴾

تنبیہ: مصنفؒ کا (ماسح اور مدت کو) مطلق بیان کرنا دائمی محدث کو شامل ہے جیسے مستحاضہ کو (شامل ہے) لہذا صحیح قول کے مطابق اس کے لئے موزہ پر مسح کرنا جائز ہوتا ہے اس لئے کہ وہ اس کے پہننے کا اور اس سے فائدہ اٹھانے کا محتاج ہوتا ہے اوروں کی طرح اس لئے کہ وہ اپنی طہارت سے نماز کا فائدہ اٹھاتا ہے تو مسح کا بھی فائدہ اٹھائے گا لیکن اگر کسی کو موزہ پہننے کے بعد پہننے کے وضوء سے فرض نماز پڑھنے سے قبل حدث پیش آئے حدث دائمی کے علاوہ تو وہ صرف ایک فرض کے لئے اور نوافل کے لئے مسح کرے اور اگر اسے حدث پیش آئے درانحالیکہ وہ پہننے کے وضوء سے فرض نماز پڑھ چکا تو صرف نفل ہی کے لئے مسح کرے اس لئے کہ اس کا مسح اس کے طہر پر مرتب ہے اور وہ اس سے زیادہ کا فائدہ نہیں دیتا، اگر دوسرے فرض کا ارادہ کرے تو موزہ کو اتارنا اور کامل طہارت حاصل کرنا

واجب ہو گا اس لئے کہ وہ محدث ہے ایک فرض اور نوافل سے زائد کی طرف نسبت کرتے ہوئے (یعنی صرف ایک فرض اور نوافل کے لئے طاہر ہے زائد کے لئے نہیں) تو گویا کہ اس نے در حقیقت بحالت حدث موزہ پہنا اور یقینا اس کا طہر حدث کو رفع نہیں کرتا مذہب میں معتمد قول کے مطابق، بہر حال اس کا دائمی حدث تو اس کے ہوتے ہوئے طہر کی از سر نو حاجت نہیں ہوتی، ہاں اگر طہر کے بعد نماز میں دخول کو مؤخر کرے مصلحتِ نماز کے بغیر درانحالیکہ اس کا حدث جاری ہو تو طہر باطل ہو گا۔

﴿ابْتِدَاء مُدَّة الْمسْح﴾

(**وَابْتِدَاء الْمدَّة**) للمسح فِي حق الْمُقِيم وَالْمُسَافر (**من حِين**) انْقِضَاء الزَّمن الَّذِي (**يحدث**) فِيهِ (**بعد لبس الْخُفَّيْنِ**) لِأَن وَقت جَوَاز الْمسْح يدْخل بذلک فاعتبرت مدَّته مِنْهُ فَإِذا أحدث وَلم يمسح حَتَّى انْقَضتْ الْمدَّة لم يجز الْمسْح حَتَّى يسْتَأْنف لبسا على طَهَارَة أَو لم يحدث لم تحسب الْمدَّة وَلَو بَقِي شهرا مثلا لِأَنَّهَا عبَادَة مُؤَقَّتَة فَكَانَ ابْتِدَاء وَقتهَا من حِين جَوَاز فعلهَا كَالصَّلَاةِ وَعلم مِمَّا تقرر أَن الْمدَّة لَا تحسب من ابْتِدَاء الْحَدث لِأَنَّهُ رُبمَا يسْتَغْرق غَالب الْمدَّة وَشَمل إِطْلَاقهم الْحَدث الْحَدث بِالنَّوْمِ واللمس والمس وَهُوَ كَذَلِک (**فَإِن مسح**) بعد الْحَدث الْمُقِيم (**فِي الْحَضَر**) على خفيه (**ثمَّ سَافر**) سفر قصر (**أَو مسح**) الْمُسَافِر على خفيه (**فِي السّفر ثمَّ أَقَامَ**) قبل اسْتِيفَاء مُدَّة الْمُقِيم (**أتم**) كل مِنْهُمَا (**مسح مُقيم**) تَغْلِيبًا للحضر لأصالته فَيقْتَصر فِي الأول على مُدَّة حضر وَكَذَا فِي الثَّانِي إِن أَقَامَ قبل مدَّته كَمَا مر وَإِلَّا وَجب النزع ويجزيه مَا زَاد على مُدَّة الْمُقِيم وَلَو مسح إِحْدَى رجلَيْهِ حضرا ثمَّ سَافر وَمسح الْأُخْرَى سفرا أتم مسح مُقيم كَمَا صَححهُ النَّوَوِيّ تَغْلِيبًا للحضر خلافًا للرافعي وَمثل ذَلِک مَا لَو مسح إِحْدَى رجلَيْهِ وَهُوَ عَاص ثمَّ الْأُخْرَى بعد تَوْبَته فِيمَا يظْهر.

تَنْبِيه قد علم من اعْتِبَار الْمسْح أَنه لَا عِبْرَة بِالْحَدَثِ حضرا وَإِن تلبس بالمدة وَلَا بِمُضِيّ وَقت الصَّلَاة حضرا وعصيانه إِنَّمَا هُوَ بِالتَّأْخِيرِ لَا بِالسَّفرِ الَّذِي بِهِ الرُّخْصَة وَلَا يشْتَرط فِي الْخُف أَن يكون حَلَالا لِأَن الْخُف تستوفى بِهِ الرُّخْصَة لَا أَنه المجوز للرخصة بِخِلَاف منع الْقصر فِي سفر الْمعْصِيَة إِذْ المجوز لَهُ السّفر فَيَكْفِي

الْمسح علی الْمَغْصُوب والديباج الصفيق والمتخذ من فضّة وَذهب للرجل كالتيمم بِتُرَاب مَغْصُوب وَاسْتثنى فِي الْعباب مَا لَو كَانَ اللابس للخف محرما بنسك وَوَجهه ظَاهر وَالْفرق بَينه وَبَين الْمَغْصُوب أَن الْمحرم مَنْهِيّ عَن اللّبْس من حَيْثُ هُوَ لبس فَصَارَ كالخف الَّذِي لَا يُمكن تتَابع الْمَشْي فِيهِ وَالنَّهْي عَن لبس الْمَغْصُوب من حَيْثُ إِنَّه مُتَعَدٍّ فِي اسْتِعْمَال مَال الْغَيْر وَاسْتثنى غَيره جلد الْآدَمِيّ إِذا اتخذ مِنْهُ خفا وَالظَّاهِر أَنه كالمغصوب.

﴿مدت مسح کی ابتداء﴾

مقیم اور مسافر کے حق میں مسح کے لئے **(مدت کی ابتداء ہوتی ہے دونوں موزے پہننے کے بعد اس وقت کے گزر جانے کے بعد جس میں حدث لاحق ہوتا ہے)** (یعنی قضاء حاجت میں پانچ منٹ لگے تو پانچ منٹ کے بعد مثلا ۸:۲۵ کو گیا اور ۸:۳۰ کو فارغ ہوا تو ابتداء ۸:۳۰ سے ہوگی ۸:۲۵ سے نہیں اسی طرح حدث نوم سے ہو تو مثلا رات میں دس بجے سویا اور صبح پانچ بجے اٹھا تو ابتداء صبح پانچ سے ہوگی رات کے دس سے نہیں) اس لئے کہ جواز مسح کا وقت اس وقت سے داخل ہوتا ہے لہذا اس سے مدتِ مسح کا اعتبار کیا گیا، اگر حدث پیش آیا اور مسح نہ کیا یہاں تک کہ مدت ختم ہوگئی تو مسح جائز نہ ہوگا یہاں تک کہ وہ از سر نو طہارت کی حالت میں موزہ پہنے اگر حدث پیش نہ آئے تو مدت شمار نہ ہوگی اگرچہ مثلا ایک ماہ ہو جائے اس لئے کہ یہ وقتی عبادت ہے اور اس عبادت کے وقت کی ابتداء ہوتی ہے اس کو اداء کرنے کے وقتِ جواز سے جیسے نماز اور ماقبل کی عبارت سے ثابت مضمون معلوم ہوا کہ مدت کا شمار حدث کی ابتداء سے نہ ہوگا، اس لئے کہ حدث بسا اوقات غالب مدت کو مستغرق ہوتا ہے اور فقہاء کا حدث کو مطلق بیان کرنا شامل ہے: نوم، لمس اور مس سے پیش آنے والے حدث کو اور یہ مسئلہ اسی طرح ہے **(اگر)** حدث کے بعد مقیم **(مسح کرے حضر میں)** اپنے دونوں موزوں پر **(پھر سفر کرے)** سفر قصر **(یا)** مسافر **(مسح کرے)** اپنے دونوں موزوں پر **(سفر میں پھر مقیم ہو جائے)** مدت مقیم کو پورا کرنے سے پہلے **(تو)**

ان دونوں میں سے ہر ایک صورت میں **(مقیم کا مسح پورا کرے)** حضر کو غلبہ دیتے ہوئے اس کے اصل ہونے کی بناء پر لہذا پہلی صورت میں حضر کی مدت پر اکتفاء کیا جائے گا اور اسی طرح دوسری صورت میں اگر حضر کی مدت سے قبل مقیم ہو جائے جیسا کہ گزر گیا (قبل استیفاء مدۃ المقیم میں) ورنہ موزہ اتارنا واجب ہو گا اور جو مدتِ مقیم سے زائد ہو اوہ اس کے لئے کافی ہو گا، اور اگر ماسح اپنے دونوں پاؤں میں سے ایک کا مسح کرے حضر میں پھر سفر کرے اور دوسرے پاؤں کا مسح کرے سفر میں تو مقیم کا مسح پورا کرے جیسا کہ امام نوویؒ نے اس کو صحیح قرار دیا ہے حضر کو غلبہ دیتے ہوئے اس میں امام رافعیؒ کا خلاف ہے اور اسی کے مانند یہ صورت ہے کہ اگر اپنے دونوں پاؤں میں سے ایک کا مسح کرے درانحالیکہ وہ گنہگار ہو پھر دوسرے کا مسح کرے اپنے ظاہر ہونے والے گناہ سے توبہ کرنے کے بعد۔

تنبیہ: مسح کا اعتبار کرنے سے معلوم ہوا کہ حضر میں حدث کے لاحق ہونے کا اعتبار نہیں ہے اگرچہ مدت کے ساتھ تلبس اور تعلق ہو جاتا ہے (یعنی مسح مقیم اور مسح مسافر میں اعتبار مسح کا ہے حدث کا نہیں، یعنی اگر حدث حضر میں ہو لیکن مسح سفر میں ہو تو اعتبار مسح سفر کا ہو گا اور مسح مسافر کرے گا) اور نہ حضر میں وقتِ نماز کے گزر جانے سے (جیسے ظہر کے وقت سفر کی تیاری کرنے والے کو حدث پیش آیا اور عصر کا وقت داخل ہو گیا حالانکہ اس نے ظہر نہیں پڑھا پھر وضوء کیا اور سفر میں مسح کیا تو ایسی صورت میں مسافر کا مسح کرے گا) اور اس کا گنہگار ہونا وہ مؤخر کرنے کی وجہ سے ہے نہ کہ اس سفر کی وجہ سے جس سے رخصت ملی (اصل میں یہاں اعتراض واقع ہو رہا ہے کہ جب اس نے نماز کو اس کے وقت سے مؤخر کر دیا تو وہ عاصی ہوا اور عاصی کے حق میں مقیم کا مسح کرنا ہے پھر مذکورہ مثال میں مسافر کا مسح کیوں کرے گا لہذا شارحؒ نے: **وعُصیانه انما الخ** کہکر اس اعتراض کا جواب دیا ہے) موزہ کے بارے میں شرط نہیں ہے کہ وہ حلال ہو اس لئے کہ موزہ اس سے

رخصت وصول کی جاتی ہے موزہ رخصت کو جائز نہیں کرتا، بر خلاف قصر کی ممانعت کے سفر معصیت میں اس لئے کہ سفر قصر کو جائز کرتا ہے، لہذا مسح کرنا کافی ہو گا غصب کردہ موزہ پر اور ریشمی موزہ (پر) اور مرد کے لئے چاندی اور سونے کے بنائے ہوئے (موزہ پر) جیسے غصب کردہ مٹی سے (کیا ہوا) تیمم (کافی ہوتا ہے) اور عباب میں مستثنیٰ کیا ہے اس صورت کو کہ اگر موزہ کو پہننے والا محرم ہو نسک کی وجہ سے (یعنی پھر مسح نہیں کر سکتا، ہاں البتہ سردی کا عذر ہونے کی بناء پر اس کے لئے موزہ کا پہننا جائز ہوتا ہے تو مسح بھی جائز ہوگا) اور استثناء کی وجہ ظاہر ہے، محرم کے موزہ کے اور غصب کردہ موزہ کے درمیان فرق یہ ہیکہ محرم کو منع کیا گیا ہے لبس ہونے کے اعتبار سے یعنی بالذات لبس ہی وجہ منع ہے لہذا یہ اس موزہ کی طرح ہوا جس میں پے در پے چلنا ممکن نہ ہو اور غصب کردہ موزہ کے لبس سے منع کرنا اس وجہ سے ہے کہ وہ دوسرے کے مال کو استعمال کرنے میں تعدی کرنے والا ہے، اور صاحب عباب کے علاوہ نے مستثنیٰ کیا ہے آدمی کی کھال کو جب اس سے موزہ بنائے اور ظاہر یہ ہیکہ وہ مغصوب کی طرح ہے۔

﴿حكم الْمسح على الجرموق﴾

وَلَا يجزىء الْمسْح على جرموق وَهُوَ خف فَوق خف إِن كَانَ فَوق قوي ضَعِيفا كَانَ أَو قويا لوُرُود الرُّخْصَة فِي الْخُف لعُمُوم الْحَاجة إِلَيْهِ والجرموق لَا تعم الْحَاجة إِلَيْهِ وَإِن دعت إِلَيْهِ حَاجَة أمكنه أَن يدْخل يَده بَينهمَا وَيمْسَح الْأَسْفَل فَإِن كَانَ فَوق ضَعِيف كفى إِن كَانَ قَوِيا لِأَنَّهُ الْخُف والأسفل كاللفافة وَإِلَّا فَلَا كالأسفل إِلَّا أَن يصل إِلَى الْأَسْفَل الْقوي مَاء فَيَكْفِي إِن كَانَ بِقصد مسح الْأَسْفَل فَقَط أَو بِقصد مسحهما مَعًا أَو لَا بِقصد مسح شَيْء مِنْهُمَا لِأَنَّهُ قصد إِسْقَاط الْفَرْض بِالْمَسْحِ وَقد وصل المَاء إِلَيْهِ لَا بِقصد مسح الجرموق فَقَط فَلَا يَكْفِي لقصده مَا لَا يَكْفِي الْمسْح عَلَيْهِ فَقَط وَيتَصَوَّر وُصُول المَاء إِلَى الْأَسْفَل فِي القويين بصبه فِي مَحل الخرز.

فرع لَو لبس خفا على جبيرَة لم يجز الْمسْح عَلَيْهِ على الْأَصَح فِي الرَّوْضَة لِأَنَّهُ ملبوس فَوق مَمْسُوح كالمسح على الْعِمَامَة.

﴿جرموق پر مسح کا حکم﴾

جرموق پر مسح کرنا کافی نہ ہوگا، جرموق یعنی: موزہ کے اوپر کا موزہ (علامہ بجیرمیؒ فرماتے ہیں: جرموق نام ہے: اعلی کا (یعنی: اوپر والے موزہ کا) **فھو اسم للاعلی**) اگر جرموق قوی موزہ کے اوپر ہو چاہے ضعیف ہو یا قوی (مسح کافی نہ ہو گا) موزہ میں رخصت وارد ہونے کی بناء پر اس کی حاجت عام ہونے کی وجہ سے اور جرموق کی حاجت عام نہیں، اور اگر جرموق کی طرف حاجت داعی ہو تو ممکن ہے کہ وہ اپنے ہاتھ کو دونوں موزوں کے درمیان داخل کرے اور اسفل موزہ کا مسح کرے اگر جرموق ضعیف کے اوپر ہو تو مسح کافی ہو گا، اگر جرموق قوی ہو اس لئے کہ وہی موزہ ہے اور نچلا لفافہ کے مانند ہے (لفافہ کہتے ہیں جو پاؤں وغیرہ پر لپیٹا جائے۔ **اللفافة: مایلف علی الرجل وغیرها**) (منجد الطلاب) ورنہ نہیں (یعنی یہ کہ اعلی مراد جرموق بھی ضعیف ہو تو اس پر مسح کافی نہ ہو گا) جیسے اسفل (پر مسح کافی نہیں ہوتا) مگر یہ کہ نچلے والے قوی موزہ کی طرف پانی پہنچے تو مسح کافی ہو گا اگر صرف اسفل موزہ کے مسح کے قصد سے (مسح کیا) ہو (یہ استثناء کیا ہے شارح کے قول: **ولایجزئ المسح علی جرموق** سے) یا دونوں کے بیک وقت مسح کے قصد سے (مسح کیا ہو) یا دونوں میں سے کسی کے مسح کے قصد کے بغیر (درانحالیکہ اصل مسح کا قصد ہو تو ان صورتوں میں مسح کافی ہو گا) اس لئے کہ اس نے مسح سے فرض کو ساقط کرنے کا قصد کیا ہے اور پانی اس تک پہنچ چکا، نہ کہ صرف جرموق کے مسح کے قصد سے کہ اگر فقط مسح جرموق کا قصد کیا تو کافی نہ ہو گا اس لئے کہ اس نے قصد کیا اس چیز کے مسح کا جس پر فقط مسح کرنا کافی نہیں۔ (پانی کس طرح پہنچایا جائے اس کو بیان فرما رہے ہیں:) دونوں موزے قوی ہونے کی صورت میں اسفل تک پانی پہنچنے کی صورت یہ ہیکہ محل خرز (سلائی کی جگہ) میں پانی ڈالا جائے۔

فرع: اگر جبیرہ پر موزہ پہنے تو اس پر مسح کافی نہ ہوگا، روضہ میں مذکور اصح قول کے مطابق اس لئے کہ موزہ ممسوح (یعنی مسح کئے جانے والے چیز) پر پہنا یا گیا ہے جیسے عمامہ پر مسح۔

﴿كَيْفِيَّةُ الْمَسْحِ و مجزىء الْمَسْحِ﴾

وَسن مسح أَعْلَاهُ و أسفله وعقبه و حرفه خُطُوطًا بِأَن يضع يَده الْيُسْرَى تَحت الْعقب و اليمنى على ظهر الْأَصَابِع ثمَّ يمر الْيُمْنَى إِلَى آخر سَاقه و اليسرى إِلَى أَطْرَاف الْأَصَابِع من تَحت مفرجا بَين أَصَابِع يَدَيْهِ فاستيعابه بِالْمَسْحِ خلاف الأولى وَعَلِيهِ يحمل قَول الرَّوْضَة لَا ينْدب استيعابه وَيكرهُ تكراره وَغسل الْخُف وَيَكْفِي مُسَمّى مسح كمسح الرَّأْس فِي مَحل الْفَرْض بِظَاهِر أَعلَى الْخُف لَا بأسفله و باطنه وعقبه و حرفه إِذْ لم يرد الِاقْتِصَار على شَيْء مِنْهَا كَمَا ورد الِاقْتِصَار على الْأَعْلَى فَيقْتَصر عَلَيْهِ وقوفا على مَحل الرُّخْصَة وَلَو وضع يَده المبتلة عَلَيْهِ وَلم يمرها أَو قطر عَلَيْهِ أَجزَأَهُ وَلَا مسح لشاك فِي بَقَاء الْمدَّة كَأَن نسي ابتداءها أَو أَنه مسح حضرا أَو سفرا لِأَن الْمسْح رخصَة بِشُرُوط مِنْهَا الْمدَّة فَإِذا شكّ فِيهَا رَجَعَ للْأَصْل وَهُوَ الْغسْل.

﴿مسح کا طریقہ اور مسح کی مقدار کافی﴾

موزہ کے اعلی، اسفل (اور) پچھلے حصہ (کا) اور کنارے کا مسح لکیروں میں سنت ہے اس طرح کہ اپنا بایاں ہاتھ ایڑی کے نیچے رکھے اور دایاں انگلیوں کے اوپر کی جانب کے کنارے پر (رکھے) پھر دایاں ہاتھ (اوپر کی جانب میں) اپنی پنڈلی کے آخر تک لے آئے اور بایاں ہاتھ نیچے سے انگلیوں کے کنارے تک (لے آئے) اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں کشادہ رکھتے ہوئے، مسح کے ذریعہ موزہ کا استیعاب خلاف اولی ہے اور اسی پر محمول کیا جائے گا روضہ کا قول: مسح کا استیعاب مندوب نہیں ہے، اس کا تکرار اور موزہ کو دھونا مکروہ ہے، محل فرض میں سر کے مسح کی طرح موزہ کے اوپر کے ظاہری حصہ کا مسح جس کو مسح کہا جائے کافی ہوگا نہ کہ اس کے اسفل اور اندرونی حصہ (کا) اور اس کی ایڑی اور کنارے کا

(یعنی ان کا مسح کافی نہ ہو گا) اس لئے کہ ان میں سے کسی چیز پر اقتصار وارد نہیں ہے جیسا کہ اعلی پر اقتصار وارد ہے لہذا اس پر اقتصار کیا جائے گا محل رخصت پر رکتے اور ٹھہرتے ہوئے، اگر کسی نے اپنا تر ہاتھ موزہ پر رکھا اور اس کو پھیرا نہیں یا اس پر پانی ٹپکا یا تو اس کے لئے کافی ہو گا، مدت کے بقاء میں شک کرنے والے کے لئے مسح نہیں ہے جیسے کہ کوئی مدت کی ابتداء کو بھول جائے یا یہ (بھول جائے) کہ اس نے حضر میں مسح کیا یا سفر میں اس لئے کہ مسح کرنا رخصت ہے چند شرطوں کے ساتھ ان میں سے ایک شرط مدت ہے اور جب مدت میں شک ہو جائے تو وہ اصل کی طرف رجوع کرے اور اصل دھونا ہے۔

﴿مبطلات الْمسح﴾

(وَيبْطل) حكم الْمسْح فِي حق لابس الْخُف **(بِثَلَاثَة أَشْيَاء)** الأول **(بخلعهما)** أَو أَحدهمَا أَو بِظُهُور بعض الرجل وَشَيْء مِمَّا ستر بِهِ من رجل ولفافة وَغَيرهمَا.

(و) الثَّانِي **(انْقِضَاء الْمدَّة)** الْمَحْدُودَة فِي حَقّهمَا فَلَيْسَ لأَحَدهمَا أَن يُصَلِّي بعد انْقِضَاء مدَّته وَهُوَ بطهر الْمسْح فِي الْحَالين.

(و) الثَّالِث **(مَا يُوجب الْغسْل)** من جَنَابَة أَو حيض أَو نِفَاس أَو وِلَادَة فينزع ويتطهر ثمَّ يلبس حَتَّى لَو اغْتسل لابسا لَا يمسح بَقِيَّة الْمدَّة كَمَا اقْتَضَاهُ كَلَام الرَّافِعِيّ وَذَلِكَ لخَبر صَفْوَان قَالَ كَانَ رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم يَأْمُرنَا إِذا كُنَّا مسافرين أَو سفرا أَلا ننزع خفافنا ثَلَاثَة أَيَّام ولياليهن إِلَّا من جَنَابَة رَوَاهُ التِّرْمِذِيّ وَغَيره وصححوه وَقيس بالجنابة مَا فِي مَعْنَاهَا وَلِأَن ذَلِك لَا يتَكَرَّر تكَرر الْحَدث الْأَصْغَر وَفَارق الْجَبِيرَة مَعَ أَن فِي كل مِنْهُمَا مسحا بِأَعْلَى سَاتِر لحَاجَة مَوْضُوعَة على طهر بِأَن الْحَاجة ثمَّ أَشد والنزع أشق وَمن فسد خفه أَو ظهر شَيْء مِمَّا ستر بِهِ من رجل ولفافة وَغَيرهمَا أَو انْقَضت الْمدَّة وَهُوَ بطهر الْمسْح فِي الثَّلَاث لزمَه غسل قَدَمَيْهِ فَقَط لبُطْلَان طهرهما دون غَيرهمَا بذلك وَخرج بطهر الْمسْح طهر الْغسْل فَلَا حَاجَة إِلَى غسل قَدَمَيْهِ.

تَتِمَّة لَو تنجست رجله فِي الْخُف بِدَم أَو بغَيْر بنجَاسَة غير مَعْفُو عَنْهَا وَأمكنهُ غسلهَا فِي الْخُف غسلهَا وَلم يبطل مَسحه وَإِن لم يُمكن وَجب النزع وَغسل النَّجَاسَة وَبَطل مَسحه وَلَو بَقِي من مُدَّة الْمسْح مَا يسع رَكْعَة أَو اعْتقد طريان حدث غَالب فَأحْرم بِرَكْعَتَيْنِ فَأكْثر انْعَقَدت صلَاته لِأَنَّهُ على طَهَارَة فِي الْحَال وَصَحَّ الِاقْتِدَاء بِهِ وَلَو علم الْمُقْتَدِي بِحَالِهِ ويفارقه عِنْد عرُوض الْمُبْطل قَالَ فِي الْإِحْيَاء يسْتَحبّ لمن أَرَادَ أَن يلبس الْخُف أَن ينفضه لِئَلَّا يكون فِيهِ حَيَّة أَو عقرب أَو شَوْكَة أَو نَحْو ذَلِك وَاسْتدلَّ لذَلِك بِمَا رَوَاهُ الطَّبَرَانِيّ عَن أبي أُمَامَة أَن النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم قَالَ من كَانَ يُؤمن بِاللَّه وَالْيَوْم الآخر فَلَا يلبس خفيه حَتَّى ينفضهما.

﴿مسح کو باطل کرنے والی اشیاء﴾

مسح کا حکم موزہ پہننے والے کے حق میں **(باطل ہو جاتا ہے تین چیزوں سے)** پہلی چیز: **(دونوں موزے اتارنے سے)** یا دونوں میں سے کسی ایک کے (اتارنے سے) یا پاؤں کا بعض حصہ ظاہر ہونے سے یا جس کو خف سے چھپایا ہے یعنی پیر، لفافہ اور ان دونوں کے علاوہ ان کا کچھ حصہ ظاہر ہونے سے۔ (اللفافة: مايلف على الرجل وغيرها) (منجد الطلاب) لفافہ کہتے ہیں جو پاؤں وغیرہ پر لپیٹا جائے)

(اور) دوسری چیز: دونوں یعنی مقیم و مسافر کے حق میں متعین شدہ **(مدت کا ختم ہونا)** کسی ایک کے لئے روانہ ہو گا کہ مدت ختم ہونے کے بعد نماز پڑھے درانحالیکہ وہ دونوں حالتوں (یعنی سفر و حضر) میں مسح کے طہر میں ہو۔

(اور) تیسری چیز: **(جو غسل کو واجب کرے)** یعنی جنابت یا حیض یا نفاس یا ولادت، پس موزہ اتارا جائے اور پاکی حاصل کی جائے پھر پہن لیا جائے، یہاں تک کہ اگر کسی نے موزہ پہننے کی حالت میں غسل کیا تو وہ باقی مدت میں مسح نہ کرے جیسا کہ امام رافعیؒ کا کلام اس کا تقاضا کرتا ہے اور یہ حدیثِ حضرت صفوانؓ کی بناء پر ہے وہ فرماتے ہیں: حضور ﷺ ہمیں حکم فرماتے تھے جب ہم مسافر ہوتے کہ ہم تین دنوں اور راتوں تک

اپنے موزے نہ اتاریں مگر جنابت کی وجہ سے۔ اس کو امام ترمذیؒ وغیرہ نے بیان کیا ہے اور صحیح قرار دیا ہے۔ جنابت پر قیاس کیا گیا ہے اس کو جو اس کے معنی میں ہے اور اس لئے کہ یہ حدثِ اصغر کے مکرر ہونے کی طرح مکرر نہیں ہوتا، (موزہ کا حکم) جبیرہ کے حکم سے جدا ہے باوجود اس کے کہ ان دونوں میں سے ہر ایک میں مسح کرنا ہے ساتر کے بالائی حصہ کا جو طہر کی حالت میں رکھا گیا حاجت کی بناء پر اس لئے کہ حاجت وہاں سخت ہے اور اتارنا زیادہ دشوار ہے، جس کا موزہ پھٹ جائے یا جس کو خف سے چھپایا ہے یعنی پاؤں، لفافہ اور ان دونوں کے علاوہ، ان میں سے کچھ حصہ ظاہر ہو جائے یا مدت ختم ہو جائے درانحالیکہ وہ تینوں صورتوں میں مسح والی طہارت میں ہو تو اس پر صرف اپنے دونوں قدموں کو دھونا لازم ہو گا ان کے ذریعہ سے دونوں کے طہر کے باطل ہونے کی بناء پر نہ کہ ان دونوں کے علاوہ کا طہر (یعنی ان تینوں صورتوں میں فقط دو قدموں کا طہر باطل ہوا ہے، چہرہ، ہاتھ اور سر کا نہیں) اور مسح کی طہارت والی قید سے غسل کی طہارت خارج ہوئی لہذا اس کے لئے دونوں قدموں کو دھونے کی ضرورت نہیں۔

تتمہ: اگر لابس کا پاؤں موزہ ہی میں ناپاک ہو جائے خون یا اس کے علاوہ ایسی نجاست سے جو غیر معفو عنہا ہو اور موزہ میں اس کو دھونا ممکن ہو تو دھولے اس کا مسح باطل نہ ہو گا اور اگر ممکن نہ ہو (دھونا) تو موزہ کو اتارنا اور نجاست کو دھونا واجب ہو گا اور اس کا مسح باطل ہو گا اگر مدتِ مسح میں سے اتنا وقت باقی ہو جس میں ایک رکعت کی گنجائش ہو یا غالب حدث کے طاری ہونے کا خیال ہو اور دو یا زیادہ رکعتوں سے نماز کو شروع کرے تو اس کی نماز منعقد ہو گی اس لئے کہ وہ فی الحال طہارت کی حالت میں ہے اور اس کی اقتداء کرنا صحیح ہے اگرچہ مقتدی کو اس کے حال کا علم ہو اور اس سے مفارقت کرے (علیحدہ ہو جائے) مبطل چیز کے پیش آنے کے وقت۔ احیاء میں بیان کیا ہے: جو شخص موزہ پہننے کا ارادہ کرے اس کے لئے مستحب ہے کہ وہ موزہ کو جھاڑے تاکہ اس میں سانپ یا بچھو یا کانٹا یا اس کے مانند (کوئی موذی) چیز نہ رہے اور اس کے لئے استدلال کیا گیا ہے اس

حدیث سے جس کو امام طبرانیؒ نے حضرت ابوامامہؓ کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے دونوں موزے نہ پہنے یہاں تک کہ ان کو جھاڑے۔

﴿فصل في التَّيَمُّم﴾

هُوَ لُغَة الْقَصْد يُقَال تيممت فلَانا ويممته وتأممته وأممته أَي قصدته وَمِنْه قَوْله تَعَالَى {وَلَا تيمموا الْخَبيث مِنْهُ تنفقون} وَشرعا إِيصَال التُّرَاب إِلَى الْوَجْه وَالْيَدَيْنِ بشرائط مَخْصُوصَة وخصت بِهِ هَذِه الْأمة وَالْأَكْثَرُونَ على أَنه فرض سنة سِتّ من الْهِجْرَة وَهُوَ رخصَة على الْأَصَح وَأَجْمعُوا على أَنه مُخْتَصّ بِالْوَجْهِ وَالْيَدَيْنِ وَإِن كَانَ الْحَدث أكبر وَالْأَصْل فِيهِ قبل الْإِجْمَاع قَوْله تَعَالَى {وَإِن كُنْتُم مرضى أَو على سفر} إِلَى قَوْله تَعَالَى {فَتَيَمَّمُوا صَعِيدا طيبا} أَي تُرَابا طهُورا وَخبر مُسلم جعلت لنا الأَرْض كلهَا مَسْجِدا وتربتها طهُورا.

(وشرائط التَّيَمُّم) جمع شريطة كَمَا قَالَه الْجَوْهَرِي **(خَمْسَة أَشْيَاء)** كَذَا فِي أَكثر النّسخ والمعدود فِي كَلَامه سِتَّة كَمَا ستعرفه الأول **(وجود الْعذر)** هُوَ الْعَجز عَن اسْتِعْمَال المَاء.

﴿فصل: تیمم کے بیان میں﴾

تیمم لغت میں قصد کو کہتے ہیں، کہا جاتا ہے: تَيَمَّمْتُ فلانا اور يَمَّمْتُه اور تَأَمَّمْتُه اور أَمَّمْتُه: یعنی میں نے اس کا قصد کیا اور اسی سے باری تعالی کا فرمان ہے: وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ (سورہ بقرہ:۲۶۷) اور قصد نہ کرو گندی چیز کا اس میں سے کہ اس کو خرچ کرو۔ شرعا: چہرہ اور دونوں ہاتھوں پر مخصوص شرائط کے ساتھ مٹی پہنچانے کو (تیمم کہتے ہیں) اور یہ اس امت کے ساتھ خاص کیا گیا ہے، (یعنی اس امت کو حاصل ہے کسی اور امت کو نہیں) اور اکثر حضرات اس بات کے قائل ہیں کہ یہ ۶ سنہ ھ میں فرض کیا گیا اور اصح قول کے مطابق یہ رخصت ہے، اور فقہا کا اس بات پر اجماع ہے کہ یہ چہرہ اور ہاتھوں سے متعلق ہے اگرچہ حدث اکبر ہو اور اجماع سے قبل اس کے بارے میں دلیل اللہ تبارک

و تعالیٰ کا فرمان ہے: وَإِن كُنتُم مرضى أَو على سفر اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں، (ترجمۂ قرآن) فَتَيَمَّمُوا صَعِيدا طيبا (سورہ مائدۃ:۶) تو قصد کرو مٹی پاک کا (ایضا) یعنی تراب طہور، اور مسلم شریف کی حدیث ہے: ہمارے لئے ساری زمین مسجد بنائی گئی اور اس کی مٹی طہور۔

(**تیمم کے شرائط**) (شرائط) شریطۃ کی جمع ہے جیسا کہ امام جوہریؒ نے اس کو بیان کیا ہے، (**پانچ چیزیں ہیں**) اکثر نسخوں میں اسی طرح ہے اور مصنفؒ کے کلام میں شمار کردہ چھ ہیں جیسا کہ (اے مخاطب) تو عنقریب ان کو جان لے گا، پہلی شرط: (**عذر کا پایا جانا**) یعنی پانی کے استعمال سے عاجز ہونا۔

﴿أَسبَاب الْعَجز عَن استِعْمَال المَاء﴾

وللعجز ثَلَاثَة أَسبَاب:

أَحدهَا فَقده (ب) سَبَب (**سفر**) وللمسافر أَرْبَعَة أَحْوَال:

الْحَالة الأولى: أَن يتَيَقَّن عدم المَاء فيتيمم حِينَئِذٍ بِلَا طلب إِذْ لَا فَائِدَة فِيهِ سَوَاء أَكَانَ مُسَافِرًا أم لَا وفقده فِي السّفر جرى على الْغَالِب.

الْحَالة الثَّانِيَة: أَن لَا يتَيَقَّن الْعَدَم بل جوز وجوده وَعَدَمه فَيجب عَلَيْهِ طلبه فِي الْوَقْت قبل التَّيَمُّم وَلَو بمأذونه مِمَّا جوزه فِيهِ من رَحْله ورفقته المنسوبين إِلَيْهِ ويستوعبهم كَأَن يُنَادي فيهم من مَعَه مَاء يجود بِهِ ثمَّ إِن لم يجد المَاء فِي ذَلِك نظر حواليه يَمِينا وَشمَالًا وأماما وخلفا إِلَى الْحَد الْآتِي وَخص مَوضِع الخضرة وَالطير بمزيد احْتِيَاط إِن كَانَ بمستو من الأَرْض فَإِن كَانَ ثمَّ وهدة أَو جبل تردد إِن أَمن مَعَ مَا يَأْتِي اختصاصا وَمَا لَا يجب بذله لماء طَهَارَته إِلَى حد يلْحقهُ فِيهِ غوث رفقته لَو استَغَاثَ بهم فِيهِ مَعَ تشاغلهم بِأَشْغَالِهِم فَإِن لم يجد مَاء تيَمّم لظن فَقده.

الْحَالة الثَّالِثَة: أَن يعلم مَاء بِمحل يصله مُسَافر لِحَاجَتِهِ كاحتطاب واحتشاش وَهَذَا فَوق حد الْغَوْث الْمُتَقَدّم وَيُسمى حد الْقرب فَيجب طلبه مِنْهُ إِن أَمن غير اخْتِصَاص وَمَال يجب بذله لماء طَهَارَته ثمنا أَو أُجْرَة من نفس وعضو وَمَال زَائِد على مَا يجب بذله للْمَاء وَانْقِطَاع عَن رفْقَة وَخُرُوج وَقت وَإِلَّا فَلَا يجب طلبه

بِخِلَاف من مَعَه مَاء وَلَو تَوَضَّأ بِهِ خرج الْوَقْت فَإِنَّهُ لَا يتَيَمَّم لِأَنَّهُ وَاجِد للْمَاء وَلم يعْتَبر هُنَا الْأَمْن على الِاخْتِصَاص وَلَا على المَال الَّذِي يجب بذله بِخِلَافِهِ فِيمَا مر لتيقن وجود المَاء.

الْحَالة الرَّابِعَة: أَن يكون المَاء فَوق ذَلِك الْمحل الْمُتَقَدّم وَيُسمى حد الْبعد فيتيمم وَلَا يجب قصد المَاء لبعده فَلَو تيقنه آخر الْوَقْت فانتظاره أفضل من تَعْجِيل التَّيَمُّم لِأَن فَضِيلَة الصَّلَاة بِالْوضُوءِ وَلَو آخر الْوَقْت أبلغ مِنْهَا بِالتَّيَمُّمِ أول وَإِن ظَنّه أَو ظن أَو تَيقّن عَدمه أَو شكّ فِيهِ آخر الْوَقْت فتعجيل التَّيَمُّم أفضل لتحَقّق فضيلته دون فَضِيلَة الْوضُوء.

السَّبَب الثَّانِي: خوف مَحْذُور من اسْتِعْمَال المَاء بِسَبَب بطء برْء **(أَو مرض)** أَو زِيَادَة ألم أَو شين فَاحش فِي عُضْو ظَاهر للْعُذْر وللآية السَّابِقَة والشين الْأَثر المستكره من تغير لون أَو نحول أَو استحشاف وثغرة تبقى ولحمة تزيد وَالظَّاهِر مَا يَبْدُو عِنْد المهنة غَالِبا كالوجه وَالْيَدَيْنِ ذكر ذَلِك الرَّافِعِيّ وَذكر فِي الْجِنَايَات مَا حَاصله أَنه مَا لَا يعد كشفه هتكا للمروءة وَيُمكن رده إِلَى الأول وَخرج بالفاحش الْيَسِير كقليل سَواد وبالظاهر الْفَاحِش فِي الْبَاطِن فَلَا أثر لخوف ذَلِك ويعتمد فِي خوف مَا ذكر قَول عدل فِي الرِّوَايَة.

السَّبَب الثَّالِث: حَاجته إِلَيْهِ لعطش حَيَوَان مُحْتَرم وَلَو كَانَت حَاجته إِلَيْهِ لذَلِك فِي الْمُسْتَقْبل صونا للروح أَو غَيرهَا من التّلف فيتيمم مَعَ وجوده وَلَا يُكَلف الطُّهْر بِهِ ثمَّ جمعه وشربه لغير دَابَّة لِأَنَّهُ مستقذر عَادَة وَخرج بالمحترم غَيره والعطش الْمُبِيح للتيمم مُعْتَبر بالخوف فِي السَّبَب الثَّانِي وللعطشان أَخذ المَاء من مَالِكه قهرا بِبَدَلِهِ إِن لم يبذله لَهُ.

(و) الشَّيْء الثَّانِي **(دُخُول وَقت الصَّلَاة)** فَلَا يتَيَمَّم لمؤقت فرضا كَانَ أَو نفلا قبل وقته لِأَن التَّيَمُّم طَهَارَة ضَرُورَة وَلَا ضَرُورَة قبل الْوَقْت بل يتَيَمَّم لَهُ فِيهِ وَلَو قبل الْإِتْيَان بِشَرْطِهِ كستر وخطبة جُمُعَة وَإِنَّمَا لم يَصح التَّيَمُّم قبل زَوَال النَّجَاسَة عَن الْبدن للتضمخ بهَا مَعَ كَون التَّيَمُّم طَهَارَة ضَعِيفَة لَا لكَون زَوَالهَا شرطا للصَّلَاة وَإِلَّا لما صَحَّ التَّيَمُّم قبل زَوَالهَا عَن الثَّوْب وَالْمَكَان وَالْوَقْت شَامِل لوقت الْجَوَاز وَوقت الْعذر وَيدخل وَقت صَلَاة الْجِنَازَة بِانْقِضَاء الْغسْل أَو بدله وَيتَيَمَّم للنفل الْمُطلق فِي

كل وَقت أَرَادَهُ إِلَّا وَقت الْكَرَاهَة إِذا أَرَادَ إِيقَاع الصَّلَاة فِيهِ وَيشْتَرط الْعلم بِالْوَقْتِ فَلَو تيَمّم شاكا فِيهِ لم يَصح وَإِن صادفه.

(و) الشَّيْء الثَّالِث (**طلب المَاء**) بعد دُخُول الْوَقْت بِنَفسِهِ أَو بمأذونه كَمَا مر.

(و) الشَّيْء الرَّابِع (**تعذر اسْتِعْمَاله**) شرعا فَلَو وجد خابية مسبلة بطرِيق للشرب لم يجز لَهُ الْوضُوء مِنْهَا كَمَا فِي الزَّوَائِد الرَّوْضَة أَو حسا كَأَن يحول بَينه وَبَينه سبع أَو عَدو وَمن صور التَّعَذُّر خَوفه سَارِقا أَو انْقِطَاعًا عَن رفقته.

(و) الشَّيْء الْخَامِس (**إعوازه**) أَي المَاء أَي احْتِيَاجه إِلَيْهِ (**بعد الطّلب**) لعطشه أَو عَطش حَيَوَان مُحْتَرم كَمَا مر وَهُوَ مَا لَا يُبَاح قَتله.

(و) وَالشَّيْء السَّادِس (**التُّرَاب**) بِجَمِيعِ أَنْوَاعه حَتَّى مَا يتداوى بِهِ (**الطَّاهِر الَّذِي لَهُ غُبَار**) قَالَ تَعَالَى {فَتَيَمَّمُوا صَعِيدا طيبا} أَي تُرَابا طَاهِرا كَمَا فسره ابْن عَبَّاس وَغَيره وَالْمرَاد بالطاهر الطّهُور فَلَا يجوز بالمتنجس وَلَا بِمَا لَا غُبَار لَهُ وَلَا بِالْمُسْتَعْملِ وَهُوَ مَا بَقِي بعضوه أَو تناثر مِنْهُ حَالَة التَّيَمُّم كالمتقاطر من المَاء وَيُؤْخَذ من حصر الْمُسْتَعْمل فِي ذَلِك صِحَة تيَمّم الْوَاحِد وَالْكثير من تُرَاب يسير مَرَّات كَثِيرَة وَهُوَ كَذَلِك وَلَو رفع يَده فِي أَثْنَاء مسح الْعُضْو ثمَّ وَضعهَا صَحَّ على الْأَصَح أما مَا تناثر من غير مس للعضو فَإِنَّهُ غير مُسْتَعْمل وَدخل فِي التُّرَاب الْمَذْكُور المحرق مِنْهُ وَلَو أسود مَا لم يصر رَمَادا كَمَا فِي الرَّوْضَة وَغَيرهَا والأعفر والأصفر والأحمر والأبيض الْمَأْكُول سفها وَخرج بِالتُّرَابِ النورة والزرنيخ وسحاقة الخزف وَنَحْو ذَلِك (**فَإِن خالطه**) أَي التُّرَاب الطّهُور (**جص**) بِكَسْر الْجِيم وَفتحهَا وَهُوَ الَّذِي تسميه الْعَامَّة الجبس أَو دَقِيق أَو نَحوه (**أَو**) اخْتَلَط بِهِ (**رمل**) ناعم يلصق بالعضو (**لم يجز**) التَّيَمُّم بِهِ وَإِن قل الخليط لِأَن ذَلِك يمْنَع وُصُول التُّرَاب إِلَى الْعُضْو أما الرمل الَّذِي لَا يلصق بالعضو فَإِنَّهُ يجوز التَّيَمُّم بِهِ إِذا كَانَ لَهُ غُبَار لِأَنَّهُ من طَبَقَات الأَرْض وَالتُّرَاب جنس لَهُ وَلَو وجد مَاء صَالحا للْغسْل لَا يَكْفِيهِ وَجب اسْتِعْمَاله فِي بعض أَعْضَائِهِ مُرَتبا إِن كَانَ حَدثهُ أَصْغَر أَو مُطلقًا إِن كَانَ غَيره كَمَا يفعل من يغسل كل بدنه لخَبر الصَّحِيحَيْنِ إِذا أَمرتكُم بِأَمْر فَأتوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُم وَيكون اسْتِعْمَاله قبل التَّيَمُّم عَن الْبَاقِي لقَوْله تَعَالَى {فَلم تَجدوا مَاء فَتَيَمَّمُوا صَعِيدا طيبا} وَهَذَا وَاجِد لَهُ أما مَا لَا

يصلح للْغسْل كثلج أَو برد لَا يذوبان فَالْأَصَحّ الْقطع بِأَنَّهُ لَا يجب مسح الرَّأْس بِهِ إِذْ لَا يُمكن هَهُنَا تَقْدِيم مسح الرَّأْس وَلَو لم يجد إِلَّا تُرَابا لَا يَكْفِيهِ فَالْمَذْهَب الْقطع بِوُجُوب اسْتِعْمَاله وَمن بِهِ نَجَاسَة وَوجد مَا يغسل بِهِ بَعْضهَا وَجب عَلَيْهِ لِلْحَدِيث الْمُتَقَدّم أَو وجد مَاء وَعَلِيهِ حدث أَصْغَر أَو أكبر وعَلى بدنه نَجَاسَة وَلَا يَكْفِي إِلَّا لأَحَدهمَا تعين للنَّجَاسَة لِأَن إِزَالَتهَا لَا بدل لَهَا بِخِلَاف الْوضُوء وَالْغسْل.

وَيجب شِرَاء المَاء فِي الْوَقْت وَإِن لم يكفه وَكَذَا التُّرَاب بِثمن مثله وَهُوَ على الْأَصَح مَا تَنْتَهِي إِلَيْهِ الرغبات فِي ذَلِك الْموضع فِي تِلْكَ الْحَالة قَالَ الإِمَام وَالْأَقْرَب على هَذَا أَنه لَا تعْتَبر الْحَالة الَّتِي يَنْتَهِي الْأَمر فِيهَا إِلَى سد الرمق فَإِن الشربة قد تشترى حِينَئِذٍ بِدَنَانِير وَيبعد فِي الرُّخص إِيجَاب ذَلِك فَإِن احْتَاجَ إِلَى الثّمن لدين عَلَيْهِ أَو لنفقة حَيَوَان مُحْتَرم سَوَاء أَكَانَ آدَمِيًّا أم غَيره لم يجب عَلَيْهِ الشِّرَاء وكالنفقة سَائِر الْمُؤَن حَتَّى الْمسكن وَالْخَادِم كَمَا صرح بهما ابْن كج فِي التَّجْرِيد.

وَلَو احْتَاجَ وَاجِد ثمن المَاء إِلَى شِرَاء سُتْرَة للصَّلَاة قدمهَا لدوام النَّفْع بهَا وَلَو كَانَ مَعَه مَاء لَا يحْتَاج إِلَيْهِ للعطش وَيحْتَاج إِلَى ثمنه فِي شَيْء مِمَّا سبق جَازَ لَهُ التَّيَمُّم كَمَا فِي الْمَجْمُوع وَلَو وهب لَهُ مَاء أَو أقْرضهُ أَو أعير دلوا أَو نَحوه من آلَة الاستقاء فِي الْوَقْت وَجب عَلَيْهِ الْقبُول إِذا لم يُمكنهُ تَحْصِيل ذَلِك بشرَاء أَو نَحوه لِأَن الْمُسَامحَة بذلك غالبة فَلَا تعظم فِيهِ الْمِنَّة بِخِلَاف مَا لَو وهب لَهُ ثمن المَاء فَإِنَّهُ لَا يجب عَلَيْهِ قبُوله بِالْإِجْمَاع لعظم الْمِنَّة وَيشْتَرط قصد التُّرَاب لقَوْله تَعَالَى {فَتَيَمَّمُوا صَعِيدا طيبا} أَي اقصدوه فَلَو سفته ريح على عُضْو من أَعْضَاء التَّيَمُّم فردده عَلَيْهِ وَنوى لم يكف وَإِن قصد بوقوفه فِي مهب الرّيح التَّيَمُّم لانْتِفَاء الْقَصْد من جِهَته بِانْتِفَاء النَّقْل الْمُحَقق لَهُ وَلَو يمم بِإِذْنِهِ بِأَن نقل الْمَأْذُون التُّرَاب إِلَى الْعُضْو وردده عَلَيْهِ جَازَ على النَّص كَالْوضُوءِ وَلَا بُد من نِيَّة الْآذِن عِنْد النَّقْل وَعند مسح الْوَجْه كَمَا لَو كَانَ هُوَ الْمُتَيَمم وَإِلَّا لم يَصح جزما كَمَا لَو يممه بِغَيْر إِذْنه وَلَا يشْتَرط عذر لإِقَامَة فعل مأذونه مقَام فعله لكنه ينْدب لَهُ أَن لَا يَأْذَن لغيره فِي ذَلِك مَعَ الْقُدْرَة خُرُوجًا من الْخلاف بل يكره لَهُ ذَلِك كَمَا صرح بِهِ الدَّمِيرِيّ وَيجب عَلَيْهِ عِنْد الْعَجز وَلَو بِأُجْرَة عِنْد الْقُدْرَة عَلَيْهَا.

﴿استعمال ماء سے عاجز ہونے کے اسباب﴾

عجز کے تین اسباب ہیں:

ان میں سے ایک: پانی کا مفقود ہونا (سفر) کے سبب (سے) اور مسافر کے لئے چار احوال ہیں:

پہلی حالت: یہ کہ پانی کے عدم کا یقین ہو تو ایسی صورت میں تلاش کئے بغیر تیمم کرے اس لئے کہ اب تلاش کرنے میں فائدہ نہیں ہے خواہ وہ مسافر ہو یا نہ ہو اور سفر میں پانی کا فقدان غالب عادت کے مطابق جاری ہے۔ (یعنی قید سفر غالب کی وجہ سے ہے لہذا مفہو مخالف معتبر نہ ہو گا)

دوسری حالت: یہ کہ (پانی کے) عدم کا یقین نہ ہو بلکہ اس کا وجود اور عدم ممکن ہو تو اس پر (یعنی مرید تیمم پر) واجب ہو گا پانی کو تلاش کرنا وقت میں تیمم سے قبل اگرچہ طلب مأذون کے ذریعہ ہو (مأذون وہ آدمی جس کو پانی طلب کرنے کی اجازت دی ہو) پانی کو طلب کرے ان مواقع میں جہاں ممکن ہو، یعنی اس کے مسکن میں اور (طلب کرے) اس کی طرف منسوب قافلہ کے ساتھیوں میں اور ان کا استیعاب کرے اس کی صورت یہ ہیکہ اعلان کرے ان میں کہ جس کے پاس پانی ہو وہ سخاوت کرے اگرچہ ثمن کے بدلے میں پھر اگر وہ وہاں پانی نہ پائے تو اپنے چاروں طرف (یعنی) دائیں اور بائیں، سامنے اور پیچھے دیکھے حد غوث تک اور خاص طور پر مزید احتیاط کرتے ہوئے سبز اور پرندہ کی جگہ (دیکھے) اگر زمین ہموار ہو اور اگر وہاں نشیبی زمین یا پہاڑ ہو تو پہاڑ پر چڑھے یا نشیب اترے اگر امن ہو ان چیزوں کے ساتھ جو آگے آئیں گی محترم چیزوں پر اور (امن ہو) اس مال پر جس کا خرچ کرنا طہارت کے لئے واجب ہو اس حد تک جس میں اس کو اپنے ساتھیوں سے مدد ملے اگر وہ اس حد میں ان سے فریاد کرے ان کے اپنے کام میں مصروف ہونے کے باوجود، پھر اگر وہ پانی نہ پائے تو تیمم کرے پانی کے مفقود ہونے کے گمان غالب کی بناء پر۔

تیسری حالت: یہ ہیکہ وہ پانی کا ایسی جگہ میں علم رکھتا ہو جہاں مسافر اپنی حاجت کے لئے پہنچتا ہو جیسے لکڑیاں جمع کرنے اور (جانوروں کی) گھاس لانے کے لئے اور یہ حد ذکر کردہ حد غوث سے دور ہوتی ہے اور اس کو "حد قرب" کہا جاتا ہے تو پانی کا طلب کرنا واجب ہے اگر محترم اور وہ مال جس کا خرچ کرنا واجب ہے ماء طہارت کے ثمن کے طور پر یا اجرت کے طور پر ان دونوں کے علاوہ سے امن ہو یعنی امن ہو نفس اور عضو اور پانی کے لئے جتنے مال کا خرچ کرنا واجب ہے اس سے زائد مال سے اور (امن ہو) انقطاع سے سفر کے ساتھیوں سے اور خروج وقت (سے) ورنہ طلب واجب نہیں بر خلاف اس آدمی کے جس کے پاس پانی ہو اور وضوء کرنے کی صورت میں وقت نکل جاتا ہو تو وہ تیمم نہیں کرے گا اس لئے کہ وہ واجد ماء ہے اور یہاں امن علی الاختصاص کا (محترم پر امن) اور اس مال پر امن کا جس کا خرچ کرنا واجب ہوتا ہے اعتبار نہیں کیا گزشتہ کے بر خلاف اس لئے کہ (یہاں) وجود ماء کا یقین ہے۔

چوتھی حالت: یہ ہیکہ پانی اس ذکر کردہ جگہ سے دور ہو اور اس کو "حد بعد" کہا جاتا ہے تو تیمم کرے اور پانی کا قصد کرنا واجب نہ ہوگا اس کے دور ہونے کی بناء پر، اگر اس کو آخری وقت میں (پانی ملنے کا) یقین ہو تو اس کے لئے انتظار کرنا افضل ہے تیمم کرنے کی عجلت سے اس لئے کہ باوضوء نماز کی فضیلت اگرچہ (باوضوء نماز) اخیری وقت میں ہو زیادہ ہے تیمم کے ساتھ نماز سے اگرچہ (تیمم کے ساتھ نماز) اول وقت میں ہو (یعنی باوضوء نماز میں ثواب زیادہ ہے اس لئے کہ تاخیر نماز جائز ہے اول وقت میں اداء پر قدرت کے باوجود اور تیمم جائز نہیں وضوء پر قدرت کی صورت میں) اور اگر اخیری وقت میں پانی کے وجود کا گمان ہو یا پانی کے عدم کا گمان یا یقین ہو یا اس کے بارے میں شک ہو تو تیمم میں تعجیل کرنا افضل ہے تعجیل کی فضیلت کے متحقق ہونے کی بناء پر نہ کہ وضوء کی فضیلت کے۔

دوسرا سبب: پانی کے استعمال سے محذور کا خوف کھانا زخم کے دیر سے اچھا ہونے کے سبب سے **(یا مرض)** (کے سبب سے) یا درد کے بڑھنے کا یا عضو ظاہر میں سخت عیب ہونے کا عذر ہونے کی بناء پر اور سابقہ آیت کی بناء پر۔

﴿اعتراض اور جواب﴾

اعتراض: عذر کو آیت پر مقدم کیوں کیا گیا؟

جواب: اس لئے کہ آیت خاص ہے اور عذر عام ہے۔

شین (عیب) وہ اثر ہے جو قبیح اور برا لگے رنگ کے متغیر ہو جانے یا دبلا پتلا ہو جانے یا خشک ہو کر سکڑ جانے سے اور شگاف باقی رہ جانے اور گوشت کا ٹکڑا زائد ہو جانے (سے) ظاہر: (یعنی) جو عضو غالبا خدمت کے وقت ظاہر ہو جیسے چہرہ اور دونوں ہاتھ، اس کو امام رافعیؒ نے ذکر کیا ہے اور جنایات میں ذکر کیا ہے جس کا حاصل یہ ہیکہ ظاہر وہ ہے جس کا کھلنا بے مروتی شمار نہ ہوتا ہو اور ممکن ہے اس کو اول کی طرف لوٹانا (وہ یہ: **مالا یعد کشفه هتکا للمروءة هو ما یبدو عند المهنة** (حاشیۃ البجیرمی) فاحش کی قید سے یسیر خارج ہو گیا جیسے تھوڑی سیاہی۔ ظاہر (کی قید) سے (خارج ہو گیا) وہ جو باطن میں فاحش کثیر ہو لہذا اس کے خون کا اثر نہ ہو گا اور ذکر کردہ خوف کے بارے میں اعتماد کیا جائے گا روایت میں عادل کے قول کا۔

تیسرا سبب: حیوان محترم کی پیاس کے لئے اس کو پانی کی حاجت کا پیش آنا اگرچہ اس کو پیاس کے لئے پانی کی حاجت مستقبل میں ہو روح کی یا اس کے علاوہ کسی چیز کے ضائع ہونے سے حفاظت کے پیش نظر لہذا وہ پانی کے ہوتے ہوئے تیمم کرے گا اور اس کو پانی سے طہارت حاصل کرنے پھر اس کو جمع کرنے اور پینے کا چوپائے کے علاوہ کے لئے مکلف نہیں کیا جائے گا اس لئے کہ عادۃ وہ گندا سمجھا جاتا ہے، محترم کی قید سے غیر محترم خارج ہو گیا، تیمم کو مباح کرنے والی پیاس کو قیاس کیا گیا ہے سببِ ثانی میں خوف پر اور پیاسے

شخص کے لئے جائز ہے اس کے مالک سے پانی لینا جبرا پانی کا بدل دیکر اگر مالک اس کے لئے پانی کو خرچ نہ کرے (یہ اس صورت میں ہے جبکہ مالک پیاسا نہ ہو)

(اور) دوسری چیز: **(نماز کے وقت کا داخل ہونا)** لہذا وقتیہ نماز کے لئے تیمم نہ کرے خواہ وہ فرض ہو یا نفل اس کے وقت سے قبل اس لئے کہ تیمم طہارت ضروریہ ہے اور وقت سے قبل ضرورت (کا اعتبار) نہیں (ہوتا) بلکہ اس کے لئے تیمم کرے وقت میں اگرچہ اس کی شرط کو بجالانے سے پہلے جیسے ستر اور خطبہ جمعہ، اور بدن سے نجاست کو زائل کرنے سے قبل تیمم صحیح نہیں ہوتا بدن کے نجاست سے آلودہ ہونے کی بناء پر، تیمم کے طہارت ضعیفہ ہونے کے ساتھ، نہ کہ نجاست کا زائل کرنا نماز کی شرط ہونے کی وجہ سے ورنہ کپڑے اور جگہ سے نجاست کو زائل کرنے سے قبل تیمم صحیح نہ ہوتا، اور وقت شامل ہے وقتِ جواز اور وقت عذر کو، نماز جنازہ کا وقت داخل ہوتا ہے غسل یا اس کے بدل کے مکمل ہونے سے اور مطلق نفل کے لئے تیمم کرے گا ہر اس وقت میں جس میں وہ نفل کا ارادہ کرے (سوائے وقت کراہت کے جبکہ اس میں نماز کے واقع کرنے کا ارادہ کرے) اور وقت کا علم ہونا شرط قرار دیا گیا ہے لہذا اگر تیمم کرے وقت میں شک ہوتے ہوئے تو صحیح نہ ہوگا اگرچہ وہ وقت میں واقع ہو۔

(اور) تیسری چیز: **(پانی کا تلاش کرنا)** دخول وقت کے بعد بذات خود یا اپنے ماذون کے ذریعہ جیسا کہ گزر گیا۔

(اور) چوتھی چیز: شرعا **(پانی کے استعمال کا دشوار ہونا)** اگر کوئی راستہ میں پینے کے لئے رکھا ہوا مٹکا پائے تو اس کے لئے اس سے وضوء کرنا جائز نہیں جیسا کہ زوائد روضہ میں ہے، (اگر علم ہو کہ مطلق انتفاع کے لئے ہے تو وضوء کرنا جائز ہوگا) (یہی حکم ہوگا موجودہ دور میں راستہ میں پینے کے لئے انتظام کئے ہوئے پانی کا) یا حسی طور پر (پانی کا استعمال

دشوار ہو) جیسے کہ اس کے اور پانی کے درمیان درندہ یا دشمن ہو، اور تعذر کی صورتوں میں سے اس کا خوف کھانا ہے چور سے یا اپنے رفقاء سے جدائی کا۔

(اور) پانچویں چیز: **(پانی کا اعواز)** یعنی مرید تیمم کے پانی کی حاجت کا باقی رہنا (تلاش کے بعد) اپنی پیاس یا حیوان محترم کی پیاس کے لئے جیسا کہ گزر گیا اور حیوان محترم وہ ہے جس کا قتل مباح نہ ہو۔

(اور) چھٹی چیز: **(مٹی)** اپنے تمام انواع کے ساتھ یہاں تک کہ وہ جس سے دواء کی جائے **(جو پاک اور جس کے لئے غبار ہو)** اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **فَتَیَمَّمُوْا صَعِیْدًا طَیِّبًا** (سورۂ مائدہ:٦) تو قصد کرو مٹی پاک کا۔ یعنی پاک مٹی جیسا کہ ابن عباسؓ وغیرہ نے اس کی تفسیر کی ہے، اور طاہر سے مراد طہور ہے لہذا ناپاک مٹی سے جائز نہ ہوگا اور نہ اس مٹی سے جس کے لئے غبار نہ ہو اور نہ مستعمل مٹی سے۔

﴿مستعمل مٹی﴾

اور مستعمل وہ مٹی ہے جو تیمم کے وقت متیمم کے عضو پر باقی ہو یا عضو سے گری ہوئی ہو جیسے اعضاء سے ٹپکنے والا پانی اور مستعمل کو ان میں منحصر کرنے سے لیا جائے گا ایک اور کثیر کے تیمم کا صحیح ہونا تھوڑی مٹی سے بہت مرتبہ، اور یہ مسئلہ ایسا ہی ہے اگر متیمم نے مسح عضو کے دوران اپنا ہاتھ اٹھایا پھر اس کو رکھا تو صحیح ہوگا اصح قول کے مطابق، بہر حال وہ مٹی جو عضو کو مس کئے بغیر گر جائے تو وہ مستعمل نہ ہوگی اور مذکورہ تراب میں داخل ہے جلی ہوئی مٹی اگرچہ سیاہ ہوگئی ہو جب تک کہ وہ راکھ نہ بن جائے جیسا کہ روضہ وغیرہ میں ہے، اور (تراب میں داخل ہے) مٹیالہ رنگ کی اور زرد اور سرخ رنگ کی اور نادانی میں کھائی جانے والی سفید رنگ کی، مٹی کی قید سے خارج ہو گیا چونا اور سفید، سرخ اور زرد پتھر، اور سحاقۃ الخزف (یعنی ٹھیکروں کو کوٹنے سے حاصل ہونے والا غبار، اس کا واحد ہے: خزفۃ) اور اس کے مانند، **(اگر اس کے)** یعنی تراب طہور کے **(ساتھ جص مخلوط ہو)** (لفظ جص) جیم کے

کسرہ اور فتح کے ساتھ ہے، یہ وہ ہے جس کو عامۃ چونا کہا جاتا ہے یا(مل جائے) آٹا یا اس کے مانند **(یا)** اس کے ساتھ باریک **(ریت)** مخلوط ہو جو عضو سے چسپاں ہو جائے **(تو)** اس سے تیمم **(جائز نہ ہو گا)** اگرچہ چسپاں ہونے والی چیز قلیل ہو اس لئے کہ یہ عضو تک مٹی کے پہنچنے کو مانع ہوتی ہے، بہر حال وہ ریت جو عضو سے چسپاں نہ ہو تو اس سے تیمم کرنا جائز ہو گا جبکہ اس کے لئے غبار ہو اس لئے کہ یہ زمین کی طبقات اور تہوں میں سے ہے اور مٹی اس کی جنس ہے، اگر کوئی غسل کے لائق پانی پائے جو اس کو کافی نہ ہو تو اس کے لئے پانی کا استعمال کرنا اپنے بعض اعضاء میں ترتیب کے ساتھ واجب ہو گا اگر اس کا حدث اصغر ہو یا مطلق (استعمال کرنا) اگر (اس کا حدث) اس کے علاوہ ہو جیسا کہ وہ شخص کرتا ہے جو اپنے پورے بدن کو دھوتا ہے حدیث صحیحین کی بناء پر: اذا امرتکم الخ جب میں تمہیں کسی چیز کا حکم دوں تو تم اسے لے آؤ بقدر استطاعت۔ اور پانی کا استعمال ہو گا بقیہ بدن کی طرف سے تیمم کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے فرمان: فَلَمۡ تَجِدُوۡا مَآءً فَتَيَمَّمُوۡا صَعِيۡدًا طَيِّبًا (سورۂ مائدہ:٦) کی بناء پر، پھر تم کو پانی نہ ملے تو تم پاک مٹی سے تیمم کرلیا کرو۔ اور یہ پانی کو پانے والا ہے، بہر حال وہ چیز جو غسل کے لائق نہ ہو جیسے برف یا اولہ جو نہ پگھلے تو قطعی طور پر اصح قول یہ ہیکہ اس سے مسح راس واجب نہ ہو گا اس لئے کہ یہاں (یعنی حدث اصغر میں) مسح راس کی تقدیم ممکن نہیں ہے اور اگر وہ مٹی ہی پائے جو کافی نہ ہو تو مذہب میں قطعی طور پر اس کے استعمال کا وجوب ہے، اور جس کے بدن پر نجاست ہو اور وہ اتنا پانی پائے جس سے بعض نجاست کو دھو سکے تو اس پر واجب ہو گا (اس بعض نجاست کو دھونا) سابقہ حدیث کی بناء پر یا پانی پائے اور اسے حدث اصغر یا اکبر لاحق ہو درانحالیکہ اس کے بدن پر نجاست ہو اور وہ پانی دو میں سے کسی ایک کے لئے ہی کافی ہو تو متعین ہو گا نجاست کے لئے اس لئے کہ ازالۂ نجاست کے لئے بدل نہیں ہے برخلاف وضوء اور غسل کے۔

وقت کے اندر پانی کا خریدنا واجب ہے اگرچہ وہ پانی کافی نہ ہو اور اسی طرح مٹی اس کے مثل کی قیمت سے، اور ثمن مثل اصح قول کے مطابق وہ مقدار ہے جہاں تک اس جگہ میں اس وقت میں خریدنے کے وقت رغبات پہنچتے ہیں، امامؒ نے فرمایا: اور اقرب اس صورت میں یہ ہیکہ اس حالت کا اعتبار نہیں کیا جائے گا جس میں معاملہ سدر مق تک پہنچا ہو اس لئے کہ مشروب کبھی اس وقت دیناروں سے خریدا جاتا ہے اور رخصتوں میں اس کا واجب کرنا بعید ہوگا۔ اگر وہ ثمن کا محتاج ہو اس پر قرض ہونے کی وجہ سے یا حیوان محترم کا نفقہ ہونے کی بناء پر خواہ وہ آدمی ہو یا اس کے علاوہ تو اس پر خریدنا واجب نہ ہوگا اور نفقہ کی طرح تمام اخراجات ہیں یہاں تک کہ رہائش گاہ اور خادم جیسا کہ تجرید میں ابن کجؒ نے ان دونوں کی صراحت کی ہے۔

اگر پانی کے ثمن کو پانے والا نماز کے لئے سترہ خریدنے کا محتاج ہو تو وہ سترہ کو مقدم کرے اس کے نفع کے دائم ہونے کی بناء پر اور اگر کسی کے پاس پانی ہو اسے پیاس کے لئے اس کی حاجت نہ ہو لیکن سابقہ چیزوں میں سے کسی چیز کے بارے میں اس کے ثمن کا محتاج ہو تو اس کے لئے تیمم جائز ہوگا جیسا کہ مجموع میں ہے، اگر مرید تیمم کو وقت میں پانی ہبہ کیا گیا یا اسے قرض دیا جائے یا ڈول بطور عاریت دیا جائے یا اس کے مانند یعنی پانی نکالنے کا آلہ تو اس پر قبول کرنا واجب ہوگا جبکہ اس کے لئے اسے حاصل کرنا ممکن نہ ہو خریدنے کے ذریعہ یا اس کے مانند کے ذریعہ اس لئے کہ اس صورت میں دواداری اور فیاضی غالب ہے اور احسان بڑا نہیں ہوتا برخلاف اس شخص کے جس پر پانی کے ثمن کو ہبہ کیا جائے تو اس پر اس کو قبول کرنا بالاجماع واجب نہیں ہے بڑا احسان ہونے کی بناء پر، تراب کا قصد کرنا شرط ہے، اللہ تعالیٰ کے فرمان کی بناء پر: فَتَيَمَّمُوْا (سورۂ مائدہ:٦) یعنی اس کا قصد کرو، اگر ہوا کے ذریعہ اعضاء تیمم میں سے کسی عضو پر مٹی آپڑے اور متیمم اسے عضو پر پھیر دے اور نیت کرے تو کافی نہ ہوگا اگرچہ متیمم ہوا چلنے کی جگہ میں اپنے ٹھہرنے سے تیمم کا

قصد کرے اس کی طرف سے قصد کے منتفی ہونے کی بناء پر اس نقل کے منتفی ہونے کی وجہ سے جو اس کے قصد کو محقق اور موجود کرنے والا ہے اگر آذن (یعنی اجازت دینے والے) کی اجازت سے (اسے) تیمم کرایا جائے یعنی اس طور پر کہ ماذون مٹی کو منتقل کرے عضو کی طرف اور اس کو عضو پر پھیر دے تو نص کے مطابق جائز ہو گا وضوء کی طرح اور نقل اور چہرہ کے مسح کے وقت آذن کی نیت ضروری ہے جیسا کہ اگر وہ متیمم ہو ورنہ قطعی طور پر صحیح نہ ہو گا جیسا کہ اگر اس کو تیمم کرایا جائے اس کی اجازت کے بغیر، ماذون کے فعل کو آذن کے فعل کے قائم مقام کرنے کے لئے عذر شرط نہیں ہے لیکن اس کے لئے مندوب ہے کہ وہ دوسرے کو اس بارے میں اجازت نہ دے قدرت کے باوجود اختلاف سے نکلتے ہوئے بلکہ اس کے لئے یہ مکروہ ہے جیسا کہ دمیریؒ نے اس کی صراحت کی ہے اور عجز کے وقت اس پر واجب ہو گا اگرچہ اجرت کے ذریعہ اس پر قدرت ہونے کی صورت میں۔

﴿فَرائض التَّيمُّم﴾

(وفرائضه) أي التَّيمُّم جمع فَرِيضَة أي أَرْكَانه هُنَا **(أَرْبَعَة أَشْيَاء)** وعدها فِي الْمِنْهَاج خَمْسَة فَزَاد على مَا هُنَا النَّقْل وعدها فِي الرَّوْضَة سَبْعَة فَجعل التُّرَاب وَالْقَصْد ركنين وَأسْقط فِي الْمَجْمُوع التُّرَاب وعدها سِتَّة وَجعل التُّرَاب شرطا وَالْأولَى مَا فِي الْمِنْهَاج إِذْ لَو حسن عد التُّرَاب ركنا لحسن عد المَاء ركنا فِي الطَّهَارَة وَأما الْقَصْد فداخل فِي النَّقْل الْوَاجِب قرن النِّيَّة بِهِ.

الرُّكْن الأول وَهُوَ الَّذِي أسْقطه المُصَنّف هُنَا نقل التُّرَاب إِلَى الْعُضْو الْمَمْسُوح بِنَفسِهِ أَو بمأذونه كَمَا مر فَلَو كَانَ على الْعُضْو تُرَاب فردده عَلَيْهِ من جَانب إِلَى جَانب لم يكف وَإِنَّمَا صَرَّحُوا بِالْقَصْدِ مَعَ أَن النَّقْل المقرون بِالنِّيَّةِ مُتَضَمّن لَهُ رِعَايَة للفظ الْآيَة فَلَو تلقى التُّرَاب من الرّيح بكمه أَو يَده وَمسح بِهِ وَجهه أَو تمعك فِي التُّرَاب وَلَو لغير عذر أَجزَأَهُ أَو نَقله من وَجه إِلَى يَد بِأَن حدث عَلَيْهِ بعد زَوَال تُرَاب مَسحه عَنهُ تُرَاب أَو نَقله من يَد إِلَى وَجه أَو من يَد إِلَى أُخْرَى أَو من عُضْو ورده إِلَيْهِ ومسحه بِهِ كفى ذَلِك لوُجُود مُسَمّى النَّقْل.

﴿تیمم کے فرائض﴾

(اور اس کے) یعنی تیمم کے **(فرائض)** (یہ) جمع ہے فریضۃ کی یعنی اس کے ارکان یہاں: **(چار چیزیں ہیں)** اور منہاج میں ان کو پانچ شمار کیا ہے اس طرح کہ یہاں جو ہیں ان پر نقل کو زیادہ کیا ہے اور روضہ میں ان کو سات شمار کیا ہے اس طرح کہ تراب اور قصد کو دورکن قرار دیا ہے اور مجموع میں تراب کو ساقط کر دیا ہے اور ان کو /٦ شمار کیا ہے اور تراب کو شرط قرار دیا ہے اور اولی وہ ہے جو منہاج میں ہے اس لئے کہ اگر تراب کو رکن شمار کرنا اچھا ہوتا تو طہارت میں پانی کو رکن شمار کرنا یقیناً اچھا ہوتا، بہر حال قصد تو وہ داخل ہے اس نقل میں جس کے ساتھ قرن نیت واجب ہے۔

پہلا رکن: جس کو مصنفؒ نے یہاں ساقط کر دیا ہے وہ مٹی کو عضو ممسوح کی طرف منتقل کرنا ہے بذات خود یا اپنے ماذون کے ذریعہ جیسا کہ گزرا، اگر عضو پر مٹی ہو پھر وہ اس کو عضو پر ایک طرف سے دوسری طرف پھیر دے تو کافی نہ ہوگا، اور فقہاء نے قصد کی صراحت کی نقل مقرون بالنیۃ (نیت سے ملا ہوا نقل) کے قصد کو مستلزم ہونے کے باوجود لفظِ آیت کی رعایت کرتے ہوئے، اگر کوئی ہوا سے مٹی کو لے اپنی آستین یا ہاتھ میں اور اس سے اپنے چہرہ کا مسح کرے یا مٹی میں لوٹ پوٹ ہو جائے اگرچہ بغیر عذر کے تو کافی ہوگا یا وہ مٹی کو چہرہ سے ہاتھ کی طرف منتقل کرے اس کی صورت یہ ہیکہ مسح وجہ کی مٹی کے زوال اور علیحدہ ہو جانے کے بعد اور مٹی آجائے (یعنی دوسری مٹی کا وجود ہو جائے) یا مٹی کو منتقل کرے ہاتھ سے چہرہ کی طرف یا ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ کی طرف (منتقل کرے) یا کسی عضو سے (دوسرے عضو کی طرف) اور پھر اس کو عضو ممسوح کی طرف لے جائے اور اس کا اس سے مسح کرے تو یہ کافی ہوگا اسمِ نقل کے پائے جانے کی بناء پر۔

﴿مَراتِب النِّيّة وكيفيتها﴾

والركن الثَّانِي وَهُوَ الأول فِي كَلَام المُصَنّف **(النِّيّة)** أَي نِيَّة اسْتِبَاحَة الصَّلَاة أَو نَحْوهَا مِمَّا تفْتَقر استباحته إِلَى طَهَارَة كطواف وَحمل مصحف وَسُجُود تِلَاوَة إِذْ الْكَلَام الْآن فِي صِحَة التَّيَمُّم وَأما مَا يستباح بِهِ فَسَيَأْتِي وَلَو تيمّم بنية الاستباحة ظَانًا أَن حَدثهُ أَصْغَر فَبَان أكبر أَو عَكسه صَحَّ لِأَن موجبهما وَاحِد وَإِن تعمد لم يَصح لتلاعبه وَلَو أجنب فِي سَفَره وَنسي وَكَانَ يتَيَمَّم وقتا وَيتَوَضَّأ وقتا أَعَاد صلوَات الْوضُوء فَقَط لما مر وَلَا يَكْفِي نِيَّة رفع حدث أَصْغَر أَو أكبر أَو الطَّهَارَة عَن أَحدهمَا لِأَن التَّيَمُّم لَا يرفعهُ وَلَو نوى فرض التَّيَمُّم أَو فرض الطَّهَارَة أَو التَّيَمُّم الْمَفْرُوض لم يكف لِأَن التَّيَمُّم لَيْسَ مَقْصُودا فِي نَفسه وَإِنَّمَا يُؤْتى بِهِ عَن ضَرُورَة فَلَا يَجْعَل مَقْصُودا بِخِلَاف الْوضُوء وَلِهَذَا اسْتحبَّ تَجْدِيد الْوضُوء بِخِلَاف التَّيَمُّم وَيجب قرن النِّيَّة بِالنَّقْلِ لِأَنَّهُ أول الْأَركان واستدامتها إِلَى مسح شَيْء من الْوَجْه كَمَا فِي الْمِنْهَاج كَأَصْلِهِ فَلَو عزبت قبل الْمسْح لم يكف لِأَن النَّقْل وَإِن كَانَ ركنا فَهُوَ غير مَقْصُود فِي نَفسه قَالَ الْإِسْنَوِيّ وَالْمُتَّجه الِاكْتِفَاء باستحضارها عِنْدهمَا وَإِن عزبت بَينهمَا وتعليل الرَّافِعِيّ يفهمهُ وَهَذَا هُوَ الظَّاهِر وَالتَّعْبِير بالاستدامة جرى على الْغَالِب لِأَن هَذَا الزَّمن يسير لَا تعزب فِيهِ النِّيَّة غَالِبا وَلَو ضرب يَدَيْهِ على بشرة امْرَأَة تنقض وَعَلَيْهَا تُرَاب فَإِن منع التقاء البشرتين صَحَّ تيَمّمه وَإِلَّا فَلَا.

﴿نیت کے مراتب اور اس کی کیفیت﴾

اور دوسرا رکن: اور یہ مصنفؒ کے کلام کے مطابق پہلا رکن ہے: **(نیت کرنا)** یعنی نماز کے مباح ہونے کی یا نماز کے مانند اس چیز کے مباح ہونے کی نیت کرنا جس کے لئے طہارت ضروری ہو جیسے طواف، قرآن شریف کو اٹھانا اور سجدۂ تلاوت اس لئے کہ اس وقت کلام تیمم کی صحت کے بارے میں ہے، بہر حال وہ چیز جو تیمم سے مباح ہوتی ہے عنقریب آئے گی، اور اگر کوئی تیمم کرے استباحت کی نیت سے گمان کرتے ہوئے یہ کہ اس کا حدث اصغر ہے پھر ظاہر ہو جائے حدث اکبر یا اس کے برعکس تو صحیح ہو گا اسلئے کہ ان

دونوں کا مقتضی ایک ہی ہے (وہ یہ کہ چہرہ اور دونوں ہاتھوں کا مٹی سے مسح کرنا) اگر عمدا کرے تو صحیح نہ ہوگا اس کے فعلِ عبث کرنے کی بناء پر، اگر کوئی اپنے سفر میں جنبی ہو جائے اور بھول جائے درانحالیکہ وہ کسی وقت تیمم کرتا تھا اور کسی وقت وضوء کرتا تھا تو وہ صرف وضوء کی نمازوں کا اعادہ کرے اس کے پیش نظر جو گزر گیا۔ حدث اصغر یا اکبر کے رفع کی نیت کافی نہ ہو گی یا ان دونوں میں سے کسی ایک سے طہارت کی نیت (کافی نہ ہو گی) اس لئے کہ تیمم اس کو رفع نہیں کرتا، اگر فرض تیمم کی نیت کرے یا فرض طہارت کی یا مفروض تیمم کی تو کافی نہ ہو گی اس لئے کہ تیمم فی نفسہ مقصود نہیں ہے ضرورت کی وجہ سے اس کو کیا جاتا ہے لہذا اس کو مقصود نہیں بنایا جائے گا برخلاف وضوء کے، اور اسی لئے تجدید وضوء کو مستحب قرار دیا گیا برخلاف تیمم کے، نقل کے ساتھ نیت کو ملانا واجب ہے اس لئے کہ وہ ارکان میں پہلا رکن ہے اور اس کو باقی رکھنا چہرہ کے کچھ حصہ کا مسح کرنے تک جیسا کہ منہاج میں ہے اس کے اصل کی طرح اگر مسح سے قبل نیت نہ رہے تو کافی نہ ہو گا اس لئے کہ نقل اگرچہ رکن ہے لیکن وہ فی نفسہ مقصود نہیں ہے، امام اسنویؒ نے فرمایا: متجہ (اور معتمد) دونوں کے وقت نیت کا استحضار کافی ہے اگرچہ دونوں کے درمیان نیت برقرار نہ رہے اور امام رافعیؒ کا علت بیان کرنا اسی کو سمجھا جاتا ہے اور یہی ظاہر ہے اور استدامت سے تعبیر کرنا غالب عادت کے مطابق جاری ہے اس لئے کہ یہ وقت تھوڑا ہوتا ہے اس میں غالباً نیت غائب نہیں رہتی، اگر کوئی اپنے دونوں ہاتھ ایسی عورت کی کھال پر مارے جو اس کے وضوء کو توڑتی ہو درانحالیکہ اس کی کھال پر مٹی ہو تو اگر دونوں جلدوں کے ملنے کے درمیان مانع ہو تو اس کا تیمم صحیح ہو گا ورنہ نہیں۔

﴿مَا يُبَاح للمتيمم بنية الاستباحة﴾

وَأما مَا يُبَاح لَهُ بنيته فَإِن نوى اسْتِبَاحَة فرض وَنفل أبيحا لَهُ عملا بنيته أَو فرضا فَقَط فَلهُ النَّفْل مَعَه لِأَن النَّفْل تَابع لَهُ فَإِذا صلحت طَهَارَته للْأَصْل فللتابع أولى أَو

نفلا فَقَط أَو نوى الصَّلَاة وَأطلق صلى بِهِ النَّفْل وَلَا يُصَلِّي بِهِ الْفَرْض أما فِي الأولى فَلِأَن الْفَرْض أصل وَالنَّفْل تَابع كَمَا مر فَلَا يَجْعَل الْمَتْبُوع تَابعا وَأما فِي الثَّانِيَة فقياسا على مَا لَو أحرم بِالصَّلَاةِ فَإِن صلَاته تنْعَقد نفلا.

وَلَو نوى بتيممه حمل الْمُصحف أَو سُجُود التِّلَاوَة أَو الشُّكْر أَو نوى نَحْو الْجنب الِاعْتِكَاف أَو قِرَاءَة الْقُرْآن أَو الْحَائِض اسْتِبَاحَة الْوَطْء كَانَ ذَلِك كُله كنية النَّفْل فِي أَنه لَا يستبيح بِهِ الْفَرْض وَلَا يستبيح بِهِ النَّفْل أَيْضا لِأَن النَّافِلَة آكِد من ذَلِك وَظَاهر كَلَامهم أَن مَا ذكر فِي مرتبَة وَاحِدَة حَتَّى إِذا تيَمّم لوَاحِد مِنْهَا جَازَ لَهُ فعل الْبَقِيَّة وَلَو نوى بتيممه صَلَاة الْجِنَازَة فَالْأَصَحّ أَنه كالتيمم للنفل.

(و) الرُّكْن الثَّالِث وَهُوَ الثَّانِي فِي كَلَام المُصَنّف (**مسح الْوَجْه**) حَتَّى ظَاهر مسترسل لحيته والمقبل من أَنفه على شَفَتَيْه لقَوْله تَعَالَى {فامسحوا بوجوهكم وَأَيْدِيكُمْ}

(و) الرُّكْن الرَّابِع وَهُوَ الثَّالِث فِي كَلَام المُصَنّف (**مسح**) كل (**الْيَدَيْنِ مَعَ الْمرْفقين**) لِلْآيَةِ لِأَن الله تَعَالَى أوجب طَهَارَة الْأَعْضَاء الْأَرْبَعَة فِي الْوضُوء فِي أول الْآيَة ثمَّ أسقط مِنْهَا عضوين فِي التَّيَمُّم فِي آخر الْآيَة فَبَقيَ العضوان فِي التَّيَمُّم على مَا ذكرا فِي الْوضُوء إِذْ لَو اخْتلفَا لبينهما كَذَا قَالَه الشَّافِعِي.

(و) الرُّكْن الْخَامِس وَهُوَ الرَّابِع فِي كَلَام المُصَنّف (**التَّرْتِيب**) بَين الْوَجْه وَالْيَدَيْنِ لما مر فِي الْوضُوء وَلَا فرق فِي ذَلِك بَين التَّيَمُّم عَن حدث أكبر أَو أَصْغَر أَو غسل مسنون أَو وضوء مُجَدد أَو غير ذَلِك مِمَّا يطْلب لَهُ التَّيَمُّم.

فَإِن قيل لم لم يجب التَّرْتِيب فِي الْغسْل وَوَجَب فِي التَّيَمُّم الَّذِي هُوَ بدله.

أُجِيب بِأَن الْغسْل لما وَجب فِيهِ تَعْمِيم جَمِيع الْبدن صَار كعضو وَاحِد وَالتَّيَمُّم وَجب فِي عضوين فَقَط فَأشبه الْوضُوء.

وَلَا يجب إِيصَال التُّرَاب إِلَى منبت الشّعْر الْخَفِيف لما فِيهِ من الْعسر بِخِلَاف الْوضُوء بل وَلَا يسْتَحبّ كَمَا فِي الْكِفَايَة فالكثيف أولى وَلَا يجب التَّرْتِيب فِي نقل التُّرَاب إِلَى العضوين بل هُوَ مُسْتَحبّ فَلَو ضرب بيدَيْهِ التُّرَاب دفْعَة وَاحِدَة أَو ضرب الْيَمين قبل الْيَسَار وَمسح بِيَمِينِهِ وَجهه وبيساره يَمِينه أَو عكس جَازَ لِأَن الْفَرْض الْأَصْلِيّ الْمسْح وَالنَّقْل وَسِيلَة إِلَيْهِ.

وَيشْتَرط قصد التُرَاب لعضو معِين يمسحه أَو يُطلق فَلَو أَخذ التُرَاب ليمسح بِهِ وَجهه فَتذكر أَنه مَسحه لم يجز أَن يمسح بذلك التُرَاب يَدَيْهِ وَكَذَا لَو أَخذه ليدَيه ظَانّا أَنه مسح وَجهه ثمَّ تذكر أَنه لم يمسحه لم يجز أَن يمسح بِهِ وَجهه ذكره الْقفال فِي فَتَاوِيهِ وَيجب مسح وَجهه وَيَدَيْهِ بضربتين لخَبر الْحَاكِم التَّيَمُّم ضربتان ضَرْبَة للْوَجْه وضربة لِلْيَدَيْنِ وروى أَبُو دَاوُد أَنه صلى الله عَلَيْهِ وَسلم تيَمّم بضربتين مسح بِإِحْدَاهُمَا وَجهه وبالأخرى ذِرَاعَيْهِ وَلِأَن الِاسْتِيعَاب غَالِبا لَا يَتَأَتَّى بدونهما فأشبها الْأَحْجَار الثَّلَاثَة فِي الِاسْتِنْجَاء.

وَلَا يتَعَيَّن الضَّرْب فَلَو وضع يَدَيْهِ على تُرَاب نَاعِم وعلق بهما غُبَار كفى.

﴿جو چیز نیت استباحت سے متیمم کے لئے مباح ہوتی ہے﴾

بہر حال وہ چیز جو نیت استباحت سے متیمم کے لئے مباح ہوتی ہے، اگر متیمم فرض اور نفل کے استباحت کی نیت کرے تو اس کے لئے یہ دونوں مباح ہوں گے اس کی نیت پر عمل کرتے ہوئے یا صرف فرض (کے استباحت) کی (نیت کرے) تو اس کے لئے اس کے ساتھ نفل مباح ہو گی اس لئے کہ نفل فرض کے تابع ہے اور جب اس کی طہارت اصل کے قابل ولائق ہو گی تو تابع کے بدرجۂ اولی، یا صرف نفل (کے استباحت) کی (نیت کرے) یا نماز کی نیت کی اور مطلق رکھا تو وہ اس سے نفل پڑھے، فرض نہ پڑھے، بہر حال: پہلی صورت میں اس لئے کہ فرض اصل ہے اور نفل تابع ہے جیسا کہ گزر گیا لہذا متبوع کو تابع نہیں بنایا جائے گا اور بہر حال دوسری صورت میں تو یہ قیاس کرتے ہوئے اس پر کہ اگر کوئی نماز کے لئے تکبیر تحریمہ کہے تو اس کی نماز منعقد ہوتی ہے درانحالیکہ وہ نفل ہوتی ہے۔

اگر کسی نے اپنے تیمم سے قرآن کو اٹھانے کی یا تلاوت کا یا شکر کا سجدہ کرنے کی نیت کی یا جنبی جیسے شخص نے اعتکاف کی یا قرآن پڑھنے کی نیت کی یا حائضہ نے وطی کے مباح ہونے کی (نیت کی) تو ان میں سے ہر ایک نفل کی نیت کی طرح ہو گا اس صورت میں

کہ اس سے فرض مباح نہ ہو گی اور اس سے نفل بھی مباح نہ ہو گی اس لئے کہ نافلہ اس سے مؤکد ہے، اور فقہاء کے کلام کا ظاہر یہ ہیکہ یہ ذکر کی ہوئی تمام چیزیں ایک درجہ و مرتبہ میں ہیں یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی ایک کے لئے تیمم کرے تو اس کے لئے باقی کا کرنا جائز ہو گا اور اگر کسی نے اپنے تیمم سے نماز جنازہ کی نیت کی تو اصح قول یہ ہیکہ وہ نفل کے لئے تیمم کرنے کی طرح ہو گا۔

(اور) تیسرا رکن: یہ مصنفؒ کے کلام کے مطابق دوسرا ہے **(چہرہ کا مسح کرنا)** یہاں تک کہ اپنی داڑھی کے لٹکے ہوئے بال کے ظاہر کا اور ہونٹوں کے اوپر کے ناک کے اگلے حصہ کا، اللہ تعالیٰ کے فرمان کی بناء پر: فَامۡسَحُوۡا بِوُجُوۡهِكُمۡ وَ اَيۡدِيۡكُمۡ مِّنۡهُ (سورہ مائدہ:٦) اپنے چہروں اور ہاتھوں پر ہاتھ پھیر لیا کرو (ترجمۂ قرآن)

(اور) چھوتھا رکن: یہ مصنفؒ کے کلام میں تیسرا ہے، مکمل **(دونوں ہاتھوں کا مسح کرنا کہنیوں سمیت)** آیت کریمہ کی بناء پر، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے شروع آیت میں وضوء میں اعضاء اربعہ کی طہارت کو واجب قرار دیا ہے پھر ان میں سے آیت کے آخر میں تیمم میں دو عضو کو ساقط کر دیا لہذا تیمم کے لئے دو عضو باقی رہ گئے اس وصف کے مطابق جس وصف کے ساتھ ذکر کئے گئے وضوء میں اس لئے کہ اگر وہ دونوں مختلف ہوتے تو ان کو یقینا بیان کیا ہوتا اس کو امام شافعیؒ نے اسی طرح کہا ہے۔

(اور) پانچواں رکن: یہ مصنفؒ کے کلام میں چوتھا ہے **(ترتیب)** چہرہ اور دونوں ہاتھوں کے درمیان اس دلیل کے پیش نظر جو وضوء میں بیان ہو چکی، اور ترتیب میں کوئی فرق نہیں ہے حدث اکبر یا اصغر یا مسنون غسل یا تجدید وضوء کی طرف سے تیمم کرنے کے درمیان یا اس کے علاوہ اس کی طرف سے (تیمم کرنے کے درمیان) جس کے لئے تیمم مطلوب ہے۔

اگر اعتراض کیا جائے: غسل میں ترتیب واجب کیوں نہیں حالانکہ تیمم میں واجب ہے جو غسل کا بدل ہے۔۔۔؟

جواب دیا گیا کہ غسل جب اس میں جمیع بدن کی تعمیم واجب ہے تو وہ عضو واحد کی طرح ہوا اور تیمم صرف دو عضو میں واجب ہے، لہذا یہ وضوء کے مشابہہ ہوا۔

خفیف بال کے اگنے کی جگہ تک مٹی کا پہنچانا واجب نہیں اس لئے کہ اس میں دشواری ہے بر خلاف وضوء کے بلکہ مستحب (بھی) نہیں ہے جیسا کہ کفایہ میں ہے، گھنے بال کے (اگنے کی جگہ تک مٹی کا پہنچانا) بدرجۂ اولی (واجب نہیں) مٹی کو دو عضو کی طرف منتقل کرنے میں ترتیب واجب نہیں ہے بلکہ یہ مستحب ہے لہذا اگر کوئی اپنے دونوں ہاتھوں سے بیک وقت مٹی پر ضرب لگائے یا بائیں سے قبل دائیں سے ضرب لگائے اور اپنے دائیں ہاتھ سے مسح کرے چہرے کا اور بائیں ہاتھ سے (مسح کرے) دائیں ہاتھ کا یا اس کے برعکس تو جائز ہے اس لئے کہ فرض اصلی مسح ہے اور نقل اس کا وسیلہ ہے۔

قصد تراب کو شرط قرار دیا گیا ہے عضو معین کے لئے جس کا وہ مسح کرے یا مطلق رکھے لہذا اگر کسی نے مٹی کو لیا تا کہ اس سے اپنے چہرہ کا مسح کرے پھر اسے یاد آجائے کہ اس نے اپنے چہرے کا مسح کیا ہے تو جائز نہ ہو گا کہ وہ اس سے اپنے دونوں ہاتھوں کا مسح کرے، اور اسی طرح اگر کسی نے مٹی کو لیا اپنے دونوں ہاتھوں کے لئے گمان کرتے ہوئے کہ اس نے اپنے چہرہ کا مسح کر لیا ہے پھر اسے یاد آجائے کہ اس نے چہرہ کا مسح نہیں کیا تو جائز نہ ہو گا کہ وہ اس مٹی سے اپنے چہرہ کا مسح کرے اس کو قفالؒ نے اپنے فتاوی میں ذکر کیا ہے اور دو ضرب سے اپنے چہرے اور دونوں ہاتھوں کا مسح کرنا واجب ہے، روایت حاکم کی بناء پر: **التیمم** الخ تیمم دو ضرب ہیں: ایک ضرب چہرہ کے لئے اور دوسری ضرب ہاتھوں کے لئے۔ اور امام ابو داؤدؒ نے روایت کیا ہے: **انہ صلی** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الخ کہ آپ

ﷺ نے دو ضرب سے تیمم فرمایا ان میں سے ایک سے اپنے چہرے کا اور دوسرے سے کہنیوں سمیت اپنے دونوں ہاتھوں کا مسح فرمایا۔ اور اس لئے کہ استیعاب غالبا ان دونوں کے بغیر نہیں ہوتا لہذا یہ استنجاء میں تین ڈھیلوں کے (استعمال کے) مشابہہ ہوا۔

ضرب متعین نہیں ہے لہذا اگر کوئی اپنے دونوں ہاتھوں کو ملائم مٹی پر رکھ دے اور ان سے غبار چمٹ جائے تو کافی ہوگا۔

﴿سنَن التّيَمُّم﴾

ثمّ شرع فِي سنَن التّيَمُّم فقَالَ **(وسننه)** أَي التّيَمُّم **(ثَلَاثَة أَشْيَاء)** وَفِي بعض النّسخ ثَلَاث خِصَال بل أَكثر من ذَلِك كَمَا ستعرفه.

الأول **(التَّسْمِيَة)** أَوله كَالْوضُوءِ وَالْغسْل وَلَو لمحدث حَدثا أكبر.

(و) الثَّانِي **(تَقْدِيم الْيُمْنَى)** من الْيَدَيْنِ **(على الْيُسْرَى)** مِنْهُمَا.

(و) الثَّالِث **(الْمُوَالَاة)** كَالْوضُوءِ لِأَن كلا مِنْهُمَا طَهَارَة عَن حدث وَإِذا اعْتبرنَا هُنَاكَ الْجَفَاف اعتبرناها هُنَا أَيْضا بتقديره مَاء وَمن سنَنه أَيْضا الْمُوَالَاة بَين التّيَمُّم وَالصَّلَاة خُرُوجًا من خلاف من أوجبهَا وَتجب الْمُوَالَاة بقسميها فِي تيَمّم دَائِم الْحَدث كَمَا تجب فِي وضوئِهِ تَخْفِيفًا للمانع وَمن سنَنه الْبدَاءَة بِأَعْلَى وَجهه وَتَخْفِيف الْغُبَار من كفيه أَو مَا يقوم مقامهما وتفريق أَصَابِعه فِي أول الضربتين وتخليل أَصَابِعه بعد مسح الْيَدَيْنِ وَأَن لَا يرفع الْيَد عَن الْعُضْو قبل تَمام مَسحه خُرُوجًا من خلاف من أوجبه.

﴿تیمم کی سنتیں﴾

پھر مصنف ؒ نے تیمم کی سنتیں شروع کی چنانچہ فرمایا: **(اور اس کی)** یعنی تیمم کی **(سنتیں تین چیزیں ہیں)** اور بعض نسخوں میں ثلاث خصال (کا لفظ) ہے (یعنی تین خصلتیں) بلکہ اس سے زیادہ ہیں جیسا کہ عنقریب تو ان کو جان لیگا۔

پہلی: (سنت) **(بسم اللہ الخ کہنا)** تیمم کے شروع میں وضوء اور غسل کی طرح خواہ محدث کا حدث اکبر ہو۔

(اور) دوسری (سنت) دونوں ہاتھوں میں سے **(دائیں ہاتھ کو مقدم کرنا بائیں ہاتھ پر)** ان دونوں میں سے۔

(اور) تیسری (سنت): **(پے در پے کرنا)** وضوء کی طرح اس لئے کہ وضوء اور تیمم ان دونوں میں سے ہر ایک طہارت ہے حدث سے اور جب ہم نے وہاں (یعنی وضوء میں) جفاف (یعنی ایک عضو کے خشک ہونے سے قبل دوسرے عضو کو دھونے) کا اعتبار کیا ہے تو یہاں بھی ہم نے جفاف کا اعتبار کیا ہے مٹی کو پانی فرض کرتے ہوئے اور تیمم اور نماز کے درمیان موالات یہ بھی تیمم کی سنتوں میں سے ہے اس شخص کے اختلاف سے خروج کے لئے جس نے اس کو واجب قرار دیا ہے اور دائمی حدث والے شخص کے تیمم میں موالات اس کی دونوں قسموں کے ساتھ واجب ہو گا (موالات کی قسمیں: (۱) چہرہ اور دونوں ہاتھوں کے درمیان اور (۲) تیمم اور نماز کے درمیان) جیسا کہ اس کے وضوء میں موالات واجب ہوتا ہے مانع کی تخفیف کے لئے اور تیمم کی سنتوں میں سے ہے چہرہ کے اعلی حصہ سے ابتداء کرنا اور اپنی دونوں ہتھیلیوں سے یا (اس سے) جو ان دونوں کے قائم مقام ہو غبار کو کم کرنا (اگر زیادہ لگ گیا ہو) اور دونوں ضرب کے شروع میں اپنی انگلیاں جدا رکھنا اور دونوں ہاتھوں کا مسح کرنے کے بعد اپنی انگلیوں کا خلال کرنا اور یہ کہ عضو سے ہاتھ نہ اٹھائے اس کا مسح پورا ہونے سے قبل اس شخص کے اختلاف سے خروج کے لئے جس نے اس کو واجب قرار دیا ہے۔

﴿مبطلات التَيَمُّم﴾

ثمَّ شرع فِي مبطلات التَيَمُّم فقَالَ (وَالَّذِي يبطل التَيَمُّم) بعد صِحَّته (ثَلَاثَة أَشْيَاء)

﴿تیمم کو باطل کرنے والی چیزیں﴾

پھر تیمم کے مبطلات کو شروع فرمایا چنانچہ کہا: **(جو تیمم کو باطل کرتی ہیں)** تیمم کے صحیح ہونے کے بعد **(وہ تین چیزیں ہیں)**

﴿حكم رُؤْيَة المَاء أَو توهمه للمتيمم﴾

الاول (**مَا**) أَي الَّذِي (**أبطل الْوضُوء**) وَتقدم بَيَانه فِي مَوْضِعه.

(**و**) الثَّانِي (**رُؤْيَة المَاء**) الطّهُور (**فِي غير وَقت الصَّلَاة**) وَإِن ضَاقَ الْوَقْت بِالْإِجْمَاع كَمَا قَالَه ابْن الْمُنْذر وَلخَبَر أبي دَاوُد التُّرَاب كافيك وَلَو لم تَجِد المَاء عشر حجج فَإِذا وجدت المَاء فأمسه جِلْدك رَوَاهُ الْحَاكِم وَصَححهُ وَلِأَنَّهُ لم يشرع فِي الْمَقْصُود فَصَارَ كَمَا لَو رَآهُ فِي أثْنَاء التَّيَمُّم وَوُجُود ثمن المَاء عِنْد إِمْكَان شِرَائِهِ كوجود المَاء.

وَكَذَا توهم المَاء وَإِن زَالَ سَرِيعا لوُجُوب طلبه بِخِلَاف توهم السُّتْرَة لَا يجب عَلَيْهِ طلبهَا لِأَن الْغَالِب عدم وجدانها بِالطّلبِ للبخل بهَا وَمن التَّوَهُّم رُؤْيَة سراب وَهُوَ مَا يرى نصف النَّهَار كَأَنَّهُ مَاء أَو رُؤْيَة غمامة مطبقة بِقُرْبِهِ أَو رُؤْيَة ركب طلع أَو نَحْو ذَلِك مِمَّا يتَوَهَّم مَعَه المَاء فَلَو سمع قَائِلا يَقُول عِنْدِي مَاء لغَائِب بَطل تيَمّمه لعلمه بِالْمَاءِ قبل الْمَانِع أَو يَقُول عِنْدِي لغَائِب مَاء لم يبطل تيَمّمه لمقارنة الْمَانِع وجود المَاء وَلَو قَالَ عِنْدِي لحاضر مَاء وَجب عَلَيْهِ طلبه مِنْهُ وَلَو قَالَ لفُلَان مَاء وَلم يعلم السَّامع غيبته وَلَا حُضُوره وَجب السُّؤَال عَنهُ أَي وَيبْطل تيَمّمه فِي الصُّورَتَيْنِ لما مر من أَن وجوب الطّلب يُبطلهُ وَلَو سَمعه يَقُول عِنْدِي مَاء ورد بَطل أَيْضا وَوُجُود مَا ذكر قبل تَمام تَكْبِيرَة الْإِحْرَام كوجوده قبل الشُّرُوع فِيهَا وَإِنَّمَا يُبطلهُ وجود المَاء أَو توهمه إِن لم يقْتَرن بمانع يمْنَع من اسْتِعْمَاله كعطش وَسبع لِأَن وجوده وَالْحَالة هَذِه كَالْعدمِ.

فَإِن وجده فِي صَلَاة لَا تسْقط قَضَاؤُهَا بِالتَّيَمُّمِ بِأَن صلى فِي مَكَان يغلب فِيهِ وجود المَاء بَطل تيَمّمه إِذْ لَا فَائِدَة بالاشتغال بِالصَّلَاةِ لِأَنَّهُ لَا بُد من إِعَادَتهَا وَإِن أسقط التَّيَمُّم قضاءها لم يبطل تيَمّمه لِأَنَّهُ شرع فِي الْمَقْصُود فَكَانَ كَمَا لَو وجد الْمُكَفّر الرَّقَبَة بعد الشُّرُوع فِي الصَّوْم وَلِأَن وجود المَاء لَيْسَ حَدثا لكنه مَانع من ابْتِدَاء التَّيَمُّم وَلَا فرق فِي ذَلِك بَين صَلَاة الْفَرْض كظهر وَصَلَاة جَنَازَة وَالنَّفْل كعيد ووتر.

وَلَو رأى الْمُسَافِر المَاء فِي أثْنَاء صلَاته وَهُوَ قَاصِر ثمَّ نوى الْإِقَامَة أَو نوى الْقَاصِر الْإِتْمَام عِنْد رُؤْيَة المَاء بطلت صلَاته تَغْلِيبًا لحكم الْإِقَامَة فِي الأولى

ولحدوث مَا لم يستبحه فِيهَا فِي الثَّانِيَة لِأَن الْإِتْمَام كافتتاح صَلَاة أُخْرَى وشفاء الْمَرِيض من مَرضه فِي الصَّلَاة كوجدان الْمُسَافِر المَاء فِيهَا فَينْظر إِن كَانَت مِمَّا تسْقط بِالتَّيَمُّمِ لم تبطل وَإِن كَانَت مِمَّا لَا تسْقط بِالتَّيَمُّمِ كَأَن تيَمّم وَقد وضع الْجَبِيرَة على حدث بطلت وَقطع الصَّلَاة الَّتِي تسْقط بِالتَّيَمُّمِ ليتوضأ وَيُصلي بدلهَا أفضل من إِتْمَامهَا كوجود الْمُكَفّر الرَّقَبَة فِي أثْنَاء الصَّوْم وليخرج من خلاف من حرم إِتْمَامهَا إِلَّا إِذا ضَاقَ وَقت الْفَرِيضَة فَيحرم قطعهَا كما جزم بِهِ فِي التَّحْقِيق.

وَلَو يمم ميت وَصلى عَلَيْهِ ثمَّ وجد المَاء وَجب غسله وَالصَّلَاة عَلَيْهِ سَوَاء أَكَانَ فِي أثْنَاء الصَّلَاة أم بعْدهَا ذكره الْبَغَوِيّ فِي فَتَاوِيهِ ثمَّ قَالَ وَيحْتَمل أَن لَا يجب وَمَا قَالَه أَولا مَحَله فِي الْحَضَر أما فِي السّفر فَلَا يجب شَيْء من ذَلِك كالحي جزم بِهِ ابْن سراقَة فِي تلقينه لكن فَرْضه فِي الوجدان بعد الصَّلَاة فَعلم أَن صَلَاة الْجِنَازَة كغَيْرِهَا وَأَن تيَمّم الْمَيِّت كتيمم الْحَيّ وَلَو رأى المَاء فِي صلَاته الَّتِي تسْقط بِالتَّيَمُّمِ بَطل تيَمّمه بسلامه مِنْهَا وَإِن علم تلفه قبل سَلَامه لِأَنَّهُ ضعف بِرُؤْيَة المَاء وَكَانَ مُقْتَضَاهُ بطلَان الصَّلَاة الَّتِي هُوَ فِيهَا لَكِن خالفناه لحرمتها وَيسلم الثَّانِيَة لِأَنَّهَا من جملَة الصَّلَاة كَمَا بَحثه النَّوَوِيّ تبعا للروياني وَلَو رَأَتْ حَائِض تيممت لفقد المَاء. المَاء وَهُوَ يُجَامِعهَا حرم عَلَيْهَا تَمْكِينه كَمَا قَالَه القَاضِي أَبُو الطّيب وَغَيره وَوَجَب النزع كَمَا فِي الْمَجْمُوع وَغَيره لبُطْلَان طهرهَا وَلَو رَآهُ هُوَ دونهَا لم يجب عَلَيْهِ النزع لبَقَاء طهرهَا وَلَو رأى المَاء فِي أثْنَاء قِرَاءَة قد تيَمّم لَهَا بَطل تيَمّمه بِالرُّؤْيَةِ سَوَاء أنوى قِرَاءَة قدر مَعْلُوم أم لَا لبعد ارتباط بَعْضهَا بِبَعْض قَالَه الرَّوْيَانِيّ.

وَلَا يُجَاوز المتنفل الَّذِي وجد المَاء فِي صلَاته الَّتِي لم ينْو قدر رَكْعَتَيْنِ بل يسلم مِنْهُمَا لِأَنَّهُ الأحب والمعهود فِي النَّفْل هَذَا إِذا رأى المَاء قبل قِيَامه للثالثة فَمَا فَوْقهَا وَإِلَّا أتم مَا هُوَ فِيهِ فَإِن نوى رَكْعَة أَو عددا أتمه لانعقاد نِيَّته عَلَيْهِ فَأشبه الْمَكْتُوبَة الْمقدرَة وَلَا يزِيد عَلَيْهِ لِأَن الزِّيَادَة كافتتاح نَافِلَة بِدَلِيل افتقارها إِلَى قصد جَدِيد وَلَو رأى المَاء فِي أثْنَاء الطّواف بَطل تيَمّمه بِنَاء على أَنه يجوز تفريقه وَهُوَ الْأَصَح.

(و) الثَّالِث من المبطلات (**الرِّدَّة**) وَالْعِيَاذ بِاللَّه تَعَالَى مِنْهَا بِخِلَاف الْوضُوء لقُوته وَضعف بدله لَكِن تبطل نِيَّته فَيجب تَجْدِيد نِيَّة الْوضُوء.

﴿تیمم کے لئے رؤیتِ ماء کا یا پانی کے وہم کا حکم﴾

پہلی چیز: **(جو وضوء کو باطل کر دے)** اور اس کا بیان اس کے موقع پر ہو چکا،

(اور) دوسری چیز: طہور **(پانی کا دیکھنا وقتِ نماز کے علاوہ میں)** اگرچہ وقت تنگ ہو چکا ہو بالاجماع جیسا کہ اس کو ابن منذرؒ نے کہا ہے اور حدیثِ ابوداؤد کی بناء پر: التراب الخ مٹی تجھے کافی ہے اگرچہ تو دس سال تک پانی نہ پائے جب تو پانی پائے تو اسے اپنی جلد سے مس کر۔ اس کو حاکم نے روایت کیا ہے اور صحیح قرار دیا ہے اور اس لئے کہ اس نے مقصود کو شروع نہیں کیا تو یہ ایسا ہوا جیسا کہ اگر وہ پانی کو دوران تیمم دیکھ لیتا اور پانی کا خریدنا ممکن ہونے کے وقت پانی کی قیمت کا موجود ہونا پانی کے موجود ہونے کی طرح ہے۔

اور اسی طرح پانی کے وہم کا ہونا ہے اس کی تلاش کے وجوب کے لئے (یعنی وہم ہونے سے تلاش واجب ہو جائے گی) اگرچہ وہم جلدی دور ہو جائے برخلاف سترہ کے وہم کا ہونا کہ مصلی پر اس کو تلاش کرنا واجب نہیں ہوتا اس لئے کہ تلاش کرنے سے سترہ کا نہ ملنا غالب ہے (دوسرے مصلی کے) سترہ کے بارے میں بخل کرنے کی بناء پر، اور وہم میں سے ہے سراب کو دیکھنا اور سراب وہ ہے جو نصف نہار کے وقت ایسی دکھائی دے گویا کہ وہ پانی ہے یا چھائے ہوئے بادل کو دیکھنا حد غوث کے قریب سے یا قافلہ کو دیکھنا جو پہاڑ پر چڑھ گیا ہو یا اس کے مانند چیز جس سے اس کے پاس پانی کا وہم ہو، اگر کسی نے کہنے والے سے (یہ) کہتے ہوئے سنا: میرے پاس پانی ہے غائب شخص کے لئے تو اس کا تیمم باطل ہو گا، مانع سے قبل اس کو پانی کا علم ہونے کی بناء پر یا (کہنے والے سے یہ) کہتے ہوئے (سنا) میرے پاس غائب شخص کے لئے پانی ہے تو اس کا تیمم باطل نہ ہو گا مانع کے پانی کے وجود سے مقارن ہونے کی بناء پر (یعنی پہلی صورت میں: عندی ماء کہنے سے تیمم باطل ہو گیا اس لئے کہ مانع اس وقت نہیں ہے مانع یعنی غائب کا ذکر بعد میں ہے اور دوسری صورت میں غائب جو مانع ہے پہلے ذکر کیا ہے تو پانی ذکر کرنے کے وقت مانع ہے اس لئے باطل نہیں ہوا) اور اگر کسی

نے کہا: میرے پاس حاضر شخص کے لئے پانی ہے تو سننے والے پر کہنے والے سے پانی کو طلب کرنا واجب ہو گا، اور اگر کسی نے کہا: فلاں شخص کے لئے پانی ہے اور سامع کو اس شخص کے نہ غائب ہونے کا علم ہو اور نہ حاضر ہونے کا تو قائل سے اس شخص کے متعلق سوال کرنا واجب ہو گا یعنی اس کا تیمم دونوں صورتوں میں باطل ہو گا، اس علت کی بناء پر جو گزر چکی یہ کہ (پانی کو) تلاش کرنے کا وجوب تیمم کو باطل کر دیتا ہے، اور اگر کہنے والے سے (یہ) کہتے ہوئے سنا: میرے پاس پانی ہے گلاب کا تو بھی باطل ہو گا، اور ذکر کردہ چیزوں کا تکبیر تحریمہ کے مکمل ہونے سے پہلے ہونا تکبیر تحریمہ کو شروع کرنے سے قبل ہونے کی طرح ہے، پانی کا موجود ہونا یا اس کا وہم ہونا تیمم کو باطل کرتا ہے اگر کسی ایسے مانع سے مقارن نہ ہو جو پانی کو استعمال کرنے سے روکتا ہو جیسے پیاس اور درندہ (کا خوف) اس لئے کہ پانی کا موجود ہونا درانحالیکہ یہ صورت ہو تو وہ نہ ہونے کی طرح ہے۔

اگر کسی نے پانی کو ایسی نماز میں پالیا جس کی قضاء تیمم سے ساقط نہیں ہوتی اس کی صورت یہ ہے کہ ایسی جگہ میں نماز پڑھ لی جس میں پانی کا وجود غالب ہو تو اس کا تیمم باطل ہو گا اس لئے کہ نماز میں مشغول رہنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے چونکہ اس کا اعادہ ضروری ہے اور اگر تیمم اس نماز کی قضاء کو ساقط کرتا ہو تو اس کا تیمم باطل نہ ہو گا اس لئے کہ اس نے مقصود کو شروع کر دیا تو یہ ایسا ہوا جیسا کہ اگر کفارہ دینے والا غلام کو پالے روزہ شروع کرنے کے بعد اور اس لئے کہ پانی کا وجود حدث نہیں ہے لیکن یہ تیمم کے ابتداء کو مانع ہے اور اس سلسلہ میں کوئی فرق نہیں ہے فرض نماز جیسے ظہر اور جنازہ کی نماز اور نفل جیسے عید اور وتر کے درمیان۔

اگر مسافر نے پانی کو اپنی نماز کے دوران دیکھا درانحالیکہ وہ قصر کرنے والا ہو پھر اس نے اقامت کی نیت کرلی یا قاصر نے پانی کو دیکھنے کے وقت اتمام کی نیت کی تو اس کی نماز باطل ہو گی پہلی صورت میں اقامت کے حکم کو غلبہ دیتے ہوئے اور دوسری صورت میں نماز میں ایسی چیز کے پیش آنے کی وجہ سے جو اس کے لئے مباح نہیں ہے اس لئے کہ اتمام

دوسری نماز کو شروع کرنے کی طرح ہے، اور مریض کا اپنے مرض سے نماز میں شفاء پانا مسافر کے نماز میں پانی پانے کی طرح ہے تو اس صورت میں دیکھا جائے اگر وہ نماز اس میں سے ہو جو تیمم سے ساقط ہوتی ہو تو تیمم باطل نہ ہو گا اور اگر وہ نماز اس میں سے ہو جو تیمم سے ساقط نہیں ہوتی جیسے کہ اس نے تیمم کیا ہو درانحالیکہ جبیرہ کو حدث کی حالت میں رکھا تو وہ نماز باطل ہو گی اور اس نماز کو قطع کرنا جو تیمم سے ساقط ہوتی ہو تاکہ وضوء کرے اور اس نماز کا بدل پڑھے افضل ہے نماز کے اتمام سے جیسے مکفر غلام کو پالے روزہ کے دوران اور تاکہ اس شخص کے اختلاف سے نکل جائے جس نے اس کے اتمام کو حرام قرار دیا ہے مگر جب فرض کا وقت تنگ ہو تو اس کو قطع کرنا حرام ہو گا جیسا کہ تحقیق میں اس کو جزم کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

اگر کسی میت کو تیمم کرایا جائے اور اس پر نماز پڑھی جائے پھر پانی مل جائے تو اس کو غسل دینا اور اس پر نماز پڑھنا واجب ہو گا خواہ یہ نماز کے دوران ہو یا نماز کے بعد اس کو امام بغویؒ نے اپنے فتاوی میں ذکر کیا ہے پھر فرمایا: احتمال ہے کہ واجب نہ ہو اور امام بغویؒ کی بات کا محل حالت حضر میں ہے بہر حال سفر میں تو اس میں سے کوئی چیز واجب نہیں زندہ کی طرح ابن سراقہؒ نے اس کو اپنی تلقین میں قطعی قرار دیا ہے لیکن اس مسئلہ کو فرض کیا ہے نماز کے بعد پانے میں (یعنی پانی نماز کے بعد ملے تو یہ مسئلہ ہے) تو معلوم ہوا کہ جنازہ کی نماز اور نمازوں کی طرح ہے (اس قول سے معلوم ہوا ولا فرق فی ذلک بین صلاۃ الفرض الخ) اور یہ کہ میت کا تیمم زندہ کے تیمم کی طرح ہے، اور اگر کوئی اپنی اس نماز میں پانی کو دیکھے جو تیمم سے ساقط ہوتی ہے تو اس کا تیمم باطل ہو گا نماز سے اس کے سلام پھیرنے سے اگرچہ اس کے سلام پھیرنے سے قبل پانی کے ضائع ہونے کا علم ہو اس لئے کہ پانی کی رؤیت سے اس کا تیمم ضعیف ہو گیا اور اس کا مقتضی اس نماز کا باطل ہونا تھا جس میں وہ تھا لیکن ہم نے اس (مقتضی) کی مخالفت کی حرمتِ نماز کے پیش نظر اور دوسرا اسلام

پھیرے گا اس لئے کہ یہ نماز کے اجزاء میں ہے جیسا کہ امام نوویؒ نے امام رویانی کی اتباع کرتے ہوئے اس پر بحث کی ہے۔ اگر ایسی حائضہ پانی دیکھے جو فقدِماء کی بناء پر تیمم کر چکی تھی اور شوہر اس کے ساتھ ہمبستری کرنا چاہے تو حائضہ پر حرام ہو گا شوہر کو قدرت دینا جیسا کہ اس کو قاضیؒ ابو طیب وغیرہ نے بیان کیا ہے اور (شوہر کے حق میں) نکالنا واجب ہو گا جیسا کہ مجموع وغیرہ میں ہے حائضہ کا طہر باطل ہونے کی بناء پر اور اگر شوہر پانی کو دیکھے نہ کہ زوجہ تو شوہر پر نزع واجب نہ ہو گا زوجہ کا طہر باقی رہنے کی بناء پر۔

اگر کوئی دوران قراءت پانی دیکھے جس کے لئے اس نے تیمم کیا تھا تو اس کا تیمم باطل ہو گا (پانی کو) دیکھنے سے چاہے اس نے قراءت کے معلوم مقدار کی نیت کی ہو یا نہ کی ہو اس کے بعض کا بعض کے ساتھ ارتباط بعید ہونے کی بناء پر اس کو رویانیؒ نے بیان کیا ہے۔

اور وہ نفل پڑھنے والا آگے نہ بڑھے جو اپنی اس نماز میں پانی کو پائے جس کی اس نے دو رکعت کے بقدر نیت نہیں کی بلکہ دو رکعت پر سلام پھیرے اس لئے کہ یہ نفل میں زیادہ محبوب اور معہود ہے یہ اس صورت میں ہے جبکہ اس نے پانی کو دیکھا ہو تیسری یا اس سے زائد رکعت کے قیام سے قبل ورنہ اس کو پورا کرے جس میں وہ ہے، اگر ایک رکعت کی نیت کرے یا عدد کی تو اس کو پورا کرے اس کی نیت اس پر منعقد ہونے کی بناء پر لہذا یہ مقررہ فرض کے مشابہ ہوا اور اس پر زیادہ نہ کرے اس لئے کہ زیادہ کرنا نفل کو شروع کرنے کی طرح ہے اس دلیل کی وجہ سے کہ زیادتی محتاج ہوتی ہے قصدِ جدید کی اور اگر پانی کو دوران طواف دیکھے تو اس کا تیمم باطل ہو گا، بناء کرتے ہوئے اس بات پر کہ اس کی تفریق جائز ہے اور یہی اصح ہے۔

(اور) تیسری چیز مبطلات میں سے **(مرتد ہونا)** اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ، برخلاف وضوء کے اس کے قوی ہونے کی بناء پر اور اس کے بدل کے ضعیف (ہونے کی بناء پر) لیکن اس کی نیت باطل ہو گی لہذا نیتِ وضوء کی تجدید واجب ہو گی۔

﴿الْجَبِيرَةُ وَحكمهَا﴾

(وَصَاحِب الجبائر) جمع جبيرة وَهِي خَشَبَة أَو نَحْوهَا كقصبة توضَع على الْكسر ويشد عَلَيْهَا لينجبر الْكسر **(يمسح)** بِالْمَاءِ **(عَلَيْهَا)** حَيْثُ عسر نَزعهَا لخوف مَحْذُور مِمَّا تقدم وَكَذَا اللصوق بِفَتْح اللَّام والشقوق الَّتِي فِي الرجل إِذا احْتَاجَ إِلَى تقطير شَيْء فِيهَا يمْنَع من وُصُول المَاء وَيجب مسح كلهَا بِالْمَاءِ اسْتِعْمَالا لَهُ مَا أمكن بِخِلَاف التُّرَاب لَا يجب مسحها بِهِ وَإِن كَانَت فِي مَحَله لِأَنَّهُ ضَعِيف فَلَا يُؤثر من وَرَاء حَائِل وَلَا يقدر الْمسْح بِمدَّة بل لَهُ الاستدامة إِلَى الِانْدِمَال لِأَنَّهُ لم يرد فِيهِ تأقيت وَلِأَن السَّاتِر لَا ينْزع للجنابة بِخِلَاف الْخُف فيهمَا وَيمْسَح الْجنب وَنَحْوه مَتى شَاءَ والمحدث وَقت غسل عليله وَيشْتَرط فِي السَّاتِر ليكفي مَا ذكر أَن لَا يَأْخُذ من الصَّحِيح إِلَّا مَا لَا بُد مِنْهُ للاستمساك وَيجب غسل الصَّحِيح لِأَنَّهَا طَهَارَة ضَرُورَة فَاعْتبر الْإِتْيَان فِيهَا بأقصى الْمُمكن **(وَيتَيَمَّم)** وجوبا لما رَوَاهُ أَبُو دَاوُد وَالدَّارَقُطْنِيّ بِإِسْنَاد كل رِجَاله ثِقَات عَن جَابر فِي المشجوج الَّذِي احْتَلَمَ واغتسل فَدخل المَاء شجته فَمَاتَ فَقَالَ النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيهِ أَن يتَيَمَّم ويعصب على رَأسه خرقَة ثمَّ يمسح عَلَيْهَا وَيغسل جسده. وَالتَّيَمُّم بدل عَن غسل الْعُضْو العليل وَمسح السَّاتِر بدل عَن غسل مَا تَحت أَطْرَافه من الصَّحِيح كَمَا فِي التَّحْقِيق وَغَيره وَقَضِيَّة ذَلِك أَنه لَو كَانَ السَّاتِر بِقدر الْعلَّة فَقَط أَو بأزيد وَغسل الزَّائِد كُله لَا يجب الْمسْح وَهُوَ كَذَلِك فإطلاقهم وجوب الْمسْح جرى على الْغَالِب من أَن السَّاتِر يَأْخُذ زِيَادَة على مَحل الْعلَّة والفصد كالجرح الَّذِي يخَاف من غسله مَا مر فيتيمم لَهُ إِن خَافَ اسْتِعْمَال المَاء وعصابته كاللصوق وَلما بَين حبات الجدري حكم الْعُضْو الجريح إِن خَافَ من غسله مَا مر.

وَإِذا ظهر دم الفصادة من اللصوق وشق عَلَيْهِ نَزعه وَجب عَلَيْهِ مَسحه ويعفى عَن هَذَا الدَّم الْمُخْتَلط بِالْمَاءِ تَقْدِيمًا لمصْلحَة الْوَاجِب على دفع مفْسدَة الْحَرَام كوجوب تنحنح مصلي الْفَرْض حَيْثُ تَعَذَّرَتْ عَلَيْهِ الْقِرَاءَة الْوَاجِبَة.

وَإِذا تيَمّم الَّذِي غسل الصَّحِيح وتيَمّم عَن الْبَاقِي وَأدّى فَرِيضَة لفرض ثَان وثالث وَهَكَذَا وَلم يحدث بعد طَهَارَته الأولى لم يعد الْجنب وَنَحْوه غسلا لما غسله

وَلَا مسحا لما مَسحه وَالْمحدث كالجنب فَلَا يحْتَاج إِلَى إِعَادَة غسل مَا بعد عليله لِأَنَّهُ إِنَّمَا يحْتَاج إِلَيْهِ لَو بطلت طَهَارَة العليل وطهارة العليل بَاقِيَة إِذْ يتنَفَّل بهَا وَإِنَّمَا يُعِيد التَّيَمُّم لضَعْفه عَن أَدَاء فرض ثَان بِخِلَاف من نسي لمْعَة فَإِن طَهَارَة ذَلِك الْعُضْو لم تحصل وَإِذا امْتنع وجوب اسْتِعْمَال المَاء فِي عُضْو من مَحل الطَّهَارَة لنَحْو مرض أَو جرح وَلم يكن عَلَيْهِ سَاتِر وَجب التَّيَمُّم لِئَلَّا يبْقى مَوضِع الْعلَّة بِلَا طَهَارَة فيمر التُّرَاب مَا أمكن على مَوضِع الْعلَّة إِن كَانَت بِمحل التَّيَمُّم وَيجب غسل الصَّحِيح بِقدر الْإِمْكَان لما رَوَاهُ أَبُو دَاوُد وَابْن حبَان فِي حَدِيث عَمْرو بن الْعَاصِ فِي رِوَايَة لَهما أَنه غسل معاطفه وَتَوَضَّأ وضوءه للصَّلَاة ثمَّ صلى بهم قَالَ الْبَيْهَقِيّ مَعْنَاهُ أَنه غسل مَا أمكنه وَتَوَضَّأ وَتيَمّم للْبَاقِي ويتلطف فِي غسل الصَّحِيح المجاور للعليل فَيضَع خرقَة مبلولة بِقُرْبِهِ ويتحامل عَلَيْهَا ليغسل بالمتقاطر مِنْهَا مَا حواليه من غير أَن يسيل المَاء إِلَيْهِ فَإِن لم يقدر على ذَلِك بِنَفسِهِ اسْتَعَانَ وَلَو بِأُجْرَة فَإِن تعذر فَفِي الْمَجْمُوع أَنه يقْضِي.

وَلَو جرح عضوا الْمُحدث أَو امْتنع اسْتِعْمَال المَاء فيهمَا لغير جِرَاحَة فَيجب تيممان بِنَاء على الْأَصَح وَهُوَ اشْتِرَاط التَّيَمُّم وَقت غسل العليل لتَعَدد العليل وكل من الْيَدَيْنِ وَالرجلَيْنِ كعضو وَاحِد وَيسْتَحب أَن يَجْعَل كل وَاحِدَة كعضو فَإِن كَانَ فِي أَعْضَائِهِ الْأَرْبَعَة جِرَاحَة وَلم تعمها فَلَا بُد من ثَلَاث تيممات الأول للْوَجْه وَالثَّانِي لِلْيَدَيْنِ وَالثَّالِث للرجلين وَالرَّأْس يَكْفِي فِيهِ مسح مَا قل مِنْهُ كَمَا مر فَإِن عَمت الرَّأْس فَأَرْبَعَة وَإِن عَمت الْأَعْضَاء كلهَا فَتَيَمم وَاحِد عَن الْجَمِيع لسُقُوط التَّرْتِيب بِسُقُوط الْغسْل.

(وَيُصلي) صَاحب الْجَبِيرَة إِذا مسح عَلَيْهَا وَغسل الصَّحِيح وَتيَمّم **(وَلَا إِعَادَة عَلَيْهِ إِن كَانَ وَضعهَا على طهر)** لِأَنَّهُ أولى من الْمسْح على الْخُف للضَّرُورَة هُنَا هَذَا إِذا لم تكن الْجَبِيرَة على مَحل التَّيَمُّم وَإِلَّا وَجب الْقَضَاء قَالَ فِي الرَّوْضَة بِلَا خلاف لنَقص الْبَدَل والمبدل مِنْهُ جَمِيعًا وَنَقله النَّوَوِيّ فِي الْمَجْمُوع كالرافعي عَن جمَاعَة ثمَّ قَالَ وَإِطْلَاق الْجُمْهُور يَقْتَضِي أَنه لَا فرق انْتهى وَمَا فِي الرَّوْضَة أوجه لما ذكر.

وَإِن وَضعهَا على حدث سَوَاء أَكَانَ فِي أَعْضَاء التَّيَمُّم أَم فِي غَيرهَا من أَعْضَاء الطَّهَارَة وَجب نَزعهَا إِن أمكن بِلَا ضَرَر يُبِيح التَّيَمُّم لِأَنَّهُ مسح على سَاتِر فَاشْترط فِيهِ الْوَضع على طهر كالخف فَإِن تعذر نَزعه وَمسح وَصلى قضى الْفَرَائِض لفَوَات شَرط الْوَضع على طَهَارَة فانْتفى تشبيهه حِينَئِذٍ بالخف وَكَذَا يجب الْقَضَاء إِن أمكنه النزع وَلم يفعل وَكَانَ وَضعهَا على طهر وَلَو تيَمّم عَن حدث أكبر ثمَّ أحدث حَدثا أَصْغَر انْتقض طهره الْأَصْغَر لَا الْأَكْبَر كَمَا لَو أحدث بعد غسله فَيحرم عَلَيْهِ مَا يحرم على الْمُحدث وَيسْتَمر تيَمّمه عَن الْحَدث الْأَكْبَر حَتَّى يجد المَاء بِلَا مَانع فَلَو وجد خابية مَاء مُسبل تيَمّم وَلَا يجوز الطُّهْر مِنْهَا لِأَنَّهَا إِنَّمَا وضعت لشرْب نظرا للْغَالِب وَلم يقْض صلَاته كَمَا لَو تيَمّم بِحَضْرَة مَاء يحْتَاج إِلَيْهِ لعطش وَصلى بِهِ.

وَلَو نسي المَاء فِي رَحْله أَو أضلّهُ فِيهِ فَلم يجده بعد إمعان الطّلب وَتيَمّم فِي الْحَالين وَصلى ثمَّ تذكره فِي النسْيَان ووجده فِي الإضلال قضى لِأَنَّهُ فِي الْحَالة الأولى وَاجِد للْمَاء لكنه قصر فِي الْوُقُوف عَلَيْهِ فَيَقْضِي كَمَا لَو نسي سَاتِر الْعَوْرَة وَفِي الثَّانِيَة عذر نَادِر لَا يَدُوم.

وَلَو أضلّ رَحْله فِي رحال بِسَبَب ظلمَة أَو غَيرهَا فَتَيَمم وَصلى ثمَّ وجده وَفِيه المَاء فَإِن لم يمعن فِي الطّلب قضى لتَقْصِيره وَإِن أمعن فِيهِ فَلَا قَضَاء إِذْ لَا مَاء مَعَه حَال التَّيَمُّم وَفَارق إضلاله فِي رَحْله بِأَن مخيم الرّفْقَة أوسع غَالِبا من مخيمه فَلَا يعد مقصرا وَلَو أدرج المَاء فِي رَحْله وَلم يشْعر بِهِ أَو لم يعلم ببئر خُفْيَة هُنَاكَ فَلَا إِعَادَة وَلَو تيَمّم لإضلاله عَن الْقَافِلَة أَو عَن المَاء أَو لغصب مَائه فَلَا إِعَادَة بِلَا خلاف ذكره فِي الْمَجْمُوع.

فروع: لَو أتلف المَاء فِي الْوَقْت لغَرَض كتبرد وتنظف وتحير مُجْتَهد لم يعْص للْعُذْر أَو أتْلفه عَبَثا فِي الْوَقْت أَو بعده عصى لتَفْرِيطه بإتلافه مَاء تعين للطَّهَارَة وَلَا إِعَادَة عَلَيْهِ إِذا تيَمّم فِي الْحَالين لِأَنَّهُ تيَمّم وَهُوَ فَاقِد للْمَاء أما إِذا أتْلفه قبل الْوَقْت فَلَا يَعْصِي من حَيْثُ إِتْلَاف مَاء الطَّهَارَة وَإِن كَانَ يَعْصِي من حَيْثُ إِنَّه إِضَاعَة مَال وَلَا إِعَادَة أَيْضا لما مر وَلَو بَاعه أَو وهبه فِي الْوَقْت بِلَا حَاجَة لَهُ وَلَا للْمُشْتَرِي أَو الْمُتَّهب كعطش لم يَصح بَيْعه وَلَا هِبته لِأَنَّهُ عَاجز عَن تَسْلِيمه شرعا لتعينه للطهر وَبِهَذَا فَارق

صِحَة هبة من لَزِمته كفَّارَة أَو دُيُون فوهب مَا يملكهُ وَعَلِيهِ أَن يسْتَردّهُ فَلَا يَصح تيَمّمه مَا قدر عَلَيْهِ لبَقَائه على ملكه فَإِن عجز عَن استِرْدَاده تيَمّم وَصلى وَقضى تِلْكَ الصَّلَاة الَّتِي فَوت المَاء فِي وَقتهَا لتَقْصِيره دون مَا سواهَا لِأَنَّهُ فَوت المَاء قبل دُخُول وَقتهَا وَلَا يقْضِي تِلْكَ الصَّلَاة بِتَيَمُّم فِي الْوَقْت بل يُؤَخر الْقَضَاء إِلَى وجود المَاء أَو حَالَة يسْقط الْفَرْض فِيهَا بِالتَّيَمُّمِ.

وَلَو أتلف المَاء فِي يَد الْمُتَّهب أَو المُشْتَرِي ثمَّ تيَمّم وَصلى فَلَا إِعَادَة عَلَيْهِ لما سلف وَيضمن المَاء المُشْتَرِي دون الْمُتَّهب لِأَن فَاسد كل عقد كصحيحه فِي الضَّمَان وَعَدَمه وَلَو مر بِمَاء فِي الْوَقْت وَبعد عَنهُ بِحَيْثُ لَا يلْزمه طلبه ثمَّ تيَمّم وَصلى أَجزَأَهُ وَلَا إِعَادَة عَلَيْهِ لما مر.

وَلَو عطشوا ولميت مَاء شربوه ويمموه وضمنوه للْوَارِث بِقِيمَتِه لَا بِمثلِهِ وَلَو كَانَ مثلِيا إِذا كَانُوا ببرية للْمَاء فِيهَا قيمَة ثمَّ رجعُوا إِلَى وطنهم وَلَا قيمَة لَهُ فِيهِ وَأَرَادَ الْوَارِث تغريمهم إِذْ لَو ردوا المَاء لَكَانَ إسْقَاطًا للضَّمَان فَإِن فرض الْغرم بمَكَان الشّرْب أَو بمَكَان آخر للْمَاء فِيهِ قيمَة وَلَو دون قِيمَته بمَكَان الشّرْب وزمانه غرم مثله كَسَائِر الْمِثْلِيَّات.

وَلَو أوصى بِصَرْف مَاء لأولي النَّاس وَجب تَقْدِيم العطشان الْمُحْتَرَم حفظا لمهجته ثمَّ الْمَيِّت لِأَن ذَلِك خَاتِمَة أمره فَإِن مَاتَ اثْنَان وَوجد المَاء قبل مَوْتهمَا قدم الأول لسبقه فَإِن مَاتَا مَعًا أَو جهل السَّابِق أَو وجد المَاء بعدهمَا قدم الْأَفْضَل لأفضليته بِغَلَبَة الظَّن لكَونه أقرب إِلَى الرَّحْمَة لَا بِالْحُرِّيَّةِ وَالنسب وَنَحْو ذَلِك فَإِن اسْتَويَا أَقرع بَينهمَا وَلَا يشْتَرط قبُول الْوَارِث لَهُ كالكفن المتطوع بِهِ ثمَّ الْمُتَنَجس لِأَن طهره لَا بدل لَهُ ثمَّ الْحَائِض والنُّفَسَاء لعدم خلوهما عَن النَّجس غَالِبا ولغلظ حَدثهمَا فَإِن اجْتمعَا قدم أفضلهما فَإِن اسْتَويَا أَقرع بَينهمَا ثمَّ الْجنب لِأَن حَدثهُ أغْلظ من حدث الْمُحدث حَدثا أَصْغَر نعم إِن كفى الْمُحدث دونه فالمحدث أولى لِأَنَّهُ يرْتَفع بِهِ حَدثهُ بِكَمَالِهِ دون الْجنب.

جبیرہ اور اس کا حکم

(اور صاحب جبائر) جبیرہ کی جمع ہے اور جبیرہ یعنی لکڑی یا اس کے مانند جیسے بانس جو ٹوٹی ہوئی ہڈی پر رکھا جائے اور اس پر باندھا جائے تاکہ شکستہ ہڈی جڑ جائے **(اس کے اوپر)** پانی سے **(مسح کرے)** اس کو نکالنا دشوار ہونے کی صورت میں اس محذور چیز کے خوف کی بناء پر جو گزر چکی، اور اسی طرح لصوق لام کے فتح کے ساتھ (لصوق کہتے ہیں: اس چیز کو جو علاج کی غرض سے زخم پر باندھی جائے۔ دوسری تعریف: اس کپڑے کو کہتے ہیں جو عضو پر علاج کے لئے باندھا جائے) (منجد الطلاب: ٦٨٢) اور (اسی طرح) وہ پھٹن جو پاؤں میں ہو جبکہ اس میں کسی ایسی چیز کے ٹپکانے کی ضرورت ہو جو پانی پہنچنے کے لئے مانع ہو اور پانی سے مکمل جبیرہ کا مسح کرنا واجب ہے بقدر امکان پانی استعمال کرتے ہوئے برخلاف مٹی کے اس سے جبیرہ کا مسح کرنا واجب نہیں اگرچہ جبیرہ مسح کی جگہ میں ہو اس لئے کہ مسح بالتراب ضعیف ہے لہذا حائل کے اوپر سے مؤثر نہ ہوگا اور مسح کے لئے مدت متعین و مقرر نہیں کی جائے گی بلکہ وہ زخم کے اچھا ہونے تک مسح کرتا رہے گا اس لئے کہ اس کے بارے میں وقت کی تعین وارد نہیں ہے اور اس لئے کہ ساتر کو جنابت کی بناء پر نکالا نہیں جاتا برخلاف موزہ کے دونوں صورتوں میں (یعنی ورود تاقیت کے عدم میں اور جنابت کی بناء پر عدم نزع میں اس لئے کہ موزہ میں تاقیت وارد ہے اور جنابت کی بناء پر اس میں نزع واجب ہے) جنبی اور اس کے مانند جب چاہے مسح کرے گا اور محدث اپنے علیل عضو کو دھونے کے وقت اور ساتر کے بارے میں شرط ہے تاکہ وہ ذکر کردہ چیز کو کافی ہو وہ یہ کہ صحیح سالم عضو کو نہ لے مگر جو اس میں سے مضبوطی کے لئے ضروری ہو اور صحیح سالم عضو کو دھونا واجب ہے اس لئے کہ یہ طہارت ضروریہ ہے اس میں جتنا ممکن ہو اس کو کرنے کا اعتبار کیا گیا ہے **(اور وہ تیمم کرے)** وجوبی طور پر اس روایت کے پیش نظر جس کو ابو داؤدؒ اور دار قطنیؒ نے ایسی سند کے ساتھ نقل کیا ہے جس کے تمام رواۃ ثقہ ہیں کہ حضرت جابرؓ کے

حوالہ سے سر شکستہ شخص کے بارے میں جن کو احتلام ہوا اور انہوں نے غسل کیا تو پانی سر کی چوٹ میں داخل ہو گیا اور وہ وفات پا گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ان کے لئے کافی تھا یہ کہ وہ تیمم کر لیتے اور اپنے سر پر کپڑا باندھ لیتے پھر اس پر مسح کرتے اور اپنے باقی جسم کو دھو لیتے۔ اور تیمم عضو علیل کے دھونے کا بدل ہے اور ساتر کا مسح کرنا بدل ہے ساتر کے اطراف کے ماتحت صحیح سالم عضو کے دھونے کا جیسا کہ تحقیق وغیرہ میں ہے، (جو چیز بھی زخم پر رکھی جائے اس کو ساتر کہتے ہیں) اور اس کا تقاضا یہ ہیکہ اگر ساتر صرف بقدر علیل ہو یا زائد ہو اور وہ پورے زائد کو دھولے تو مسح کرنا واجب نہ ہو گا اور یہ مسئلہ اسی طرح ہے، فقہاء کا مسح کے وجوب کا اطلاق غالب عادت کے مطابق جاری ہے کہ ساتر علیل جگہ سے زائد کو لیتا ہے اور فصد اس زخم کی طرح ہے جس کو دھونے سے خوف ہو ان چیزوں کا جو گزر گئیں لہذا اس کے لئے تیمم کرے گا اگر پانی کے استعمال سے خوف ہو، اور اس کی پٹی لصوق کی طرح ہے اور اس کے لئے جو چیچک کی پھنسیوں کے درمیان ہے زخمی عضو کا حکم ہے اگر اس کو دھونے سے خوف ہو ان امور کا جو گزر گئے۔

اور جب لصوق سے فصد کا خون ظاہر ہو اور ماسح پر اسے نکالنا دشوار ہو تو اس کا مسح اس پر واجب ہو گا اور پانی سے مخلوط خون سے درگزر کیا جائے گا مصلحتِ واجب کو مقدم کرتے ہوئے مفسدۂ حرام کے دفع پر جیسے فرض پڑھنے والے کے حق میں کھنکھارنے کا وجوب جبکہ اس پر قراءت واجبہ دشوار ہو جائے۔ (شارح کی عبارت: **مصلحة الواجب:** اس میں واجب یعنی مسح اور اس کی مصلحت اس کا شرعا معتبر ہونا اور باطل نہ ہونا اور **مفسدة الحرام** اس میں حرام یعنی نجاست سے آلودہ ہونا اور اس کا مفسدہ بطلانِ مسح اور اس کا شرعا معتبر نہ ہونا لہذا **مصحلة الواجب** کو مقدم کیا گیا اس پر۔ اور **کوجوب تنحنح الخ** اس میں حرام یعنی تنحنح اور اس کا مفسدہ بطلان صلاۃ اور واجب یعنی نماز اور اس کی مصلحت نماز کا عدم بطلان لہذا اس کو مقدم کیا گیا اس پر) حاشیہ اقناع: ۱/۷۶)

اور جب تیمم کرے وہ شخص جس نے عضو صحیح کو دھویا اور باقی کی جانب سے تیمم کیا اور فریضہ کو اداء کیا دوسرے اور تیسرے فرض کے لئے اور اسی طرح (اور فرائض کے لئے) اور اسے اپنی پہلی طہارت کے بعد حدث لاحق نہ ہو تو جنبی اور اس کے مانند اس عضو کے غسل کا اعادہ نہ کرے جس کو اس نے دھویا ہے اور نہ اس عضو کے مسح کا جس کا اس نے مسح کیا ہے، اور محدث جنبی کی طرح ہے لہذا وہ محتاج نہ ہو گا اس عضو کے غسل کے اعادہ کا جس کو اس نے اپنے عضو علیل کے بعد دھویا ہو (اور اسی طرح جس کو اس نے اپنے عضو علیل سے قبل دھویا ہو وہ اس کے بھی اعادہ کا محتاج نہ ہو گا) اس لئے کہ وہ اس کا محتاج ہوتا اگر عضو علیل کی طہارت باطل ہو جاتی اور علیل کی طہارت باقی ہے اس لئے کہ وہ اس سے نفل پڑھتا ہے اور تیمم کا اعادہ کرتا ہے دوسرے فرض کو اداء کرنے سے اس کے ضعیف ہونے کی بناء پر برخلاف اس شخص کے جو دورانِ طہارت عضو کا کچھ حصہ بھول جائے اس لئے کہ اس عضو کی طہارت حاصل نہیں ہوئی جب محلِ طہارت کے کسی عضو میں پانی کے استعمال کا وجوب ممتنع ہو جائے جیسے مرض یا زخم کی بناء پر اور اس پر ساتر نہ ہو تو تیمم واجب ہو گا تاکہ مرض کی جگہ بلا طہارت باقی نہ رہے اور مٹی کو پھیر دیا جائے مرض کی جگہ پر بقدر امکان اگر موضع العلۃ تیمم کی جگہ میں ہو اور عضو صحیح کو دھونا واجب ہو گا بقدرِ امکان اس کی بناء پر جس کو امام ابو داؤدؒ اور ابن حبانؒ نے حضرت عمرو ابن عاصؓ کی حدیث میں بیان کیا ہے ان دونوں کی روایت میں ہے: انہ الخ۔ آپ ﷺ نے اپنے معاطف کو دھویا اور وضوء فرمایا اپنے نماز کے وضوء کے مانند پھر آپ ﷺ نے ان کو نماز پڑھائی۔ امام بیہقیؒ نے فرمایا: اس کا معنی یہ ہیکہ آپ ﷺ نے جتنا ممکن ہوا اس کو دھویا اور وضوء فرمایا اور باقی کے لئے تیمم کیا، اور اس صحیح حصہ کو دھونے میں نرمی برتتے جو علیل حصہ کو ملا ہوا ہے لہذا تر کپڑا اس کے قریب میں رکھے اور اس کپڑے پر بوجھ ڈالے تاکہ اس سے ٹپکنے والے قطروں سے دھوئے اس حصہ کو جو اس کے ارد گرد ہے پانی کے علیل حصہ تک بہہ کر

پہنچے بغیر اگر اس پر بذات خود قادر نہ ہو تو دوسرے سے مدد لے اگرچہ اجرت سے اگر یہ (یعنی صحیح کو دھونا) دشوار ہو تو مجموع میں یہ ہیکہ نماز کی قضاء کرے۔

اگر محدث کے دو عضو زخمی ہوں یا ان (کے بعض حصہ) میں پانی کا استعمال ممنوع ہو (نہ کہ کل میں) زخم کے علاوہ کی بناء پر تو اصح قول پر بناء کرتے ہوئے دو تیمم واجب ہوں گے (کل میں ہوں تو ایک تیمم واجب ہو گا) اور وہ (یعنی اصح قول) تیمم کا لازم ہونا علیل کو دھونے کے وقت (دو تیمم واجب ہوں گے) علیل کے متعدد ہونے کی بناء پر، اور دونوں ہاتھ اور پاؤں میں سے ہر ایک عضو واحد کی طرح ہے اور مستحب ہیکہ ہر ایک کو علیحدہ عضو کی طرح قرار دے، اگر اس کے چاروں اعضاء میں زخم ہو اور زخم ہر ایک عضو کو عام نہ ہو تو تین تیمم ضروری ہوں گے پہلا چہرے کے لئے اور دوسرا دونوں ہاتھوں کے لئے اور تیسرا دونوں پاؤں کے لئے اور سر اس میں اس کے تھوڑے حصہ کا مسح کافی ہو گا جیسا کہ گزر گیا اگر زخم سر کو عام ہو (یعنی مکمل سر کو لئے ہوئے ہو) تو چار (تیمم ضروری ہوں گے) اور اگر زخم تمام اعضاء کو عام ہو تو تمام کی جانب سے ایک تیمم ہو گا ترتیب کے ساقط ہونے کی بناء پر دھونے کے ساقط ہونے سے۔

(اور نماز پڑھے) صاحب جبیرہ جب اس پر مسح کرے اور عضو صحیح کو دھوئے اور تیمم کرے **(اور اس پر نماز کا اعادہ نہیں ہے اگر اس نے جبیرہ کو طہارت کی حالت میں رکھا ہو)** اس لئے کہ یہ موزہ پر مسح کے بہ نسبت اولی ہے یہاں ضرورت ہونے کی بناء پر، یہ اس صورت میں ہے جبکہ جبیرہ محل تیمم پر نہ ہو ورنہ قضاء واجب ہو گی، روضہ میں ذکر کیا ہے: بلا اختلاف کے بدل اور مبدل منہ دونوں کے ناقص ہونے کی بناء پر اس کو مجموع میں امام نوویؒ نے نقل کیا ہے امام رافعیؒ کی طرح ایک جماعت کے حوالہ سے پھر فرمایا: جمہور کا مطلق بیان کرنا تقاضا کرتا ہے کہ کوئی فرق نہیں ہے، انتہی۔ (یعنی عدم وجوب اعادہ میں

چاہے جبیرہ اعضاء تیمم میں ہو یا ان کے علاوہ میں لیکن یہ ضعیف ہے) اور جو روضہ میں ہے اوجہ ہے اس کی بناء پر جو ذکر کیا گیا (یعنی بدل اور مبدل منہ کے ناقص ہونے کی بناء پر)

اور اگر اس نے جبیرہ کو حدث کی حالت میں رکھا ہو خواہ وہ اعضاء تیمم میں ہو یا اس کے علاوہ اعضاء طہارت میں تو اس کو نکالنا واجب ہو گا اگر ممکن ہو بلا ایسے ضرر کے جو تیمم کو مباح کرتا ہے اس لئے کہ یہ (یعنی جبیرہ کا مسح) ساتر پر مسح ہے لہذا اس میں جبیرہ کو طہارت پر رکھنا شرط ہے موزہ کی طرح، اگر اس کو نکالنا دشوار ہو اور مسح کیا اور نماز پڑھی تو فرائض کی قضاء کرے طہارت پر رکھنے کی شرط فوت ہونے کی بناء پر اور اس وقت موزہ سے اس کی مشابہت منتفی ہوتی ہے (یعنی موزہ پر مسح کی صورت اس کے لئے نہ رہی) اور اسی طرح قضاء واجب ہو گی اگر اس کے لئے نکالنا ممکن ہو اور نہ نکالے درانحالیکہ جبیرہ کو طہارت پر رکھا ہو، اگر کسی نے حدث اکبر کی جانب سے تیمم کیا پھر اس کو حدث اصغر لاحق ہوا تو اس کا طہر اصغر ختم ہو گا نہ کہ اکبر جیسا کہ اگر کسی کو اس کے غسل کے بعد حدث پیش آئے تو اس پر وہ چیز حرام ہو گی جو محدث پر حرام ہوتی ہے اور اسکا تیمم حدث اکبر کی طرف سے برقرار رہے گا یہاں تک کہ وہ بغیر مانع کے پانی کو پائے، اگر کسی نے پانی کا مٹکا (راستہ میں) رکھا ہوا پایا تو وہ تیمم کرے اس سے طہارت حاصل کرنا جائز نہیں اس لئے کہ وہ پینے کے لئے ہی رکھا گیا ہے غالب کا اعتبار کرتے ہوئے اور وہ اپنے نماز کی قضاء نہ کرے جیسا کہ اگر کسی نے اس پانی کی موجودگی میں تیمم کیا جس کا وہ محتاج ہو پیاس کے لئے اور اس نے (تیمم کرکے) نماز پڑھی۔

اگر کوئی اپنے کجاوہ میں پانی بھول گیا یا اس نے پانی کو اس میں گم کر دیا پھر کافی تلاش کے بعد اس کو نہ پایا اور تیمم کیا دونوں حالتوں میں اور نماز پڑھا پھر اسے پانی یاد آجائے نسیان کی صورت میں اور گم کرنے کی صورت میں وہ پانی کو پالے تو قضاء کرے اس لئے کہ وہ پہلی حالت میں پانی کو پانے والا ہے لیکن اس نے پانی سے متعلق واقفیت حاصل

کرنے میں کوتاہی کی لہذا وہ قضاء کرے جیسا کہ اگر کوئی ستر کو چھپانے والی چیز بھول جائے اور دوسری صورت میں عذر نادر ہے دائمی نہیں، اگر کوئی اپنا کجاوہ دوسرے کجاؤوں میں گم کر دے تاریکی کے سبب یا اس کے علاوہ کی وجہ سے پھر تیمم کرے اور نماز پڑھے پھر کجاوہ کو پالے اس حال میں کہ اس میں پانی ہو تو (دیکھے کہ) اگر اس نے کافی حد تک تلاش نہیں کیا تھا تو قضاء کرے اپنی کوتاہی کی بناء پر اور اگر کافی حد تک تلاش کیا تھا تو قضاء نہ کرے اس لئے کہ تیمم کے وقت اس کے پاس پانی نہیں تھا اور کجاوہ میں پانی کے اضلال اور رحل کے اضلال میں فرق ہو گیا اس لئے کہ ساتھیوں کے خیموں کی جگہ زیادہ وسیع ہے اس کے خیمہ کی جگہ سے لہذا وہ کوتاہی کرنے والا شمار نہ ہو گا، اور اگر کسی نے اس کے کجاوہ میں پانی ڈال دیا اور اسے اس کا علم نہیں ہوا یا وہاں موجود خفیہ کنویں کا اسے علم نہیں ہوا تو اعادہ نہیں ہے، اور اگر کوئی قافلہ سے بھٹک جانے کی بناء پر تیمم کرے یا پانی سے (بھٹک جانے کی بناء پر تیمم کرے) یا اس کے پانی کے غصب ہونے کی بناء پر تو اعادہ نہیں ہے بغیر کسی اختلاف کے اس کو مجموع میں ذکر کیا ہے۔

فروع: اگر کسی نے وقت میں پانی کو کسی غرض کی بناء پر ضائع کر دیا جیسے ٹھنڈک اور صفائی حاصل کرنا اور مجتہد کا (پانی سے متعلق اجتہاد میں) پریشان ہونا تو وہ گنہگار نہ ہو گا، عذر کی بناء پر یا اس نے وقت میں پانی کو ضائع کر دیا بلا وجہ یا وقت کے بعد تو وہ گنہگار ہو گا اس کے زیادتی کرنے کی بناء پر ایسے پانی کو ضائع کر کے جو طہارت کے لئے متعین تھا اور اس کے ذمہ اعادہ نہ ہو گا جب وہ دونوں حالتوں میں تیمم کرلے اس لئے کہ اس نے تیمم کیا اس حال میں کہ وہ پانی کو پانے والا نہ تھا بہر حال جب اس نے پانی کو وقت سے پہلے ضائع کر دیا تو وہ طہارت کے پانی کو ضائع کرنے کے اعتبار سے گنہگار نہ ہو گا اگر چہ وہ اس اعتبار سے گنہگار ہو گا کہ یہ مال کو ضائع کرنا ہے اور پھر بھی اعادہ نہیں ہے اس کی بناء پر جو گزر گیا (وہ یہ کہ اس نے تیمم کیا اس حال میں کہ وہ پانی کو پانے والا نہ تھا) اور اگر کسی نے پانی فروخت یا ہبہ

کیا وقت میں اس حال میں کہ نہ اس کو حاجت ہے، نہ خریدنے والے کو، نہ ہبہ لینے والے کو جیسے پیاس تو بیع صحیح نہ ہوگی نہ ہبہ اس لئے کہ وہ شرعا پانی کو سپرد کرکے اپنے آپ کو عاجز بنا رہا ہے پانی کے طہارت کے لئے متعین ہونے کی وجہ سے اور اسی سے یہ علیحدہ ہو گیا اس آدمی کے ہبہ سے جس پر کفارہ لازم ہو یا دیون (قرض لازم ہو) اور وہ اپنی مملوک چیز کو ہبہ کردے اور اس کے ذمہ اس کو واپس لینا ہے لہذا اس کا تیمم صحیح نہ ہوگا جب تک اس پر قادر ہوگا، پانی کے اس کی ملکیت میں باقی رہنے کی وجہ سے، اگر عاجز ہو جائے واپس لینے سے تو تیمم کرے اور نماز پڑھے اور قضاء کرے اس نماز کی جس کے وقت میں پانی کو فوت کیا اس کی تقصیر و کوتاہی کی وجہ سے نہ کہ دوسری نمازوں کی اس لئے کہ دوسری نمازوں کا وقت داخل ہونے سے پہلے پانی کو فوت کیا اور قضاء نہ کرے اس نماز کی تیمم کے ساتھ وقت میں بلکہ قضاء کو مؤخر کرے وجود ماء تک یا اس حالت تک جس میں فرض ساقط ہو جائے تیمم سے۔

اور اگر اس نے متہب یا مشتری کے ہاتھ میں پانی کو ضائع کر دیا پھر اس نے تیمم کیا اور نماز پڑھی تو اس پر اعادہ نہیں ہے اس کی بناء پر جو گزر گیا اور مشتری کے لئے پانی کا ضامن ہوگا نہ کہ متہب کے لئے اس لئے کہ ہر عقد کا فاسد اس کے صحیح کی طرح ہے ضمان اور عدم ضمان میں، اور اگر وہ وقت میں پانی سے گزرا اور پانی سے دور ہو گیا اس قدر کہ پانی کو تلاش کرنا اس پر لازم نہ ہو پھر وہ تیمم کرے اور نماز پڑھے تو اس کے لئے اس طرح کرنا کافی ہوگا اور اس پر اعادہ نہ ہوگا اس کی بناء پر جو گزر گیا۔

اگر لوگ پیاسے ہوں اور میت کے لئے پانی ہو تو لوگ پانی پیئیں اور وہ میت کو تیمم کرائیں اور وارث کے لئے اس کی قیمت کے ضامن ہوں گے نہ کہ اس کے مثل کے اگرچہ وہ مثلی ہو جب وہ لوگ ایسے جنگل میں ہوں جہاں پانی کی قیمت ہو پھر وہ لوگ اپنے وطن کی طرف لوٹ آئیں جس میں پانی کی قیمت نہ ہو اور وارث ان پر تاوان عائد کرنے کا ارادہ کریں اس لئے کہ اگر وہ پانی کو لوٹا دیں تو یہ ضمان کو ساقط کرنا ہوگا لہذا اگر وہ تاوان کو

مقرر کریں پینے کی جگہ میں یا دوسری ایسی جگہ میں جس میں پانی کی قیمت ہو اگرچہ پانی کی قیمت پینے کی جگہ سے اس جگہ میں کم ہو تو وہ لوگ اس کے مثل کو ادا کرنے کے ذمہ دار ہوں گے اور مثلیات کی طرح۔

اگر کسی نے لوگوں میں اولی شخص کو پانی دینے کی وصیت کی تو محترم پیاسے کو مقدم کرنا واجب ہو گا اس کی حفاظتِ روح کے پیش نظر پھر میت کو اس لئے کہ یہ اس کے معاملہ کا خاتمہ ہے، اگر دو آدمی مر جائے اور پانی ان دونوں کی موت سے قبل موجود ہو تو پہلے کو مقدم کیا جائے اس کے سبقت کی بناء پر اگر دونوں کا ایک ساتھ انتقال ہو یا (ان دو میں) پہلا مرنے والا (کون ہے) معلوم نہ ہو یا پانی ان دونوں کے (مرنے کے) بعد پایا گیا ہو تو افضل کو مقدم کیا جائے گا اس کی فضیلت کی بناء پر (افضل سے مراد یہ ہیکہ) اس کے رحمت سے زیادہ قریب ہونے کا گمانِ غالب ہو نہ کہ (تقدیم ہو گی) حریت اور نسب سے اور اس کے مانند (سے) اگر دونوں (شرف میں) یکساں ہوں تو ان کے درمیان قرعہ اندازی کی جائے گی اور وارث کا میت کے لئے قبول کرنا شرط نہیں ہے اس کفن کی طرح جو بطور نفل دیا جائے پھر (تقدیم ہو گی میت کے بعد) ناپاک آدمی کی اس لئے کہ اس کے طہر کا بدل نہیں ہے پھر حائضہ اور نفساء کی، غالبا نجاست سے ان کا خالی نہ ہونے کی بناء پر اور ان کا حدث غلیظ ہونے کی بناء پر، اگر دونوں (یعنی حائضہ اور نفساء) جمع ہو جائیں تو ان میں افضل کو مقدم کیا جائے گا اور اگر دونوں یکساں ہوں تو ان کے درمیان قرعہ اندازی کی جائے گی پھر جنبی کی اس لئے کہ اس کا حدث زیادہ غلیظ ہے حدث اصغر والے محدث کے حدث سے ہاں اگر وہ محدث کو کافی ہو نہ کہ جنبی کو تو (تقدیم کے اعتبار سے) محدث اولی ہے اس لئے کہ اس سے محدث کا پورا حدث رفع ہو گا نہ کہ جنبی کا۔

﴿حالات حاضرہ اور مسائل شرعیہ﴾

شریعت کا مقصد حقیقی انسانی زندگی کی تہذیب واصلاح ہے اور اسی کا دوسرا نام قرآن مجید کی زبان میں معروف کا حکم اور منکر سے روکنا ہے۔

شریعت اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ انسان اپنی خواہشات کا غلام اور بندۂ ہوس بن کر رہ جائے اور وہ نفس کے ہر تقاضے کے سامنے شرافت وصلاح کی جبین خم کرتا چلا جائے کہ اگر وہ اس راہ پر چلنا شروع کردے تو اس کے اور اس سے کم تر درجہ کے حیوانات کے درمیان کوئی فرق نہیں رہ جاتا شریعت کی انہیں پابندیوں کی پس پردہ ان کی اصلاح وتربیت کی تدبیروں کو فقہاء "تکلیف" کہتے ہیں لیکن جہاں ایک طرف اس نے انسان کو پابند زندگی کا مکلف بنایا ہے اور حلال وحرام کی حدیں قائم کی ہیں وہیں چونکہ اس شریعت کا سرچشمہ کائنات کا خالق ورب ہے اس لئے اس کی ربوبیت اور اپنی مخلوق کے ساتھ رحمت ورافت نے اس بات کو بھی گوارا نہیں کیا ہے کہ یہ "قانون تکلیف" اس قدر سخت ہوجائے کہ اس کی اس ضعیف مخلوق کے لئے اطاعت و فرمانبرداری دشوار ہوجائے۔(بحث ونظر ص/۲۹)

چنانچہ ارشادِ باری ہے:وَمَاجَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَج(سورۂ حج)اور(اس نے)تم پر دین(کے احکام)میں کسی قسم کی تنگی نہیں کی۔

زرکشیؒ نے امام نوویؒ کے فتاوی سے نقل کیا ہے کہ ان سے کسی مقلد مذہب کی بابت دریافت کیا گیا: **هل يجوزله ان يقلد غير مذهبه فى رخصته لضرورة ونحوها..؟..** کیااس کے لئے(مراد مقلد کے لئے)ضرورت اور ضرورت کے مانند(کسی چیز) کی بناء پر دوسرے مذہب کی رخصت کی تقلید جائز ہوگی..؟.. امام نوویؒ نے اس کا جواب مثبت (یعنی ہاں میں) دیا۔ (البحر المحیط) (بحث ونظر ص:۳۸) مطلب یہ ہیکہ

ضرورت اور ضرورت کے مانند کی بناء پر دوسرے مذہب کی رخصت کی تقلید کو جائز قرار دیا۔

قدتغیرت احکامها لتغیر الزمان (رسم المفتی ص:۳۹) احکام بدل جاتے ہیں تبدیل زمانہ کی بناء پر۔ چنانچہ حالاتِ حاضرہ کے پیش نظر شریعت کی رو سے باب تیمم سے متعلق چند مسائل میں مسائل حنفیہ کی رعایت کی گئی ہے تاکہ آسانی سے اور بلامشقت عمل کیا جاسکے۔ وہ مسائل یہ ہیں:

کسی عضو پر پٹی یا پلاسٹر ہو تو کیا کرے؟

اگر پٹی یا پلاسٹر کو نکالنے میں تکلیف کا اندیشہ نہ ہو اور نکال کر دھونا ممکن ہو تو دھونا واجب اگر دھونا ممکن نہ ہو تو اس جگہ صرف پانی کا تر (یعنی گیلا) ہاتھ پھیر لے۔ اور اگر پٹی یا پلاسٹر کو نکالنے میں تکلیف کا اندیشہ ہو تو پٹی یا پلاسٹر پر تر ہاتھ پھیر لے اور اس طرح کرنا دھونے کے قائم مقام ہوگا۔

پٹی یا پلاسٹر کا طہارت پر رکھنا شرط نہیں، لہذا اس حالت میں پڑھی ہوئی نمازوں کی قضاء واجب نہیں (چونکہ ایکسڈنٹ وغیرہ ہوتے ہی سب سے پہلے مریض کو ہسپتال لے جانا ضروری ہوتا ہے تاکہ جان یا کسی عضو کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ نہ ہو اور ظاہر ہے کہ طہارت کی وجہ سے لے جانے میں دیر نہیں کی جاسکتی)

فصل فی الجبیرۃ ونحوھا: اذا افتصد او جرح او کسر عضوہ فشدہ بخرقۃ او جبیرۃ وکان لایستطیع غسل العضو ولایستطیع مسحہ وجب المسح علی اکثر ماشدبہ العضو وکفی المسح علی ماظھر من الجسد بین عصابۃ المفتصد والمسح کالغسل فلایتوقت بمدۃ ولایشترط شد الجبیرۃ علی طھر (نور الایضاح)

﴿لَا يجمع فرضين بِتَيَمُّم وَاحِد﴾

(وَيتَيَمَّم) الْمَعْذُور وجوبا **(لكل فَرِيضَة)** فَلَا يُصَلِّي بِتَيَمُّم غير فرض لِأَن الْوضُوء كَانَ لكل فرض لقَوْله تَعَالَى {إِذا قُمْتُم إِلَى الصَّلَاة} وَالتَّيَمُّم بدل عَنهُ ثمَّ نسخ ذَلِك فِي الْوضُوء بِأَنَّهُ صلى الله عَلَيْهِ وَسلم صلى يَوْم الْفَتْح خمس صلوَات بِوضُوء وَاحِد فَبَقِي التَّيَمُّم على مَا كَانَ عَلَيْهِ وَلما روى الْبَيْهَقِيّ بِإِسْنَاد صَحِيح عَن ابْن عمر قَالَ يتَيَمَّم لكل صَلَاة وَإِن لم يحدث. وَلِأَنَّهُ طَهَارَة ضَرُورَة وَمثل فرض الصَّلَاة فِي ذَلِك فرض الطّواف وخطبة الْجُمُعَة فيمتنع الْجمع بِتَيَمُّم وَاحِد بَين طوافين مفروضين وَبَين طواف فرض وَفرض صَلَاة وَبَين صَلَاة الْجُمُعَة وخطبتها على مَا رَجحه الشَّيْخَانِ وَهُوَ الْمُعْتَمد لِأَن الْخطْبَة وَإِن كَانَت فرض كِفَايَة إِذْ قيل إِنَّهَا قَائِمَة مقَام رَكْعَتَيْنِ.

وَالصَّبِيّ لَا يُؤَدِّي بتيممه غير فرض كَالْبَالِغِ لِأَن مَا يُؤَدِّيه كالفرض فِي النِّيَّة وَغَيرهَا نعم لَو تيَمّم للْفَرض ثمَّ بلغ لم يصل بِهِ الْفَرْض لِأَن صلَاته نفل كَمَا صَححهُ فِي التَّحْقِيق وَنَقله فِي الْمَجْمُوع عَن الْعِرَاقِيّين.

فَإِن قيل لم جعل كَالْبَالِغِ فِي أَنه لَا يجمع بِتَيَمُّم فرضين وَلَا يُصَلِّي بِهِ الْفَرْض إِذا بلغ.

أُجِيب بِأَن ذَلِك احْتِيَاطًا لِلْعِبَادَةِ فِي أَنه يتَيَمَّم للْفَرض الثَّانِي وَيتَيَمَّم إِذا بلغ وَهَذَا فِي غَايَة الِاحْتِيَاط.

وَخرج بِمَا ذكر تَمْكِين الْحَائِض من الْوَطْء مرَارًا وَجمعه مَعَ فرض آخر بِتَيَمُّم وَاحِد فَإِنَّهُمَا جائزان وَالنّذر كفرض عَيْني لتعينه على النَّاذِر فَأشبه الْمَكْتُوبَة فَلَيْسَ لَهُ أَن يجمعه مَعَ فَرِيضَة أُخْرَى مُؤَدَّاة كَانَت أَو مقضية بِتَيَمُّم وَاحِد وَلَو تعين على ذِي حدث أكبر تعلم فَاتِحَة أَو حمل مصحف أَو نَحْو ذَلِك كحائض انْقَطع حَيْضهَا وَأَرَادَ الزَّوْج وَطأهَا وَتيَمّم من ذكر لفريضة كَانَ لَهُ أَن يجمع ذَلِك مَعهَا وَكَذَا لَهُ مَعهَا صَلَاة الْجِنَازَة لِأَنَّهَا لَيست من جنس فَرَائض الْأَعْيَان فَهِيَ كالنفل فِي جَوَاز التّرْك فِي الْجُمْلَة.

وَإِنَّمَا تعين الْقيام فِيهَا مَعَ الْقُدْرَة لِأَن الْقيام قوامها لعدم الرُّكُوع وَالسُّجُود فِيهَا فَتَركه يمحي صورتهَا.

وَلَو تيَمّم لنافلة كَانَ لَهُ أَن يُصَلِّي بِهِ الْجِنَازَة لما ذكر (**وَيُصلي بِتَيَمُّم وَاحِد مَا شَاءَ من النَّوَافِل**) لِأَن النَّوَافِل تكْثر فَيُؤَدِّي إِيجَاب التَّيَمُّم لكل صَلَاة مِنْهَا إِلَى التّرْك أَو إِلَى حرج عَظِيم فخفف فِي أمرهَا كَمَا خفف بترك الْقيام فِيهَا مَعَ الْقُدْرَة وبترك الْقبْلَة فِي السّفر وَلَو نذر إتْمَام كل صَلَاة دخل فِيهَا فَلهُ جمعهَا مَعَ فرض لِأَن ابتداءها نفل ذكره الرَّوْيَانِيّ وَلَو صلى بِالتَّيَمُّمِ مُنْفَردا أَو فِي جمَاعَة ثمَّ أَرَادَ إِعَادَتهَا جمَاعَة جَازَ لِأَن فَرْضه الأولى ثمَّ كل صَلَاة أوجبناها فِي الْوَقْت وأوجبنا إِعَادَتهَا كمربوط على خَشَبَة ففرضه الثَّانِيَة وَله أَن يُعِيدهَا بِتَيَمُّم الأولى لِأَن الأولى وَإِن وَقعت نفلا فالإتيان بهَا فرض.

فَإِن قيل كَيفَ يجمعهما بِتَيَمُّم مَعَ أَن كلا مِنْهُمَا فرض.

أُجِيب بِأَن هَذَا كالمنسية فِي خمس يجوز جمعهما بِتَيَمُّم وَإِن كَانَت فرضا لِأَن الْفَرْض بِالذَّاتِ وَاحِدَة وَمن نسي إِحْدَى الْخمس وَلم يعلم عينهَا كَفاهُ لَهُنَّ تيَمّم وَاحِد لِأَن الْفَرْض وَاحِد وَمَا سواهُ وَسِيلَة لَهُ فَلَو تذكر المنسية بعد لم يجب إِعَادَتهَا كَمَا رَجحه فِي الْمَجْمُوع أَو نسي مِنْهُنَّ مختلفتين وَلم يعلم عينهما صلى كلا مِنْهُنَّ بِتَيَمُّم أَو صلى أَرْبعا كالظهر وَالْعصر وَالْمغْرب وَالْعشَاء بِتَيَمُّم وأربعا لَيست مِنْهَا الَّتِي بَدَأَ بهَا أَي الْعَصْر وَالْمغْرب وَالْعشَاء وَالصُّبْح بِتَيَمُّم آخر فيبرأ بِيَقِين أَو نسي مِنْهُنَّ متفقتين أَو شكّ فِي اتِّفَاقهمَا وَلم يعلم عينهما وَلَا تكون المتفقتان إِلَّا من يَوْمَيْنِ فَيصَلي الْخمس مرَّتَيْنِ بتيممين ليبرأ بِيَقِين.

تَتِمَّة: على فَاقِد الطهُورَيْنِ وهما المَاء وَالتُّرَاب كمحبوس بِمحل لَيْسَ فِيهِ وَاحِد مِنْهُمَا أَن يُصَلِّي الْفَرْض لحُرْمَة الْوَقْت وَيُعِيد إِذا وجد أَحدهمَا وَإِنَّمَا يُعِيد بِالتَّيَمُّمِ فِي مَحل يسْقط بِهِ الْفَرْض إِذْ لَا فَائِدَة فِي الْإِعَادَة بِهِ فِي مَحل لَا يسْقط بِهِ الْفَرْض وَخرج بِالْفَرْضِ النَّفْل فَلَا يفعل وَيَقْضِي وجوبا متيمم وَلَو فِي سفر لبرد لندرة فقد مَا يسخن بِهِ المَاء أَو يدثر بِهِ أعضاءه ومتيمم لفقد مَاء بِمحل ينْدر فِيهِ فَقده وَلَو مُسَافِرًا الندرة فَقده بِخِلَافِهِ بِمحل لَا ينْدر فِيهِ ذَلِك وَلَو مُقيما ومتيمم لعذر كفقد مَاء وجرح فِي سفر مَعْصِيّة كآبق لِأَن عدم الْقَضَاء رخصَة فَلَا ينَاط بسفر الْمعْصِيَة.

﴿ایک تیمم سے دو فرض جمع نہ کرے﴾

اور معذور وجوبی طور پر (**ہر فرض کے لئے تیمم کرے**) ایک تیمم سے ایک فرض سے زائد فرض نہ پڑھے، اس لئے کہ وضوء ہر فرض کے لئے تھا، باری تعالیٰ کے فرمان کی بناء پر: **اذا** الخ (سورۂ مائدہ:٦) جب اٹھو تم نماز کے لئے۔ تیمم وضوء کا بدل ہے پھر یہ وضوء کے بارے میں منسوخ ہو گیا، اس سے کہ آپ ﷺ نے فتح مکہ کے دن ایک وضوء سے پانچ نمازیں پڑھیں۔ اور تیمم اسی صفت پر باقی رہا جس پر تھا، اور اس روایت کی بناء پر جس کو امام بیہقیؒ نے بسند صحیح حضرت ابن عمرؓ کے حوالہ سے نقل کیا ہے انہوں نے فرمایا: ہر نماز کے لئے تیمم کرے اگرچہ حدث پیش نہ آئے۔ اور اس لئے کہ یہ طہارت ضروریہ ہے، اس میں (یعنی ہر فرض کے لئے تیمم کرنے میں) فرض نماز کے مانند فرض طواف ہے اور خطبۂ جمعہ ہے لہذا ایک تیمم سے جمع کرنا ممنوع ہو گا دو فرض طواف کے درمیان اور فرض طواف اور فرض نماز کے درمیان اور نماز جمعہ اور اس کے خطبہ کے درمیان اس کے مطابق جس کو شیخینؒ نے راجح قرار دیا ہے اور یہی معتمد ہے اس لئے کہ خطبہ اگرچہ فرض کفایہ ہے اس لئے کہا گیا ہے: کہ یہ دو رکعتوں کے قائم مقام ہے۔

اور بچہ اپنے تیمم سے ایک فرض سے زائد فرض ادا نہ کرے جیسے بالغ اس لئے کہ وہ جس کو ادا کرتا ہے وہ نیت اور اس کے علاوہ میں فرض کی طرح ہے، ہاں اگر وہ فرض کے لئے تیمم کرے پھر بالغ ہو جائے تو اس سے فرض نہ پڑھے اس لئے کہ اس کی نماز نفل تھی جیسا کہ تحقیق میں اس کو صحیح قرار دیا ہے اور مجموع میں اس کو عراقیوں کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔

اگر اعتراض کیا جائے: کیوں بالغ کی طرح قرار دیا گیا اس مسئلہ میں کہ وہ ایک تیمم سے دو فرض جمع نہ کرے اور اس سے فرض نہ پڑھے جب بالغ ہو جائے..؟..

جواب دیا گیا: کہ یہ عبادت میں احتیاط ہے اس مسئلہ میں کہ وہ دوسرے فرض کے لئے تیمم کرے اور وہ تیمم کرے جب بالغ ہو جائے یہ انتہائی احتیاط ہے۔

ذکر کردہ مسئلہ سے خارج ہو گیا حائضہ کا بار بار وطی کی قدرت دینا اور اس کا تمکین کو جمع کرنا دوسرے فرض کے ساتھ ایک تیمم سے دونوں جائز ہیں اور نذر فرض عین کی طرح ہے نذر کے ناذر پر متعین ہونے کی بناء پر لہذا یہ فرض کے مشابہہ ہوا تو ناذر کے لئے جائز نہیں کہ وہ ایک تیمم سے نذر کو جمع کرے دوسرے فرض کے ساتھ خواہ ادا ہو یا قضاء، اگر حدث اکبر والے پر سورہ فاتحہ کو سیکھنا یا قرآن کو اٹھانا متعین ہو یا اس کے مانند جیسے وہ حائضہ جس کا حیض منقطع ہو چکا ہو اور شوہر اس سے وطی کا ارادہ کرے اور مذکورہ لوگ فرض کے لئے تیمم کرے تو ان کے لئے جائز ہو گا کہ ان کو جمع کرے فرض کے ساتھ اور اسی طرح اس کے لئے جائز ہو گا فرض کے ساتھ (جمع کرے) نماز جنازہ اس لئے کہ یہ فرائضِ اعیان کی جنس سے نہیں ہے لہذا یہ نفل کی طرح ہے فی الجملہ ترک کے جواز میں۔

البتہ نماز جنازہ میں قدرت کی صورت میں قیام متعین ہے اس لئے کہ قیام اس کی اصل و بنیاد ہے (یعنی اس کے وجود بقاء کا سامان ہے اس کے بغیر اس کا وجود ہی نہ ہو گا) اس میں رکوع اور سجدہ نہ ہونے کی بناء پر لہذا قیام کو ترک کرنا اس کی صورت کو مٹا دینا ہے۔ اگر کوئی نفل کے لئے تیمم کرے تو اس کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ اس سے نماز جنازہ پڑھے اس کی بناء پر جو ذکر کیا گیا۔

(اور ایک تیمم سے جتنی چاہے نوافل پڑھے) اس لئے کہ نوافل کی کثرت ہیں لہذا ہر ایک نفل نماز کے لئے تیمم کا وجوب ترک تک پہنچا دے گا یا عظیم حرج تک لہذا اس کے امر میں تخفیف کر دی جیسا کہ نمازِ نفل میں تخفیف کر دی ترک قیام سے قدرت کے باوجود اور سفر میں ترک قبلہ سے، اگر کسی نے ہر اس نماز کو پورا کرنے کی نذر مانی جس کو وہ شروع کرے تو اس کے لئے جائز ہو گا اس کو جمع کرنا فرض کے ساتھ اس لئے کہ اس کی

ابتداء نفل ہے اس کو امام رویانیؒ نے ذکر کیا ہے، اور اگر کوئی تیمم کر کے نماز پڑھے منفرد یا جماعت کے ساتھ پھر اس پڑھی ہوئی نماز کے اعادہ کا ارادہ کرے جماعت کے ساتھ تو جائز ہے اس لئے کہ اس کی پہلی فرض ہے (اور دوسری نفل ہے یعنی اس نے اپنے تیمم میں فرض اور نفل کے درمیان جمع کیا) پھر ہر وہ نماز جس کو ہم نے وقت میں واجب قرار دیا اور اس کے اعادہ کو واجب قرار دیا جیسے وہ آدمی جو لکڑی پر مربوط ہو تو دوسری نماز فرض ہے اس کے لئے جائز ہے کہ وہ اس کا اعادہ کرے نماز اول کے تیمم سے اس لئے کہ نمازِ اولی کو اگرچہ نفل واقع ہوئی پھر بھی اس کو بجالانا فرض ہے۔

اگر اعتراض کیا جائے: وہ ان دونوں کو ایک تیمم سے کیسے جمع کرے گا باوجود یہ کہ ان دونوں میں سے ہر ایک فرض ہے۔۔؟۔۔

جواب دیا گیا: کہ یہ پانچ نمازوں میں فراموش کردہ نماز کی طرح ہے جن دونوں کو جمع کرنا ایک تیمم سے جائز ہے اگرچہ وہ فرض ہیں اس لئے کہ فی نفسہ فرض ایک ہی ہے، اور جو شخص پانچ میں سے ایک بھول جائے اور بعینہ اس کا علم نہ ہو تو اس کے حق میں کافی ہوگا پانچوں کے لئے ایک تیمم، اس لئے کہ فرض ایک ہے اور جو اس کے سوا ہے وہ اس کے لئے وسیلہ ہے، اگر منسیہ نماز بعد میں یاد آجائے تو اس کا اعادہ واجب نہیں ہے جیسا کہ اس کو مجموع میں راجح قرار دیا ہے یا پانچ نمازوں میں سے دو الگ الگ نمازوں کو وہ بھول جائے اور ان کو بعینہ نہ جانے تو ان میں سے ہر ایک نماز کو علیحدہ علیحدہ تیمم سے پڑھے (یعنی پانچ نمازوں کو پانچ تیمم سے پڑھے) یا چار نمازوں کو ایک تیمم سے پڑھے جیسے ظہر، عصر، مغرب اور عشاء اور دوسرے تیمم سے چار نمازوں کو پڑھے جن میں وہ نماز نہ ہو جس سے اس نے ابتداء کی یعنی عصر، مغرب، عشاء اور صبح تو وہ بالیقین بری ہو گا یا ان پانچ نمازوں میں سے دو ملتی جلتی نمازوں کو وہ بھول جائے یا اس کو ان دونوں کے اتفاق میں شک ہو

اور وہ ان کی تعیین کو نہ جانے اور وہ دونوں متفقہ نہ ہوں گی مگر دو دونوں کی تو وہ پانچ نمازوں کو دو مرتبہ پڑھے دو تیمم سے تا کہ بالیقین بری ہو جائے۔

تتمہ: طھورین کو نہ پانے والے کے حق میں، طھورین (سے مراد:) پانی اور مٹی جیسے قیدی جو ایسی جگہ میں ہو جس میں دونوں میں سے کوئی ایک بھی نہ ہو (فاقد الطھورین کے حق میں) یہ (حکم ہے) کہ فرض پڑھے عظمت وقت کی بناء پر اور اعادہ کرے جب ان دونوں میں سے کسی ایک کو پالے اور تیمم سے اعادہ کرے ایسی جگہ میں جس میں اس سے فرض ساقط ہوتا ہو اس لئے کہ تیمم سے اعادہ کا کوئی فائدہ نہیں ہے ایسی جگہ میں جہاں اس سے فرض ساقط نہ ہوتا ہو، فرض کی قید سے نفل نکل گیا لہذا (فاقد الطھورین کے حق میں) نفل (کا حکم یہ ہیکہ وہ) ادا نہ کرے اور ٹھنڈ کی وجہ سے تیمم کرنے والا وجوبی طور پر قضاء کرے اگر چہ سفر میں تیمم کیا ہو ان چیزوں کے فقدان کے نادر ہونے کی وجہ سے جن سے پانی کو گرم کرے یا جن سے وہ اپنے اعضاء کو ڈھانکے اور (قضاء کرے) تیمم کرنے والا پانی کے فقدان کی وجہ سے ایسے محل میں جس میں پانی کا مفقود ہونا نادر ہو اگر چہ وہ مسافر ہو پانی کا مفقود ہونا نادر ہونے کی بناء پر اس کے بر خلاف ایسے محل میں جس میں پانی کا مفقود ہونا نادر نہ ہو اگر چہ وہ مقیم ہو، اور تیمم کرنے والا عذر کی بناء پر جیسے پانی کا نہ ہونا اور زخمی ہونا سفر معصیت میں (قضاء کرے) جیسے بھاگا ہوا غلام اس لئے کہ عدم قضاء رخصت ہے لہذا عدم قضاء سفر معصیت کے ساتھ وابستہ نہیں کیا جائے گا۔

﴿فصل فِي إِزَالَةِ النَّجَاسَةِ﴾

وَهِيَ لُغَة كل مَا يستقذر وَشرعا مستقذر يمْنَع من صِحَة الصَّلَاة حَيْثُ لَا مرخص.

(وكل مَائِع خرج من) أحد **(السَّبِيلَيْنِ)** أَي الْقبل والدبر سَوَاء أَكَانَ مُعْتَادا كالبول وَالْغَائِط أم نَادرا كالودي والمذي **(نجس)** سَوَاء أَكَانَ ذَلِك من حَيَوَان مَأْكُول أم لَا للأحاديث الدَّالَّة على ذَلِك فقد روى البُخَارِيّ أَنه صلى الله عَلَيْهِ وَسلم

لما جِيءَ لَهُ بحجرين وروثة ليستنجي بهما فأخذ الحجرين ورد الروثة وَقَالَ هَذَا ركس. والركس النّجس وَقَوله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم فِي حَدِيث القبرين أما أَحدهمَا فَكَانَ لَا يستبرىء من الْبَوْل رَوَاهُ مُسلم وَقيس بِهِ سَائِر الأبوال وَأما أمره صلى الله عَلَيْهِ وَسلم العرنيين بِشرب أَبْوَال الْإِبِل. فَكَانَ للتداوي والتداوي بِالنَّجسِ جَائِز عِنْد فقد الطَّاهِر الَّذِي يقوم مقَامه وَأما قَوْله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم لم يَجْعَل الله شِفَاء أمتِي فِيمَا حرم عَلَيْهَا. فَمَحْمُول على الْخمر والمذي وَهُوَ بِالْمُعْجَمَةِ مَاء أَبيض رَقِيق يخرج بِلَا شَهْوَة قَوِيَّة عِنْد ثورانها والودي وَهُوَ بِالْمُهْمَلَةِ مَاء أَبيض كدر ثخين يخرج عقب الْبَوْل أَو عِنْد حمل شَيْء ثقيل.

تَنْبِيه فِي بعض نسخ الْمَتْن وكل مَا يخرج بِلَفْظ الْمُضَارع بِإِسْقَاط مَائِع فَمَا نكرَة مَوْصُوفَة أَي كل شَيْء.

فَائِدَة هَذِه الفضلات من النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم طَاهِرَة كَمَا جزم بِهِ الْبَغَوِيّ وَغَيره وَصَححهُ القَاضِي وَغَيره وَهُوَ الْمُعْتَمد خلافًا لما فِي الشَّرْح الصَّغِير وَالتَّحْقِيق أَنَّهَا من النَّجَاسَة لِأَن بركَة الحبشية شربت بَوْله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم فَقَالَ لن تلج النَّار بَطْنك صَححهُ الدَّارَقُطْنِيّ وَقَالَ أَبُو جَعْفَر التِّرْمِذِيّ دم النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم طَاهِر لِأَن أَبَا طيبَة شربه وَفعل مثل ذَلِك ابْن الزبير وَهُوَ غُلَام حِين أعطَاهُ النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم دم حجامته ليدفنه فشربه فَقَالَ لَهُ صلى الله عَلَيْهِ وَسلم من خالط دَمه دمي لم تمسه النَّار.

﴿فصل: ازالہ نجاست کے بیان میں﴾

نجاست لغت میں کہتے ہیں: ہر وہ چیز جس سے گھن آوے۔ شرعا: (کہتے ہیں) وہ مستقذر جو صحت نماز سے مانع ہو مرخص نہ ہونے کی صورت میں۔

(ہر وہ سیال چیز جو دو راستوں) میں سے کسی ایک راستہ **(سے خارج ہو)** یعنی اگلی اور پچھلی شرمگاہ سے چاہے خارج ہونے والی چیز معتاد ہو جیسے پیشاب اور پاخانہ یا نادر ہو جیسے ودی اور مذی **(ناپاک ہے)** خواہ وہ حیوان ماکول سے ہو یا حیوان ماکول سے نہ ہو ان احادیث کی بناء پر جو اس پر دلالت کرتی ہیں، امام بخاریؒ نے روایت کیا ہے: کہ آپ ﷺ کے لئے

جب دو ڈھیلے اور گوبر لایا گیا تاکہ آپ ﷺ ان سے استنجاء فرمائیں تو آپ ﷺ نے دو ڈھیلے لئے اور روثہ کو واپس کر دیا اور فرمایا یہ رکس ہے۔ رکس (یعنی) نجس چیز ہے، اور آپ ﷺ کا فرمان ہے دو قبر والوں کی حدیث میں: بہر حال ان دونوں میں سے ایک پیشاب کی چھینٹوں سے پرہیز نہیں کرتا تھا۔ اس کو امام مسلمؒ نے روایت کیا ہے، اور اس سے قیاس کیا ہے تمام ابوال کو (یہ بول کی جمع ہے) اور بہر حال: آپ ﷺ کا عرنیین کو اونٹ کے ابوال پینے کا حکم دینا۔ تو وہ علاج کے لئے تھا اور نجس چیز سے علاج کرنا جائز ہے اس پاک چیز کے مفقود ہونے کے وقت جو اس کے قائم مقام ہو اور بہر حال: آپ ﷺ کا فرمان اللہ تعالیٰ نے میری امت کی شفاء اس چیز میں نہیں رکھی جو اس پر حرام ہے۔ یہ حدیث شراب پر محمول ہے، اور مذی ذال معجمہ کے ساتھ اس سفید پتلے پانی کو کہتے ہیں جو شہوت قویہ کے بغیر خواہش میں جوش کے وقت نکلتا ہے، اور ودی دال مہملہ کے ساتھ اس سفید گدلے اور گاڑھے پانی کو کہتے ہیں جو پیشاب کے بعد یا کوئی وزنی چیز اٹھاتے وقت نکلتا ہے۔

تنبیہ: متن کے بعض نسخوں میں: وکل ما یخرج لفظ مضارع کے ساتھ ہے لفظ مائع اسقاط کے ساتھ تو ما نکرہ موصوفہ ہے یعنی ہر چیز (یعنی "ما" شئ کے معنی میں ہے تو عبارت ہوگی کل شئ یخرج)

فائدہ: آپ ﷺ کے یہ سارے فضلات پاک ہیں جیسا کہ بغویؒ وغیرہ نے اس پر قطعی فیصلہ کیا ہے اور قاضی وغیرہ نے اس کو صحیح قرار دیا ہے اور یہی معتمد ہے برخلاف اس کے جو شرح صغیر اور تحقیق میں ہے کہ یہ نجاست ہے: اس لئے کہ برکۃ الحبشیہ نے آپ ﷺ کا پیشاب پی لیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: تیرا پیٹ ہرگز آگ میں داخل نہیں ہوگا۔ دار قطنیؒ نے اس کو صحیح قرار دیا ہے اور ابو جعفر ترمذیؒ نے بیان کیا ہے: آپ ﷺ کا خونِ مبارک پاک ہے اس لئے کہ: ابو طیبہؒ نے آپ ﷺ کا خون پی لیا اور حضرت ابن زبیرؓ نے اس طرح کیا درانحالیکہ وہ بچے تھے جس وقت آپ ﷺ نے ان کو اپنی حجامت کا

خون عطا کیا تاکہ وہ اس کو دفن کردے لیکن انہوں نے اس کو پی لیا چنانچہ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: جس شخص کے خون کے ساتھ میرا خون مخلوط ہو اس کو جہنم کی آگ نہ چھوئے گی۔

﴿حكم الْحَصَاة الْخَارِجَة من الْقبل﴾

فَائِدَة أُخْرَى اخْتلف الْمُتَأَخّرُونَ فِي حَصَاة تخرج عقب الْبَوْل فِي بعض الأحيان وَتسَمى عِنْد العامة بالحصية هَل هِيَ نَجِسَة أم متنجسة تطهر بِالْغسْلِ وَالَّذِي يظْهر فِيهَا مَا قَالَه بَعضهم وَهُوَ إِن أخبر طَبِيب عدل بِأَنَّهَا منعقدة من الْبَوْل فَهِيَ نَجِسَة وَإِلَّا فمتنجسة.

﴿اگلی شرمگاہ سے خارج ہونے والی کنکری کا حکم﴾

دوسرا فائدہ: متاخرین کا اس کنکری کے بارے میں اختلاف ہے جو بعض اوقات پیشاب کے بعد نکلتی ہے اور عام لوگوں کے نزدیک اس کو پتھری کہا جاتا ہے کیا یہ عین نجاست ہے یا نجاست سے آلودہ ہے جو دھونے سے پاک ہو جاتی ہے۔۔؟۔۔ اس سلسلہ میں وہ بات ظاہر ہے جو بعض فقہاء نے بیان کی ہے: وہ یہ ہیکہ اگر کسی عادل طبیب نے خبر دی ہو کہ وہ پیشاب سے بنی ہوئی ہے تو عین نجاست ہے ورنہ متنجس ہو گی۔

﴿حكم الْمَنِيّ من الْحَيَوَانَات وَحكم الْبيض﴾

(إِلَّا الْمَنِيّ) فطاهر من جَمِيع الْحَيَوَانَات إِلَّا الْكَلْب وَالْخِنْزِير وَفرع أَحدهمَا أما مني الْآدَمِيّ فلحديث عَائِشَة رَضِي الله تَعَالَى عَنْهَا أَنَّهَا كَانَت تحك الْمَنِيّ من ثوب رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم ثمَّ يُصَلِّي فِيهِ مُتَّفق عَلَيْهِ وَأما مني غير الْآدَمِيّ فَلِأَنَّهُ أصل حَيَوَان طَاهِر فَأشبه مني الْآدَمِيّ.

وَيسْتَحب غسل الْمَنِيّ كَمَا فِي الْمَجْمُوع للأَخْبَار الصَّحِيحَة فِيهِ وخروجا من الْخلاف وَالْبيض الْمَأْخُوذ من حَيَوَان طَاهِر وَلَو من غير مَأْكُول طَاهِر وَكَذَا الْمَأْخُوذ من ميتَة إِن تصلب وبرز القز وَهُوَ الْبيض الَّذِي يخرج مِنْهُ دود القز وَلَو استحالت الْبَيْضَة دَمًا فَهِيَ طَاهِرَة على مَا صَححهُ النَّوَوِيّ فِي تنقيحه هُنَا وَصحح

فِي شُرُوط الصَّلَاة مِنْهُ أَنَّهَا نَجِسَة وَالْأَوْجه حمل هَذَا على مَا إِذا لم تستحل حَيَوَانا وَالْأول على خِلَافه.

وَقَوله (**وَغسل جَمِيع الأبوال والأرواث وَاجِب**) أَي من مَأْكُول وَغَيره أَرَادَ بِهِ النَّجَاسَة المتوسطة كالبول وَالْغَائِط بِدَلِيل ذكره النَّجَاسَة المخففة والمغلظة بعد ذَلِك وَيَكْفِي غسل ذَلِك مرّة لحَدِيث كَانَت الصَّلَاة خمسين وَالْغسْل من الْجَنَابَة وَالْبَوْل سبع مَرَّات فَلم يزل رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم يسْأَل الله التَّخْفِيف حَتَّى جعلت الصَّلَاة خمْسا وَالْغسْل من الْجَنَابَة مرّة وَاحِدَة وَمن الْبَوْل مرّة رَوَاهُ أَبُو دَاوُد وَلم يُضعفهُ وَأمره صلى الله عَلَيْهِ وَسلم بصب ذنُوب على بَوْل الْأَعرَابِي وَذَلِكَ فِي حكم غسلة وَاحِدَة وَهُوَ حجَّة الْوُجُوب.

﴿تمام حیوانات کی منی کا اور انڈے کا حکم﴾

(**سوائے منی کے**) کہ منی پاک ہے تمام حیوانات کی سوائے کتا، خنزیر اور ان دونوں میں سے کسی ایک کی فرع کے، بہر حال آدمی کی منی تو حدیثِ عائشہؓ کی بناء پر (پاک ہے) کہ وہ آپ ﷺ کے کپڑے سے منی کھرچتی پھر آپ ﷺ اس کپڑے میں نماز پڑھتے تھے۔ اس روایت پر بخاریؒ اور مسلمؒ دونوں کا اتفاق ہے اور بہر حال آدمی کے علاوہ کی منی تو اس لئے (پاک ہے) کہ وہ حیوان طاہر کی اصل ہے لہذا وہ آدمی کی منی کے مشابہ ہوئی۔

اور منی کا دھونا مستحب ہے جیسا کہ مجموع میں ہے اس بارے میں صحیح احادیث وارد ہونے کی بناء پر اور اختلاف سے خروج کے لئے، اور پاک حیوان سے اخذ کیا ہوا انڈا اگر چہ غیر ماکول سے ہو پاک ہے اور اسی طرح مردار سے لیا ہوا (انڈا) اگر سخت ہو اور برز القز یعنی وہ انڈا (پاک ہے) جس میں سے ریشم کا کیڑا نکلتا ہے (یعنی یہ بھی طاہر کے انڈے ہے لہذا پاک ہے) اگر انڈا خون میں بدل جائے تو پاک ہے اس قول کے مطابق جس کو امام نوویؒ نے صحیح قرار دیا ہے اپنی تنقیح کے اسی باب میں اور تنقیح کی شروط صلاۃ میں اس بات کو صحیح قرار دیا ہے کہ وہ انڈا نجس ہے اور اوجہ اس کو محمول کرنا ہے اس صورت پر جبکہ وہ

حیوان کی طرف منتقل نہ ہو سکتا ہو، پہلی صورت اس کے بر خلاف پر محمول ہے (یعنی جب حیوان کی طرف منتقل ہو سکتا ہو) اور مصنفؒ کا قول (تمام ابوال وارواث کا دھونا واجب ہے) (ابوال: بول کی جمع ہے اس کا معنی ہے: پیشاب اور ارواث روثۃ کی جمع ہے اس کا معنی ہے گوبر) (بیان اللسان) یعنی ماکول اور غیر ماکول کہ اس سے مراد نجاست متوسطہ ہے جیسے پیشاب اور پاخانہ اس کی دلیل یہ ہیکہ نجاست مخففہ اور مغلظہ کو مصنفؒ نے بعد میں ذکر کیا ہے، اس کو ایک مرتبہ دھونا کافی ہے حدیث کی بناء پر "کانت الخ" کہ نماز پچاس تھی، اور جنابت اور پیشاب کی وجہ سے سات مرتبہ دھونا تھا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالی سے برابر تقلیل طلب کرتے رہیں یہاں تک کہ نماز پانچ وقت کی کردی گئی اور جنابت کی وجہ سے دھونا ایک مرتبہ اور پیشاب کی وجہ سے ایک مرتبہ کردیا گیا۔ اس کو امام ابوداؤدؒ نے روایت کیا ہے اور ضعیف نہیں قرار دیا، اور آپ ﷺ کا حکم دینا اعرابی کے پیشاب پر ڈول ڈالدینے کا، اور یہ ایک ہی مرتبہ دھونے کے حکم میں ہے اور یہ امر وجوب کی دلیل ہے۔

﴿تقْسِيم النَّجَاسَة إِلَى حكمِيّة وعينية﴾

تَنْبِيه النَّجَاسَة على قسمَيْنِ حكمِيَّة وعينية فالحكمية كبول جف وَلم يدْرك لَهُ صفة يَكْفِي جري المَاء عَلَيْهَا مرّة وَاحِدَة والعينية يجب إِزَالَة صفاتها من طعم ولون وريح إِلَّا مَاعسر زَوَاله من لون أَو ريح فَلَا تجب إِزَالَته بل يطهر الْمحل.

أما إِذا اجْتمعَا فَتجب إزالتهما مُطلقًا لقُوَّة دلالتهما على بَقَاء الْعين كَمَا يدل على بَقَائِهَا بَقَاء الطّعْم وَحده وَإِن عسر زَوَاله وَيُؤْخَذ من التَّعْلِيل أَن مَحل ذَلِك فِيمَا إِذا بقيا فِي مَحل وَاحِد فَإِن بقيا مُتَفَرّقين لم يضر وَلَا تجب الِاسْتِعَانَة فِي زَوَال الْأَثر بِغَيْر المَاء إِلَّا إِن تعيّنت وَيشْتَرط وُرُود المَاء إِن قل لَا إِن كثر على الْمحل لِئَلَّا يَتَنَجَّس المَاء لَو عكس فَلَا يطهر الْمحل.

والغسالة القليلة الْمُنْفَصِلَة بِلَا تغير وَبلا زِيَادَة وزن بعد اعْتِبَار مَا يتشربه الْمحل وَقد طهر الْمحل طَاهِرَة لِأَن الْمُنْفَصِل بعض مَا كَانَ مُتَّصِلا وَقد فرض طهره وَلَا يشْتَرط الْعَصْر إِذ البلل بعض الْمُنْفَصِل وَقد فرض طهره وَلَكِن يسن خُرُوجًا من

الْخلاف فَإِن كَانَت كَثِيرَة وَلم تَتَغَيّر أَو لم تنفصل فطاهرة أَيْضا وَإِن انفصلت متغيرة أَو غير متغيرة وَزَاد وَزنهَا بعد مَا ذكر أَو لم يزدْ وَلم يطهر الْمحل فنجسة.

فرع مَاء نقل من الْبَحْر فَوجدَ فِيهِ طعم زبل أَو لَونه أَو رِيحه حكم بِنَجَاسَتِهِ كَمَا قَالَه الْبَغَوِيّ فِي تَعْلِيقه وَلَا يشكل عَلَيْهِ قَوْلهم لَا يحد بِرِيح الْخمر لوضوح الْفرق وَإِن احْتمل أَن يكون ذَلِك من قربَة جَائِفَة لم يحكم بنجاسة وَهَذِه الْمَسْأَلَة مِمَّا تعم بهَا الْبلوى.

﴿نجاست کی قسمیں حکمیہ اور عینیہ﴾

تنبیہ: نجاست دو قسموں پر ہے: حکمیہ اور عینیہ، نجاست حکمیہ جیسے پیشاب جو خشک ہو گیا ہو (اس کا اثر مخفی ہونے کی بناء پر) اس کی کسی صفت کا علم نہ ہو (یعنی طعم یا لون یا ریح) اس پر ایک مرتبہ پانی کا بہنا کافی ہو گا، اور نجاست عینیہ: اس کے اوصاف یعنی مزہ، رنگ اور بو کا ازالہ واجب ہے مگر وہ وصف یعنی لون یا ریح جس کا ازالہ دشوار ہو تو اس کا ازالہ واجب نہ ہو گا بلکہ محل نجاست پاک ہو گا۔

بہر حال جب لون اور ریح دونوں جمع ہو جائیں تو مطلقا ان دونوں کا ازالہ واجب ہو گا عین نجاست کے بقاء پر ان دونوں کی دلالت قوی ہونے کی بناء پر جیسا کہ عین نجاست کے بقاء پر دلالت کرتا ہے صرف طعم کا بقاء اگرچہ اس کا ازالہ دشوار ہو، اور (مذکورہ) علت سے اخذ کیا جائے گا کہ اس کا محل اس صورت میں ہے جبکہ وہ دونوں ایک ہی محل میں باقی ہو اگر دونوں علیحدہ علیحدہ محل میں باقی ہو تو مضر نہ ہو گا اور اثر کو زائل کرنے میں پانی کے علاوہ سے مدد حاصل کرنا واجب نہیں مگر استعانت کے متعین ہونے کی صورت میں اور پانی کا پہنچنا شرط قرار دیا گیا ہے اگر پانی قلیل ہو نہ کہ کثیر ہو تو محل نجاست پر تاکہ پانی ناپاک نہ ہو جائے (مطلب یہ ہیکہ اگر پانی قلیل ہو تو کپڑے پر پانی ڈالے اگر کپڑا پانی کے برتن میں ڈالدیا گیا تو پانی ناپاک ہو جائے گا، اگر پانی کثیر ہو تو ناپاک نہ ہو گا، پانی کے کپڑے پر آنے کی

شرط ہے جبکہ پانی کم ہو نہ کہ کثیر ہونے کی صورت میں اس لئے کہ اگر قلیل پانی میں کپڑا گر گیا تو پانی ناپاک ہو جائے گا) اگر اس کا برعکس کرے تو محل پاک نہ ہو گا۔

عسالہ جو تھوڑا ہو اور تغیر کے اور وزن کی زیادتی کے بغیر جدا ہو اس پانی کا اندازہ کر لینے کے بعد جس پانی کو محل نجاست نے جذب کر لیا ہو درانحالیکہ وہ محل پاک ہو چکا ہو تو وہ (غسالہ) پاک ہو گا اس لئے کہ جدا ہونے والا اس پانی کا بعض ہے جو متصل تھا اور اس متصل کا پاک ہونا فرض کر لیا گیا ہے اور نچوڑنا شرط نہیں اس لئے کہ تری منفصل کا بعض حصہ ہے اور اس کا (یعنی منفصل کا) پاک ہونا فرض کر لیا گیا ہے لیکن اختلاف سے خروج کے پیش نظر (نچوڑنا) سنت ہے، اگر غسالہ کثیر ہو اور متغیر نہ ہو یا جدا نہ ہو تو بھی پاک ہو گا اور اگر وہ جدا ہو متغیر یا غیر متغیر ہونے کی حالت میں اور اس کا وزن زیادہ ہو اس کے بعد جو ذکر کیا گیا (یعنی یہ اعتبار ما یتشر بہ المحل) یا زیادہ نہ ہو درانحالیکہ محل پاک نہ ہوا ہو تو غسالہ ناپاک ہو گا۔

فرع: پانی سمندر سے نقل کیا گیا ہو پھر اس میں (یقینی طور پر) گوبر کا مزہ پایا جائے یا اس کا رنگ یا بو تو اس کے ناپاک ہونے کا حکم لگایا جائے گا جیسا کہ امام بغویؒ نے اس کو اپنی تعلیق میں بیان کیا ہے اور اس فرع پر فقہاء کا قول قابل اشکال نہیں ہے (قول یہ ہیکہ) شراب کی بو سے حد جاری نہیں کی جائے گی فرق واضح ہونے کی بناء پر، اور اگر احتمال ہو کہ وہ بو بدبودار مشک کی ہو تو ناپاک ہونے کا حکم نہیں لگایا جائے گا اور یہ مسئلہ ان میں سے ہے جن میں عموم بلوی پایا جاتا ہے۔

﴿النَّجَاسَة المخففة وإزالتها﴾

ثمَّ شرع فِي حكم النَّجَاسَة المخففة فَقَالَ **(إِلَّا بَوْل الصَّبِي الَّذِي لم يَأْكُل الطَّعَام)** أَي للتغذي قبل مُضِيّ حَوْلَيْنِ **(فَإِنَّهُ يطهر برش المَاء عَلَيْهِ)** بِأَن يرش عَلَيْهِ مَاء يعمه ويغمره بِلَا سيلان بِخِلَاف الصبية وَالْخُنْثَى لَا بُد فِي بولهما من الْغسْل على الأَصْل ويتحقق بالسيلان وَذَلِكَ لخبر الشَّيْخَيْنِ عَن أم قيس أَنَّهَا جَاءَت بِابْن لَهَا

صَغِير لم يَأْكُل الطَّعَام فأجلسه رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم فِي حجره فَبَال عَلَيْهِ فَدَعَا بِمَاء فنضحه وَلم يغسلهُ وَلخَبَر التِّرْمِذِيّ وَحسنه يغسل من بَوْل الْجَارِيَة ويرش من بَوْل الْغُلَام. وَفرق بَينهمَا بِأَن الائتلاف بِحمْل الصَّبِي يكثر فَخفف فِي بَوْله وَأَن بَوْله أرق من بولها فَلَا يلصق بِالْمحل كلصوق بولها بِهِ وَألْحق بهَا الْخُنْثَى.

وَخرج بِقَيْد التغذي تحنيكه بِنَحْوِ تمر وتناوله نَحْو سفوف لإِصْلَاح فَلَا يمنعان النَّضْح كَمَا فِي الْمَجْمُوع وبقبل مُضِيّ حَوْلَيْنِ مَا بعدهمَا إِذْ الرَّضَاع حِينَئِذٍ كالطعام كَمَا نقل عَن النَّص وَلَا بُد فِي النَّضْح من إِزَالَة أَوْصَافه كبَقِيَّة النَّجَاسَات وَإِنَّمَا سكتوا عَن ذَلِك لِأَن الْغَالِب سهولة زَوَالهَا خلافًا للزركشي من أَن بَقَاء اللَّوْن أَو الرّيح لَا يضر.

﴿نجاست مخففہ اور اس کا ازالہ﴾

پھر نجاست مخففہ کے حکم کو شروع کیا چنانچہ فرمایا (**مگر اس بچہ کا پیشاب جو کھانا نہ کھاتا ہو**) یعنی غذا کے طور پر دو سال گزرنے سے قبل (**پاک ہو گا اس پر پانی چھڑکنے سے**) اس طرح اس پر پانی چھڑکے کہ وہ پیشاب کو گھیر لے اور بنا بہے ڈھانپ لے، بر خلاف چھوٹی بچی اور خنثی کے، ان دونوں کے پیشاب کو دھونا ضروری ہے اصل کے مطابق اور دھونا متحقق ہو گا بہنے سے اور یہ حدیث شیخین کی بناء پر جو ام قیسؓ سے مروی ہے: انھا الخ۔ کہ وہ اپنے چھوٹے بچہ کو لائی جو کھانا نہیں کھاتا تھا آپ ﷺ نے اس کو اپنی مبارک گود میں بٹھایا تو اس بچہ نے آپ ﷺ پر پیشاب کیا لہذا آپ ﷺ نے پانی طلب کیا پھر اس پر چھڑکا اور اس کو دھویا نہیں۔ اور حدیث ترمذیؒ کی بناء پر جس کو آپؒ نے حسن قرار دیا ہے: یغسل الخ۔ چھوٹی لڑکی کے پیشاب کو دھویا جائے گا اور لڑکے کے پیشاب پر پانی چھڑکا جائے گا۔ اور ان دونوں کے مابین فرق کیا گیا اس طرح کہ بچہ کو اٹھانے کی عادت کثیر ہے لہذا اس کے بول میں تخفیف کی گئی اور یہ کہ اس کا پیشاب پتلا ہوتا ہے لڑکی کے پیشاب سے لہذا لڑکے کا پیشاب محل کے ساتھ نہیں چپکتا لڑکی کے پیشاب کے چپکنے کی طرح اور لڑکی کے ساتھ (حکم میں) خنثی کو ملحق کیا گیا۔

تغذی کی قید سے اس کی تحنیک خارج ہو گئی جیسے کھجور سے (تحنیک کرنا) اور اس کا کھانا اصلاح کے لئے جیسے کٹی اور چھنی ہوئی خشک دوالہذا یہ دونوں چھڑکنے کو مانع نہیں ہوتے جیسا کہ مجموع میں ہے، اور قبل مضی حولین کی قید سے (خارج ہو گیا) جو ان دونوں کے بعد ہو اس لئے کہ دودھ پلانا اس وقت طعام کی طرح ہے جیسا کہ نص کے حوالہ سے نقل کیا گیا ہے اور چھڑکنے میں اس کے اوصاف کا ازالہ ضروری ہے بقیہ نجاستوں کی طرح اور فقہاء نے اس سے سکوت اختیار کیا ہے اس لئے کہ غالب سہولتِ زوال ہے (یعنی غالبا بسہولت زائل ہو جاتے ہیں) امام زرکشیؒ کے برخلاف آپ کا قول یہ ہیکہ لون یا ریح کا بقاء مضر نہیں۔

﴿النّجاسَات المعفو عَنهَا﴾

(وَلَا يُعفَى عَن شَيْء من النَّجاسَات) كلهَا مِمَّا يُدْرِكهُ الْبَصر **(إِلَّا الْيَسِير)** فِي الْعرف **(من الدَّم والقيح)** الأجنبيين سَوَاء أَكَانَ من نَفسه كَأَن انْفَصل مِنْهُ ثمَّ عَاد إِلَيْهِ أَو من غَيره غير دم الْكَلْب وَالْخِنْزِير وَفرع أَحدهمَا لِأَن جنس الدَّم يتطرق إِلَيْهِ الْعَفو فَيَقَع الْقَلِيل مِنْهُ فِي مَحل الْمُسَامحَة قَالَ فِي الْأُم والقليل مَا تعافاه النَّاس أَي عدوه عفوا والقيح دم اسْتَحَالَ إِلَى نتن وَفَسَاد وَمثله الصديد أما دم نَحْو الْكَلْب وَالْخِنْزِير فَلَا يُعْفَى عَن شَيْء مِنْهُ لغلظه كَمَا صرح بِهِ فِي الْبَيَان وَنَقله عَنهُ فِي الْمَجْمُوع وَأقرهُ وَكَذَا لَو أَخذ دَمًا أَجْنَبِيًّا ولطخ بِهِ نَفسه أَي بدنه أَو ثَوْبه فَإِنَّهُ لَا يُعْفَى عَن شَيْء مِنْهُ لتعديه بذلك فَإِن التضمخ بِالنَّجَاسَةِ حرَام وَأما دم الشَّخْص نَفسه الَّذِي لم يَنْفَصِل كدم الدماميل والقروح وَمَوْضِع الفصد والحجامة فيعفى عَن قَلِيله وَكَثِيره انْتَشَر بعرق أم لَا ويعفى عَن دم البراغيث وَالْقمل والبق وونيم الذُّبَاب وَعَن قَلِيل بَوْل الخفاش وَعَن روثه وَبَوْل الذُّبَاب لِأَن ذَلِك مِمَّا تعم بِهِ الْبلوى ويشق الِاحْتِرَاز عَنهُ وَدم البراغيث وَالْقمل رشحات تمصها من بدن الْإِنْسَان وَلَيْسَ لَهَا دم فِي نَفسهَا ذكره الإِمَام وَغَيره فِي دم البراغيث وَمثلهَا الْقمل.

تَنْبِيه: مَحل الْعَفو عَن سَائِر الدِّمَاء مَا لم تختلط بأجنبي فَإِن اخْتلطت بِهِ وَلَو دم نَفسه كَأَن خرج من عينه دم أَو دميت لثته لم يعف عَن شَيْء مِنْهُ نعم يُعْفَى عَن مَاء

الطَّهَارَة إِذا لم يتعَمّد وَضعه عَلَيْهَا وَإِلَّا فَلَا يُعْفَى عَن شَيْء مِنْهُ قَالَ النَّوَوِيّ فِي مَجْمُوعه فِي الْكَلَام على كَيْفيَّة الْمسْح على الْخُف لَو تنجس أَسْفَل الْخُف بمعفو عَنهُ لَا يمسح على أَسْفَله لِأَنَّهُ لَو مَسحه زَاد التلويث وَلَزِمَه حِينَئِذٍ غسله وَغسل الْيَد، انْتهى.

وَاخْتلف فِيمَا إِذا لبس ثوبا فِيهِ دم براغيث وبدنه رطب فَقَالَ الْمُتَوَلِي يجوز وَقَالَ الشَّيْخ أَبُو عَليّ السنجي لَا يجوز لِأَنَّهُ لَا ضَرُورَة إِلَى تلويث بدنه وَبِه جزم الْمُحب الطَّبَرِيّ تفقها وَيُمكن حمل الْكَلَام الأول على مَا إِذا كَانَت الرُّطُوبَة بِمَاء وضوء أَو غسل مَطْلُوب لمَشَقَّة الِاحْتِرَاز عَنهُ كَمَا لَو كَانَت بعرق وَالثَّانِي فِي غير ذَلِك كَمَا علم مِمَّا مر وَيَنْبَغِي أَن يلْحق بِمَاء الطَّهَارَة مَا يتساقط من المَاء حَال شربه أَو من الطَّعَام حَال أكله أَو جعله على جرحه دَوَاء لقَوْله تَعَالَى {وَمَا جعل عَلَيْكُم فِي الدّين من حرج} وَأما مَا لَا يُدْرِكهُ الْبَصَر فيعفى عَنهُ وَلَو من النَّجَاسَة الْمُغَلَّظَة لمَشَقَّة الِاحْتِرَاز عَن ذَلِك.

تَنْبِيه اقْتِصَار المُصَنّف فِي حصر الِاسْتِثْنَاء على مَا ذكره مَمْنُوع كَمَا علم مِمَّا تقرر وَتقدم فِي الْمِيَاه بعض صور مِنْهَا يُعْفَى عَنْهَا **(وَمَا)** أَي ويعفى عَن الَّذِي **(لَا نفس لَهُ سَائِلَة)** من الْحَيَوَانَات عِنْد شقّ عُضْو مِنْهَا كالذباب والزنبور وَالْقمل والبراغيث وَنَحْو ذَلِك **(إِذا وَقع فِي الْإِنَاء)** الَّذِي فِيهِ مَائِع **(وَمَات فِيهِ لَا يُنجسهُ)** أَي الْمَائِع بِشَرْط أَن لَا يطرحه طارح وَلم يُغَيّرهُ لمَشَقَّة الِاحْتِرَاز عَنهُ وَلخَبَر البُخَارِيّ إِذا وَقع الذُّبَاب فِي شراب أحدكُم فليغمسه كُله ثمَّ لينزعه فَإِن فِي أحد جناحيه دَاء أَي وَهُوَ الْيَسَار كَمَا قيل وَفِي الآخر شِفَاء زَاد أَبُو دَاوُد وَإِنَّهُ يَتَّقِي بجناحه الَّذِي فِيهِ الدَّاء وَقد يُفْضِي غمسه إِلَى مَوته فَلَو نجس الْمَائِع لما أَمر بِهِ.

وَقيس بالذباب مَا فِي مَعْنَاهُ من كل ميتَة لَا يسيل دَمهَا فَلَو شككنا فِي سيل دَمهَا امتحن بِمِثْلِهَا فيجرح للْحَاجة قَالَه الْغَزالِيّ فِي فَتَاوِيهِ وَلَو كَانَت تِلْكَ الْحَيَوَانَات مِمَّا يسيل دَمهَا لَكِن لَا دم فِيهَا أَو فِيهَا دم لَا يسيل لصغرها فلهَا حكم مَا يسيل دَمهَا فَإِن غيرته الْميتَة لكثرتها أَو طرحت فِيهِ بعد مَوتهَا قصدا تنجس جزما كَمَا جزم بِهِ فِي الشَّرْح وَالْحَاوِي الصغيرين وَيُؤْخَذ من مَفْهُوم قَوْلهمَا بعد مَوتهَا قصدا أَنه لَو طرحها شخص بِلَا قصد أَو قصد طرحها على مَكَان آخر فَوَقعت فِي

الْمَائِع أَو طرحها من لَا يُمَيّز أَو قصد طرحها فِيهِ فَوَقعت فِيهِ وَهِي حَيَّة فَمَاتَتْ فِيهِ أَنه لَا يضر وَهُوَ كَذَلِك وَإِن كَانَ فِي بعض نسخ الْكتاب (**وَمَاتَتْ فِيهِ**) فَظَاهره أَنَّهَا لَو طرحت وَهِي حَيَّة فيفصل فِيهَا بَين أَن تقع بنفسها أم لَا.

ثمَّ اعْلَم أَن الْأَعْيَان جماد وحيوان فالجماد كُله طَاهِر لِأَنَّهُ خلق لمنافع الْعباد وَلَو من بعض الْوُجُوه قَالَ تَعَالَى {هُوَ الَّذِي خلق لكم مَا فِي الأَرْض جَمِيعًا} وَإِنَّمَا يحصل الِانْتِفَاع أَو يكمل بِالطَّهَارَةِ إِلَّا مَا نَص الشَّارِع على نَجَاسَته وَهُوَ الْمُسكر الْمَائِع وَكَذَلِكَ الْحَيَوَان كُله طَاهِر لما مر إِلَّا مَا اسْتَثْنَاهُ الشَّارِع أَيْضا وَقد نبه على ذَلِك بقوله (**وَالْحَيَوَان كُله طَاهِر**) أَي طَاهِر الْعين حَال حَيَاته (**إِلَّا الْكَلْب**) وَلَو معلما لخَبر مُسلم طهُور إِنَاء أحدكُم إِذا ولغَ فِيهِ الْكَلْب أَن يغسلهُ سبع مَرَّات أولَاهُنَّ بِالتُّرَابِ. وَجه الدّلَالَة أَن الطَّهَارَة إِمَّا لحَدث أَو خبث أَو تكرمة وَلَا حدث على الْإِنَاء وَلَا تكرمة فتعينت طَهَارَة الْخبث فَثبتت نَجَاسَة فَمه وَهُوَ أطيب أَجْزَائِهِ بل هُوَ أطيب الْحَيَوَانَات نكهة لِكَثْرَة مَا يَلْهَث فبقيتها أولى (**وَالْخِنْزِير**) بِكَسْر الْخَاء الْمُعْجَمَة لِأَنَّهُ أَسْوَأ حَالا من الْكَلْب لِأَنَّهُ لَا يقتنى بِحَال وَنقض هَذَا التَّعْلِيل بالحشرات وَنَحْوهَا وَلذَلِك قَالَ النَّوَوِيّ لَيْسَ لنا دَلِيل وَاضح على نَجَاسَته لَكِن ادّعى ابْن الْمُنْذر الْإِجْمَاع على نَجَاسَته وعورض بِمذهب مَالك وَرِوَايَة عَن أبي حنيفَة أَنه طَاهِر وَيرد النَّقْض بِأَنَّهُ مَنْدُوب إِلَى قَتله من غير ضَرَر فِيهِ وَلِأَنَّهُ يُمكن الِانْتِفَاع بِهِ بِحمْل شَيْء عَلَيْهِ وَلَا كَذَلِك الحشرات فيهمَا.

(**وَمَا تولد مِنْهُمَا**) أَي من جنس كل مِنْهُمَا (**أَو من أَحدهمَا**) مَعَ الآخر أَو مَعَ غَيره من الْحَيَوَانَات الطاهرة وَلَو آدَمِيًّا كالمتولد بَين ذِئْب وكلبة تغيبا للنَّجَاسَة لتولده مِنْهُمَا وَالْفَرْع يتبع الْأَب فِي النّسَب وَالأُم فِي الرّقّ وَالْحريَّة وأشرفهما فِي الدّين وَإِيجَاب الْبَدَل وَتَقْرِير الْجِزْيَة وأخفهما فِي عدم وجوب الزَّكَاة وأخسهما فِي النَّجَاسَة وَتَحْرِيم الذَّبِيحَة والمناكحة.

﴿معفو عنہا نجاستیں﴾

(**اور**) تمام (**نجاستوں میں سے کوئی چیز معاف نہیں ہے**) یعنی ان میں سے جو نظر سے دکھائی دے (**مگر**) عرف کے مطابق (**تھوڑی نجاست**) (**معاف ہے**) اجنبی (**خون اور**

پیپ میں سے) خواہ خود کا ہو جیسے کہ اس سے جدا ہو جائے پھر اسی طرف لوٹ آئے (یعنی واپس لگ جائے) یا دوسرے کا ہو، کتا اور خنزیر کے خون کے علاوہ اور ان دونوں میں سے کسی ایک کی فرع (کے خون کے علاوہ) اس لئے کہ عفو جنس دم کی طرف راستہ اختیار کرتا ہے لہذا قلیل خون چشم پوشی کے محل میں واقع ہوتا ہے، کتاب الام میں فرمایا: قلیل وہ خون ہے جس کو لوگ در گزر کریں یعنی لوگ اس کو عفو شمار کریں، اور قیح وہ خون ہے جو بدبو اور فساد کی طرف منتقل ہو گیا ہو اور اسی کے مثل (یعنی دم یسیر کے مثل) ہے صدید، (صدید: اس پتلے پانی کو کہتے ہیں جو خون کے ساتھ مخلوط ہوتا ہے ایک مدت تک گاڑھا ہونے سے پہلے) بہرحال کلب اور خنزیر جیسے کا خون تو اس میں سے کچھ بھی معاف نہیں ہے اس کے غلیظ ہونے کی بناء پر جیسا کہ بیان میں اس کی صراحت کی ہے اور مجموع میں بیان کے حوالہ سے اس کو نقل کیا ہے اور برقرار رکھا ہے اور اسی طرح اگر کسی نے اجنبی خون لیا اور اس سے اپنے بدن یا کپڑے کو آلودہ کیا تو اس میں سے کچھ بھی در گزر نہیں کیا جائے گا اس صورت میں اس کی تعدی ہونے کی بناء پر چونکہ نجاست سے آلودہ ہونا حرام ہے، اور بہرحال اس شخص کا ذاتی خون جو جدا نہ ہو جیسے پھوڑوں کا اور زخموں کا خون اور فصد اور حجامت کی جگہ کا (خون) تو اس کے قلیل و کثیر خون سے در گزر کیا گیا ہے پسینہ سے پھیلا ہو یا نہ پھیلا ہو (**دمامیل**: **دمل** کی جمع ہے اور **قروح**: **قرحة**: کی جمع ہے، **قَرح**، **قُرح** (معنی ہے) زخم (بیان اللسان) اور در گزر کیا گیا ہے پسوؤں اور جوؤں اور کھٹملوں کے خون اور مکھی کی بیٹ سے اور چمگادڑ کے قلیل پیشاب سے اور اس کے لید اور مکھی کے پیشاب (سے) اس لئے کہ یہ ان میں سے ہیں جن میں عموم بلویٰ ہے اور اس سے بچنا دشوار ہوتا ہے (**براغیث**: **برغوث** کی جمع ہے، **القمل**: **القملة** کی جمع ہے، **البق**: **بقة** کی جمع ہے) اور براغیث اور جوں کا خون وہ قطرات ہیں جن کو وہ انسان کے بدن سے چوس لیتے ہیں ورنہ فی نفسہ ان کے اندر خون نہیں ہے اس کو امام وغیرہ نے ذکر کیا ہے براغیث کے خون میں اور

اسی کے مثل قمل ہے۔

تنبیہ: خونوں میں محل عفووہ خون ہے جو اجنبی سے مخلوط نہ ہو (اجنبی یعنی معفو عنہ خون کے علاوہ) اگر اس سے مخلوط ہو جائے خواہ خود اپنا خون جیسے کہ اپنی آنکھ سے خون خارج ہو جائے یا اپنا مسوڑھا خون آلود ہو جائے تو اس میں سے تھوڑا بھی معاف نہ ہو گا، ہاں طہارت کے پانی سے درگزر کیا جائے گا جبکہ اس کو خونوں پر عمدا نہ رکھا ہو ورنہ اس میں سے کچھ بھی معاف نہ ہو گا، امام نوویؒ نے اپنی مجموع میں کیفیۃ المسح علی الخف پر کلام کرتے ہوئے بیان فرمایا ہے: اگر موزہ کا نچلا حصہ معفوعنہ نجاست سے ناپاک ہو جائے تو اس کے اسفل پر مسح نہیں کیا جائے گا اس لئے کہ اگر اس نے اس پر مسح کیا تو آلودگی زیادہ ہو گی اور ایسی صورت میں اس پر اس کو دھونا اور ہاتھ کو دھونا لازم ہو گا۔ انتہی۔

جب کوئی ایسا کپڑا پہنے جس میں براغیث کا خون ہو درانحالیکہ اس کا بدن تر ہو تو ایسی صورت میں اختلاف کیا گیا ہے چنانچہ متولیؒ نے فرمایا: (ان کا نام ہے: عبد الرحمن ابن مامون ابن علی، المتولی، ابوسعد) یہ جائز ہے، اور شیخ ابو علی سنجیؒ نے فرمایا: (ان کا نام ہے: حسین ابن شعیب ابن محمد ابو علی سنجی) جائز نہیں ہے اس لئے کہ اپنے بدن کو آلودہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور محب طبریؒ نے فقہی اعتبار سے اس پر قطعی فیصلہ کیا ہے اور کلام اول کو محمول کرنا ممکن ہے اس صورت پر جبکہ رطوبت وضوء یا غسلِ مطلوب کے پانی کی ہو اس سے بچنے میں مشقت ہونے کی بناء پر جیسا کہ اگر رطوبت پسینہ کی ہو اور دوسرے (کلام) کو (محمول کرنا ممکن ہے) اس کے علاوہ میں (جیسے ماء تنظف یا تبرد) جیسا کہ گزرے ہوئے کلام سے معلوم ہوا (یعنی شارح کے اس کلام سے: **مالم تختلط باجنبی**) اور ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ماء طہارت کے ساتھ ملحق کیا جائے اس پانی کو جو اس کے پینے کے وقت گر جائے یا اس کھانے کو جو اس کے کھانے کے وقت گر جائے یا (ماء طہارت کے

ساتھ ملحق کیا جائے گا) زخم پر دواء رکھنے کو (لہذا خون سے اختلاط مضر نہ ہو گا) اللہ تعالیٰ کے فرمان کی بناء پر: وما جعل الخ (سورۂ حج: ۷۸) اور (اس نے) تم پر دین (کے احکام) میں کسی قسم کی تنگی نہیں کی (ترجمۂ قرآن) اور بہر حال وہ نجاست جو نظر سے دکھائی نہ دے تو اس سے درگزر کیا گیا ہے اگرچہ نجاست مغلظہ میں سے ہو اس سے بچنے میں مشقت ہونے کی بناء پر۔

تنبیہ: مصنفؒ کا استثناء کو ذکر کردہ باتوں پر محصور کرنے میں اقتصار ممنوع ہے جیسا کہ بیان کردہ عبارت سے معلوم ہوا اور مستثنیات میں سے پانی کی بعض وہ صورتیں گزر گئیں جن سے درگزر کیا گیا ہے **(اور درگزر کیا گیا ہے)** حیوانات میں سے **(اس سے جس میں دم سائل)** (یعنی بہنے والا خون) **(نہ ہو)** اس عضو کے چیرنے کے وقت (یعنی عضو کو چیرا جائے تو خون نہ بہے) جیسے مکھی، بھڑ، جوں، پسو اور اس کے مانند (زنبور کی جمع: زنابیر) (القاموس الوحید) **(جبکہ وہ)** اس **(برتن میں گر جائے)** جس میں سیال چیز ہو **(اور اس میں مر جائے تو سیال چیز کو ناپاک نہیں کرے گا)** اس شرط کے ساتھ کہ اس کو کسی ڈالنے والے نے نہ ڈالا ہو اور اس میں تغیر نہ ہوا ہو اس سے احتراز میں مشقت ہونے کی بناء پر اور حدیث بخاری کی وجہ سے: اذا وقع الخ۔ جب تم میں سے کسی کے برتن میں مکھی گر جائے تو اسے چاہیئے کہ وہ پوری مکھی ڈبائے پھر اس کو نکالے اس لئے کہ اس کے دو پروں میں سے ایک میں بیماری ہے یعنی وہ بایاں ہے جیسا کہ کہا گیا ہے اور دوسرے پر میں شفاء ہے۔ ابو داؤدؒ نے زیادہ کیا ہے: اور وہ اپنے اس پر کو داخل کرتی ہے جس میں بیماری ہے۔ اور کبھی اس کا ڈبونا اس کی موت تک مفضی ہوتا ہے اگر وہ مائع کو ناپاک کرتا تو اس کا حکم نہ دیتے۔

ذباب پر اس کو قیاس کیا ہے جو اس کے معنی میں ہے یعنی ہر وہ میتۃ جس میں دم سائل نہ ہو، اگر ہم کو شک ہو اس کے دم کے سائل ہونے میں تو اس کے مثل سے جانچ کی

جائے گی لہذا حاجت کی بناء پر اس کو زخمی کیا جائے گا اس کو امام غزالیؒ نے اپنے فتاوی میں بیان کیا ہے، اور اگر وہ حیوانات ان میں سے ہوں جن میں دم سائل ہوتا ہے لیکن ان میں دم نہ ہو یا ایسا دم ہو جو سائل نہ ہو ان کے صغر پن کی بناء پر تو ان کے لئے دم سائل والے حیوانات کا حکم ہو گا، اگر میتہ پانی کو متغیر کر دے اس کی کثرت کی بناء پر (یعنی میتہ کثرت کی وجہ سے پانی کو متغیر کر دے) یا اس کی موت کے بعد اسے قصداً پانی میں ڈالا جائے تو یقیناً وہ پانی ناپاک ہو گا جیسا کہ اس کو قطعی طور پر بیان کیا ہے شرح صغیر اور حاوی صغیر میں، اور ان دونوں کے قول: **بعد موتها قصدا** کے مفہوم سے اخذ کیا جائے گا کہ اگر کوئی شخص بلا قصد میتہ کو ڈالدے یا بالقصد اس کو دوسری جگہ پر ڈالدے پھر وہ سیال چیز میں گر جائے یا اس کو ایسا شخص ڈالدے جو تمیز نہ کر سکتا ہو یا قصد کرے اس کو اس میں ڈالنے کا اور پھر وہ اس میں گر جائے اس حال میں کہ وہ زندہ تھا پھر اس میں مر گیا تو مضر نہ ہو گا اور یہ مسئلہ اسی طرح ہے اگرچہ کتاب کے بعض نسخوں میں ہے: (اور وہ اس میں مر جائے) تو اس کا ظاہر یہ ہیکہ اگر ڈالا جائے اس حال میں کہ وہ زندہ ہو تو ایسی صورت میں تفصیل بیان کی جائے گی اس درمیان کہ وہ بذات خود گرا یا نہیں۔ (یعنی بذات خود گرنے اور بذات خود نہ گرنے میں فرق ہو گا)

پھر اے مخاطب تو جان لے! کہ اعیان بعض جماد ہیں اور بعض حیوان ہیں پس جماد سب کے سب پاک ہیں اس لئے کہ یہ بندوں کے منافع کے لئے پیدا کئے گئے ہیں اگرچہ بعض وجوہ کے اعتبار سے باری تعالیٰ کا ارشاد ہے: **هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا** (سورۂ بقرۃ: ۲۹) وہی ہے جس نے پید کیا تمہارے واسطے جو کچھ زمین میں ہے سب (ترجمۂ قرآن) اور یقیناً انتفاع حاصل ہوتا ہے یا مکمل ہوتا ہے طہارت سے مگر جس کے نجس ہونے پر شارع نے صراحت کی ہو، اور وہ نشہ آور سیال چیز ہے (علامہ قلیوبیؒ نے فرمایا: اگر شارح لفظِ مائع سے سکوت اختیار کرتے تو اولیٰ ہوتا) اور اسی طرح حیوان سب کے

سب پاک ہیں اس دلیل کے پیش نظر جو گزر گئی (وہ دلیل یہ ہے: **لانه خلق لمنافع العباد**) (حاشیہ البجیرمی: ۱/ ۴۷۹) مگر جس کو شارع نے بھی مستثنی کیا ہے اور اس پر متنبہ کیا ہے اپنے اس قول سے: (**اور تمام حیوان پاک ہیں**) یعنی وہ اپنی حالت حیات میں طاہر عین ہے (**سوائے کلب کے**) اگرچہ وہ سکھایا ہوا ہو، حدیثِ مسلم کی بناء پر: **طھور** الخ۔ تم میں سے کسی کے برتن میں جب کتا منہ ڈالے تو اس کے پاک ہونے کی شکل یہ ہیکہ وہ اسے سات مرتبہ دھوئے جن میں پہلی مرتبہ مٹی سے، دلالت کی وجہ یہ ہیکہ طہارت یا تو حدث کی بناء پر ہوتی ہے یا خبث یا تکریم (جیسے غسل میت کی بناء پر ہوتی ہے) اور برتن پر نہ کوئی حدث ہے اور نہ تکریم ہے تو خبث کی طہارت متعین ہے لہذا اس کے منہ کی نجاست ثابت ہوئی اور وہ اس کے اجزاء میں سب سے زیادہ اچھا ہے بلکہ وہ حیوانات میں سب سے زیادہ اچھا ہے منہ کی بو کے اعتبار سے ہانپنے کی کثرت کی بناء پر لہذا اس کا بقیہ حصہ تو بدرجۂ اولی (نجس ثابت ہوا) (**اور خنزیر**) کے خاء معجمہ کے کسرہ کے ساتھ اس لئے کہ اس کا حال کتے سے زیادہ برا ہے چونکہ وہ کسی بھی حال میں رکھا اور پالا نہیں جاتا (جیسے کتا جانوروں کی حفاظت وغیرہ کے لئے رکھا جاتا ہے) اور یہ علت حشراتِ ارض اور ان کے مانند سے ٹوٹ جاتی ہے اسی لئے امام نوویؒ نے فرمایا: ہمارے لئے اس کی نجاست پر واضح دلیل نہیں ہے لیکن ابن منذرؒ نے اس کی نجاست پر اجماع کا دعوی کیا ہے، اور اس قول کا معارضہ کیا گیا مذہبِ امام مالک اور امام ابو حنیفہؒ کی ایک روایت سے کہ وہ پاک ہے اور نقض کو رد کیا جائے گا اس وجہ سے کہ اس کا قتل مندوب ہے اس میں ضرر کے بغیر اور اس لئے کہ اس پر کسی چیز کے اٹھانے سے اس سے انتفاع ممکن ہوتا ہے اور اس طرح حشرات نہیں ہیں مذکورہ دونوں باتوں میں۔

(**اور جو ان دونوں سے پیدا ہو**) یعنی ان دونوں میں سے ہر ایک کی جنس سے (**یا ان میں سے کسی ایک سے**) دوسرے کے ساتھ یا دوسرے حیوان کے ساتھ پاک حیوانات

میں سے اگرچہ وہ آدمی ہو۔ جیسے بھیڑیا اور کتیا کے درمیان پیدا ہونے والا نجاست کو غلبہ دیتے ہوئے ان دونوں سے اس کا تولد ہونے کی بناء پر، اور فرع نسب میں اب کے تابع ہوتی ہے اور غلامی اور آزادی میں ماں کے (تابع ہوتی ہے) اور ان دونوں میں سے اشرف کے (تابع ہوتی ہے) دین میں اور بدل کو واجب کرنے اور جزیہ کو ثابت کرنے (میں) اور ان دونوں میں اخف کے (تابع ہوتی ہے) زکات کے عدم وجوب میں اور ان دونوں میں زیادہ حقیر کے (تابع ہوتی ہے) نجاست میں اور حرمتِ ذبیحہ اور مناکحہ (میں)۔

﴿حكم الْميتَة﴾

(وَالْميتَة) وَهِي مَا زَالَت حَيَاتهَا لَا بِذَكَاة شَرْعِيَّة كذبيحة الْمَجُوسِيّ وَالْمحرم بِضَم الْمِيم وَمَا ذبح بالعظم وَغير الْمَأْكُول إِذا ذبح **(كلهَا نَجِسَة)** بِالْمَوْتِ وَإِن لم يسل دَمهَا لحُرْمَة تنَاولهَا قَالَ تَعَالَى {حرمت عَلَيْكُم الْميتَة} وَتَحْرِيم مَا لَيْسَ بمحترم وَلَا ضَرَر فِيهِ يدل على نَجَاسَته وَخرج بالتعريف الْمَذْكُور الْجَنِين فَإِن ذَكَاته بِذَكَاة أمه وَالصَّيْد الَّذِي لم تدْرك ذَكَاته والمتردي إِذا مَاتَا بِالسَّهْمِ وَدخل فِي نَجَاسَة الْميتَة جَمِيع أَجْزَائِهَا من عظم وَشعر وصوف ووبر وَغير ذَلِك لِأَن كلا مِنْهَا تحله الْحَيَاة وَدخل فِي ذَلِك ميتَة نَحْو دود خل وتفاح فَإِنَّهَا نَجِسَة لَكِن لَا تنجسه لعسر الِاحْتِرَاز عَنْهَا وَيجوز أكله مَعَه لعسر تَمْيِيزه **(إِلَّا)** ميتَة **(السّمك و)** ميتَة **(الْجَرَاد)** فطاهرتان بِالْإِجْمَاع وَلقَوْله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم أحلّت لنا ميتتانِ وَدَمَانِ السّمك وَالْجَرَاد والكبد وَالطحَال وَقَوله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم فِي الْبَحْر: هُوَ الطّهُور مَاؤُهُ الْحل ميتته وَالْمرَاد بالسمك كل مَا أكل من حَيَوَان الْبَحْر وَإِن لم يسم سمكًا كَمَا سَيَأْتِي إِن شَاءَ الله تَعَالَى فِي الْأَطْعِمَة وَالْجَرَاد اسْم جنس وَاحِدَته جَرَادَة يُطلق على الذّكر وَالْأُنْثَى.

(و) إِلَّا ميتَة **(الْآدَمِيّ)** فَإِنَّهَا طَاهِرَة لقَوْله تَعَالَى {وَلَقَد كرمنا بني آدم} وَقَضِيَّة التكريم أَنه لَا يحكم بِنَجَاسَتِهِ بِالْمَوْتِ وَسَوَاء الْمُسلم وَغَيره وَأما قَوْله تَعَالَى {إِنَّمَا الْمُشْركُونَ نجس} فَالْمُرَاد بِهِ نَجَاسَة الِاعْتِقَاد أَو اجتنابهم كالنجس لَا نَجَاسَة الْأَبدَان وَلَو كَانَ نجسا لأوجبنا على غاسله غسل مَا أَصَابَهُ وَأما خبر الْحَاكِم

لَا تنجسوا مَوْتَاكُم فَإِن الْمُسلم لَا ينجس حَيا أَو مَيتا. فَجرى على الْغَالِب وَلِأَنَّهُ لَو تنجس بِالْمَوْتِ لَكَانَ نجس الْعين كَسَائِر الميتات وَلَو كَانَ كَذَلِك لم يُؤمر بِغسْلِهِ كَسَائِر الْأَعْيَان النَّجِسَة.

فَإِن قيل لَو كَانَ طَاهِر الم يُؤمر بِغسْلِهِ كَسَائِر الْأَعْيَان الطاهرة؟

أُجِيب بِأَنَّهُ عهد غسل الطَّاهِر بِدَلِيل الْمُحدث بِخِلَاف نجس الْعين.

﴿میتہ کا حکم﴾

(اور میتہ) یعنی جس کی حیات ختم ہو چکی ہو شرعی ذبح کے بغیر جیسے مجوسی اور محرم "میم کے ضمہ کے ساتھ" کا ذبیحہ اور جو ہڈی سے ذبح کیا گیا ہو اور غیر ماکول جانور جب ذبح کیا جائے **(سب کے سب ناپاک ہیں)** مرنے کی وجہ سے اگرچہ اس کا خون نہ بہے اس کو کھانے کی حرمت ہونے کی بناء پر، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ (سورۂ مائدہ:۳) تم پر حرام کئے گئے ہیں مردار۔ (ترجمۂ قرآن) اور جو چیز محترم نہ ہو اس کو حرام قرار دینا حالانکہ اس میں کوئی ضرر نہ ہو اس کے ناپاک ہونے پر دلالت کرتا ہے، اور ذکر کردہ تعریف سے خارج ہوا جنین اس لئے کہ اس کا ذبح اس کی ماں کے ذبح سے ہے، اور شکار جس کے ذبح کا ادراک نہ ہو اور گرنے والا جانور جب وہ دونوں تیر سے مر جائیں (یہ دونوں بھی پاک ہے) اور میتہ کی نجاست میں اس کے تمام اجزاء داخل ہو گئے یعنی ہڈی، بال، اون، اونٹ کے بال اور ان کے علاوہ اس لئے کہ ان میں سے ہر ایک میں حیات حلول کرتی ہے، اور داخل ہے اس میتہ میں سرکہ اور سیب جیسے کا کیڑا، یہ ناپاک ہے لیکن اس کو (یعنی سرکہ اور سیب کو) ناپاک نہیں کرتا اس سے بچنا دشوار ہونے کی بناء پر لہذا اس کو اس کے ساتھ کھانا جائز ہے اس سے امتیاز دشوار ہونے کی بناء پر **(سوائے)** میتہ **(مچھلی اور)** میتہ **(ٹڈی)** کے یہ دونوں بالاجماع پاک ہیں اور آپ ﷺ کے فرمان کی بناء پر: احلت الخ۔ ہمارے لئے دو میتہ اور دو خون حلال کئے گئے: مچھلی اور ٹڈی اور جگر اور تلی۔ اور

آپ ﷺ کا فرمان ہے بحر کے بارے میں: اس کا پانی طہور ہے اور اس کا میتۃ حلال ہے۔ اور سمک سے مراد سمندر کا ہر وہ حیوان ہے جو کھایا جائے اگرچہ اسے سمک نہ کہا جائے جیسا کہ عنقریب آئے گا ان شاء اللہ تعالیٰ باب الاطعمہ میں، اور جراد اسم جنس ہے اس کا واحد جرادۃ ہے جو مذکر اور مؤنث پر بولا جاتا ہے۔

(اور) سوائے میتۃ **(آدمی)** کے یہ پاک ہے اللہ تعالیٰ کے فرمان کی بناء پر: **وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ** (سورۂ اسراء: ۷۰) ہم نے عزت دی ہے آدم کی اولاد کو (ترجمۂ قرآن) اور تکریم کا تقاضا یہ ہیکہ موت کی وجہ سے اس کی نجاست کا حکم نہیں لگایا جائے گا (اس میں) مسلم اور غیر مسلم برابر ہیں اور بہر حال اللہ تعالیٰ کا فرمان: **اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ** (سورۂ توبہ: ۲۸) مشرک لوگ نرے ناپاک ہیں (ترجمۂ قرآن) مراد اس سے اعتقاد کی نجاست ہے یا ان سے اجتناب کرنا ہے نجس کی طرح نہ کہ بدن کی نجاست (مراد ہے، ابدان: بدن کی جمع ہے) اور اگر وہ نجس ہوتا تو ضرور ہم اس کے غاسل پر واجب قرار دیتے اس حصہ کو دھونا جس کو وہ لگا ہے اور بہر حال حاکم کی حدیث: تم اپنے موتی کو ناپاک نہ سمجھو اس لئے کہ مسلم ناپاک نہیں ہوتا زندگی میں اور مرنے کے بعد۔ غالب عادت کے مطابق جاری ہے اور اس لئے کہ اگر وہ موت کی وجہ سے ناپاک ہوتا تو نجس العین ہوتا تمام میتات کی طرح اور اگر اس طرح ہوتا تو اس کو دھونے کا حکم نہیں دیا جاتا تمام اعیان نجسہ کی طرح۔

اگر اعتراض کیا جائے: اگر وہ طاہر ہوتا تو اس کو دھونے کا حکم نہیں دیا جاتا تمام اعیانِ طاہرہ کی طرح؟

جواب دیا گیا: کہ طاہر کو دھونا معلوم و معروف ہے اس کی دلیل محدث ہے (کہ طاہر ہونے کے باوجود دھویا جاتا ہے) بر خلاف نجس العین کے۔

﴿النَّجَاسَة الْمُغَلَّظَة وإزالتها﴾

(وَيغسل الْإِنَاء) وكل جامد وَلَو معضا من صيد أَو غَيره وجوبا **(من ولوغ)** كل من **(الْكَلْب وَالْخِنْزِير)** وَفرع أَحدهمَا وَكَذَا بملاقاة شَيْء من أَجزَاء كل مِنْهُمَا سَوَاء فِي ذَلِك لعابه وبوله وَسَائِر رطوباته وأجزائه الجافة إِذا لاقت رطبا **(سبع مَرَّات)** بِمَاء طهُور،

(إِحْدَاهُنَّ) فِي غير أَرض ترابية **(بِتُرَاب طهُور)** يعم مَحل النَّجَاسَة بِأَن يكون قدرا يكدر المَاء ويصل بواسطته إِلَى جَمِيع أَجزَاء الْمحل وَلَا بُد من مزجه بِالْمَاءِ إِمَّا قبل وضعهما على الْمحل أَو بعده بِأَن يوضعا وَلَو مرتبين ثمَّ يمزجا قبل الْغسْل وَإِن كَانَ الْمحل رطبا إِذْ الطّهُور الْوَارِد على الْمحل بَاقٍ على طهوريته خلافًا للإسنوي فِي اشْتِرَاط المزج قبل الْوَضع على الْمحل وَالْأَصْل فِي ذَلِك قَوْله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم إِذا ولغَ الْكَلْب فِي الإِنَاء فاغسلوه سبع مَرَّات أولَاهُنَّ بِالتُّرَابِ رَوَاهُ مُسلم وَفِي رِوَايَة لَهُ وعفروه الثَّامِنَة بِالتُّرَابِ أَي بِأَن يصاحب السَّابِعَة كَمَا فِي رِوَايَة أبي دَاوُد السَّابِعَة بِالتُّرَابِ وَفِي رِوَايَة صححها التِّرْمِذِيّ أولَاهُنَّ أَو آخرهنَّ بِالتُّرَابِ وَبَين روايتي مُسلم تعَارض فِي مَحل التُّرَاب فيتساقطان فِي تعْيين مَحَله ويكتفي بِوُجُودِهِ فِي وَاحِدَة من السَّبع كَمَا فِي رِوَايَة الدَّارَقُطْنِيّ إِحْدَاهُنَّ بالبطحاء. فنص على اللعاب وَأُلْحق بِهِ مَا سواهُ لِأَن لعابه أشرف فضلاته وَإِذا ثبتَتْ نَجَاسَته فَغَيره من بَوْل وروث وعرق وَنَحْو ذَلِك أولى.

تَنْبِيه إِذا لم تزل عين النَّجَاسَة إِلَّا بست غسلات مثلا حسبت وَاحِدَة كَمَا صَححهُ النَّوَوِيّ وَلَو أكل لحم نَحْو كلب لم يجب تسبيع مَحل الِاسْتِنْجَاء كَمَا نَقله الرَّوْيَانِيّ عَن النَّص.

فَائِدَة حمام غسل دَاخله كلب وَلم يعْهَد تَطْهِيره وَاسْتمرّ النَّاس على دُخُوله والاغتسال فِيهِ مُدَّة طَوِيلَة وانتشرت النَّجَاسَة فِي حصر الْحمام وفوطه فَمَا تَيَقّن من إِصَابَة شَيْء مِنْهُ من ذَلِك فنجس وَإِلَّا فطاهر لأَنا لَا ننجس بِالشَّكِّ ويطهر الْحمام بمرور المَاء عَلَيْهِ سبع مَرَّات إِحْدَاهُنَّ بطفل لِأَن الطِّفْل يحصل بِهِ التتريب كَمَا صرح بِهِ جمَاعَة وَلَو مَضَت مُدَّة يحْتَمل أَنه مر عَلَيْهِ ذَلِك وَلَو بِوَاسِطَة الطين الَّذِي فِي نعال داخليه لم يحكم بِنَجَاسَتِهِ كَمَا فِي الْهِرَّة إِذا أكلت نَجَاسَة وَغَابَتْ غيبَة

يحتَمل فِيهَا طَهَارَة فمها وَيتَعَيَّن التُّرَاب وَلَو غُبَار رمل وَإِن أفسد الثَّوْب جمعا بَين نَوْعي الطّهُور فَلَا يَكْفِي غَيره كأشنان وصابون وَيسن جعل التُّرَاب فِي غير الْأَخِيرَة وَالْأُولَى أولى لعدم احْتِيَاجه بعد ذَلِك إِلَى تتريب مَا يترشرش من جَمِيع الغسلات وَلَا يَكْفِي تُرَاب نجس وَلَا مُسْتَعْمل فِي حدث وَلَا يجب تتريب أَرض ترابية إِذْ لَا معنى لتتريب التُّرَاب فَيَكْفِي تسبيعها بِمَاء وَحده وَلَو أصَاب ثَوْبه مثلا مِنْهَا شَيْء قبل تَمام التسبيع لم يجب تتريبه قِيَاسا على مَا أَصَابَهُ من غير الأَرْض بعد تتريبه وَلَو ولغَ نحو الْكَلْب فِي إِنَاء فِيهِ مَاء قَلِيل ثمَّ كوثر حَتَّى بلغ قُلَّتَيْنِ طهر المَاء دون الْإِنَاء كَمَا نَقله الْبَغَوِيّ فِي تهذيبه عَن ابْن الْحداد وَأقرهُ فَإِن كَانَ فِي الْإِنَاء مَاء كثير وَلم ينقص بولوغه عَن الْقلَّتَيْنِ لم ينجس المَاء وَلَا الْإِنَاء إِن لم يكن الْكَلْب أصَاب جرمه الَّذِي لم يصله المَاء مَعَ رُطُوبَة أَحدهمَا قَالَه فِي الْمَجْمُوع وَقَضيته أَنه لَو أصَاب مَا وَصله المَاء مِمَّا هُوَ فِيهِ لم ينجس وَتَكون كَثْرَة المَاء مَانِعَة من تنجسه وَبِه صرح الإِمَام وَغَيره.

تَنْبِيه هَل يجب إِرَاقَة المَاء الَّذِي تنجس بولوغ الْكَلْب وَنَحْوه أَو ينْدب وَجْهَان أصَحهمَا الثَّانِي وَحَدِيث الْأَمر بإراقته مَحْمُول على من أَرَادَ اسْتِعْمَال الْإِنَاء وَلَو أَدخل كلب رَأسه فِي إِنَاء فِيهِ مَاء قَلِيل فَإِن خرج فَمه جافا لم يحكم بِنَجَاسَتِهِ أَو رطبا فَكَذَا فِي أصح الْوَجْهَيْنِ عملا بِالْأَصْلِ ورطوبته يحْتَمل أَنَّهَا من لعابه.

﴿نجاست مغلظہ اور اس کا ازالہ﴾

وجوبی طور پر **(برتن کو دھویا جائے گا)** اور ہر جامد چیز کو اگرچہ شکار یا اس کے علاوہ کے جسم پر کاٹی ہوئی جگہ ہو (یعنی کتے نے شکار وغیرہ کو کاٹا تو دھونا واجب ہو گا) **(کتا اور خنزیر)** میں سے ہر ایک **(کے منہ ڈالنے کی وجہ سے)** اور ان دونوں میں سے ہر ایک کی فرع کے (منہ ڈالنے کی وجہ سے) اور اسی طرح ان دونوں میں سے ہر ایک کے اجزاء میں سے کسی جزء کے لگنے سے، برابر ہے اس میں اس کا لعاب، بول، تمام رطوبتیں اور اس کے خشک اجزاء جبکہ وہ تر چیز کو لگ جائے **(سات مرتبہ)** ماء طہور سے **(ان میں ایک مرتبہ)** مٹی والی زمین کے علاوہ میں **(تراب طہور سے)** جو محل نجاست کو عام ہو اس طرح کہ مٹی اتنی مقدار میں ہو کہ پانی کو گدلا کر دے اور وہ اس کے واسطہ سے محل کے تمام اجزاء تک

پہنچ جائے اور مٹی کو پانی کے ساتھ ملانا ضروری ہے یا تو ان دونوں کو محل نجاست پر رکھنے سے قبل یا رکھنے کے بعد اگرچہ یکے بعد دیگرے رکھ کر پھر دونوں کو دھونے سے قبل ملا دیا جائے اگرچہ محل تر ہو اس لئے کہ محل پر وارد ہونے والا طہور اپنی طہوریت والی صفت پر باقی ہے، بر خلاف امام اسنویؒ کے محل پر رکھنے سے قبل ملانے کی شرط کے سلسلہ میں اور اس بارے میں آپ ﷺ کا فرمان دلیل ہے: جب کتا برتن میں منہ ڈالے تو اس کو سات مرتبہ دھولو جن میں پہلی مرتبہ مٹی سے۔ اس کو مسلم نے روایت کیا ہے اور اسی کی دوسری روایت میں ہے: آٹھویں مرتبہ میں اس کو مٹی سے لتھیڑو۔ یعنی اس طرح کہ اسے ساتویں مرتبہ کے ساتھ ملایا جائے جیسا کہ ابو داؤد کی روایت میں ہے: ساتویں مرتبہ مٹی کے ساتھ۔ اور ایک روایت میں ہے جس کو امام ترمذیؒ نے صحیح قرار دیا ہے: جن میں پہلی مرتبہ یا آخری مرتبہ مٹی سے۔ محل تراب کے سلسلہ میں مسلم کی دونوں روایتوں کے درمیان تعارض ہے لہذا محل تراب کی تعیین میں دونوں روایتیں ساقط ہوں گی اور سات میں سے کسی ایک میں اس کے پائے جانے پر اکتفاء کیا جائے گا جیسا کہ دار قطنی کی روایت میں ہے: ان میں سے کسی ایک میں تراب سے۔ (مذکورہ بالا حدیث میں) نص لعاب پر ہے اور اس کے ساتھ ملحق کیا گیا اس کے ماسوا کو اس لئے کہ اس کا لعاب اس کے فضلات میں اشرف ہے اور جب اس کی نجاست ثابت ہوئی تو اس کے علاوہ پیشاب، لید، پسینہ اور اس کے مانند کی بدرجۂ اولی۔

تنبیہ: جب عین نجاست زائل نہ ہو مگر مثلاً چھ مرتبہ دھونے سے تو ایک مرتبہ دھونا شمار کیا جائے گا جیسا کہ امام نوویؒ نے اس کو صحیح قرار دیا ہے، اور اگر کسی نے گوشت کھایا کتے جیسے کا تو استنجاء کے محل کو سات مرتبہ دھونا واجب نہیں جیسا کہ امام رویانیؒ نے اس کو نص کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔

فائدہ: ایسا حمام جس کے اندر کتا دھویا گیا ہو اور اس کی تطہیر کا علم نہ ہو اور لوگ حمام میں داخل ہونے پر اور غسل کرنے پر دائم و قائم ہو طویل مدت تک اور نجاست حمام کی چٹائیوں اور تولیوں میں پھیل جائے (لفظ حمام مبتداء ہے اور بعد والا جملہ فما تیقن اس کی خبر ہے) لہذا حمام کے جس حصہ کو نجاست لگنے کا یقین ہو وہ حصہ ناپاک ہو گا ورنہ پاک ہو گا اس لئے کہ ہم شک کی وجہ سے ناپاک نہیں قرار دیتے اور حمام پاک ہو گا اس پر سات مرتبہ پانی بہانے سے، ان میں ایک مرتبہ گیرو سے (یعنی ایک زرد و سرخ رنگ کی مٹی) (القاموس الوحید: ۱۰۰۳) اس لئے کہ گیرو کے ذریعہ تتریب حاصل ہو گی (تتریب یعنی: خاک ڈالنا) جیسا کہ ایک جماعت نے اس کی صراحت کی ہے، اور اگر اتنی مدت گزر جائے کہ یہ احتمال ہو کہ اس پر وہ بہہ چکا ہے اگرچہ اس مٹی کے واسطہ سے جو اس میں داخل ہونے والوں کے چپلوں میں ہو تو اس کی نجاست کا حکم نہیں لگایا جائے گا جیسا کہ بلی کے بارے میں جبکہ وہ نجاست کھائے اور اتنی مدت غائب ہو جائے جس میں اس کے منہ کی طہارت کا احتمال ہو، مٹی متعین ہو گی (یتعین التراب) یہ راجع ہے مصنفؒ کے قول: بتراب کی طرف) اگرچہ ریت کا غبار ہو خواہ وہ کپڑے کو خراب کر دے طہور کی دونوں نوع کو جمع کرنے کے لئے لہذا اس کے علاوہ کافی نہ ہو گا جیسے اشنان (ایک گھاس ہے کہ پتا اس میں نہیں ہوتا اسے غاسول بھی کہتے ہیں) (بیان اللسان: ۸۷) اور صابون، اور سنت ہے اخیری مرتبہ کے علاوہ میں مٹی کو ملانا، پہلی مرتبہ میں اولی ہے، اس کے محتاج نہ ہونے کی وجہ سے اس کے بعد تمام غسلات کے چھینٹوں کی تتریب کا، اور کافی نہ ہو گی ناپاک مٹی اور نہ حدث کے لئے استعمال کی ہوئی، اور مٹی والی زمین کی تتریب واجب نہیں اس لئے کہ (اس صورت میں) تراب کی تتریب کا کوئی معنی نہیں لہذا اس کو صرف پانی سے سات مرتبہ دھونا کافی ہو گا اور اگر مثال کے طور پر اس کے کپڑے کو اس میں سے کچھ لگ جائے سات مرتبہ مکمل ہونے سے قبل تو اس کی تتریب واجب نہیں قیاس کرتے ہوئے اس صورت پر کہ

اس کو لگ جائے زمین کے علاوہ سے اس کی تتریب کے بعد، اگر منہ ڈالے کتے جیسا ایسے برتن میں جس میں ماء قلیل ہو پھر (اس میں) ملایا گیا یہاں تک کہ دو قلہ مقدار کو پہنچا تو پانی پاک ہو گا نہ کہ برتن جیسا کہ امام بغویؒ نے اس کو ابن حداد کے حوالہ سے اپنی تہذیب میں نقل کیا ہے اور اس کو برقرار رکھا ہے اور اگر اس برتن میں ماء کثیر ہو اور اس کے منہ ڈالنے سے قلتین سے کم نہ ہو تو نہ پانی ناپاک ہو گا اور نہ برتن اگر نہ لگے برتن کے اس جرم کو جہاں پانی نہ پہنچا ہو دونوں میں سے ایک کی رطوبت کے ساتھ یہ بات مجموع میں کہی ہے اور اس کا تقاضا یہ ہیکہ اگر لگے اس حصہ کو جس کو پانی پہنچا ہو یعنی وہ حصہ جس میں پانی ہے تو ناپاک نہ ہو گا اور کثرت ماء مانع ہو گی ناپاک ہونے سے، امام وغیرہ نے اس کی تصریح کی ہے۔

تنبیہ: کیا اس پانی کو بہانا واجب ہے جو ولوغ کلب یا اس کے مانند (جانور کے ولوغ) سے ناپاک ہوا یا (بہانا) مندوب ہے؟

دو وجہ ہے: جن میں اصح دوسری ہے۔ اور پانی کو بہانے کے معاملہ سے متعلق کلام محمول ہے اس شخص پر جو برتن کو استعمال کرنے کا ارادہ رکھتا ہو، اگر کتا اپنے سر کو اس برتن میں داخل کرے جس میں ماء قلیل ہو پھر اگر وہ اپنا منہ خشک ہونے کی حالت میں باہر نکالے تو اس کی نجاست کا حکم نہیں لگایا جائے گا، اور اگر تر ہو (نے کی حالت میں باہر نکالے) تو اسی طرح ہے دو وجوہ میں سے اصح وجہ میں (نجاست کا حکم نہ لگایا جائے گا) اصل پر عمل کرتے ہوئے اور اس کی رطوبت میں یہ احتمال ہے کہ وہ اس کے لعاب سے ہو۔

﴿النَّجاسَة المتوسطة وإزالتها﴾

(وَيغسل من سَائِر) أَي بَاقِي **(النَّجاسَات)** المخففة والمتوسطة **(مرّة)** وجوبا تَأتي عَلَيْهِ (وَاحِدَة) وَقد مر دَلِيل ذَلِك وَكَيفِيَّة الْغسْل عِنْد قَول الْمُصَنّف وَغسل جَمِيع الأبوال والأرواث وَاجِب **(وَالثَّلَاث)** وَفِي بعض النّسخ وَالثَّلَاثَة بِالتَّاءِ **(أفضل)** أَي من الِاقْتِصَار على مرّة فَينْدب أَن يغسل غسلتين بعد الغسلة المزيلة لعين النَّجَاسَة لتكمل الثَّلَاث فَإِن المزيلة للنَّجَاسَة وَاحِدَة وَإِن تعدّدت

النَّجَاسَة كَمَا مر فِي غسلات الْكَلْب لاستحباب ذَلِك عِنْد الشَّك فِي النَّجَاسَة لحَدِيث إِذا اسْتَيْقَظ أحدكُم من نَومه. فَعِنْدَ تحققها أولى وَشَمل ذَلِك الْمُغَلَّظَة وَبِه صرح صَاحب الشَّامِل الصَّغِير فَينْدب مَرَّتَانِ بعد طهرهَا وَقَالَ الجيلي لَا ينْدب ذَلِك لِأَن المكبر لَا يكبر كَمَا أَن المصغر لَا يصغر أَي فتثلث النَّجَاسَة المخففة والمتوسطة دون الْمُغَلَّظَة وَهَذَا أوجه.

﴿نجاست متوسطہ اور اس کا ازالہ﴾

(اور برتن کو دھویا جائے گا تمام) یعنی باقی مخففہ اور متوسطہ **(نجاستوں کے لگنے سے ایک مرتبہ)** وجوبی طور پر کہ پانی محل نجاست پر آئے (یعنی کوئی جگہ باقی نہ رہے) اس کی دلیل گزر چکی اور دھونے کا طریقہ (گزر چکا) مصنفؒ کے قول: "وغسل جميع الابوال والارواث واجب" کے وقت (اور تین مرتبہ افضل ہے) یعنی ایک مرتبہ پر اقتصار کرنے سے اور بعض نسخوں میں والثلاثة تاء کے ساتھ ہے، مندوب ہے کہ دو مرتبہ دھویا جائے عین نجاست کو زائل کرنے والی پہلی مرتبہ کے دھونے کے بعد تاکہ تین مرتبہ مکمل ہو جائے اس لئے کہ نجاست کو زائل کرنے والا ایک شمار ہوتا ہے اگرچہ متعدد ہو جیسا کہ کتے کے غسلات میں گزر گیا، نجاست میں شک کے وقت اس کے استحباب کی وجہ سے (لاستحباب ذلک الخ یہ علت ہے والثلاث افضل کے لئے) حدیث کی بناء پر: اذا الخ جب تم میں سے کوئی اپنی نیند سے بیدار ہو جائے۔ لہذا نجاست کے متحقق ہونے کے وقت تو بدرجۂ اولی استحباب ہے اور یہ مغلظہ کو شامل ہے اور صاحب شامل صغیر نے اس کی صراحت کی ہے لہذا اس کے پاک ہونے کے بعد دو مرتبہ مندوب ہو گا اور امام جیلیؒ نے فرمایا: یہ مندوب نہیں ہے اس لئے کہ مکبر کو (یعنی بڑے کو) اور بڑا نہیں کیا جائے گا جیسا کہ مصغر کو (یعنی چھوٹے کو) اور چھوٹا نہیں کیا جائے گا یعنی نجاست مخففہ اور متوسطہ کی تثلیث کی جائے گی نہ کہ مغلظہ کی اور یہ اوجہ ہے۔

﴿لا يشترط النية في إزالة النجاسة﴾

تَنْبِيه قد علم مِمّا تقرر أَن النّجَاسَة لَا يشْتَرط فِي إِزَالَتهَا نِيَّة بِخِلَاف طَهَارَة الْحَدث لِأَنَّهَا عبَادَة كَسَائِر الْعِبَادَات وَهَذَا من بَاب التروك كترك الزِّنَا وَالْغَصْب وَإِنَّمَا وَجَبت فِي الصَّوْم مَعَ أَنه من بَاب التروك لِأَنَّهُ لما كَانَ مَقْصُودا لقمع الشَّهْوَة وَمُخَالفَة الْهوى الْتحق بِالْفِعْلِ وَيجب أَن يُبَادر بِغسْل الْمُتَنَجس عَاص بالتنجيس كَأَن اسْتعْمل النَّجَاسَة فِي بدنه بِغَيْر عذر خُرُوجًا من الْمعْصِيَة فَإِن لم يكن عَاصِيا بِهِ فلنحو الصَّلَاة وَينْدب أَن يعجل بِهِ فِيمَا عدا ذَلِك وَظَاهر كَلَامهم أَنه لَا فرق بَين الْمُغَلَّظَة وَغَيرهَا وَهُوَ كَذَلِك وَإِن قَالَ الزَّرْكَشِيّ يَنْبَغِي وجوب الْمُبَادرَة بالمغلظة مُطلقًا قَالَ الْإِسْنَوِيّ والعاصي بالجنابة يحْتَمل إِلْحَاقه بالعاصي بالتنجيس وَالْمُتَّجه خِلَافه لِأَن الَّذِي عصى بِهِ هُنَا متلبس بِهِ بِخِلَافِهِ ثمَّ وَإِذا غسل فَمه الْمُتَنَجس فليبالغ فِي الغرغرة ليغسل كل مَا فِي حد الظَّاهِر وَلَا يبلع طَعَاما وَلَا شرابًا قبل غسله لِئَلَّا يكون آكلا للنَّجَاسَة نَقله فِي الْمَجْمُوع عَن الشَّيْخ أبي مُحَمَّد الْجُوَيْنِيّ وَأقرهُ.

﴿ازالۂ نجاست میں نیت کو شرط نہیں قرار دیا گیا﴾

تنبیہ: معلوم ہوا اس قول سے جو ذکر ہو چکا (وہ یہ: وغسل جميع الابوال والارواث واجب فقط) کہ ازالۂ نجاست میں نیت شرط نہیں ہے بر خلاف حدث سے طہارت کے اس لئے کہ یہ تمام عبادتوں کی طرح عبادت ہے اور یہ باب تروک میں سے ہے جیسے زنا اور غصب کا ترک، البتہ روزہ میں نیت واجب ہے باوجود یہ کہ وہ باب تروک میں سے ہے اس لئے کہ یہ شہوت کو توڑنے اور خواہش نفس کی مخالفت کے لئے ہوتا ہے لہذا اس کو فعل کے ساتھ ملحق کر دیا گیا اور واجب ہیکہ ناپاک کرنے کی وجہ سے گنہگار ہونے والا ناپاک چیز کو دھونے میں جلدی کرے جیسے کہ بنا عذر اپنے بدن میں نجاست کو استعمال کرے، معصیت سے خروج کے لئے، اگر وہ اس کی وجہ سے عاصی نہ ہو تو نماز جیسی چیز کی بناء پر (تعجیل غسل واجب ہوگا) اور مندوب ہے دھونے میں تعجیل اس کے علاوہ صورت میں، اور فقہاء کے کلام کا ظاہر یہ ہیکہ مغلظہ اور اس کے علاوہ کے درمیان کوئی فرق نہیں

ہے اور یہ اسی طرح ہے اگرچہ امام زرکشیؒ نے فرمایا ہے: مغلظہ میں جلدی کرنے کا وجوب مطلقا درست معلوم ہوتا ہے، امام اسنویؒ نے فرمایا: عاصی بالجنابۃ کو عاصی بالتنجیس کے ساتھ الحاق کرنے میں احتمال ہے اور متجہ اس کے خلاف ہے اس لئے کہ جو یہاں جس کی وجہ سے عاصی ہوا وہ اس سے ملوث وآلودہ ہے برخلاف وہاں کے۔ جب کوئی اپنا ناپاک منہ دھوئے تو اسے چاہیئے (یعنی وجوبی طور پر) کہ وہ غرغرہ کرنے میں مبالغہ کرے حد ظاہر کے ہر حصہ کو دھونے کے لئے اور منہ کو دھونے سے قبل نہ کھانا نگلے اور نہ پانی تاکہ وہ نجاست کو کھانے والا نہ ہو، اس کو مجموع میں شیخ ابو محمد جوینیؒ کے حوالہ سے نقل کیا ہے اور برقرار رکھا ہے۔

﴿حكم تخَلّل الْخمر﴾

(وَإِذا تخللت الْخمْرَة) أَي المحترمة وَغَيرهَا والمحترمة هِيَ الَّتِي عصرت بِقصد الخلية أَو هِيَ الَّتِي عصرت لَا بِقصد الخمرية وَهَذَا الثَّانِي أولى **(بِنَفسِهَا طهرت)** لِأَن عِلّة النَّجَاسَة وَالتَّحْرِيم الْإِسْكَار وَقد زَال وَلِأَن الْعَصِير غَالِبا لَا يَتَخَلَّل إِلَّا بعد التخمر فَلَو لم نقل بِالطَّهَارَةِ لتعذر اتِّخَاذ خل من الْخمر وَهُوَ حَلَال إِجْمَاعًا ويطهر دنها مَعهَا وَإِن غلت حَتَّى ارْتَفَعت وتنجس بهَا مَا فَوْقهَا مِنْهُ وتشرب مِنْهَا للضَّرُورَة وَكَذَا تطهر لَو نقلت من شمس إِلَى ظلّ أَو عَكسه أَو فتح رَأس الدن لزوَال الشدَّة من غير نَجَاسَة خلفتها **(وَإِن تخللت بطرح شَيْء فِيهَا)** كالبصل وَالْخبز الْحَار وَلَو قبل التخمر **(لم تطهر)** لتنجس الْمَطْرُوح فِيهَا فينجسها بعد انقلابها خلا.

تَنْبِيه لَو عبر بالوقوع بدل الطرح لَكَانَ أولى لِئَلَّا يرد عَلَيْهِ مَا لَو وَقع فِيهَا شَيْء بِغَيْر طرح كإلقاء ريح فَإِنَّهَا لَا تطهر مَعَه على الْأَصَح نعم لَو عصر الْعِنَب وَوَقع مِنْهُ بعض حبات فِي عصيره لم يُمكن الِاحْتِرَاز عَنْهَا يَنْبَغِي أَنَّهَا لَا تضر وَلَو نزعت الْعين الطاهرة مِنْهَا قبل التخلل لم يضر لفقد الْعلَّة بِخِلَاف الْعين النَّجِسَة لِأَن النَّجس يقبل التَّنْجِيس فَلَا تطهر بالتخلل وَلَو ارْتَفَعت بِلَا غليان بل بِفعل فَاعل لم يطهر الدن إِذْ لَا ضَرُورَة وَلَا الْخمر لاتصالها بالمرتفع النَّجس فَلَو غمر الْمُرْتَفع بِخَمْر طهرت

بالتخلل وَلَو بعد جفافه خلافًا لِلْبغوِيّ فِي تَقْيِيده بقبل الْجَفَاف وَلَو نقلت من دن إِلَى آخر طهرت بالتخلل بِخِلَاف مَالو أخرجت مِنْهُ ثمَّ صب فِيهِ عصير فتخمر ثمَّ تخَلّل.

والخمرة هِيَ المتخذة من مَاء الْعِنَب وَيُؤْخَذ من الِاقْتِصَار عَلَيْهَا أَن النَّبِيذ وَهُوَ الْمُتَّخذ من غير مَاء الْعِنَب كالتمر لَا يطهر بالتخلل وَبِه صرح القَاضِي أَبُو الطّيب لتنجس المَاء بِهِ حَالَة الاشتداد فينجسه بعد الانقلاب خلا وَقَالَ الْبَغَوِيّ يطهر وَاخْتَارَهُ السُّبْكِيّ وَهُوَ الْمُعْتَمد لِأَن المَاء من ضروراته وَيدل لَهُ مَا صَرَّحُوا بِهِ فِي بَاب الرِّبَا أَنه لَو بَاعَ خل تمر بخل عِنَب أَو خل زبيب بخل رطب صَحَّ وَلَو اخْتَلَط عصير بخل مغلوب ضرّ لِأَنَّهُ لقلَّة الْخلّ فِيهِ يتخمر فيتنجس بِهِ بعد تخلله أَو بخل غَالب فَلَا يضر لِأَن الأَصْل وَالظَّاهِر عدم التخمر وَأما الْمسَاوِي فَيَنْبَغِي إِلْحَاقه بالخل الْغَالِب لما ذكر.

فَائِدَة الْخمر مُؤَنّثَة كَمَا استعملها المُصَنّف وَقد تذكر على ضعف وَيُقَال فِيهَا خمرة بِالتَّاءِ على لُغَة قَلِيلَة.

تَتِمَّة قَالَ الْحَلِيمِيّ قد يصير الْعصير خلا من غير تخمر فِي ثَلَاث صور:

الأولى أَن يصب فِي الدن الْمُعْتق بالخل.

الثَّانِيَة أَن يصب الْخلّ فِي الْعصير فَيصير بمخالطته خلا من غير تخمر لَكِن مَحَله كَمَا علم مِمَّا مر أَن لَا يكون الْعصير غَالِبا.

الثَّالِثَة إِذا تجردت حبات الْعِنَب من عناقيده ويملأ مِنْهَا الدن ويطين رَأسه.

وَيجوز إمْسَاك ظروف الْخمر وَالِانْتِفَاع بهَا واستعمالها إِذا غسلت وإمساك المحترمة لتصير خلا وَغير المحترمة تجب إراقتها فَلَو لم يرقها فتخللت طهرت على الصَّحِيح كَمَا مر.

﴿شراب کے سرکہ بننے کا حکم﴾

(**اور جب شراب سرکہ بن جائے**) یعنی محترمہ شراب اور اس کے علاوہ، اور محترمہ شراب وہ ہے جو سرکہ بنانے کے قصد سے نچوڑی جائے یا وہ ہے جو بلا قصدِ شراب نچوڑی جائے اور یہ دوسری تعریف اولی ہے (**بذات خود تو وہ پاک ہوگی**) اس لئے کہ نجاست اور تحریم کی علت اسکار ہے اور وہ زائل ہو چکا اور اس لئے کہ نچوڑا ہوا غالبا سرکہ

نہیں بنتا مگر شراب بننے کے بعد، اگر ہم طہارت کے قائل نہ ہوں تو شراب سے سرکہ بنانا متعذر ہوتا حالانکہ سرکہ حلال ہے اجماعی طور پر اور شراب کے ساتھ شراب کا مٹکا پاک ہوگا، اگرچہ وہ جوش مارے یہاں تک کہ اوپر آجائے اور اس کی وجہ سے مٹکے کا وہ بالائی حصہ ناپاک ہوجائے اور شراب کو پی لے اور جذب کرلے (یعنی) ضرورت کی وجہ سے (پاک قرار دیا جائے گا، احتمال ہیکہ لفظ تشرب میں ضمیر راجع ہو شارح کے قول مافوقہا کی طرف اور یہ بھی احتمال ہیکہ راجع ہو دَن کی طرف، اور شارح کا قول للضرورۃ علت ہے آپ کے قول ویطھر کی) اور اسی طرح شراب پاک ہوگی اگر دھوپ سے چھاؤں کی طرف منتقل کی جائے یا اس کے برعکس اور (اسی طرح شراب پاک ہوجائے گی) اگر مٹکے کا سرا کھول دیا جائے شدت کے زائل ہوجانے کی بناء پر ایسی نجاست کے بغیر جو اس کے پیچھے آئے **(اور اگر شراب میں کسی چیز کو ڈالنے سے شراب سرکہ بن جائے)** جیسے پیاز اور گرم روٹی اگرچہ نشہ آور ہونے سے قبل **(تو وہ پاک نہ ہوگی)** اس میں ڈالی جانے والی چیز کے ناپاک ہونے کی بناء پر لہذا وہ چیز اس کو سرکہ میں بدلنے کے بعد ناپاک کردے گی۔

تنبیہ: اگر مصنفؒ لفظ طرح کے بجائے لفظ وقوع تعبیر کرتے تو اولی ہوتا تاکہ اس پر اعتراض وارد نہ ہو اس صورت سے کہ اگر شراب میں کوئی چیز گر جائے بغیر ڈالے جیسے ہوا کا ڈالنا تو اصح قول کے مطابق وہ چیز اس کے ساتھ پاک نہ ہوگی، ہاں اگر انگور کو نچوڑا جائے اور اس کے بعض دانے نچوڑے ہوئے شیرے میں گر جائیں جن سے احتراز ممکن نہ ہو تو مناسب یہ ہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ مضر نہ ہوں اور اگر اس میں سے عین طاہرہ کو نکال لیا جائے سرکہ بننے سے قبل تو علت کے مفقود ہونے کی بناء پر مضر نہ ہوگا برخلاف عین نجسہ کے اس لئے کہ ناپاک چیز ناپاک کرنے کو قبول کرتی ہے لہذا سرکہ بن جانے سے وہ پاک نہ ہوگی اور اگر شراب اوپر آجائے بغیر جوش کے بلکہ کسی فاعل کے فعل سے تو مٹکا پاک نہ ہوگا اس لئے کہ ضرورت نہیں اور نہ شراب (پاک ہوگی) اس کے متصل ہونے کی

بناء پر اوپر آنے والے نجس شئ سے، اگر اوپر اٹھنے والی کو شراب سے ڈھانپ لے تو وہ سرکہ بن جانے سے پاک ہو گی اگرچہ اس کے خشک ہونے کے بعد اس کے خلاف ثابت ہے امام بغویؒ کے لئے ان کے قبل الجفاف کے ساتھ مقید کرنے میں اور اگر شراب ایک مٹکے سے دوسرے میں منتقل کی گئی تو وہ سرکہ بن جانے سے پاک ہو گی برخلاف اس صورت کے کہ اگر شراب مٹکے سے نکالی جائے پھر اس میں عصیر ڈالا جائے اور وہ شراب بن جائے پھر سرکہ بن جائے۔

خمر: یہ انگور کے شیرے سے بنایا جاتا ہے اور اس پر اقتصار سے اخذ کیا جائے گا کہ نبیذ اور یہ بنایا جاتا ہے ماء عنب کے علاوہ سے جیسے کھجور یہ پاک نہیں ہو گا سرکہ بننے سے اور اسی کی صراحت کی ہے قاضی ابوطیبؒ نے شدت کے وقت اس سے پانی کے ناپاک ہونے کی بناء پر پھر اس کو سرکہ میں بدل جانے کے بعد ناپاک کر دے گا اور امام بغویؒ نے فرمایا: پاک ہو جائے گا اور امام سبکیؒ نے اس کو اختیار کیا ہے اور یہی معتمد ہے اس لئے کہ پانی اس کی ضروریات میں سے ہے اور طہارت پر دلالت کرتا ہے وہ جس کی فقہاء نے صراحت کی ہے باب الرباء میں کہ اگر کسی نے کھجور کے سرکہ کو انگور کے سرکہ کے بدلہ میں یا کشمش کے سرکہ کو تر کھجور کے سرکہ کے بدلہ میں فروخت کیا تو صحیح ہے، اور اگر عصیر ایسے سرکہ میں مخلوط ہو جائے جو قلیل ہو تو مضر ہو گا اس لئے کہ عصیر میں سرکہ کے کم ہونے کی بناء پر وہ شراب بن جائے گا لہذا شراب اس کی وجہ سے ناپاک ہو جائے گی اس کے سرکہ بننے کے بعد یا عصیر ایسے سرکہ میں مخلوط ہو جائے جو کثیر ہو تو مضر نہ ہو گا اس لئے کہ اصل اور ظاہر شراب نہ بننا ہے اور بہرحال مساوی صورت میں تو مناسب معلوم ہوتا ہے اس کو الحاق کرنا کثیر سرکہ کے ساتھ اس کی بناء پر جو ذکر کیا گیا۔

فائدہ: لفظ خمر مؤنث ہے جیسا کہ مصنفؒ نے اس کو استعمال کیا ہے اور کبھی مذکر ہوتا ہے قول ضعیف پر اور اس میں خمرۃ تاء کے ساتھ کہا جاتا ہے لغتِ قلیلہ پر۔

تتمہ: علامہ حلیمیؒ نے فرمایا: عصیر بنا شراب بنے سرکہ بن جاتا ہے تین صورتوں میں:

پہلی صورت یہ ہیکہ عصیر کو ایسے مٹکے میں ڈالا جائے جو سرکہ میں پرانا ہو چکا ہو۔

دوسری صورت یہ ہیکہ سرکہ کو عصیر میں ڈالا جائے پھر عصیر اس کے اختلاط سے بنا شراب بنے سرکہ بن جائے لیکن اس کا محل جیسا کہ مذکورہ عبارت سے معلوم ہوا یہ ہیکہ عصیر کثیر نہ ہو۔

تیسری صورت: جب انگور کے دانے اس کے خوشوں سے الگ ہو جائیں اور ان سے مٹکے کو بھر دیا جائے اور اس کے منہ کو مٹی سے لیپا جائے۔

شراب کے برتنوں کو روکے رکھنا جائز ہے اور ان سے فائدہ اٹھانا اور ان کو استعمال کرنا جب دھویا جائے اور محترمہ شراب کو روکے رکھنا تاکہ وہ سرکہ بن جائے، اور غیر محترمہ کو بہانا واجب ہے، اگر اس کو نہیں بہایا پھر وہ سرکہ بن گئی تو صحیح قول کے مطابق پاک ہو گی جیسا کہ گزر گیا۔

﴿فصل في الْحيض وَالنّفاس والاستحاضة﴾

وَقد ذكرهَا على هَذَا التَّرْتِيب فَقَالَ (وَ) الَّذِي (**يخرج من الْفرج**) أَي قبل الْمَرْأَة مِمَّا تتعلّق بِهِ الْأَحْكَام من الدِّمَاء (**ثَلَاثَة دِمَاء**) فَقَط وَأما دم الْفساد الْخَارِج قبل التسع وَدم الآيسة فَلَا يتعلّق بِهِ حكم وَالأَصَح أَنه يُقَال لَهُ دم اسْتِحَاضَة وَدم فَسَاد الأول (**دم الْحيض وَ**) الثَّانِي دم (**النّفاس وَ**) الثَّالِث دم (**الِاسْتِحَاضَة**) وَلكل مِنْهَا حد يميزه.

﴿فصل: حیض ونفاس اور استحاضہ کے بیان میں﴾

مصنفؒ نے ان تینوں چیزوں کو اس ترتیب پر ذکر کیا ہے لہذا فرمایا:

(**اور**) جو (**شرمگاہ سے خارج ہوتا ہے**) یعنی عورت کی اگلی شرمگاہ، اس میں سے جن دماء کے ساتھ احکام متعلق ہوتے ہیں وہ صرف (**تین قسم کا خون**) ہے، بہر حال نو

سال کی عمر سے قبل خارج ہونے والا دم فساد ہے اور دمِ آیسہ اس کے ساتھ حکم متعلق نہیں ہوتا اور اصح قول یہ ہیکہ اس کو کہا جاتا ہے: دمِ استحاضہ اور دم فساد۔

پہلا (**حیض کا خون اور**) دوسرا دم (**نفاس اور**) تیسرا دم (**استحاضہ**) اور ان میں سے ہر ایک کی حد ہے جو اس کو ممتاز کرتی ہے۔

﴿تعْرِيف الْحيض وَبَيَان ألوانه وَصِفَاته﴾

(**فالحيض**) لُغَة السيلان تَقول الْعَرَب حَاضَت الشَّجَرَة إِذا سَالَ صمغها وحاض الْوَادي إِذا سَالَ.

وَشرعا دم جبلة أَي تَقْتَضِيه الطباع السليمة (**وهُوَ**) الدَّم (**الْخَارِج من فرج الْمَرْأَة**) أَي من أقْصَى رَحمهَا (**على سَبِيل الصِّحَّة**) احْتِرَازًا عَن الِاسْتِحَاضَة (**من غير سَبَب الْوِلَادَة**) فِي أَوْقَات مَعْلُومَة احْتِرَازًا عَن النّفاس وَالْأَصْل فِي الْحيض آيَة {ويسألونک عَن الْمَحِيض} أَي الْحيض وَخبر الصَّحِيحَيْنِ هَذَا شَيْء كتبه الله على بَنَات آدم. قَالَ الجاحظ فِي كتاب الْحَيَوَان وَالَّذِي يحيض من الْحَيَوَان أَرْبَعَة الآدميات والأرنب والضبع والخفاش وَجَمعهَا بَعضهم فِي قَوْله (الرجز)

أرانب يحضن وَالنِّسَاء ضبع وخفاش لَهَا دَوَاء

وَزَاد غَيره أَرْبَعَة أخر وَهِي النَّاقة والكلبة والوزغة وَالْحجر أَي الْأُنْثَى من الْخَيل وَله عشرَة أَسمَاء حيض وطمث بِالْمُثَلَّثَةِ وَضحک وإكبار وإعصار ودراس وعراک بالْعين الْمُهْملَة وفراک بالْفَاء وطمس بالسِّين الْمُهْملَة ونفاس (**ولونه**) أَي الدَّم الْأَقْوَى (**أسود**) ثمَّ أَحْمَر فَهُوَ ضَعِيف بِالنِّسْبَةِ للأسود وَقَوي بِالنِّسْبَةِ للأشقر والأشقر أقوى من الْأَصْفَر وَهُوَ أقوى من الأكدر وَمَا لَهُ رَائِحَة كريهة أقوى مِمَّا لَا رَائِحَة لَهُ والثخين أقوى من الرَّقِيق وَالْأسود (**محتدم**) بحاء مُهْملَة سَاكِنة ودال مُهْملَة مَكْسُورَة بَينهمَا مثناة فَوق أَي حَار مَأْخُوذ من احتدام النَّهَار وَهُوَ اشتداد حره (**لذاع**) بذال مُعْجمَة وَعين مُهْملَة أَي موجع.

تَنْبِيه لَو خلق للْمَرْأَة فرجان فَقِيَاس مَا سبق فِي الْأَحْدَاث أَن يكون الْخَارِج من كل مِنْهُمَا حيضا وَلَو حاض الْمُشكل من الْفرج وأمنى من الذّكر حكمنَا بِبُلُوغِهِ

وإشكاله أو حاض من الفرج خاصة فلا يثبت للدم حكم الحيض لجواز كونه رجلا وَالْخَارِجِ دم فَسَاد قَالَه فِي الْمَجْمُوع.

﴿حیض کی تعریف اور اس کے رنگوں اور صفات کا بیان﴾

(پس حیض) لغت میں کہتے ہیں: سیلان (بہنے) کو، عرب حضرات کہتے ہیں: حاضت الشجرۃ، جب درخت کا گوند بہنے لگے اور حاض الوادی، جب وادی بہنے لگے۔

اور شرعا (کہتے ہیں) دم جبلۃ کو یعنی فطرت سلیمہ اس کا تقاضا کرتی ہے **(یہ)** وہ خون ہے جو **(عورت کی شرمگاہ سے خارج ہوتا ہے)** یعنی عورت کے رحم کے آخری کنارہ سے **(بطور صحت و تندرستی کے)** یہ احتراز ہے استحاضہ سے **(سبب ولادت کے بغیر)** مخصوص اوقات میں، یہ احتراز ہے نفاس سے، اور حیض کے بارے میں دلیل آیت ہے: وَ یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْمَحِیْضِ قُلْ هُوَ اَذًی (سورۂ بقرہ: ۲۲۲)۔ اور لوگ آپ سے حیض کا حکم پوچھتے ہیں (آپ فرمادیجئے کہ وہ گندی چیز ہے) (ترجمۂ قرآن) اور صحیحین کی حدیث: هذا الخ۔ یہ چیز اللہ تعالیٰ نے بنات آدم پر لکھ دی ہے۔ جاحظؒ نے کتاب الحیوان میں فرمایا: حیوان میں سے جس کو حیض آتا ہے وہ چار ہیں: عورتیں، خرگوش، بھیڑیے جیسا ایک خونخوار جانور اور چمگاڈر، ان کو بعض شعراء نے اپنے اس قول میں جمع کیا ہے (شعر) خرگوش کو حیض آتا ہے اور عورتیں--- اور ضبع اور چمگاڈر ان چاروں کے لئے دواء ہے۔ (خروج حیض میں) (الارنب کی جمع ہے: ارانب اور اران (القاموس الوحید: ۱۲۰)

اور ان کے علاوہ نے دوسرے چار کو زیادہ کیا ہے وہ یہ: اونٹنی اور کتیا اور چھپکلی اور حجر یعنی گھوڑی، اور حیض کے دس نام ہیں: حیض، طمث، ثاء کے ساتھ، ضحک، اکبار، اعصار، دراس، عراک، عین مہملہ کے ساتھ، فراک، فاء کے ساتھ، طمس، سین مہملہ کے ساتھ، اور نفاس۔ **(اور اس کا اقوی رنگ)** یعنی خون کا **(سیاہ ہے)** پھر سرخ یہ اسود کے بہ نسبت کمزور ہوتا ہے اور اشقر کے بہ نسبت قوی ہوتا ہے اور اشقر زرد سے اقوی ہوتا ہے (اشقر یعنی:

گلابی زرد مائل بہ سرخی)(بیان اللسان:۸۷)اور اصفر اکدر سے اقوی ہوتا ہے(اکدر یعنی: دھندلا۔ میلا۔ جو کہ صاف وشفاف نہ ہو)(ایضا:۹۱)اور جس کو بدبو ہو وہ اقوی ہے اس سے جس کو بو نہ ہو اور گاڑھا اقوی ہوتا ہے پتلے اور اسود سے **(محتدم ہوتا ہے)** حاء مہملہ ساکنہ کے اور دال مہملہ مکسورہ کے ساتھ ہے ان دونوں کے درمیان اوپر دو نقطوں والی تاء ہے۔ یعنی گرم، یہ لفظ ماخوذ ہے: احتدام النہار سے، اور یہ دن کی حرارت کا شدید ہونا ہے **(لذاع ہوتا ہے)** ذال معجمہ اور عین مہملہ کے ساتھ۔ یعنی درد والا۔

تنبیہ: اگر کسی عورت کو پیدائشی دو فرج ہو تو احداث کے بارے میں جو گزرا اس کا قیاس تو یہ ہے کہ ان دونوں میں سے ہر ایک سے خارج ہونے والا خون حیض ہو اور اگر خنثی مشکل کو فرج سے حیض آئے اور ذکر سے منی خارج ہو تو ہم اس کے بالغ ہونے اور مشکل ہونے کا حکم لگائیں گے یا خاص طور پر فرج سے حیض آئے تو خون کے لئے حکم حیض ثابت نہ ہوگا اس کے مرد ہونے کے جواز کی بناء پر اور خارج ہونے والے خون کے دم فساد ہونے کے (جواز کی بناء پر) اس کو مجموع میں بیان کیا ہے۔

﴿تَعْرِيف النّفاس﴾

(وَالنّفاس) لُغَة الْوِلادَة وَشرعا **(هُوَ الدَّم الْخَارِج)** من فرج الْمَرْأَة **(عقب الْوِلادَة)** أَي بعد فرَاغ الرَّحِم من الْحمل وَسمي نفاسا لِأَنَّهُ يخرج عقب نفس فَخرج بِمَا ذكر دم الطلق وَالْخَارِج مَعَ الْوَلَد فليسا بحيض لِأَن ذَلِك من آثَار الْوِلادَة وَلَا نِفَاس لتقدمه على خُرُوج الْوَلَد بل ذَلِك دم فَسَاد نعم الْمُتَّصِل من ذَلِك بحيضها الْمُتَقَدّم حيض.

تَنْبِيه قَوْله عقب بِحَذْف الْيَاء التَّحْتَانِيَّة هُوَ الْأَفْصَح وَمَعْنَاهُ أَن لَا يكون متراخيا عَمَّا قبله.

﴿نفاس کی تعریف﴾

(اور نفاس) لغت میں کہتے ہیں: ولادت کو اور شرعا **(وہ خون ہے جو ولادت کے بعد)** عورت کے فرج سے **(خارج ہوتا ہے)** یعنی رحم کے حمل سے فارغ ہونے کے بعد،

اس کا نام نفاس رکھا گیا ہے اس لئے کہ یہ بچہ کے بعد خارج ہوتا ہے، ذکر کردہ تعریف سے خارج ہو گیا دردِ زہ کا خون اور ولد کے ساتھ خارج ہونے والا (خون) یہ دونوں حیض نہیں ہیں اس لئے کہ یہ ولادت کے آثار میں سے ہیں اور نفاس نہیں ہے اس خون کے خروج ولد پر مقدم ہونے کی بناء پر بلکہ یہ فساد کا خون ہے ان میں سے اگلے حیض سے متصل حیض ہے۔

تنبیہ: مصنفؒ کا قول عقب یاء تحتانیہ کے حذف کے ساتھ زیادہ فصیح ہے اور اس کا معنی یہ ہیکہ وہ اپنے ماقبل سے متراخی (دیر کرنے والا) نہ ہو (تراخی کا ضابطہ یہ ہیکہ وہ ۱۵ دنوں کے بعد ہو)

﴿تعريف الِاستحَاضة﴾

(والاستحاضة هُوَ) الدّم **(الْخَارِج)** لعِلّة من عرق من أدنى الرّحِم يُقَال لَهُ العاذل بذال مُعْجمَة وَيُقَال بمُهْملَة كَمَا حَكَاهُ ابْن سَيّده وَفِي الصِّحَاح بِمُعْجَمَة وَرَاء **(فِي غير أَيَّام)** أَكثر **(الْحيض و)** غير أَيَّام أَكثر **(النّفاس)** سَوَاء أخرج إِثْر حيض أم لَا والاستحاضة حدث دَائِم فَلَا تمنع الصَّوْم وَالصَّلَاة وَغَيرهمَا مِمَّا يمنعهُ الْحيض كَسَائِر الْأَحْدَاث للضَّرُورَة فتغسل الْمُسْتَحَاضَة فرجهَا قبل الْوضُوء أَو التَّيَمُّم إِن كَانَت تتيمم وَبعد ذَلِك تعصبه وتتوضأ بعد عصبه وَيكون ذَلِك وَقت الصَّلَاة لِأَنَّهَا طَهَارَة ضَرُورَة فَلَا يَصح قبل الْوَقْت كالتيمم وَبعد مَا ذكر تبَادر بِالصَّلَاةِ تقليلا للْحَدَث فَلَو أخرت لمصْلحَة الصَّلَاة كستر عَورَة وانتظار جمَاعَة وَاجْتِهَاد فِي قبْلَة وَذَهَاب إِلَى مَسْجِد وَتَحْصِيل ستْرَة لم يضر لِأَنَّهَا لَا تعد بذلك مقصرة وَإِذا أخرت لغير مصلحَة الصَّلَاة ضرّ فَيبْطل وضوؤها وَيجب إِعَادَته وإعادة الِاحْتِيَاط لتكرر الْحَدث وَالنَّجس مَعَ استغنائها عَن احْتِمَال ذَلِك بقدرتها على الْمُبَادرَة وَيجب الْوضُوء لكل فرض وَلَو منذورا كالتيمم لبَقَاء الْحَدث وَكَذَا يجب لكل فرض تَجْدِيد الْعِصَابَة وَمَا يتَعَلَّق بهَا من غسل قِيَاسا على تَجْدِيد الْوضُوء وَلَو انْقَطع دَمهَا قبل الصَّلَاة وَلم تعْتد انْقِطَاعه وَعوده أَو اعتادت ذَلِك ووسع زمن الِانْقِطَاع بِحَسب الْعَادة الْوضُوء وَالصَّلَاة وَجب الْوضُوء وَإِزَالَة مَا على الْفرج من الدَّم.

﴿استحاضہ کی تعریف﴾

(اور استحاضہ یہ) وہ خون ہے جو **(خارج ہوتا ہے)** بیماری کی بناء پر رحم کے نچلے حصہ کی رگ سے اس رگ کو عاذل کہا جاتا ہے، یہ لفظ ذال معجمہ کے ساتھ ہے اور مہملہ کے ساتھ کہا گیا ہے جیسا کہ ابن سیدہ نے اس کو نقل کیا ہے اور صحاح میں معجمہ اور راء کے ساتھ ہے **(حیض ونفاس کے)** اکثر **(ایام کے علاوہ میں)** خواہ حیض کے بعد نکلے یا نہیں، اور استحاضہ دائمی حدث ہے لہذا روزہ اور نماز اور ان کے علاوہ اس چیز کو مانع نہیں ہوتا جس سے حیض مانع ہوتا ہے تمام احداث کی طرح ضرورت کی بناء پر، مستحاضہ اپنی شرمگاہ دھولے وضوء سے قبل یا تیمم (سے قبل) اگر تیمم کرنا ہو اور اس کے بعد اس جگہ پٹی باندھے اور پٹی باندھنے کے بعد وضوء کرے اور یہ سب نماز کے وقت ہو اس لئے کہ یہ طہارت ضروریہ ہے لہذا وقت سے قبل صحیح نہ ہوگی تیمم کی طرح، اور ذکر کردہ امور کے بعد مستحاضہ (فرض) نماز میں جلدی کرے حدث کو کم کرنے کے لئے، اگر نماز کو مؤخر کرے مصلحت صلاۃ کی بناء پر جیسے ستر کا چھپانا، جماعت کا انتظار کرنا، قبلہ کے بارے میں اجتہاد کرنا، مسجد کی طرف جانا اور سترہ کا حاصل کرنا تو مضر نہ ہوگا اس لئے کہ وہ ان چیزوں کی وجہ سے کوتاہی کرنے والی شمار نہ ہوگی اور جب نماز کو مؤخر کرے مصلحت صلاۃ کے بغیر تو مضر ہوگا لہذا اس کا وضوء باطل ہو جائے گا (یا تیمم) اور اس کا اعادہ واجب ہوگا، اور اعادۂ احتیاط (یعنی احتیاط کے لئے کیا جانے والا اعادہ) کیا جائے گا حدث و نجس مکرر ہونے کی بناء پر (مستغنی ہونے کے باوجود تحمل وبرداشت سے) مبادرت پر قادر ہونے کی وجہ سے، اور وضوء واجب ہوگا ہر فرض کے لئے اگرچہ نذر مانا ہوا ہو تیمم کی طرح حدث کے باقی رہنے کی بناء پر اور اسی طرح ہر فرض کے لئے تجدید عصابہ واجب ہوگی اور اس سے متعلق چیز یعنی غسل قیاس کرتے ہوئے تجدید وضوء پر اگر اس کا خون نماز سے قبل منقطع ہو جائے اور اس کی عادت نہ ہو اس خون کے منقطع ہونے اور دوبارہ آنے کی یا عادت ہو اور عادت کے مطابق انقطاع کا

زمانہ وضوء اور نماز کو وسیع ہو تو وضوء واجب ہو گا اور اس خون کا ازالہ (واجب ہو گا) جو شرمگاہ پر ہو۔

﴿مُدَّة الْحيض قلَّة وَكَثْرَة وغالبا﴾

(وَأَقل الْحيض) زمنا **(يَوْم وَلَيْلَة)** أَي مِقْدَار يَوْم وَلَيْلَة وَهُوَ أَرْبَعَة وَعِشْرُونَ سَاعَة فلكية **(وَأَكْثَره خَمْسَة عشر يَوْمًا)** بلياليها وَإِن لم تتصل الدِّمَاء وَالْمرَاد خَمْسَة عشر لَيْلَة وَإِن لم يتَّصل دم الْيَوْم الأول بليلته كَأَن رَأَتْ الدَّم أول النَّهَار للاستقراء وَأما خبر أقل الْحيض ثَلَاثَة أَيَّام وَأَكْثَره عشرَة أَيَّام فضعيف كَمَا فِي الْمَجْمُوع **(وغالبه)** أَي الْحيض **(سِتّ أَو سبع)** وَبَاقِي الشَّهْر غَالب الطُّهْر لخَبر أبي دَاوُد وَغَيره أَنه صلى الله عَلَيْهِ وَسلم قَالَ لحمنة بنت جحش رَضِي الله تَعَالَى عَنْهَا تحيضي فِي علم الله سِتَّة أَيَّام أَو سَبْعَة أَيَّام كَمَا تحيض النِّسَاء ويطهرن مِيقَات حيضهن وطهرهن. أَي التزمي الْحيض وَأَحْكَامه فِيمَا أعلمك الله من عَادَة النِّسَاء من سِتَّة أَو سَبْعَة وَالْمرَاد غالبهن لاستحالة اتِّفَاق الْكل عَادَة.

﴿حیض کی مدت قلیل وکثیر اور غالب﴾

(حیض کی کم سے کم) مدت **(ایک دن اور ایک رات ہے)** یعنی ایک دن اور رات کی مقدار اور یہ ۲۴/ گھنٹے ہیں فلکی اعتبار سے **(اور اس کی زیادہ سے زیادہ)** مدت **(۱۵/ دن ہے)** راتوں کے ساتھ اگرچہ خون متصل نہ ہو اور مراد ۱۵ راتیں ہیں اگرچہ پہلے دن کا خون اس کی رات سے متصل نہ ہو جیسے کہ حائضہ خون دیکھے دن کے شروع میں استقراء کی بناء پر اور بہرحال حدیث: اقل الخ۔ حیض کی کم سے کم مدت ۳/ دن ہے اور زیادہ سے زیادہ ۱۰/ دن۔ تو یہ ضعیف ہے جیسا کہ مجموع میں ہے **(اور حیض کی غالب مدت ۶/ یا ۷/ دن ہے)** اور مہینے کے باقی ایام طہر کی غالب مدت ہے، ابوداؤد وغیرہ کی حدیث کی بناء پر: انہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حمنہ بنت جحشؓ سے فرمایا: تو اللہ کے علم میں ۶/ دن یا ۷/ دن اپنے کو حائضہ سمجھ جیسا کہ عورتیں اپنے حیض کے مقررہ وقت میں حائضہ ہوتی ہیں اور اپنی پاکی کے مقررہ وقت میں پاک ہوتی ہیں۔ یعنی تو حیض اور اس کے احکام کو اپنے اوپر

لازم کر دے اس صورت میں جس کا اللہ نے تجھ کو علم دیا ہے عورتوں کی عادت کے اعتبار سے ٦ / یا ٧ / دن اور مراد عورتوں کی غالب عادت ہے عادت میں سب کے اتفاق کے محال ہونے کی بناء پر۔

﴿الْمُسْتَحَاضَة و المتحيرة﴾

وَلَو اطردت عَادَة امْرَأَة بِأَن تحيض أقل من يَوْم وَلَيْلَة أَو أَكثر من خَمْسَة عشر يَوْمًا لم يتبع ذَلِك على الْأَصَح لِأَن بحث الْأَوَّلين أتم وَاحْتِمَال عرُوض دم فَسَاد للْمَرْأَة أقرب من خرق الْعَادة المستقرة وَتسَمى الْمُجَاوزَة للخمسة عشر بالمستحاضة فَينْظر فِيهَا فَإِن كَانَت مُبتَدأَة وَهِي الَّتِي ابتدأها الدَّم مُميزَة بِأَن ترى فِي بعض الْأَيَّام دَمًا قَوِيا وَفِي بَعْضهَا دَمًا ضَعِيفا فالضعيف من ذَلِك اسْتِحَاضَة وَالْقوي مِنْهُ حيض إِن لم ينقص الْقوي عَن أقل الْحيض وَلَا جَاوز أَكْثَره وَلَا نقص الضَّعِيف عَن أقل الطُّهْر وَهُوَ خَمْسَة عشر يَوْمًا كَمَا سَيَأْتِي وَإِن كَانَت مُبتَدأَة غير مُميزَة بِأَن رَأَتْهُ بِصفة وَاحِدَة أَو فقدت شَرط تَمْيِيز من شُرُوطه السَّابِقَة فحيضها يَوْم وَلَيْلَة وطهرها تسع وَعِشْرُونَ بَقِيَّة الشَّهْر وَإِن كَانَت مُعْتَادَة غير مُميزَة بِأَن سبق لَهَا حيض وطهر وَهِي تعلمهما قدرا ووقتا فترد إِلَيْهِمَا قدرا ووقتا وَتثبت الْعَادة الْمُرَتّب عَلَيْهَا مَا ذكر إِن لم تخْتَلف بِمرَّة وَيحكم لمعتادة مُمَيزَة بتمييز لإعادة مُخَالفَة لَهُ وَلم يَتَخَلَّل بَينهمَا أقل طهر لِأَن التَّمْيِيز أقوى من الْعَادة لظُهُوره فَإِن نسيت عَادَتهَا قدرا ووقتا وَهِي غير مُمَيزَة فكحائض فِي أَحْكَامهَا السَّابِقَة لاحْتِمَال كل زمن يمر عَلَيْهَا الْحيض لَا فِي طَلَاق وَعبادَة تفْتَقر لنِيَّة كَصَلَاة وتغتسل لكل فرض إِن جهلت وَقت انْقِطَاع الدَّم وتصوم رَمَضَان لاحْتِمَال أَن تكون طَاهِرَة ثمَّ شهرا كَامِلا فَيحصل لَهَا من كل شهر أَرْبَعَة عشر يَوْمًا فَيبقى عَلَيْهَا يَوْمَانِ إِن لم تَعْتَد الِانْقِطَاع لَيْلًا فَإِن اعتادته لم يبْق عَلَيْهَا شَيْء وَإِذا بَقِي عَلَيْهَا يَوْمَانِ فتصوم لَهما من ثَمَانِيَة عشر يَوْمًا ثَلَاثَة أَولهَا وَثَلَاثَة آخرهَا فيحصلان فَإِن ذكرت الْوَقْت دون الْقدر أَو بِالْعَكْسِ فلليقين من حيض وطهر حكمه.

وَهِي فِي الزَّمن الْمُحْتَمل للْحيض وَالطُّهْر كناسية لَهما فِيمَا مر وَالْأَظْهَر أَن دم الْحَامِل حيض وَإِن ولدت مُتَّصِلا بآخِرِهِ بِلَا تخَلّل نقاء لإِطْلَاق الْآيَة السَّابِقَة

وَالْأَخْبَار والنقاء بَين دِمَاء أقل الْحيض فَأَكْثر حيض تبعا لَهَا بِشُرُوط وَهِي أَن لَا يُجَاوز ذَلِك خمس عشر يَوْمًا وَلم تنقص الدِّمَاء عَن أقل الْحيض وَأَن يكون النَّقَاء محتوشا بَين دمي حيض فَإِذا كَانَت ترى وقتا دَمًا ووقتا نقاء وَاجْتمعت هَذِه الشُّرُوط حكمنَا على الْكل بِأَنَّهُ حيض وَهَذَا يُسمى قَول السحب وَقيل إِن النَّقَاء طهر لِأَن الدَّم إِذا دلّ على الْحيض وَجب أَن يدل النَّقَاء على الطُّهْر وَهَذَا يُسمى قَول اللقط.

﴿مستحاضہ اور متحیرہ﴾

(جس عورت کے لئے نہ ایام حیض کی عادت ہو اور نہ اسے دم حیض کی دیگر خون سے تمیز ہو یا وہ ایام حیض یا وقت حیض کو بھول چکی ہو ایسی عورت کو متحیرہ کہتے ہیں) اگر کسی عورت کی عادت جاری ہو اس طرح کہ اسے ایک دن اور رات سے کم حیض آتا ہو یا ۱۵/ دن سے زیادہ تو اصح قول کے مطابق اس کا اتباع نہیں کیا جائے گا اس لئے کہ اولین کی بحث اتم ہے (یعنی اجماع، اولین یعنی شافعی اور آپ کے بعد والے) اور ثابت شدہ عادت کے رخ سے عورت کو دم فساد پیش آنے کا احتمال زیادہ قریب ہوتا ہے (لہذا اس عورت کے خون پر دم فساد کا حکم لگانا اولی ہوگا بہ نسبت حیض کا حکم لگانے کے) ۱۵/ دن سے آگے بڑھنے والی عورت کو مستحاضہ کہا جائے گا لہذا اس صورت میں دیکھے اگر وہ مبتدئہ ہو اور مبتدئہ اس عورت کو کہتے ہیں جس کے خون کا آغاز ہوا ہو درانحالیکہ وہ ممیزہ ہو اس طرح کہ وہ بعض ایام میں قوی خون دیکھے (یعنی رنگ کے اعتبار سے) اور بعض ایام میں ضعیف (یعنی رنگ کے اعتبار سے) تو اس میں سے ضعیف خون استحاضہ ہوگا اور قوی حیض ہوگا اگر قوی خون اقل حیض سے کم نہ ہو اور اکثر حیض سے متجاوز نہ ہو اور ضعیف خون اقل طہر سے کم نہ ہو اقل طہر یعنی ۱۵/ دن جیسا کہ عنقریب آئے گا اور اگر وہ مبتدئہ غیر ممیزہ ہو اس طرح کہ وہ خون کو ایک ہی صفت پر دیکھے یا خون کی سابقہ شروط میں سے تمیز کی شرط مفقود ہو تو اس کا حیض ایک دن اور ایک رات ہوگا اور اس کا طہر مہینے کے ۲۹/ دن ہوں گے مہینہ پورا کرنے کے لئے اور اگر وہ عورت معتادہ غیر ممیزہ ہو اس طرح کہ اس کا ایک حیض اور طہر

گزر چکا ہو اور وہ ان دونوں کو مقدار اور وقت کے اعتبار سے جانتی ہو تو وہ ان دونوں کی طرف لوٹے گی مقدار اور وقت کے اعتبار سے اور عادت ثابت ہوگی جس پر ذکر کئے گئے احکام مرتب ہوں گے اگر کسی مرتبہ وہ عادت مختلف نہ ہو اور معتادہ ممیزہ کے لئے تمیز کے ذریعہ حکم لگایا جائے گا نہ کہ خلاف تمیز عادت پر اور تمیز اور عادت کے درمیان اقل طہر درمیان میں نہ ہو اس لئے کہ تمیز بہ نسبت عادت کے زیادہ قوی ہے اس کے (مشاہدۃ) ظاہر ہونے کی بنا پر اگر وہ عورت اپنی عادت بھول چکی ہو مقدار اور وقت کے اعتبار سے دارنحالیکہ وہ غیر ممیزہ ہو تو وہ حائضہ کی طرح ہوگی اپنے سابقہ احکام میں، اس پر گزرنے والے ہر زمانے کے حیض ہونے کا احتمال ہونے کی بناء پر نہ کہ طلاق میں اور ایسی عبادت (میں) جو نیت کی محتاج ہوتی ہے جیسے صلاۃ اور وہ ہر فرض کے لئے غسل کرے اگر خون کے منقطع ہونے کے وقت سے ناواقف ہو اور رمضان کے روزے رکھے اس احتمال کی بناء پر کہ وہ پاک ہو پھر پورا مہینہ لہذا اس عورت کو ہر مہینہ میں سے ۱۴/ دن حاصل ہوں گے اور ۲/ دن اس پر باقی رہیں گے اگر وہ رات میں منقطع ہونے کی عادی نہ ہو اور اگر رات میں منقطع ہونے کی عادی ہو تو اس پر کوئی چیز باقی نہ رہے گی اور جب اس پر ۲/ دن باقی رہے تو وہ ان دودنوں کے لئے روزے رکھے ۱۸/ دنوں میں سے شروع کے ۳/ اور آخر کے ۳/ دنوں میں تو وہ دونوں حاصل ہوں گے، اگر اسے وقت یاد ہو نہ کہ مقدار یا برعکس تو جس وقت حیض و طہر کا یقین ہو گا اس وقت حیض و طہر کا حکم ہو گا (یعنی جس وقت میں حیض کا یقین ہو حیض کا حکم ہو گا اور جس وقت میں طہر کا یقین ہو طہر کا حکم ہو گا)

اور یہ عورت حیض اور طہر کے محتمل زمانہ میں ان دونوں کو بھولنے والی کی طرح ہوگی اس میں جو گزر گیا، اظہر قول یہ ہیکہ حاملہ عورت کا خون حیض ہے اگرچہ وہ اس حیض کے آخر میں متصلا بچہ جنے درمیان میں طہر داخل ہوئے بغیر سابقہ آیت اور اخبار کے مطلق ہونے کی بناء پر، اقل حیض اور اکثر حیض کے دماء کے درمیان پایا جانے والا نقاء (مثلا

۵/دن کے حیض میں ۵/گھنٹے خون نہ آیا تب) بھی حیض ہے نقاء کو حیض کے تابع کرتے ہوئے چند شرطوں کے ساتھ اور وہ یہ ہے کہ خون ۱۵/دن سے تجاوز نہ کرے اور خون حیض کی اقل مقدار سے کم نہ ہو اور یہ کہ نقاء حیض کے دو خونوں کے درمیان گھیرا ہوا ہو، جب عورت کسی وقت خون دیکھے اور کسی وقت نقاء (خون کا نہ آنا) اور یہ مذکورہ شرطیں جمع ہو جائیں تو کل پر حکم لگائیں گے کہ وہ حیض ہے اور اس کو قول سحب کہا جاتا ہے (سحب کا معنی ہے: گھسیٹنا تو گویا خون کے حکم کو گھسیٹ کر نقاء تک لے گئے۔ خون اور نقاء دونوں کو حیض کہنا "قول سحب" کہلاتا ہے) اور بعضوں نے کہا کہ یہ نقاء طہر ہے اس لئے کہ خون جب حیض پر دلالت کرتا ہے تو ضروری ہے کہ نقاء طہر پر دلالت کرے اور اس کو قول لقط کہا جاتا ہے (قول لقط کا معنی ہے: گرا پڑا قول-یعنی غیر قابل اعتبار-خون کو حیض اور نقاء کو طہر کہنے کے قول کو قول لقط کہتے ہیں)

﴿أقل النّفاس وَأَكْثَره وغالبه﴾

(وَأَقل) دم **(النّفاس مجة)** أَي دفْعَة وَعبارَة الْمِنْهَاج لَحْظَة وَهُوَ زمن المجة وَفِي الرَّوْضَة وَأَصلهَا لَا حد لأقله أَي لَا يتَقَدَّر بل مَا وجد مِنْهُ وَإِن قل يكون نفاسا وَلَا يُوجد أقل من مجة فَالْمُرَاد من الْعبارَات كَمَا قَالَه فِي الإقليد وَاحِد وَتقدم تَعْرِيف النّفاس لُغَة وَاصْطِلَاحا وَيُقَال لذات النّفاس نفسَاء بِضَم النُّون وَفتح الْفَاء وَجَمعهَا نِفَاس وَلَا نَظِير لَهُ إِلَّا نَاقَة عشراء فجمعها عشار قَالَ تَعَالَى {وَإِذا العشار عطلت} وَيُقَال فِي فعله نفست الْمَرْأَة بِضَم النُّون وَفتحهَا وبكسر الْفَاء فيهمَا وَالضَّم أفْصح وَأما الْحَائِض فَيُقَال فِيهَا نفست بِفَتْح النُّون وَكسر الْفَاء لَا غير ذكره فِي الْمَجْمُوع **(وَأَكْثَره سِتُّونَ يَوْمًا)** بلياليها **(وغالبه أَرْبَعُونَ يَوْمًا)** بلياليها اعْتِبَارا بالوجود فِي الْجَمِيع كَمَا مر فِي الْحيض وَأما خبر أبي دَاوُد عَن أم سَلمَة كَانَت النُّفَسَاء تجْلِس على عهد رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم أَرْبَعِينَ يَوْمًا. فَلَا دلَالَة فِيهِ على نفي الزِّيَادَة أَو مَحْمُول على الْغَالِب وَاخْتلف فِي أَوله فَقيل بعد خُرُوج الْوَلَد وَقبل أقل الطُّهْر فأوله فِيمَا إِذا تَأَخّر خُرُوجه عَن الْولادَة من الْخُرُوج لَا مِنْهَا وَهُوَ مَا

صَححهُ فِي التَّحْقِيق وَمَوْضِع من الْمَجْمُوع عكس مَا صَححهُ فِي أصل الرَّوْضَة وَمَوْضِع آخر من الْمَجْمُوع وَقَضِيَّة الْأَخْذ بِالْأولِ أَن زمن النَّقَاء لَا يحْسب من السِّتين لكِن صرح البُلْقِينِيّ بِخِلَافِهِ فَقَالَ ابْتِدَاء السِّتين من الْولادَة وزمن النَّقَاء لَا نِفَاس فِيهِ وَإِن كَانَ مَحْسُوبا من السِّتين وَلم أر من حقق هَذَا اهـ وَمُقْتَضى هَذَا أَنه يلْزمهَا قَضَاء مَا فاتها من الصَّلَوَات الْمَفْرُوضَة فِي هَذِه الْمدَّة وَمُقْتَضى قَول النَّوَوِيّ أَنَّهَا إِذا ولدت ولدا جافا بَطل صَومهَا أَنه لَا يجب عَلَيْهَا ذَلِك.

وَيحرم على حَلِيلهَا أَن يستمتع بهَا بِمَا بَين السُّرَّة وَالركبَة قبل غسلهَا وَهَذَا هُوَ الْمُعْتَمد أما إِذا لم تَرَ الدَّم إِلَّا بعد خَمْسَة عشر يَوْمًا فَأكْثر فَلَا نِفَاس لَهَا أصلا على الْأَصَح فِي الْمَجْمُوع وعَلى هَذَا يحل للزَّوْج أَن يستمتع بهَا قبل غسلهَا كالجنب وَقَول النَّوَوِيّ فِي بَاب الصّيام إِنَّه يبطل صَومهَا بِالْوَلَدِ الجاف مَحَله إِذا رَأَتْ الدَّم قبل خَمْسَة عشر يَوْمًا.

فَائِدَة أبدى أَبُو سهل الصعلوكي معنى لطيفا فِي كَون أَكثر النّفاس سِتِّينَ يَوْمًا أَن الْمَنِيّ يمْكث فِي الرَّحِم أَرْبَعِينَ يَوْمًا لَا يتَغَيَّر ثمَّ يمْكث مثلهَا علقَة ثمَّ مثلهَا مُضْغَة ثمَّ ينْفخ فِيهِ الرّوح كَمَا جَاءَ فِي الحَدِيث الصَّحِيح وَالْولد يتغذى بِدَم الْحيض وَحِينَئِذٍ فَلَا يجْتَمع الدَّم من حِين النفخ لكَونه غذَاء للْوَلَد وَإِنَّمَا يجْتَمع فِي الْمدَّة الَّتِي قبلهَا وَهِي أَرْبَعَة أشهر وَأكْثر الْحيض خَمْسَة عشر يَوْمًا فَيكون أَكثر النّفاس سِتِّينَ يَوْمًا.

﴿نفاس کی اقل، اکثر اور غالب مدت﴾

(اور نفاس) کے خون **(کی اقل مقدار مجہ ہے)** یعنی یکبار گی نکلنا، اور منہاج کی عبارت میں لفظ لحظۃ ہے اور یہ مجہ کا زمانہ ہے اور روضہ اور اس کی اصل میں ہے: نفاس کے اقل کی کوئی حد نہیں ہے یعنی کوئی مقدار نہیں ہے بلکہ جو کچھ اس میں سے پایا جائے اگرچہ قلیل ہو وہ نفاس ہو گا اور مجہ سے اقل پایا نہیں جائے گا لہذا عبارات سے مراد ایک ہی ہے جیسا کہ اس کو اقلید میں کہا ہے (یہ ابن دقیق العید کی کتاب ہے) نفاس کی لغوی اور اصطلاحی تعریف گزر چکی اور نفاس والی کو نفساء کہا جاتا ہے، نون کے ضمہ اور فاء کے فتح کے

ساتھ اور اس کی جمع نفاس ہے اور سوائے ناقۃ عشراء کے اس کی کوئی نظیر نہیں ہے، اس کی جمع عشار ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: واذا الخ (سورۂ تکویر:۴) اور نفاس کے فعل میں کہا جاتا ہے: **نفست المرأة**۔ نون کے ضمہ اور فتح کے ساتھ اور ان دونوں میں راء کے کسرہ کے ساتھ اور ضمہ زیادہ فصیح ہے اور رہی بات حائضہ کی تو اس کے بارے میں کہا جاتا ہے: **نَفِست**۔ نون کے فتح اور فاء کے کسرہ کے ساتھ نہ کہ اس کے علاوہ (یعنی یہاں نون کا ضمہ نہیں ہوتا) مجموع میں اس کو ذکر کیا ہے **(اور نفاس کی اکثرت مدت ۶۰/ دن ہے)** ان کی راتوں کے ساتھ **(اور اس کی غالب مدت ۴۰/ دن ہے)** ان کی راتوں کے ساتھ تمام میں وجود کا اعتبار کرتے ہوئے جیسا کہ حیض کے بارے میں گزرا اور بہر حال ابوداؤد کی حدیث جو ام سلمہؓ سے مروی ہے: کانت الخ۔ نفاس والی عورتیں رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ۴۰/ دن تک بیٹھی رہتی تھیں۔ اس میں زیادتی کی نفی پر کوئی دلالت نہیں ہے یا یہ غالب پر محمول ہے۔ نفاس کی ابتداء میں اختلاف واقع ہوا ہے: کہا گیا ہے خروج ولد کے بعد اور اقل طہر سے قبل تو نفاس کی ابتداء خروج دم کے ولادت سے مؤخر ہونے کی صورت میں خروج سے ہوگی نہ کہ ولادت سے، اور یہ وہ قول ہے جس کو تحقیق میں اور مجموع میں ایک جگہ پر صحیح قرار دیا ہے برعکس اس قول کے جس کو اصل الروضہ میں اور مجموع کی دوسری جگہ میں صحیح قرار دیا ہے قول اول کو اخذ کرنے کا تقاضا یہ ہیکہ نقاء کے زمانہ کو ۶۰/ دن میں سے شمار نہیں کیا جائے گا لیکن امام بلقینیؒ نے اس کے خلاف صراحت کی ہے چنانچہ فرمایا: ستین کی ابتداء ولادت سے ہوتی ہے اور نقاء کا زمانہ نفاس کا نہیں ہے اگرچہ وہ ۶۰/ دن میں سے شمار کیا گیا ہو اور میں نے کسی کو نہیں دیکھا جس نے اس کو متحقق قرار دیا ہو، اھ۔ اور اس کا مقتضی یہ ہیکہ اس مدت میں (یعنی مدت نقاء میں) فرض نمازوں میں سے جو فوت ہوئی اس کی قضاء اس پر لازم ہوگی اور امام نوویؒ کے قول "عورت جب خشک ولد جنے تو اس کا روزہ باطل ہوگا" اس کا مقتضی یہ ہیکہ فوت شدہ نمازوں کی قضاء واجب نہ ہوگی۔

اور اس کے خاوند پر حرام ہو گا یہ کہ وہ زوجہ کے غسل کرنے سے قبل اس کے ناف اور گھٹنہ کے درمیانی حصہ سے فائدہ اٹھائے اور یہی معتمد ہے، بہر حال جب عورت خون نہ دیکھے مگر پندرہ دن کے بعد یا اس سے زیادہ (کے بعد) تو اس کے لئے نفاس نہ ہو گا بالکل اصح قول کے مطابق جو مجموع میں ہے اور اس قول کے مطابق شوہر کے لئے حلال ہو گا یہ کہ وہ اس سے فائدہ اٹھائے اس کے غسل کرنے سے قبل جنبی کی طرح اور امام نوویؒ کے باب الصیام کے قول: اس کا روزہ باطل ہو گا ولد جفاف سے اس کا محل اس وقت ہے جبکہ عورت پندرہ دن سے قبل خون دیکھے۔

فائدہ: ابو سہل صعلوکیؒ نے نفاس کی اکثر مدت ۶۰/ دن ہونے میں لطیف معنی ظاہر کیا ہے وہ یہ ہیکہ منی مادر رحم میں تغیر کے بغیر ۴۰/ دن ٹھہرتی ہے پھر اسی کے مثل علقہ ٹھہرتا ہے پھر اسی کے مثل مضغہ ٹھہرتا ہے پھر اس میں روح پھونکی جاتی ہے جیسا کہ صحیح حدیث میں آیا ہے، اور ولد حیض کے خون سے غذا حاصل کرتا ہے اور اس وقت روح پھونکنے کے وقت سے خون جمع نہیں ہوتا ولد کے لئے اس کی غذا ہونے کی بناء پر اور خون اس مدت میں جمع ہوتا ہے جو اس مدت سے پہلے ہے اور وہ ۴/ مہینے ہیں اور حیض کی اکثر مدت ۱۵/ دن ہیں لہذا نفاس کی اکثر مدت ۶۰/ دن ہو گی۔

﴿أقل الطُّهر بَين الحيضتين﴾

(وَأَقل) زمن (الطُّهر) الْفَاصِل (بَين الحيضتين خَمْسَة عشر يَوْمًا) لِأَن الشَّهْر غَالِبا لَا يَخْلُو عَن حيض وطهر وَإِذا كَانَ أَكثر الْحيض خَمْسَة عشر يَوْمًا لزم أَن يكون أقل الطُّهْر كَذَلِك وَخرج بقوله بَين الحيضتين الطُّهْر الْفَاصِل بَين الْحيض وَالنّفاس فَإِنَّهُ يجوز أَن يكون أقل من ذَلِك سَوَاء تقدم الْحيض على النّفاس إِذا قُلْنَا إِن الْحَامِل تحيض وَهُوَ الْأَصَح أم تَأَخّر عَنهُ وَكَانَ طروءه بعد بُلُوغ النّفاس أَكْثَره كَمَا فِي الْمَجْمُوع أما إِذا طَرَأَ قبل بُلُوغ النّفاس أَكْثَره فَلَا يكون حيضا إِلَّا إِذا فصل

بَينهمَا خَمْسَة عشر يَوْمًا (وَلَا حد لأكثره) أَي الطُّهْر بِالْإِجْمَاع فقد لَا تحيض الْمَرْأَة فِي عمرها إِلَّا مرّة وَقد لَا تحيض أصلا.

﴿دو حیض کے درمیان طہر کی اقل مدت﴾

(اور طہر کا کم سے کم) زمانہ (دو حیض کے درمیان) فصل کرنے والا (۱۵/ دن ہے) اس لئے کہ مہینہ غالبا حیض اور طہر سے خالی نہیں ہوتا، جب حیض کی اکثر مدت ۱۵/ دن ہو تو لازم ہیکہ طہر کی اقل مدت اسی طرح ہو اور مصنفؒ کے قول بین الحیضتین (کی قید) سے خارج ہو گیا وہ طہر جو حیض و نفاس کے درمیان فاصل ہو اس لئے کہ ہو سکتا ہے کہ یہ طہر اس سے اقل ہو خواہ حیض نفاس پر مقدم ہو جبکہ ہم اس قول کو اختیار کرے کہ حاملہ حائضہ ہوتی ہے اور یہ اصح ہے یا حیض نفاس سے مؤخر ہو اور حیض کا پیش آنا نفاس کی اکثر مدت کو پہنچنے کے بعد ہو جیسا کہ مجموع میں ہے بہر حال جب حیض نفاس کی اکثر مدت کو پہنچنے سے قبل پیش آئے تو وہ حیض نہ ہو گا مگر جبکہ ان دونوں کے درمیان ۱۵/ دن کا فاصلہ ہو (اور طہر کی اکثر مدت کے لئے کوئی حد نہیں ہے) بالاجماع، کبھی عورت کو اس کی زندگی میں ایک ہی مرتبہ حیض آتا ہے اور کبھی بالکل حیض نہیں آتا۔

﴿السن الَّذِي تحيض فِيهِ الْمَرْأَة﴾

(وَأَقل زمن) أَي سنّ (تحيض فِيهِ الْمَرْأَة) وَفِي بعض النّسخ الْجَارِيَة (تسع سِنِين) قمرية كَمَا فِي الْمُحَرر وَلَو بالبلاد الْبَارِدَة للوجود لِأَن مَا ورد فِي الشَّرْع لَا ضَابِط لَهُ شَرْعِي وَلَا لغَوِيّ يتبع فِيهِ الْوُجُود كَالْقَبْضِ والحرز قَالَ الإِمَام الشَّافِعِي رَضِي الله تَعَالَى عَنهُ أعجل من سَمِعت من النِّسَاء يحضن نسَاء تهَامَة يحضن لتسع سِنِين أَي تَقْرِيبًا لَا تحديدا فيتسامح قبل تمامها بِمَا لَا يسع حيضا وطهرا دون مَا يسعهما وَلَو رَأَتْ الدَّم أَيَّامًا بَعْضهَا قبل زمن الْإِمْكَان وَبَعضهَا فِيهِ جعل الثَّانِي حيضا إِن وجدت شُرُوطه الْمَارَّة (وَلَا حد لأكثره) أَي السن لجَوَاز أَن لَا تحيض أصلا كَمَا مر.

﴿وہ عمر جس میں عورت حائضہ ہوتی ہے﴾

(کم سے کم زمانہ) یعنی عمر **(جس میں عورت حائضہ ہوتی ہے)** اور بعض نسخوں میں لفظ الجاریۃ ہے **(نو سال ہے)** قمری اعتبار سے جیسا کہ محرر میں ہے اگرچہ سرد ملکوں میں وجود کی بناء پر اس لئے کہ جو شریعت میں وارد ہو اور اس کے لئے نہ شرعی ضابطہ ہو اور نہ لغوی تو اس بارے میں وجود کا اتباع کیا جائے گا جیسے مبیع کا قبضہ اور سرقہ کے بارے میں حرز و حفاظت (ان دونوں میں عرف کی طرف رجوع ہوگا) امام شافعیؒ نے فرمایا: عورتوں میں جو بہت جلد حائضہ ہوتی ہیں جن کے متعلق میں نے سنا ہے وہ تہامہ کی عورتیں ہیں جو نو سال کی عمر میں حائضہ ہوتی ہیں یعنی تقریباً نہ کہ تحدیداً لہٰذا اس عمر کے مکمل ہونے سے قبل درگزر کیا جائے گا اس سے جس میں حیض و طہر کو وسعت نہ ہو نہ کہ اس سے جس میں ان کی وسعت ہو، اگر عورت چند ایام خون دیکھے ان میں سے بعض ایام امکان کے زمانہ سے قبل ہو اور بعض ایام امکان کے زمانہ میں ہوں تو دوسرے ایام کو حیض قرار دیا جائے گا اگر اس کے گزرے ہوئے شروط پائے جائیں (وہ یہ کہ ایک دن اور رات سے کم نہ ہو اور ۱۵ / دن سے متجاوز نہ ہو) **(اور زیادہ سے زیادہ عمر کی کوئی حد نہیں ہے)** ممکن ہونے کی بناء پر اس بات کے کہ اسے بالکل حیض ہی نہ آئے جیسا کہ گزر گیا۔

﴿أقل الحمل وَأَكْثَره وغالبه﴾

(وَأَقل) زمن **(الْحمل سِتَّة أشهر)** ولحظتان لَحْظَة للوَطْء ولحظة للوضع من إِمْكَان اجْتِمَاعهمَا بعد عقد النِّكَاح **(وَأَكْثَره)** أَي زمن الْحمل **(أَربع سِنِين وغالبه تِسْعَة أشهر)** للاستقراء كَمَا أخبر بِوُقُوعِهِ الشَّافِعِي وَكَذَا الإِمَام مَالك حُكيَ عَنهُ أَيْضا أَنه قَالَ جارتنا امْرَأَة مُحَمَّد بن عجلَان امْرَأَة صدق وَزوجهَا رجل صدق حملت ثَلَاثَة أبطن فِي اثْنَتَيْ عشرَة سنة تحمل كل بطن أَربع سِنِين وَقد رُوِيَ هَذَا عَن غير الْمَرْأَة الْمَذْكُورَة.

﴿حمل کی اقل، اکثر اور غالب مدت﴾

(حمل کا کم سے کم) زمانہ **(۶/ مہینے)** اور ۲/ لمحے **(ہیں)** ایک لمحہ وطی کا اور دوسرا لمحہ وضع حمل کا عقد نکاح کے بعد دونوں کے امکان اجتماع سے (یعنی یہ چھ مہینے اور دو لمحہ امکان اجتماع کے بعد سے ہے) **(اور حمل کا اکثر زمانہ چار سال ہے اور غالب زمانہ ۹/ماہ ہے)** استقراء کی وجہ سے جیسا کہ اس کے وقوع کی امام شافعیؒ نے خبر دی ہے اور اسی طرح امام مالکؒ نے، آپ سے بھی نقل کیا گیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: ہمارے پڑوسی محمد بن عجلان کی بیوی سچی عورت تھی اور ان کے خاوند سچے مرد تھے اس عورت نے ۱۲/ سال میں ۳/ حمل جنی، ہر حمل ۴/ سال میں جنی اور یہ مروی ہے مذکورہ عورت کے علاوہ سے۔

﴿مَایحرم بِالْحیضِ وَ النّفاس﴾

ثمَّ شرع فِي أَحْكَام الْحيض فَقَالَ (وَيحرم بالْحيض) وَلَو أَقله (ثَمَانِيَة أَشْيَاء) الأول (الصَّلَاة) فَرضهَا ونفلها وَكَذَا سَجْدَة التِّلَاوَة وَالشُّكْر.

(و) الثَّانِي (الصَّوْم) فَرضه ونفله وَيجب قَضَاء صَوْم الْفَرْض بِخِلَاف الصَّلَاة لقَوْل عَائِشَة رَضِي الله تَعَالَى عَنْهَا كَانَ يصيبنا ذَلِك أَي الْحيض فنؤمر بِقَضَاء الصَّوْم وَلَا نؤمر بِقَضَاء الصَّلَاة رَوَاهُ الشَّيْخَانِ وانعقد الْإِجْمَاع على ذَلِك وَفِيه من الْمَعْنى أَن الصَّلَاة تكْثر فَيشق قَضَاؤُهَا بِخِلَاف الصَّوْم وَهل يحرم قَضَاؤُهَا أَو يكره فِيهِ خلاف ذكره فِي الْمُهِمَّات فَنقل فِيهَا عَن ابْن الصّلاح وَالنَّوَوِيّ عَن الْبَيْضَاوِيّ أَنه يحرم لِأَن عَائِشَة رَضِي الله تَعَالَى عَنْهَا نهت السائلة عَن ذَلِك وَلِأَن الْقَضَاء مَحَله فِيمَا أَمر بِفِعْلِهِ وَعَن ابْن الصّلاح وَالرُّويَانِيّ وَالْعجلِي أَنه مَكْرُوه بِخِلَاف الْمَجْنُون والمغمى عَلَيْهِ فَيسنّ لَهما الْقَضَاء انْتهى وَالْأَوْجه عدم التَّحْرِيم وَلَا يُؤثر فِيهِ نهي عَائِشَة وَالتَّعْلِيل الْمَذْكُور منتقض بِقَضَاء الْمَجْنُون والمغمى عَلَيْهِ وعَلى هَذَا هَل تَنْعَقِد صلَاتهَا أم لَا فِيهِ نظر وَالْأَوْجه عدم الِانْعِقَاد لِأَن الأَصْل فِي الصَّلَاة إِذا لم تكن مَطْلُوبَة عدم الِانْعِقَاد وَوُجُوب الْقَضَاء عَلَيْهَا فِي الصَّوْم بِأَمْر جَدِيد من النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم فَلم يكن وَاجِبا حَال الْحيض وَالنّفاس لِأَنَّهَا مَمْنُوعَة مِنْهُ وَالْمَنْع وَالْوُجُوب لَا يَجْتَمِعَانِ.

(و) الثَّالِث (قِرَاءَة) شَيْء من (الْقُرْآن) بِاللَّفْظِ أَو بِالْإِشَارَةِ من الْأَخْرَس كَمَا قَالَ الْقَاضِي فِي فَتَاوِيهِ فَإِنَّهَا بِمَنْزِلَة النُّطْق هُنَا وَلَو بعض آيَة للإخلال بالتعظيم سَوَاء أقصد مَعَ ذَلِك غَيرهَا أم لَا لحَدِيث التِّرْمِذِيّ وَغَيره لَا يقْرَأ الْجنب وَلَا الْحَائِض شَيْئا من الْقُرْآن ويقرأ رُوِيَ بِكَسْر الهمزة على النَّهْي وَبِضَمِّهَا على الْخَبَر المُرَاد بِهِ النَّهْي ذكره فِي الْمَجْمُوع وَضَعفه لَكِن لَهُ متابعات تجبر ضعفه وَلمن بِهِ حدث أكبر إِجْرَاء الْقُرْآن على قلبه وَنظر فِي الْمُصحف وَقِرَاءَة مَا نسخت تِلَاوَته وتحريك لِسَانه وهمسه بِحَيْثُ لَا يسمع نَفسه لِأَنَّهَا لَيست بِقِرَاءَة قُرْآن وفاقد الطهُورَيْنِ يقْرَأ الْفَاتِحَة وجوبا فَقَط للصَّلَاة لِأَنَّهُ مُضْطَر إِلَيْهَا خلافًا للرافعي فِي قَوْله لَا يجوز لَهُ قرَاءَتهَا كَغَيْرِهَا أما خَارج الصَّلَاة فَلَا يجوز لَهُ أَن يقْرَأ شَيْئا وَلَا أَن يمس الْمُصحف مُطلقًا وَلَا أَن تُوطأ الْحَائِض أَو النُّفَسَاء إِذا انْقَطع دَمهَا وَأما فَاقِد المَاء فِي الْحَضَر فَيجوز لَهُ إِذا تيَمّم أَن يقْرَأ وَلَو فِي غير الصَّلَاة وَهَذَا فِي حق الشَّخْص الْمُسلم أما الْكَافِر فَلَا يمْنَع من الْقِرَاءَة لِأَنَّهُ لَا يعْتَقد حُرْمَة ذَلِك كَمَا قَالَه الْمَاوَرْدِيّ وَأما تَعْلِيمه وتعلمه فَيجوز إِن رُجي إِسْلَامه وَإِلَّا فَلَا.

تَنْبِيه يحل لمن بِهِ حدث أكبر أذكار الْقُرْآن وَغَيرهَا كمواعظه وأخباره وَأَحْكَامه لَا بِقصد الْقُرْآن كَقَوْلِه عِنْد الرّكُوب {سُبْحَانَ الَّذِي سخر لنا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقرنين} أَي مطيقين وَعند الْمُصِيبَة {إِنَّا لله وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُون} وَمَا جرى بِهِ لِسَانه بِلَا قصد فَإِن قصد الْقُرْآن وَحده أَو مَعَ الذّكر حرم وَإِن أطلق فَلَا كَمَا نبه عَلَيْهِ النَّوَوِيّ فِي دقائقه لعدم الْإِخْلَال بحرمته لِأَنَّهُ لَا يكون قُرْآنًا إِلَّا بِالْقَصْدِ قَالَه النَّوَوِيّ وَغَيره وَظَاهره أَن ذَلِك جَار فِيمَا يُوجد نظمه فِي غير الْقُرْآن كالآيتين الْمُتَقَدِّمَتَيْنِ والبسملة والحمدلة وَفِيمَا لَا يُوجد نظمه إِلَّا فِيهِ كسورة الْإِخْلَاص وَآيَة الْكُرْسِيّ وَهُوَ كَذَلِك وَإِن قَالَ الزَّرْكَشِيّ لَا شكّ فِي تَحْرِيم مَا لَا يُوجد نظمه فِي غير الْقُرْآن وَتَبعهُ على ذَلِك بعض الْمُتَأَخِّرين كَمَا شَمل ذَلِك قَول الرَّوْضَة أما إِذا قَرَأَ شَيْئا مِنْهُ لَا على قصد الْقُرْآن فَيجوز.

(و) الرَّابِع (مس) شي من (الْمُصحف) بتثليث الْمِيم لَكِن الْفَتْح غَرِيب سَوَاء فِي ذَلِك ورقه الْمَكْتُوب فِيهِ وَغَيره لقَوْله تَعَالَى {لَا يمسهُ إِلَّا الْمُطهرُونَ} وَيحرم أَيْضا مس جلده الْمُتَّصِل بِهِ لِأَنَّهُ كالجزء مِنْهُ وَلِهَذَا يتبعهُ فِي البيع وَأما

الْمُنْفَصِل عَنهُ فقضية كَلَام الْبَيَان حل مَسّه وَبِه صرح الْإِسْنَوِيّ وَفرق بَينه وَبَين حُرْمَة الِاسْتِنْجَاء بِأَن الِاسْتِنْجَاء أفحش وَنقل الزَّرْكَشِيّ عَن الْغَزالِيّ أَنه يحرم مَسّه أَيْضا وَلم ينْقل مَا يُخَالِفهُ وَقَالَ ابْن الْعِمَاد إِنَّه الْأَصَح إبْقَاء لِحُرْمَتِهِ قبل انْفِصَاله انْتهى وَهَذَا هُوَ الْمُعْتَمد إِذا لم تَنْقَطِع نسبته عَن الْمُصحف فَإِن انْقَطَعت كَأَن جعل جلد كتاب لم يحرم مَسّه قطعا.

(و) كَذَا يحرم (حمله) أَي الْمُصحف لِأَنَّهُ أبلغ من الْمس نعم يجوز حمله لضَرُورَة كخوف عَلَيْهِ من غرق أَو حرق أَو نَجَاسَة أَو وُقُوعه فِي يَد كَافِر وَلم يتَمَكَّن من الطَّهَارَة بل يجب أَخذه حِينَئِذٍ كَمَا ذكره فِي التَّحْقِيق وَالْمَجْمُوع فَإِن قدر على التَّيَمُّم وَجب وَخرج بالمصحف غَيره كتوراة وإنجيل ومنسوخ تِلَاوَة من الْقُرْآن وَإِن لم ينْسَخ حكمه فَلَا يحرم وَيحل حمله فِي مَتَاع تبعا لَهُ إِذا لم يكن مَقْصُودا بِالْحملِ بِأَن قصد حمل غَيره أَو لم يقْصد شَيْئا لعدم الْإِخْلَال بتعظيمه حِينَئِذٍ بِخِلَاف مَا إِذا كَانَ مَقْصُودا بِالْحملِ وَلَو مَعَ الْأَمْتِعَة فَإِنَّهُ يحرم وَإِن كَانَ ظَاهر كَلَام الشَّيْخَيْنِ يَقْتَضِي الْحل فِي هَذِه الصُّورَة كَمَا لَو قصد الْجنب الْقِرَاءَة وَغَيرهَا وَيحل حمله فِي تَفْسِير سَوَاء تميزت أَلْفَاظه بلون أم لَا إِذا كَانَ التَّفْسِير أَكثر من الْقُرْآن لعدم الْإِخْلَال بتعظيمه حِينَئِذٍ وَلَيْسَ هُوَ فِي معنى الْمُصحف بِخِلَاف مَا إِذا كَانَ الْقُرْآن أَكثر مِنْهُ لِأَنَّهُ فِي معنى الْمُصحف أَو كَانَ مُسَاوِيا لَهُ كَمَا يُؤْخَذ من كَلَام التَّحْقِيق وَالْفرق بَينه وَبَين الْحل فِيمَا إِذا اسْتَوَى الْحَرِير مَعَ غَيره أَن بَاب الْحَرِير أوسع بِدَلِيل جَوَازه للنِّسَاء وَفِي بعض الْأَحْوَال للرِّجَال كبرد وَظَاهر كَلَام الْأَصْحَاب حَيْثُ كَانَ التَّفْسِير أَكثر لَا يحرم مَسّه مُطلقًا قَالَ فِي الْمَجْمُوع لِأَنَّهُ لَيْسَ بمصحف أَي وَلَا فِي مَعْنَاهُ وَحَيْثُ لم يحرم حمل التَّفْسِير وَلَا مَسّه بِلَا طَهَارَة كره.

(و) الْخَامِس (دُخُول الْمَسْجِد) بمكث أَو تردد لقَوْله تَعَالَى {لَا تقربُوا الصَّلَاة وَأَنْتُم سكارى حَتَّى تعلمُوا مَا تَقولُونَ وَلَا جنبا إِلَّا عابري سَبِيل حَتَّى تغتسلوا} قَالَ ابْن عَبَّاس وَغَيره أَي لَا تقربُوا مَوَاضِع الصَّلَاة لِأَنَّهُ لَيْسَ فِيهَا عبور سَبِيل بل فِي موَاضعهَا وَهُوَ الْمَسْجِد وَنَظِيره قَوْله تَعَالَى {لهدمت صوامع وَبيع وصلوات} وَلقَوْله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم لَا أحل الْمَسْجِد لحائض وَلَا لجنب رَوَاهُ أَبُو دَاوُد عَن عَائِشَة رَضِي الله تَعَالَى عَنْهَا وَخرج بالمكث والتردد العبور لِلْآيَةِ

الْمَذْكُورَة وإذا لم تخف الْحَائِض تلويثه وَخرج بِالْمَسْجِدِ الْمدَارِس والربط ومصلى الْعِيد وَنَحْو ذَلِك وَكَذَا مَا وقف بعضه مَسْجِدا شَائِعا وَإِن قَالَ الْإِسْنَوِيّ الْمُتَّجه إِلْحَاقه بِالْمَسْجِدِ فِي ذَلِك وَفِي التَّحِيَّة للداخل وَنَحْو ذَلِك بِخِلَاف صِحَة الِاعْتِكَاف فِيهِ وَكَذَا صِحَة الصَّلَاة فِيهِ للْمَأْمُوم إِذا تبَاعد عَن إِمَامه أَكثر من ثَلَاثمِائَة ذِرَاع.

(و) السَّادِس (الطّواف) فَرْضه وواجبه ونفله سَوَاء أَكَانَ فِي ضمن نسك أم لَا لقَوْله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم الطّواف صَلَاة إِلَّا أَن الله تَعَالَى قد أحل فِيهِ الْكَلَام فَمن تكلم فَلَا يتَكَلَّم إِلَّا بِخَير رَوَاهُ الْحَاكِم عَن ابْن عَبَّاس وَقَالَ صَحِيح الْإِسْنَاد.

(و) السَّابِع (الْوَطْء) وَلَو بعد انْقِطَاعه وَقبل الْغسْل لقَوْله تَعَالَى {وَلَا تقربوهن حَتَّى يطهرن} ووطؤها فِي الْفرج كَبِيرَة من الْعَامِد الْعَالم بِالتَّحْرِيمِ الْمُخْتَار و يكفر مستحله كَمَا فِي الْمَجْمُوع عَن الْأَصْحَاب وَغَيرهم بِخِلَاف النَّاسِي وَالْجَاهِل وَالْمكْره لخَبر إِن الله تجَاوز عَن أمتِي الْخَطَأ وَالنِّسْيَان وَمَا استكرهوا عَلَيْهِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيّ وَغَيره وَيسن للواطىء الْمُتَعَمد الْمُخْتَار الْعَالم بِالتَّحْرِيمِ فِي أول الدَّم وقوته التَّصَدُّق بمثقال إسلامي من الذَّهَب الْخَالِص وَفِي آخر الدَّم وَضَعفه بِنصْف مِثْقَال لخَبر إِذا وَاقع الرجل أَهله وَهِي حَائِض إِن كَانَ دَمًا أَحْمَر فليتصدق بِدِينَار وَإِن كَانَ أصفر فليتصدق بِنصْف دِينَار رَوَاهُ أَبُو دَاوُد وَالْحَاكِم وَصَححهُ وَيُقَاس النّفاس على الْحيض وَلَا فرق فِي الواطىء بَين الزَّوْج وَغَيره فَغير الزَّوْج مقيس على الزَّوْج الْوَارِد فِي الحَدِيث وَالْوَطْء بعد انْقِطَاع الدَّم إِلَى الطُّهْر كَالْوَطْءِ فِي آخر الدَّم ذكره فِي الْمَجْمُوع وَيَكْفِي التَّصَدُّق وَلَو على فَقير وَاحِد وَإِنَّمَا لم يجب لِأَنَّهُ وَطْء محرم للأذى فَلَا يجب بِهِ كَفَّارَة كاللواط وَيسْتَثْنى من ذَلِك الْمُتَحَيِّرَة فَلَا كَفَّارَة بِوَطْئِهَا وَإِن حرم وَلَو أخْبرته بحيضها وَلم يُمكن صدقهَا لم يلْتَفت إِلَيْهَا وَإِن أمكن وصدقها حرم وَطْؤُهَا وَإِن كذبهَا فَلَا لِأَنَّهَا رُبمَا عاندته وَلِأَن الأَصْل عدم التَّحْرِيم بِخِلَاف من علق بِهِ طَلَاقهَا وأخبرته بِهِ فَإِنَّهَا تطلق وَإِن كذبهَا لتَقْصِيرِهِ فِي تَعْلِيقه بِمَا لَا يعرف إِلَّا من جِهَتهَا وَلَا يكره طبخها وَلَا اسْتِعْمَال مَا مسته من مَاء أَو عجين أَو نَحوه.

(و) الثَّامِن (الِاسْتِمْتَاع) بِالْمُبَاشرَةِ بِوَطْء أَو غَيره (بِمَا بَين السُّرَّة وَالركبَة) وَلَو بِلَا شَهْوَة لقَوْله تَعَالَى {فاعتزلوا النِّسَاء فِي الْمَحِيض} وَلخَبَر أبي دَاوُد بِإِسْنَاد جيد أَنه صلى الله عَلَيْهِ وَسلم سُئِلَ عَمَّا يحل للرجل من امْرَأَته وَهِي حَائِض فَقَالَ يحل مَا فَوق الْإِزَار. وَخص بمفهومه عُمُوم خبر مُسلم اصنعوا كل شَيْء إِلَّا النِّكَاح. وَلِأَن الِاسْتِمْتَاع بِمَا تَحت الْإِزَار يَدْعُو إِلَى الْجِمَاع فَحرم لخَبر من حام حول الْحمى يُوشك. بِالْكَسْرِ أفْصح كَمَا ذكره النَّوَوِيّ فِي رياضه: أَن يَقع فِيهِ وَخرج بِمَا بَين السُّرَّة وَالركبَة هما وَبَاقِي الْجَسَد فَلَا يحرم الِاسْتِمْتَاع بهَا وبالمباشرة الِاسْتِمْتَاع بِالنّظرِ وَلَو بِشَهْوَة فَإِنَّهُ لَا يحرم إِذْ لَيْسَ هُوَ أعظم من تقبيلها فِي وَجههَا بِشَهْوَة قَالَ الْإِسْنَوِيّ وسكتوا عَن مُبَاشرَة الْمَرْأَة للزَّوْج وَالْقِيَاس إِن مَسهَا للذّكر وَنَحْوه من الاستمتاعات الْمُتَعَلّقَة بِمَا بَين السُّرَّة وَالركبَة حكمه حكم تمتعاته بهَا فِي ذَلِك الْمحل انْتهى وَالصَّوَاب فِي نظم الْقيَاس أَن نقُول كل مَا منعناه مِنْهُ نمنعها أَن تمسه بِهِ فَيجوز لَهُ أَن يلمس بِجَمِيعِ بدنه سَائِر بدنهَا إِلَّا مَا بَين سرتها وركبتها وَيحرم عَلَيْهِ تمكينها من لمسه بِمَا بَينهمَا وَإِذا انْقَطع دم الْحيض لزمن إِمْكَانه ارْتَفع عَنْهَا سُقُوط الصَّلَاة وَلم يحل لَهَا مِمَّا حرم بِهِ قبل الْغسْل أَو التَّيَمُّم غير الصَّوْم لِأَن تَحْرِيمه بِالْحيضِ لَا بِالْحَدَثِ بِدَلِيل صِحَّته من الْجنب وَقد زَالَ وَغير الطَّلَاق لزوَال الْمَعْنى الْمُقْتَضِي للتَّحْرِيم وَهُوَ تَطْوِيل الْعدة وَغير الطُّهْر فَإِنَّهَا مأمورة بِهِ وَمَا عدا ذَلِك من الْمُحرمَات فَهُوَ بَاقٍ إِلَى أَن تطهر بِمَاء أَو تيَمّم أما مَا عدا الِاسْتِمْتَاع فَلِأَن الْمَنْع مِنْهُ إِنَّمَا هُوَ لأجل الْحَدث وَالْحَدَث بَاقٍ وَأما الِاسْتِمْتَاع فَلِقَوْلِه تَعَالَى (لاتقربوهن حتى يطهرن) قدقرئ بالتشديد و التخفيف أما قراءة التَّشْدِيد فَهِيَ صَرِيحَة فِيمَا ذكر وَأما التَّخْفِيف فَإِن كَانَ المُرَاد بِهِ أَيْضا الِاغْتِسَال كَمَا قَالَ بِهِ ابْن عَبَّاس وَجَمَاعَة بِقَرِينَة قَوْله تَعَالَى {فَإِذا تطهرن} فَوَاضِح وَإِن كَانَ المُرَاد بِهِ انْقِطَاع الْحيض فقد ذكر بعده شرطا آخر وَهُوَ قَوْله تَعَالَى {فَإِذا تطهرن} فَلَا بُد مِنْهُمَا مَعًا.

فَائِدَة حكى الْغَزالِيّ أَن الْوَطْء قبل الْغسْل يُورث الجذام فِي الْوَلَد وَيجب على الْمَرْأَة تعلم مَا تحْتَاج إِلَيْهِ من أَحْكَام الْحيض و الاستحاضة وَالنّفاس فَإِن كَانَ زَوجهَا عَالما لزمَه تعليمها وَإِلَّا فلهَا الْخُرُوج لسؤال الْعلمَاء بل يجب وَيحرم عَلَيْهِ

منعهَا إِلاَّ أَن يسْأَل هُوَ ويخبرها فتستغني بذلك وَلَيْسَ لَهَا الْخُرُوج إِلَى مجْلِس ذكر أَو تَعْلِيم خير إِلَّا بِرِضَاهُ وَإِذا انْقَطع دم النّفاس أَو الْحيض وتطهرت فَللزَّوْج أَن يَطَأهَا فِي الْحَال من غير كَرَاهَة.

﴿حیض و نفاس کی وجہ سے جو حرام ہے﴾

پھر مصنفؒ نے احکامِ حیض کو شروع کیا چنانچہ فرمایا: **(اور حرام ہوتی ہیں حیض کی وجہ سے)** اگر چہ وہ اقل ہو **(۸/ چیزیں)** پہلی چیز **(نماز)** فرض اور نفل اور اسی طرح سجدۂ تلاوت اور شکر۔

(اور) دوسری چیز **(روزہ)** فرض اور نفل، فرض روزہ کی قضاء واجب ہوتی ہے برخلاف نماز کے حضرت عائشہؓ کے قول کی بناء پر: کان یصیبنا الخ۔ ہمیں یہ یعنی حیض لاحق ہوتا تھا تو ہمیں روزہ کی قضاء کا حکم دیا جاتا تھا اور نماز کی قضاء کا حکم نہیں دیا جاتا تھا۔ اس کو شیخین نے بیان کیا ہے اور اس پر اجماع منعقد ہو چکا ہے اور اس میں معنی اور علت یہ ہیکہ نماز کی کثرت ہے لہذا اس کی قضاء دشوار ہوگی برخلاف روزہ کے، نماز کی قضاء حرام ہے یا مکروہ۔۔؟۔۔ اس میں اختلاف ہے جس کو مہمات میں ذکر کیا ہے اس بارے میں ابن صلاح اور امام نوویؒ سے نقل کیا گیا ہے بیضاوی کے حوالہ سے کہ قضاء حرام ہے اس لئے کہ حضرت عائشہؓ نے نماز کی قضاء سے متعلق دریافت کرنے والی عورت کو منع فرمایا اور اس لئے کہ قضاء کا محل اس چیز میں ہے جس کو کرنے کا حکم دیا گیا ہو (عبد اللہ ابن عمر ابن محمد ابن علی، ناصر الدین، ابو سعید، البیضاوی، الشیرازی، الشافعی، یہ شیخین سے مؤخر ہیں اور مفسر ہیں اور یہاں مذکورہ عبارت میں بیضاوی کا نام: ابو بکر محمد ابن احمد ابن عباس ہیں یہ شیخین سے مقدم اور غیر مفسر ہیں) اور ابن صلاحؒ، رویانیؒ اور عجلیؒ سے مروی ہیکہ یہ مکروہ ہے برخلاف مجنون اور مغمی علیہ کے یعنی ان دونوں کے لئے قضاء سنت ہے، انتہی۔ اور اوجہ عدم تحریم ہے اور اس میں (یعنی عدم تحریم میں) حضرت عائشہؓ کی نہی مؤثر نہ ہوگی اور مذکورہ علت (یعنی ولان القضاء محلہ الخ) ٹوٹ جاتی ہے مجنون اور مغمی علیہ کے قضاء کی وجہ سے، اور اس قول کے

مطابق کیا اس کی نماز منعقد ہو گی یا نہیں۔۔؟۔۔ یہ قابل نظر ہے اور اوجہ عدم انعقاد ہے اس لئے کہ نماز میں اصل عدم انعقاد ہے جب مطلوب نہ ہو اور اس پر روزہ میں قضاء کا وجوب آپ ﷺ کے امر جدید کی وجہ سے ہے لہذا حیض ونفاس کی حالت میں روزہ واجب نہیں ہے اس لئے کہ اس کو اس سے منع کیا گیا ہے اور منع اور وجوب دونوں جمع نہیں ہو سکتے (ایک ہی جہت کے اعتبار سے)

(اور) تیسری چیز **(قرآن)** میں سے کچھ **(پڑھنا)** لفظ سے یا گونگے کا اشارہ سے جیسا کہ قاضی نے اپنے فتاوی میں بیان کیا ہے، اس لئے کہ اشارہ یہاں نطق کے درجہ میں ہے اگرچہ بعض آیت، تعظیم میں مخل ہونے کی بناء پر خواہ اس کے ساتھ اس کے علاوہ کا قصد کرے یا نہ کرے، حدیث ترمذی وغیرہ کی بناء پر: لایقرأ الخ۔ قرآن میں سے کچھ نہ جنبی پڑھے اور نہ حائضہ۔ یقرأ ہمزہ کے کسرہ کے ساتھ روایت کیا گیا ہے صیغۂ نہی ہونے کی وجہ سے اور اس کے ضمہ کے ساتھ ایسی خبر ہونے کی وجہ سے جس سے مراد نہی ہے، اس کو مجموع میں ذکر کیا ہے اور ضعیف قرار دیا ہے لیکن اس کے لئے ایسے متابعات ہیں جو اس کے ضعف کا تدارک کرتے ہیں (متابعات یہ اصطلاح ہے) جس شخص کو حدث اکبر لاحق ہو اس کے لئے جائز ہے اپنے دل میں قرآن کا اجراء (لفظ اجراء خارج ہے لفظ قراءۃ سے) اور مصحف میں دیکھنا اور اس کو پڑھنا جس کی تلاوت منسوخ ہو چکی ہو اور اپنی زبان کو حرکت دینا اور اس کا اس طرح پڑھنا کہ وہ خود اسے نہ سن سکے اس لئے کہ یہ (مذکورہ چیزیں) قراءۃ قرآن نہیں ہیں اور فاقد الطہورین شخص نماز کے لئے صرف سورۂ فاتحہ کو پڑھے گا وجوبی طور پر اس لئے کہ وہ اس کو پڑھنے پر مجبور ہے، خلاف ثابت ہے رافعیؒ کے لئے اس قول میں (یعنی امام رافعیؒ کا قول اس کے خلاف ہے) اس کے لئے سورۂ فاتحہ کو پڑھنا جائز نہیں ہے اس کے علاوہ کی طرح، بہر حال خارج صلاۃ تو اس کے لئے جائز نہیں ہے کہ کچھ پڑھے اور نہ یہ (جائز ہے) کہ مصحف کو چھوئے مطلقا اور نہ یہ (جائز ہے) کہ وطی کرے

حائضہ یا نفساء سے جب اس کا خون منقطع ہو اور بہر حال پانی کو نہ پانے والا حضر میں تو اس کے لئے جائز ہے جب وہ تیمم کرے یہ کہ پڑھے اگرچہ نماز کے علاوہ وقت میں اور یہ مسلم کے حق میں ہے رہی بات کافر کی تو اسے قراءت سے روکا نہیں جائے گا اس لئے کہ وہ اس کی حرمت کا اعتقاد نہیں رکھتا جیسا کہ اس کو ماوردیؒ نے بیان کیا ہے اور رہا اس کو سکھانا اور اس کا سیکھنا جائز ہو گا اگر اس کے اسلام لانے کی امید ہو ورنہ نہیں۔

تنبیہ: جس کو حدث اکبر لاحق ہو اس کے لئے حلال ہے قرآن کے اذکار اور ان کے علاوہ جیسے قرآن کے مواعظ اور اس کے اخبار (یعنی امم سابقہ سے متعلق) اور احکام بلا قصدِ قرآن جیسے اس کا سوار ہونے کے وقت پڑھنا: سبحن الخ (سورۂ زخرف:۱۳) اس کی ذات پاک ہے جس نے ان چیزوں کو ہمارے بس میں کر دیا اور ہم تو ایسے نہ تھے جو ان کو قابو میں کر لیتے (ترجمۂ قرآن) یعنی مطیقین طاقت رکھنے والے اور مصیبت کے وقت (پڑھنا): انا للہ الخ (سورۂ بقرۃ:۱۵۶) ہم تو (مع مال و اولاد حقیقۃ) اللہ تعالیٰ ہی کی ملک ہیں اور ہم سب (دنیا سے) اللہ تعالیٰ ہی کے پاس جانیوالے ہیں (ایضا) اور جو قرآن بلا قصد اس کی زبان پر جاری ہو (اس طرح کہ زبان اس کی طرف سبقت کر جائے) اگر وہ صرف قرآن کا قصد کرے یا ذکر کے ساتھ تو حرام قرار دیا جائے گا اور اگر مطلق رکھے تو نہیں جیسا کہ امام نوویؒ نے اپنے دقائق میں اس پر متنبہ فرمایا ہے اس کی حرمت میں خلل نہ ڈالنے کی بناء پر اس لئے کہ وہ قصد سے ہی قرآن ہو گا اس کو امام نوویؒ وغیرہ نے بیان کیا ہے اور اس کا ظاہر یہ ہیکہ یہ (یعنی اطلاق کی صورت میں عدم تحریم سے متعلق امام نوویؒ نے جو ذکر کیا ہے وہ) جاری ہو گا ان مضامین میں جن میں قرآن کے الفاظ پائے جاتے ہیں غیر قرآن میں جیسے گزری ہوئی دو آیتیں اور بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اور الحمد للہ رب العالمین اور ان مضامین میں جن میں قرآن کے الفاظ نہیں پائے جاتے مگر قرآن میں جیسے سورۂ

اخلاص اور آیۃ الکرسی اور یہ اسی طرح ہے اگر چہ زرکشیؒ نے فرمایا: اس کے حرام ہونے میں کوئی شک نہیں جس کی عبارت غیر قرآن نہ پائی جائے اور بعض متاخرین نے اس پر آپ کی متابعت کی ہے جیسے کہ روضہ کا قول اس کو شامل ہے، بہر حال جب قرآن میں سے کچھ پڑھے قرآن کے قصد کے بغیر تو جائز ہو گا۔

(اور) چوتھی چیز **(مصحف)** میں سے کچھ حصہ **(کو چھونا)** مصحف کے میم کے اوپر تینوں حرکتوں کے ساتھ لیکن فتح نادر ہے، اس حکم میں برابر ہے اس کا ورق جس میں لکھا ہوا ہو یا اس کے علاوہ، اللہ تعالیٰ کے فرمان کی بناء پر: لایمسہ الخ (سورہ واقعہ: ۷۹) اس کو وہی چھوتے ہیں جو پاک بنائے گئے ہیں (ترجمۂ قرآن) اور اس سے متصل اس کے کور پیچ کو بھی چھونا حرام ہے اس لئے کہ وہ اس کے جزء کی طرح ہے اور اسی لئے بیع میں وہ اس کے تابع ہوتا ہے اور بہر حال اس سے منفصل جلد تو بیان کے کلام کا تقاضا اس کو چھونے کی حلت ہے اور اسنویؒ نے اس کی صراحت کی ہے اور فرق کیا ہے اس کے درمیان اور استنجاء کی حرمت کے درمیان کہ استنجاء زیادہ قبیح ہے اور امام زرکشیؒ نے امام غزالیؒ کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ اس کو چھونا بھی حرام ہے اور اس کے مخالف کو نقل نہیں کیا ہے اور ابن عمادؒ نے فرمایا کہ یہ اصح ہے اس کے جدا ہونے سے پہلے اس کی حرمت کو باقی رکھتے ہوئے۔ انتہی۔ اور یہی معتمد ہے جبکہ اس کی نسبت مصحف سے منقطع نہ ہو اگر منقطع ہو جیسے کہ وہ کسی اور کتاب کی جلد بنادیا جائے تو قطعا اس کو چھونا حرام نہ ہو گا۔

(اور) اسی طرح حرام ہے **(مصحف کو اٹھانا)** اس لئے کہ یہ چھونے کے بہ نسبت ابلغ ہے ہاں اس کا اٹھانا جائز ہو گا ضرورت کی بناء پر جیسے قرآن کے غرق ہونے کا یا جلنے یا نجس ہونے کا خوف ہو یا اس کے چلے جانے کا (خوف ہو) کافر کے ہاتھ میں اور اٹھانے والا طہارت پر قادر نہ ہو بلکہ اس وقت اس کو اٹھانا واجب ہو گا جیسا کہ اس کو تحقیق اور مجموع

میں ذکر کیا ہے، اگر وہ تیمم پر قادر ہو تو واجب ہو گا، اور مصحف کی قید سے اس کے علاوہ خارج ہو گیا جیسے تورات، انجیل اور قرآن کی وہ آیت جس کی تلاوت منسوخ ہو چکی ہو اگرچہ اس کا حکم منسوخ نہ ہوا ہو یہ حرام نہ ہو گا اور قرآن کو سامان میں اٹھانا حلال ہو گا متاع کے تابع قرار دیتے ہوئے جبکہ حمل سے مقصود قرآن نہ ہو بلکہ غیر قرآن کو اٹھانے کا قصد ہو یا کچھ قصد ہی نہ ہو ایسی صورت میں اس کی تعظیم میں خلل نہ ہونے کی بناء پر برخلاف اس کے جب حمل سے مقصود قرآن ہو اگرچہ سامان کے ساتھ تو حرام ہو گا اگرچہ اس صورت میں شیخین کے کلام کا ظاہر تقاضا کرتا ہے حلت کا جیسا کہ (حرام ہوتا ہے) اگر جنبی قراءت اور غیر قراءت کا قصد کرے اور حلال ہے قرآن کو اٹھانا تفسیر میں خواہ اس کے الفاظ رنگ کے ذریعہ جدا ہو یا نہ ہو جبکہ تفسیر قرآن سے زیادہ ہو ایسی صورت میں اس کی تعظیم میں خلل واقع نہ ہونے کی بناء پر اور وہ مصحف کے معنی میں نہیں ہے برخلاف اس کے جب قرآن تفسیر سے زیادہ ہو اس لئے کہ یہ مصحف کے معنی میں ہے یا وہ اس کے مساوی ہو جیسا کہ تحقیق کے کلام سے اخذ کیا گیا ہے اور اس کے درمیان اور حلال ہونے کے درمیان فرق اس صورت میں ہے جبکہ ریشم غیر ریشم کے ساتھ برابر ہو کہ ریشم کا باب زیادہ وسیع ہے اس کی دلیل عورتوں کے حق میں اس کا جواز ہے اور بعض احوال میں مردوں کے لئے جیسے سردی اور اصحاب کے کلام کا ظاہر یہ ہیکہ جہاں تفسیر زیادہ ہو اس کو چھونا حرام نہیں ہے مطلقا (یعنی خواہ قصد تفسیر سے یا قرآن سے) مجموع میں بیان کیا ہے: اس لئے کہ وہ مصحف نہیں ہے یعنی اور نہ اس کے معنی میں ہے اور جہاں بلا طہارت تفسیر کو اٹھانا اور چھونا حرام نہیں ہے وہاں وہ دونوں مکروہ ہے۔

(اور) پانچویں چیز **(مسجد میں داخل ہونا)** ٹھہرنے یا آمد ورفت کے ذریعہ، اللہ تعالیٰ کے فرمان کی بناء پر: لا تقربوا الخ۔ (سورہ نساء: ۴۳) نزدیک نہ جاؤ نماز کے جس وقت

کہ تم نشہ میں ہو یہاں تک کہ سمجھنے لگو جو کہتے ہو اور نہ اس وقت کہ غسل کی حاجت ہو مگر راہ چلتے ہوئے یہاں تک کہ غسل کرلو۔ ابن عباس وغیرہ نے فرمایا: یعنی نماز کی جگہوں کے قریب نہ جاؤ اس لئے کہ نماز میں راستہ کا عبور نہیں بلکہ نماز کی جگہوں میں ہے اور وہ مسجد ہے اور اس کی نظیر باری تعالیٰ کا فرمان ہے: لھدمت الخ۔ (سورہ حج: ۴۰) تو نصاری کے خلوت خانے اور عبادت خانے اور یہود کے عبادت خانے (الخ) سب منہدم ہوگئے ہوتے (ترجمۂ قرآن) اور آپ ﷺ کے فرمان کی بناء پر: لا احل الخ۔ میں مسجد کو حلال نہیں قرار دیتا حائضہ کے لئے اور نہ جنبی کے لئے۔ اس کو امام ابوداؤدؒ نے حضرت عائشہ کے حوالہ سے نقل کیا ہے، مکث اور تردد کی قید سے نکل گیا عبور (گزرنا) آیت مذکورہ کی بناء پر اور جبکہ حائضہ کو مسجد کی آلودگی کا خوف نہ ہو اور مسجد کی قید سے نکل گئے مدارس، اسلامی سرحدیں، عیدگاہ اور اس کے مانند اور اسی طرح وہ جگہ جس کا بعض حصہ بلا تعیین مسجد کی صورت میں وقف کیا جائے اگرچہ امام اسنویؒ نے فرمایا: متجہ اس کو حرمت میں مسجد کے ساتھ لاحق کرنا ہے (اور یہ معتمد ہے) اور تحیہ کے لئے داخل ہونے والے کے لئے اور اس کے مانند (جیسے اس میں وطی کا حرام ہونا) برخلاف اس میں اعتکاف کی صحت کے اور اسی طرح اس میں مقتدی کے لئے نماز کی صحت کے جبکہ وہ اپنے امام سے / ۳۰۰ ذراع سے زائد دور رہے (یعنی صحیح نہ ہوگی)

(اور) چھٹی چیز **(طواف)** فرض، واجب اور نفل خواہ وہ کسی نسک کے ضمن میں ہو یا نہ ہو، آپ ﷺ کے فرمان کی بناء پر: الطواف صلاۃ الخ۔ طواف نماز ہے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں کلام کو حلال قرار دیا ہے لہذا جو کلام کرے وہ نیکی سے متعلق کلام کرے۔ اس کو حاکم نے ابن عباس کے حوالہ سے بیان کیا ہے اور صحیح الاسناد کہا ہے۔

(اور) ساتویں چیز **(وطی کرنا)** اگرچہ خون کے منقطع ہونے کے بعد اور غسل سے قبل، اللہ تعالیٰ کے فرمان کی بناء پر: ولا الخ (سورہ بقرۃ: ۲۲۲) اور نزدیک نہ ہو ان کے

جب تک پاک نہ ہوویں (ترجمۂ قرآن) زوجہ سے شرمگاہ میں وطی کرنا (خون کے جاری رہتے ہوئے) عامدا، عالما بالتحریم اور اختیارا گناہ کبیرہ ہے اور اس کو حلال سمجھنے والا کافر ہوگا جیسا کہ مجموع میں اصحاب وغیرہم کے حوالہ سے ہے، بر خلاف، ناسی، جاہل اور مکرہ کے حدیث کی بناء پر: ان اللہ الخ۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے میری امت سے درگزر کیا ہے: خطاء، نسیان اور اس کو جس کا اس پر جبر کیا گیا ہو۔ اس کو بیہقی وغیرہ نے بیان کیا ہے، متعمدا، مختارا اور عالما بالتحریم خون کے شروع اور اس کے قوی ہونے کی صورت میں وطی کرنے والے کے لئے مسنون ہے خالص سونے کا اسلامی ایک مثقال صدقہ کرنا اور خون کے آخر اور اس کے ضعیف ہونے کی صورت میں نصف مثقال (صدقہ کرنا) حدیث کی بناء پر: اذا الخ۔ جب آدمی اپنی اہلیہ سے ہمبستری کرے درانحالیکہ وہ حائضہ ہو تو اگر خون احمر ہو تو اسے چاہئیے کہ ایک دینار صدقہ کرے اور اگر اصفر ہو تو اسے چاہیئے کہ وہ نصف دینار صدقہ کرے۔ اس کو امام ابو داؤد اور حاکم نے روایت کیا ہے اور صحیح قرار دیا ہے، اور حیض پر نفاس کو قیاس کیا گیا ہے اور کوئی فرق نہیں ہے وطی کرنے والے کے بارے میں شوہر اور اس کے علاوہ کے درمیان، غیر زوج کو قیاس کیا گیا ہے اس زوج پر جس کا ذکر حدیث میں وارد ہے اور خون کے منقطع ہونے کے بعد طہر تک وطی کرنا خون کے آخر میں وطی کرنے کی طرح ہے، اس کو مجموع میں ذکر کیا ہے اور صدقہ کرنا کافی ہوگا اگرچہ ایک فقیر پر ہو اور یہ واجب نہیں ہے اس لئے کہ یہ وطی حرام کردہ ہے اذی کی بناء پر، اس کی وجہ سے کفارہ واجب نہ ہوگا لواطت کی طرح اور اس سے استثناء کیا گیا ہے متحیرہ کا لہذا اس سے وطی کی صورت میں کفارہ نہیں ہے (یعنی ایک اور نصف دینار صدقہ کرنا نہیں ہے) اگرچہ وطی حرام ہے اور اگر متحیرہ واطی کو اپنے حیض کی خبر دے اور اس کی سچائی ممکن نہ ہو تو واطی اس کی طرف توجہ نہ دے اور اگر ممکن ہو اور وہ اسے سچ جانے تو اس سے وطی حرام ہوگی اور اگر اسے جھٹلائے تو حرام نہ ہوگی اس لئے کہ عورت بسا اوقات خاوند کا حق جان بوجھکر

ٹھکرادیتی ہے اور اس لئے کہ اصل عدم حرمت ہے برخلاف اس شخص کے جس نے اس کی طلاق کو حیض پر معلق کیا ہو اور عورت اسے حیض کی خبر دے تو وہ عورت مطلقہ ہوگی اگرچہ شوہر اسے جھٹلائے شوہر کی کوتاہی کی بناء پر طلاق کو اس چیز کے ساتھ معلق کرنے میں جس کا علم عورت ہی کی طرف سے ہوسکتا ہے اور (بحالت حیض) عورت کا پکانا مکروہ نہیں ہے اور (مکروہ) نہیں ہے استعمال کرنا اس چیز کو جس کو عورت نے چھویا ہو جیسے پانی یا گندھاہوا آٹا یا اس کے مانند۔

(اور) آٹھویں چیز **(فائدہ اٹھانا)** مباشرت سے یعنی ہمبستری کے ذریعہ یا اس کے علاوہ کے ذریعہ **(اس حصہ سے جو ناف اور گھٹنہ کے درمیان ہے)** اگرچہ بلاشہوت کے، اللہ تعالیٰ کے فرمان کی بناء پر فاعتزلوا الخ (سورہ بقرۃ: ۲۲۲) سو تم الگ رہو عورتوں سے حیض کے وقت۔ اور حدیث ابوداؤد کی بناء پر جو جید سند کے ساتھ ہے: انہ ﷺ الخ۔ کہ آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا مرد کے لئے اپنی بیوی سے کونسی چیز حلال ہوتی ہے درانحالیکہ وہ حائضہ ہو۔۔؟۔۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ازار سے اوپر والا حصہ حلال ہوتا ہے۔ اور اس کے مفہوم نے حدیث مسلم کے عموم کو خاص کردیا: اصنعوا الخ۔ سوائے وطی کے ہر چیز کرو۔ اور اس لئے کہ ازار کے نیچے والے حصہ سے فائدہ اٹھانا موجب و سبب ہوگا جماع کا لہذا حرام قرار دیا گیا، حدیث کی بناء پر: من حام الخ۔ جو شخص گناہ کے اردگرد کھڑا ہوگا قریب ہیکہ وہ اس میں ملوث ہوگا۔ حمی کسرہ کے ساتھ زیادہ فصیح ہے جیسا کہ امام نوویؒ نے اس کو ذکر کیا ہے اپنی ریاض میں، مابین السرۃ والرکبۃ کی قید سے خارج کردیا گیا ان دونوں کو اور باقی جسم کو لہذا اس سے استمتاع حرام نہ ہوگا اور مباشرت (کی قید) سے استمتاع بالنظر (یعنی نظر کے ذریعہ فائدہ اٹھانا) (نکل گیا) اگرچہ شہوت سے یہ حرام نہ ہوگا اس لئے کہ یہ شہوت کے ساتھ عورت کے چہرے کو بوسہ دینے سے اعظم نہیں ہے، اسنویؒ نے فرمایا: فقہاء نے سکوت اختیار کیا ہے شوہر کے ساتھ عورت کی مباشرت سے، قیاس یہ

ہیکہ عورت کا ذکر اور اس کے مانند کو چھونا یعنی وہ استمتاعات جن کا تعلق ناف اور گھٹنہ کے درمیانی حصہ سے ہے اس کا حکم مرد کے عورت کے اس محل سے استمتاع کا حکم ہے انتہی۔ (یعنی عورت کے استمتاع کا وہی حکم ہے جو مرد کے استمتاع کا ہے) طریقۂ قیاس میں صواب ودرست عبارت یہ ہے ہم کہیں گے ہر وہ چیز جس سے ہم نے خاوند کو منع کیا ہے اس سے ہم زوجہ کو منع کریں گے کہ وہ اسے چھوئے، شوہر کے لئے جائز ہو گا کہ وہ اپنے پورے بدن سے زوجہ کے پورے بدن کو چھوئے مگر جو اس کے ناف اور گھٹنہ کے درمیان ہے اور شوہر پر حرام ہو گا زوجہ کو قدرت دینا اپنے اس حصہ کو چھونے کے لئے جو ناف اور گھٹنہ کے درمیان ہے اور جب حیض کا خون منقطع ہو جائے اس کے ممکن وقت میں تو عورت سے نماز کا سقوط ختم ہو گا اور عورت کے لئے اس کی وجہ سے حرام کی ہوئی چیزیں حلال نہ ہوں گی غسل یا تیمم سے قبل سوائے روزہ کے اس لئے کہ اس کی حرمت حیض کی وجہ سے ہے نہ کہ حدث کی وجہ سے اس کی دلیل جنبی کے روزہ کا صحیح ہونا ہے اور وہ حیض زائل ہو چکا اور سوائے طلاق کے اس معنی کے زائل ہونے کی بناء پر جو حرمت کا مقتضی تھا اور وہ معنی عدت کو طویل کرنا ہے اور سوائے طہر کے اس لئے کہ عورت اس کی مامورہ ہے اور ان کے علاوہ جو محرمات میں سے ہیں وہ باقی رہیں گے یہاں تک کہ پانی یا تیمم سے پاک ہو جائے، بہر حال جو استمتاع کے علاوہ ہے (جیسے نماز، طواف اور قراءۃ قرآن) تو اس لئے کہ اس سے منع کرنا وہ تو حدث کی وجہ سے ہے اور حدث باقی ہے اور بہر حال استمتاع تو باری تعالیٰ کے فرمان کی بناء پر: ولا الخ۔ (سورہ بقرۃ: ۲۲۲) اور نزدیک نہ ہو ان کے جب تک پاک نہ ہوویں (ترجمۂ قرآن) تشدید اور تخفیف کے ساتھ پڑھا گیا ہے، بہر حال تشدید کی قراءت تو صریح ہے اس میں جو ذکر کی گئی اور بہر حال تخفیف تو اس سے بھی مراد اگر اغتسال ہے جیسا کہ اس کو ابن عباس اور ایک جماعت نے کہا ہے فرمانِ باری تعالیٰ کے قرینہ کی بناء پر: فاذا الخ۔ (سورہ بقرہ: ۲۲۲) پھر جب خوب پاک ہو جاویں (ایضا) تو یہ واضح

ہے اور اگر اس سے مراد انقطاع حیض ہے تو اس کے بعد دوسری شرط کو ذکر کیا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: فاذا الخ۔ پھر جب خوب پاک ہو جاویں۔ تو ان دونوں کا ایک ساتھ ہونا ضروری ہے۔

فائدہ: امام غزالیؒ نے بیان کیا ہے کہ غسل سے قبل وطی کرنا ولد میں جذام کو پیدا کرتا ہے اور عورت پر واجب ہے حیض واستحاضہ اور نفاس کے ان احکام کو سیکھنا جن کی اسے حاجت پیش آتی ہے، اگر اس کا شوہر عالم ہو تو اس پر لازم ہو گا اسے سکھانا ورنہ اس کے لئے علماء سے حصول کے لئے خروج جائز ہو گا بلکہ واجب ہو گا اور شوہر پر حرام ہو گا اسے روکنا مگر یہ کہ شوہر پوچھے اور وہی زوجہ کو خبر دے تو اس سے زوجہ مستغنی ہو گی، عورت کے حق میں خروج جائز نہ ہو گا مجلس ذکر یا تعلیم خیر کی مجلس کی جانب مگر شوہر کی رضامندی سے، اور جب نفاس یا حیض کا خون منقطع ہو اور وہ پاک ہو جائے تو زوج کے لئے بلا کراہت جائز ہو گا کہ وہ فوراً زوجہ سے وطی کرے۔

﴿مَا يحرم على الْجنب﴾

(وَيحرم على الْجنب خَمْسَة أَشْيَاء) وَهِي **(الصَّلَاة وَالطّواف وَقِرَاءَة الْقُرْآن وَمَسّ الْمُصحف وَحمله)** على الحكم الْمُتَقَدّم بَيَانه فِي هَذِه الْأَرْبَعَة سَابِقًا.

(و) الْخَامِس **(اللّبْث)** أَي الْمكْث لمُسلم غير النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم **(فِي الْمَسْجِد)** أَو التَّرَدُّد فِيهِ لغير عذر لِلْآيَةِ السَّابِقَة والْحَدِيث الْمَار وَخرج بالمكث والتردد العبور وبالمسلم الْكَافِر فَإِنَّهُ يُمكن من الْمكْث فِي الْمَسْجِد على الْأَصَح فِي الرَّوْضَة وَأَصلهَا لِأَنَّهُ لَا يعْتَقد حُرْمَة ذَلِك وَلَيْسَ للْكَافِرِ وَلَو غير جنب دُخُول الْمَسْجِد إِلَّا أَن يكون لحَاجَة كإسلام وَسَمَاع قُرْآن لَا كَأَكْل وَشرب وَأَن يَأْذَن لَهُ مُسلم فِي الدُّخُول إِلَّا أَن يكون لَهُ خُصُومَة وَقد قعد الْحَاكِم للْحكم فِيهِ ولهواء الْمَسْجِد حُرْمَة الْمَسْجِد نعم لَو قطع بصاقه هَوَاء الْمَسْجِد وَوَقع خَارجه لم يحرم كَمَا لَو بَصق فِي ثَوْبه فِي الْمَسْجِد وَبِغير النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم هُوَ فَلَا يحرم عَلَيْهِ.

قَالَ صَاحب التَلْخِيص ذكر من خَصَائِصه صلى الله عَلَيْهِ وَسلم دُخُوله الْمَسْجد جنبا وَمَال إِلَيْهِ النَّوَوِيّ.

وبالمسجد الْمدَارِس وَنَحْوهَا وَبلا عذر إِذا حصل لَهُ عَارض كَأَن احْتَلَمَ فِي الْمَسْجِد وَتعذر عَلَيْهِ الْخُرُوج لإغلاق بَاب أَو لخوْف على نَفسه أَو عضوه أَو مَنْفَعَة ذَلِك أَو على مَاله فَلَا يحرم عَلَيْهِ الْمكْث وَلَكِن يجب عَلَيْهِ كَمَا فِي الرَّوْضَة أَن يتَيَمَّم إِن وجد تُرَابا غير تُرَاب الْمَسْجِد فَإِن لم يجد غَيره لم يجز لَهُ أَن يتَيَمَّم بِهِ فَلَو خَالف وَتيَمّم بِهِ صَحَّ تيَمّمه كالتيمم بِتُرَاب مَغْصُوب وَالْمرَاد بِتُرَاب الْمَسْجِد الدَّاخِل فِي وقفيته لَا الْمَجْمُوع من الرّيح وَنَحْوه وَلَو لم يجد الْجنب المَاء إِلَّا فِي الْمَسْجِد فَإِن وجد تُرَابا تيَمّم وَدخل واغترف وَخرج إِن لم يشق عَلَيْهِ ذَلِك وَإِلَّا اغْتسل فِيهِ وَلَا يَكْفِيهِ التَّيَمُّم على الْمُعْتَمد كَمَا بَحثه النَّوَوِيّ فِي مَجْمُوعه بعد نَقله عَن الْبَغَوِيّ أَنه يتَيَمَّم وَلَا يغْتَسل فِيهِ وَإِطْلَاق الْأَنْوَار جَوَاز الدُّخُول للاستقاء والمكث لَهَا بِقَدرِهَا فَقَط مَحْمُول على هَذَا التَّفْصِيل.

فَائِدَة لَا بَأْس بِالنَّوْمِ فِي الْمَسْجِد لغير الْجنب وَلَو لغير أعزب فقد ثَبت أَن أَصْحَاب الصّفة وَغَيرهم كَانُوا ينامون فِيهِ فِي زَمَنه صلى الله عَلَيْهِ وَسلم نعم إِن ضيق على الْمُصَلِّين أَو شوّش عَلَيْهِم حرم النّوم فِيهِ قَالَه فِي الْمَجْمُوع قَالَ وَلَا يحرم إِخْرَاج الرّيح فِيهِ لَكِن الأولى اجتنابه لقَوْله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم إِن الْمَلَائِكَة تتأذى مِمَّا يتَأَذَّى مِنْهُ بَنو آدم.

﴿جو چیزیں جنبی پر حرام ہیں﴾

(جنبی پر پانچ چیزیں حرام ہوتی ہیں) وہ یہ ہیں **(نماز پڑھنا، طواف کرنا، قرآن کو پڑھنا، مصحف کو چھونا اور اس کو اٹھانا)** اس حکم کے مطابق جس کا بیان ان سابقہ چار چیزوں میں گزر چکا۔

(اور) پانچویں چیز **(ٹھہرنا)** یعنی سوائے نبی کریم ﷺ کے مسلمان کا ٹھہرنا **(مسجد میں)** یا اس میں بغیر عذر کے تردد کرنا، آیت سابقہ اور گزری ہوئی حدیث کی بناء پر (جس دروازہ سے داخل ہو جائے ٹھہرے بغیر اسی دروازہ سے نکلنا تردد کہلاتا ہے) مکث اور

تردد کی قید سے خارج ہوگیا العبور (ایک دروازہ سے دخول اور دوسرے دروازہ سے خروج کو عبور کہتے ہیں) اور مسلمان (کی قید) سے کافر (خارج ہوگیا) لہذا اسے مسجد میں ٹھہرنے کا موقع دیا جائے گا اس اصح قول کے مطابق جو روضہ اور اس کی اصل میں ہے اس لئے کہ وہ اس کی حرمت کا اعتقاد نہیں رکھتا اور کافر کے لئے مسجد میں داخل ہونا جائز نہیں ہے اگرچہ جنبی نہ ہو مگر یہ کہ (داخل ہونا) حاجت کی بناء پر ہو جیسے اسلام لانا اور قرآن کا سننا نہ کہ کھانے اور پینے جیسے امور کے لئے اور (جائز نہیں کہ کافر داخل ہو مسجد میں مگر) یہ کہ مسلمان کافر کو دخول فی المسجد کی اجازت دے مگر یہ کہ اس کے ساتھ خصومت ہو اور حاکم فیصلہ کے لئے مسجد میں بیٹھا ہو، اور مسجد کے بالائی خالی حصہ کے لئے حرمت مسجد کا حکم ہے (ھواء کا معنی: آسمان اور زمین کا بیچ، فضاء، جمع: اھویۃ۔ خالی) بیان اللسان:۸۸۸) ہاں اگر اس کی تھوک ھواء مسجد کو طے کرے اور مسجد سے باہر گر جائے تو حرام نہ ہو گا جیسا کہ اگر وہ اپنے کپڑے میں تھوکے مسجد میں، اور غیر نبی ﷺ (کی قید) سے آپ ﷺ کی ذات اقدس خارج ہوگئی لہذا آپ ﷺ پر حرام نہ ہو گا۔

صاحب تلخیص نے فرمایا: آپ ﷺ کے خصائص میں آپ ﷺ کا بحالت جنبی مسجد میں داخل ہونا ذکر کیا گیا ہے اور امام نوویؒ اسی طرف مائل ہیں۔

اور مسجد (کی قید) سے مدارس اور ان کے مانند (خارج ہوگئے) اور بلا عذر (کی قید) سے یہ صورت (خارج ہوگئی) کہ جب اسے کوئی عارض پیش آجائے جیسے کہ مسجد میں احتلام ہو جائے اور اس پر خروج دشوار ہو دروازہ بند ہونے کی بناء پر یا اپنی جان یا عضو کا یا اس کے منفعت یا اپنے مال کا خوف ہونے کی بناء پر تو اس پر مکث حرام نہ ہو گا لیکن اس پر واجب ہو گا جیسا کہ روضہ میں ہے تیمم کرنا اگر مٹی پائے مسجد کی مٹی کے علاوہ، اگر مسجد کی مٹی کے علاوہ مٹی نہ پائے تو اس کے لئے جائز نہ ہو گا تراب مسجد سے تیمم کرنا اگر خلاف ورزی کرے اور تراب مسجد سے تیمم کرے تو اس کا تیمم صحیح ہو گا جیسے تیمم (صحیح ہوتا ہے)

غصب کردہ مٹی سے، اور تراب مسجد سے مراد وہ مٹی جو مسجد کے وقف میں شامل ہو نہ کہ ہوا اور اس کے مانند سے جمع شدہ، اگر جنبی مسجد ہی میں پانی کو پائے تو اگر مٹی کو پائے تو تیمم کرے (استباحت دخول مسجد کی نیت سے) اور داخل ہو جائے اور برتن سے پانی لے اور نکلے اگر اس پر یہ دشوار نہ ہو ورنہ اس میں غسل کرے اور معتمد قول کے مطابق تیمم کرنا اس کو کافی نہ ہو گا جیسا کہ امام نوویؒ نے اس پر بحث کی ہے اپنی مجموع میں اس کو امام بغویؒ کے حوالہ سے نقل کرنے کے بعد: کہ وہ تیمم کرے اور اس میں غسل نہ کرے، اور انوار کا مطلق بیان کرنا پینے کے لئے دخول کے جواز اور اس کے لئے صرف اسی کی مقدار ٹھہرنے کے جواز کو محمول ہے اس تفصیل پر۔

فائدہ: غیر جنبی کے لئے مسجد میں سونے میں حرج نہیں ہے اگر چہ غیر مجرد (یعنی شادی شدہ) کے لئے، بے شک ثابت ہے کہ اصحاب صفہ اور ان کے علاوہ آپ ﷺ کے زمانہ میں مسجد میں سویا کرتے تھے ہاں اگر مصلیوں پر تنگی ہو یا ان کو خلل ہو تو صرف وقتِ تضییق میں سونا حرام ہو گا، اس کو مجموع میں بیان کیا ہے، فرمایا: مسجد میں ریح خارج کرنا حرام نہیں ہے لیکن اس سے بچنا اولی ہے، آپ ﷺ کے فرمان کی بناء پر: ان الخ۔ بے شک فرشتوں کو تکلیف ہوتی ہے اس چیز سے جس سے انسان کو تکلیف ہوتی ہے۔

﴿مَایحرم بالحدث الاصغر﴾

(وَيحرم على الْمُحدث) حَدثا أَصْغَر، وَهُوَ المُرَاد عِنْد الْإِطْلَاق غَالِبا (ثَلَاثَة أَشْيَاء) وَالأَصح أَنه مُخْتَصّ بالأعضاء الْأَرْبَعَة لِأَن وجوب الْغسْل وَالْمسح مختصان بهَا وَأَن كل عُضْو يرْتَفع حَدثهُ بِغَسْلِهِ فِي المغسول وبمسحه فِي الْمَمْسُوح وَإِنَّمَا حرم مس الْمُصحف بذلك الْعُضْو بعد غسله قبل تَمام الطَّهَارَة لِأَنَّهُ لَا يُسمى متطهرا وَقد قَالَ تَعَالَى {لَا يمسهُ إِلَّا الْمُطهرُونَ} وَهِي **(الصَّلَاة وَالطّواف وَمَسّ الْمُصحف وَحمله)** على الحكم الْمُتَقَدّم بَيَانه فِي كل من هَذِه الثَّلَاثَة فِي الْكَلَام على مَا يحرم بِالْحيضِ.

تَنْبِيه قد علم من كَلَام الْمُصَنّف تَقْسِيم الْحَدث إِلَى أكبر و متوسط و أصغر وَبِه صرح كل من ابْن عبد السَّلَام وَالزَّرْكَشِيّ فِي قَوَاعِده.

﴿جو چیزیں حدث اصغر کی وجہ سے حرام ہیں﴾

(محدث پر تین چیزیں حرام ہوتی ہیں) جو حدث اصغر والا ہو اور غالب یہی مراد ہوتا ہے اطلاق کے وقت اور اصح یہ ہیکہ یہ اعضاء اربعہ کے ساتھ خاص ہے اس لئے کہ دھونے اور مسح کرنے کا وجوب دونوں انہیں کے ساتھ خاص ہیں اور یہ کہ اعضاء مغسول میں ہر عضو کا حدث اس کو دھونے سے رفع ہوتا ہے اور اعضاء ممسوح میں اس کا مسح کرنے سے، البتہ حرام قرار دیا گیا ہے اس عضو کو دھونے کے بعد اس سے مصحف کو چھونا طہارت تام ہونے سے قبل اس لئے کہ اس کو متطہر نہیں کہا جاتا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لایمسہ الخ (سورہ واقعہ: ۷۹) اس کو وہی چھوتے ہیں جو پاک بنائے گئے ہیں۔ اور وہ تین چیزیں یہ ہیں **(نماز پڑھنا، طواف کرنا، مصحف کو چھونا اور اس کو اٹھانا)** اس حکم کے مطابق جس کا بیان ان تینوں میں سے ہر ایک کے بارے میں گزر چکا مایحرم بالحیض سے متعلق کلام میں۔

تنبیہ: کلام مصنفؒ سے حدث کی تقسیم معلوم ہوئی: اکبر، متوسط اور اصغر اور اس کی صراحت کی ہے ابن عبد السلامؒ اور زرکشیؒ میں سے ہر ایک نے اپنے قواعد میں۔

﴿خَاتِمَة﴾

فِيهَا مسَائِل منثورة مهمة: يحرم على الْمُحدث وَلَو أَصْغَر مس خريطة وصندوق فيهمَا مصحف و الخريطة وعَاء الكيس من أَدَم أَو غَيره وَلَا بُد أَن يكونَا معدين للمصحف كَمَا قَالَه ابْن الْمقري لِأَنَّهُمَا لما كَانَا معدين لَهُ كَانَا كالجلد وَإِن لم يدخلا فِي بَيْعه و العلاقة كالخريطة أما إِذا لم يكن الْمُصحف فيهمَا أَو هُوَ فيهمَا وَلم يعدا لَهُ لم يحرم مسهما وَيحرم مس مَا كتب لدرس قُرْآن وَلَو بعض آيَة كلوح لِأَن الْقُرْآن قد أثبت فِيهِ للدراسة فَأشبه الْمُصحف أما مَا كتب لغير الدراسة كالتميمة وَهِي ورقة يكْتب فِيهَا شَيْء من الْقُرْآن وَتعلق على الرَّأْس مثلا للتبرك وَالثيَاب الَّتِي يكْتب عَلَيْهَا وَالدَّرَاهِم فَلَا يحرم مَسهَا وَلَا حملهَا لِأَنَّهُ صلى الله عَلَيْهِ وَسلم كتب

كتابا إِلَى هِرقل وَفِيه {يَا أهل الْكتاب تَعَالَوْا إِلَى كلمة سَوَاء بَيْننَا وَبَيْنكُم} الْآيَة وَلم يَأْمر حاملها بالمحافظة على الطَّهَارَة وَيكرهُ كِتَابَة الحروز وتعليقها إِلَّا إِذا جعل عَلَيْهَا شمعا أَو نَحوه وَيندب التطهر لحمل كتب الحَدِيث ومسها وَيحل للمحدث قلب ورق الْمُصحف بِعُود وَنَحْوه قَالَ فِي الرَّوْضَة لِأَنَّهُ لَيْسَ بحامل وَلَا مَاس وَيكرهُ كتب الْقُرْآن على حَائِط وَلَو لمَسْجِد وَثيَاب وَطَعَام وَنَحْو ذَلِك وَيجوز هدم الْحَائِط وَلبس الثَّوْب وَأكل الطَّعَام وَلَا تضر ملاقاته مَا فِي الْمعدة بِخِلَاف ابتلاع قرطاس عَلَيْهِ اسْم الله تَعَالَى فَإِنَّهُ يحرم عَلَيْهِ.

وَلَا يكره كتب شَيْء من الْقُرْآن فِي إِنَاء ليسقى مَاؤُهُ للشفاء خلافًا لما وَقع لِابْنِ عبد السَّلَام فِي فَتَاوِيهِ من التَّحْرِيم وَأكل الطَّعَام كشرب المَاء لَا كَرَاهَة فِيهِ وَيكرهُ إحراق خشب نقش بِالْقُرْآنِ إِلَّا إِن قصد بِهِ صيانته فَلَا يكره كَمَا يُؤْخَذ من كَلَام ابْن عبد السَّلَام وَعَلِيهِ يحمل تحريق عُثْمَان رَضِي الله تَعَالَى عَنهُ الْمَصَاحِف.

وَيحرم كتب الْقُرْآن أَو شَيْء من أَسْمَائِهِ تَعَالَى بِنَجس أَو على نجس ومسه بِهِ إِذا كَانَ غير مَعْفُو عَنهُ كَمَا فِي الْمَجْمُوع لَا بطاهر من مُتَنَجّس وَيحرم الْمَشْي على فرَاش أَو خشب نقش بِشَيْء من الْقُرْآن وَلَو خيف على مصحف تنجس أَو كَافِر أَو تلف بِنَحْوِ غرق أَو ضيَاع وَلم يتَمَكَّن من تطهره جَازَ لَهُ حمله مَعَ الْحَدث فِي الْأَخِيرَة وَوَجَب فِي غَيرهَا صِيَانة لَهُ كَمَا مرت الْإِشَارَة إِلَيْهِ وَيحرم السّفر بِهِ إِلَى أَرض الْكفَّار إِن خيف وُقُوعه فِي أَيْديهم وتوسده وَإِن خَافَ سَرقته وتوسد كتب علم إِلَّا لخوف من نَحْو سَرقَة نعم إِن خَافَ على الْمُصحف من تلف بِنَحْوِ غرق أَو تنجس أَو كَافِر جَازَ لَهُ أَن يتوسده بل يجب عَلَيْهِ وَيندب كتبه وإيضاحه ونقطه وشكله وَيمْنَع الْكَافِر من مَسّه لَا سَمَاعه وَيحرم تَعْلِيمه وتعلمه إِن كَانَ معاندا وَغير المعاند إِن رُجي إِسْلَامه جَازَ تَعْلِيمه وَإِلَّا فَلَا وَتكره الْقِرَاءَة بِفَم مُتَنَجّس وَتجوز بِلَا كَرَاهَة بحمام وَطَرِيق إِن لم يلته عَنْهَا وَإِلَّا كرهت.

﴿خاتمہ﴾

﴿یعنی: اس فصل کا آخر و انتہاء﴾

اس میں مختلف اہم مسائل ہیں: محدث پر حرام ہے اگر چہ حدث اصغر لاحق ہو اس خریطہ اور صندوق کو چھونا جس میں قرآن ہو، اور خریطہ (یعنی) چمڑے یا غیر چمڑے کا

برتن (یعنی تھیلی) اور ضروری ہیکہ وہ دونوں قرآن کے لئے بنائیں گئے ہوں جیسا کہ ابن مقری نے اس کو بیان کیا ہے اس لئے کہ یہ دونوں جب اس کے لئے بنائیں گئے ہوں تو وہ دونوں جلد کی طرح ہوں گے اگرچہ وہ دونوں اس کی بیع میں داخل نہ ہوں گے، اور علاقۃ (حکم میں) خریطہ کی طرح ہے (علاقہ یعنی: وہ چیز جس سے تلوار یا اس کے مانند چیز کو لٹکایا جائے) بہر حال جب ان دونوں میں مصحف نہ ہو یا مصحف ان میں ہو اور وہ دونوں مصحف کے لئے نہ بنائیں گئے ہوں تو ان کو چھونا حرام نہ ہو گا اور جو درس قرآن کے لئے لکھا گیا اس کو چھونا حرام ہے اگرچہ بعض آیت جیسے تختی اس لئے کہ قرآن اس میں سیکھنے سکھانے کے لئے لکھا گیا لہذا وہ مصحف کے مشابہ ہوا بہر حال جو غیر دراسہ کے لئے لکھا گیا جیسے تعویذ اور یہ وہ ورق ہے جس میں قرآن میں سے کچھ لکھا جائے اور مثلا سر پر تبرک کے لئے لٹکایا جائے اور وہ کپڑے جن پر لکھا جائے اور دراہم نہ ان کو چھونا حرام ہے اور نہ اٹھانا اس لئے کہ آپ ﷺ نے ہرقل کی طرف (جو روم کا بادشاہ تھا) ایک خط لکھا اور اس میں یہ آیت مکتوب تھی: یا ھل الکتٰب الخ۔ (سورہ آل عمران:۶۴) اے اہل کتاب آؤ ایک بات کی طرف جو برابر ہے ہم میں اور تم میں۔ لیکن آپ ﷺ نے اس کے حامل کو طہارت کی محافظت کا حکم نہیں فرمایا (دِرهَم، دِرهِم اور درهام: چاندی کے سکہ کو کہتے ہیں جو معاملہ کے لئے ڈھالے جاتے تھے اور یہ یونانی کلمہ ہے، [الدِرهَم و الدرهِم و الدرهام] قطعة من فضة مضروبة للمعاملة، والكلمة يونانية، ج: دراهم، والدراهم عند المولدين تطلق على النقود جميعا۔ (منجد الطلاب:۱۹۷) (دِرهَم، دِرهِم اور درهام: چاندی کا سکہ جو معاملہ کے لئے بنایا گیا اور کلمۂ یونانی ہے، ان کی جمع دراہم ہے اور دراہم مولدین کے نزدیک تمام نقود پر بولا جاتا ہے، اس کے مختلف نام ہیں: (۱) درہم شرعی (۲) درہم بغلی (۳) درہم خوارزی (۴) درہم طبری) (الایضاح والتبیان فی معرفۃ المکیال والمیزان) اور مکروہ ہے قرآن کے حروف لکھنا اور اسے لٹکانا مگر جبکہ اس پر موم یا اس

جیسی چیز لگادے اور مندوب ہے پاک ہونا کتب حدیث کو اٹھانے اور چھونے کے لئے اور محدث کے لئے حلال ہے مصحف کے ورق کو پلٹنا لکڑی اور اس کے مانند چیز سے، روضہ میں بیان کیا ہے: اس لئے کہ یہ نہ اٹھانا ہے اور نہ چھونا ہے اور مکروہ ہے قرآن کو لکھنا دیوار پر اگرچہ مسجد کی اور کپڑوں اور کھانے اور اس کے مانند چیز (پر) اور جائز ہے اس دیوار کو منہدم کرنا، اس کپڑے کو پہننا اور اس کھانے کی چیز کو کھانا اور جو کچھ معدہ میں ہے اس سے طعام کا ملنا مضر نہیں اس کے بر خلاف اس کاغذ کو نگلنا جس پر اللہ تعالیٰ کا نام ہو اس پر حرام ہو گا اور مکروہ نہیں ہے قرآن میں سے کچھ لکھنا برتن میں تا کہ اس کا پانی شفاء کے لئے پیا جائے یہ اس کے خلاف ہے جو ابن عبد السلام کے فتاوی میں واقع ہے یعنی حرمت، اور طعام کو کھانا پانی پینے کی طرح ہے، اس میں کراہت نہیں ہے اور اس لکڑی کو جلانا مکروہ ہے جس کو قرآن سے منقش کیا گیا ہو مگر یہ کہ جلانے سے قصد اس کی حفاظت ہو تو مکروہ نہیں جیسا کہ ابن عبد السلام کے کلام سے اخذ کیا گیا ہے اور اسی پر محمول کیا جائے گا حضرت عثمانؓ کا مصاحف کو جلانا۔

اور حرام ہے قرآن کو یا اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے کچھ لکھنا نجس چیز سے یا نجس چیز پر اور اس کو اس سے چھونا جبکہ وہ غیر معفوعنہ ہو جیسا کہ مجموع میں ہے، متنجس بدن والے کا عضو طاہر سے اس کو چھونا حرام نہیں ہے (لیکن مکروہ ہے) اور حرام ہے چلنا اس فراش یا لکڑی پر جس کو منقش کیا گیا ہو قرآن کے کچھ حصہ سے اگر مصحف پر خوف ہو ناپاک ہونے یا کافر کا یا تلف ہونے کا جیسے ڈوبنے کا یا ضائع ہونے کا (جیسے مسلم سارق کے لیجانے کا) اور اسے طہارت کی قدرت نہ ہو تو اس کے لئے جائز ہو گا اس کو اٹھانا حدث کے باوجود اخیری صورت میں اور اخیری صورت کے علاوہ میں واجب ہو گا قرآن کی حفاظت کے پیش نظر جیسا کہ اس کی طرف اشارہ گزر چکا، اور قرآن کو لیکر کفار کے زمین کی طرف سفر کرنا حرام ہے اگر قرآن ان کے ہاتھوں میں چلے جانے کا خوف ہو اور قرآن کو تکیہ بنانا

(حرام ہے) اگرچہ اس کی چوری کا خوف ہو اور علمی کتابوں کو تکیہ بنانا (حرام ہے) مگر خوف کی بناء پر (حرام نہ ہو گا) جیسے چوری ہاں اگر مصحف پر خوف ہو غرق جیسی چیز سے تلف کا یا ناپاک ہونے یا کافر کا تو اس کے لئے جائز ہو گا کہ وہ اس کو تکیہ بنائے بلکہ اس پر واجب ہو گا اور مندوب ہے قرآن کو لکھنا، اس کی وضاحت کرنا، اس پر نقطے اور اعراب لگانا، اور کافر کو منع کیا جائے گا اس کو چھونے سے نہ کہ سننے سے اور حرام ہے اس کو سکھانا اور اس کا سیکھنا اگر وہ معاند ہو اور غیر معاند اگر اس کے اسلام لانے کی امید ہو تو جائز ہو گا اس کو سکھانا ورنہ نہیں، اور ناپاک منہ سے پڑھنا مکروہ ہے اور بلا کراہت جائز ہے غسل خانہ اور راستہ میں اگر قراءت سے اس کا دھیان نہ ہٹے ورنہ مکروہ ہو گی۔

﴿مس الْمُصحف للصَّغِير﴾

وَلَا يجب منع الصَّغِير الْمُمَيز من حمل الْمُصحف واللوح للتعلم إِذا كَانَ مُحدثا وَلَو حَدثا أكبر كَمَا فِي فَتَاوَى النَّوَوِيّ لحَاجَة تعلمه ومشقة استمراره متطهرا بل ينْدب وَقَضِيَّة كَلَامهم أَن مَحل ذَلِك فِي الْحمل الْمُتَعَلّق بالدراسة فَإِن لم يكن لغَرَض أَو لغَرَض آخر منع مِنْهُ جزما كَمَا قَالَه فِي الْمُهِمَّات وَإِن نازع فِي ذَلِك ابْن الْعِمَاد أما غير الْمُمَيز فَيحرم تَمْكِينه من ذَلِك لِئَلَّا ينتهكه وَالْقِرَاءَة أفضل من ذكر لم يخص بِمحل فَإِن خص بِهِ بِأَن ورد الشَّرْع بِهِ فِيهِ فَهُوَ أفضل مِنْهَا وَينْدب أَن يتَعَوَّذ لَهَا جَهرا إِن جهر بهَا فِي غير الصَّلَاة أما فِي الصَّلَاة فيسر مُطلقًا ويكفيه تعوذ وَاحِد مَا لم يقطع قِرَاءَته بِكَلَام أَو فصل طَوِيل كالفصل بَين الرَّكْعَات وَأَن يجلس وَأَن يسْتَقْبل أى الْقبْلَة وَأَن يقْرَأ بتدبر وخشوع وَأَن يرتل وَأَن يبكي عِنْد الْقِرَاءَة وَالْقِرَاءَة نظرا فِي الْمُصحف أفضل مِنْهَا عَن ظهر قلب إِلَّا إِن زَاد خشوعه وَحُضُور قلبه فِي الْقِرَاءَة عَن ظهر قلب فَهِيَ أفضل فِي حَقه وَتحرم بالشاذ فِي الصَّلَاة وخارجها وَهُوَ مَا نقل آحادا قُرْآنًا كأيمانهما فِي قَوْله تَعَالَى {وَالسَّارِق والسارقة فَاقْطَعُوا أَيْدِيهِمَا} وَهُوَ عِنْد جمَاعَة مِنْهُم النَّوَوِيّ مَا وَرَاء السَّبْعَة أبي عَمْرو وَنَافِع وَابْن كثير وَابْن عَامر وَعَاصِم وَحَمْزَة وَالْكسَائِيّ وَعند آخَرين مِنْهُم الْبَغوِيّ مَا وَرَاء الْعشْرَة السَّبْعَة السَّابِقَة وَأبي جَعْفَر وَيَعْقُوب وَخلف قَالَه فِي الْمَجْمُوع.

وَإِذا قَرَأَ بِقِرَاءَةٍ من السَّبع اسْتحبَّ أَن يتم الْقِرَاءَة بهَا فَلَو قَرَأَ بعض الْآيَات بهَا وَبَعضهَا بغَيْرِهَا من السَّبع جَازَ بِشَرْط أَن لَا يكون مَا قَرَأَهُ بِالثَّانِيَةِ مرتبطا بِالْأولَى وَتحرم الْقِرَاءَة بعكس الْآي لَا بعكس السُّور وَلَكِن تكره إِلَّا فِي تَعْلِيم لِأَنَّهُ أسهل للتعليم.

﴿بچہ کا قرآن کو چھونا﴾

اور واجب نہیں ہے ممیز بچہ کو منع کرنا سیکھنے کے لئے قرآن اور تختی اٹھانے سے جبکہ وہ محدث ہو اگرچہ حدث اکبر جیسا کہ امام نووی ؒ کے فتاوی میں ہے، اس کے سیکھنے کی حاجت اور ہمیشہ متطہر رہنے کی مشقت کی بناء پر بلکہ مندوب ہے اور کلام فقہاء کا تقاضی یہ ہیکہ اس کا محل اٹھانے کی اس صورت سے ہے جس کا تعلق دراسہ سے ہو اگر بلا غرض ہو یا دوسری غرض کی بناء پر ہو تو یقینا اس سے منع کیا جائے گا جیسا کہ اس کو مہمات میں بیان کیا ہے اگرچہ اس بارے میں ابن عماد ؒ نے اختلاف کیا ہے، بہرحال غیر ممیز تو اسے اٹھانے کی قدرت دینا حرام ہے تاکہ اس کی بے حرمتی نہ کرے، قراءت افضل ہے اس ذکر سے جو کسی محل کے ساتھ خاص نہ ہو اگر محل کے ساتھ خاص ہو اس طور پر کہ شریعت میں ذکر وارد ہو اس محل میں تو ذکر افضل ہوگا قراءت سے اور مندوب ہیکہ قراءت کے لئے جہراً تعوذ پڑھے اگر قراءت جہرا ہو غیر نماز میں بہرحال نماز میں تو ہر صورت میں سراً پڑھے اور اسے ایک تعوذ کافی ہوگا جب تک وہ اپنی قراءت کو کلام یا فصل طویل کے ذریعہ قطع نہ کرے رکعتوں کے درمیان پائے جانے والے فصل کی طرح اور (مندوب ہے) یہ کہ بیٹھے اور رخ کرے یعنی قبلہ کی طرف اور یہ کہ تدبر اور خشوع کے ساتھ پڑھے (تدبر کا معنی ہے: غور و فکر کرنا، چیز کی حقیقت دریافت کرنا) (بیان اللسان: ۱۴۱)

﴿خشوع کا معنی﴾

الخشوع والخضوع والتوضع بمعنى واحد وفى اصطلاح اهل الحقيقة الخشوع، الانقياد للحق وقيل هو الخوف الدئم فى القلب وقيل من علامات

الخشوع ان العبد اذا غضب او خولف او رد عليه استقبل **ذلك** بالقبول (کتاب التعریفات)

خشوع، خضوع اور تواضع ہم معنی ہیں اور اہل حقیقت کی اصطلاح میں خشوع کہتے ہیں: حق کی تابعداری کو اور ایک قول یہ ہیکہ خشوع نام ہے قلب کے دائمی خوف کا اور ایک قول یہ ہیکہ خشوع کی علامات میں سے ایک علامت یہ ہیکہ بندہ جب غصہ ہو یا اس کی مخالفت کی جائے یا اس پر رد کیا جائے تو اس کو قبول کرے)

اور یہ کہ ٹھہر ٹھہر کر پڑھے اور یہ کہ قراءت کے وقت روئے (یہ عارفین کی صفت ہے) اور قرآن میں دیکھکر پڑھنا افضل ہے اس کو زبانی پڑھنے سے مگر یہ کہ اس کا خشوع اور حضور قلب زبانی قراءت کے وقت زیادہ ہو تو اس کے حق میں یہ افضل ہو گا۔ اور قراءۃ شاذ نماز میں اور خارج صلاۃ حرام ہے اور شاذ کہتے ہیں: بطریق آحاد جو قرآن نقل کیا گیا جیسے أیمانھما اللہ تعالیٰ کے قول میں: والسارق الخ۔ (سورۂ مائدہ:۳۸) اور یہ ایک جماعت کے نزدیک جن میں سے امام نوویؒ ہیں، ۷/ قراء: ابو عمرو، نافع، ابن کثیر، ابن عامر، عاصم، حمزہ اور کسائی کے علاوہ اور دوسروں کے نزدیک جن میں سے امام بغویؒ ہیں ان ۱۰/ قراء کے علاوہ سابقہ ۷/ اور ابو جعفر، یعقوب اور خلف اس کو مجموع میں بیان کیا ہے۔

جب کوئی سات قراء میں سے کسی ایک کی قراءت پڑھے تو مستحب ہیکہ وہ اس قراءت کو پوری کرے اگر اس کی بعض آیتیں اس کے مطابق پڑھے اور بعض آیتیں سات قراء میں سے کسی دوسرے قاری کی روایت کے مطابق پڑھے تو جائز ہے اس شرط کے ساتھ کہ دوسری مرتبہ پڑھا ہوا پہلے کے ساتھ مربوط نہ ہو، آیتوں کو الٹا پڑھنا حرام ہے نہ کہ سورتوں کو الٹا (پڑھنا) لیکن مکروہ ہے مگر وقت تعلیم میں اس لئے کہ یہ طریقہ تعلیم کے لئے بہت ہی آسان ہے۔

﴿القَوْل فِي حكم الْقُرْآن ونسيانه﴾

وَيحرم تَفْسِير الْقُرْآن بِلَا علم ونسيانه أَو شَيْءٍ مِنْهُ كَبِيرَة وَالسّنة أَن يَقُول أنسيت كَذَا لَا نَسِيته، إِذْ لَيْسَ هُوَ فَاعل النسْيَان وَينْدب ختمه أول نَهَار أَو ليل وَالدُّعَاء بعده وحضوره والشروع بعده فِي ختمة أُخْرَى وكثرة تِلَاوَته وَقد أفرد الْكَلَام على مَا يتَعَلَّق بِالْقُرْآنِ بالتصانيف وَفِيمَا ذكرته تذكرة لأولي الْأَلْبَاب.

﴿قرآن کے اور اس کو بھولنے کے حکم کے بارے میں کلام﴾

بلا علم قرآن کی تفسیر کرنا حرام ہے، اس کو بھولنا یا اس کے کچھ حصہ کو گناہ کبیرہ ہے اور سنت ہیکہ کہے: مجھے یہ بھلا دیا گیا نہ کہ میں اسے بھول گیا اس لئے کہ وہ خود نسیان کا فاعل نہیں ہے اور مندوب ہے قرآن کو ختم کرنا دن یا رات کے شروع میں اور اس کے بعد دعاء کرنا (اور ختم قرآن کے دن روزہ رکھنا مؤکد ہے) اور ختم قرآن کی مجلس میں حاضر ہونا اور ختم قرآن کے بعد دوسرے ختم کو شروع کرنا اور تلاوتِ قرآن کی کثرت کرنا اور یہ کلام متعلقات قرآن کے سلسلہ میں علیحدہ کلام کیا گیا ہے تصانیف میں (یعنی خاص متعلقات قرآن کے لئے کتابیں لکھی گئی ہیں جس میں اور کچھ نہیں ہے) اور جو کچھ میں نے ذکر کیا اس میں نصیحت ہے عقل والوں کے لئے۔

کتاب الصلاۃ ان شاء اللہ جلد دوم میں آئے گی